LABEL

حیات حمیدیہ کامل ۳ جلدیں

12/-

قواسم

قواسم

قیمت فی نسخہ

حیات حمیدیہ

یعنے

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبدالحمید خان غازی

والی روم کے سوانح عمری

مرتبہ میرزا حیرت دہلوی

کرزن پریس دہلی واقع شاہگنج میں چھپی

حیاتِ حمیدیہ

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم اُس عالیجاہ سلطان کے سوانح عمری شروع کرتے ہیں جس سے بہتر ترکی تخت پر نہیں بیٹھا۔ وہ سپاہی بھی ہے اور حکیم بھی ہے مولوی بھی ہے اور فقیر بھی ہے اس میں اپنے باپ داداؤں کی کل صفتیں ودیعت ہوئی ہیں اور تمام گزشتہ سلاطین کا عطر ہے اب تک جو کچھ اس عالیجاہ سلطان کی نسبت لکھا گیا وہ ناکامل ہی نہیں ہے بلکہ اکثر مقامات پر غلط بھی ہے زندگی کے واقعات قلمبند کرنے کا طریقہ کچھ ایسا کٹھن ہے کہ ہر شخص اُس پر حاوی نہیں ہو سکتا اور ہر مصنف کا کام نہیں ہے کہ اُسے اخیر تک خوش اسلوبی سے نبھائے۔ ہم نے التزام کیا ہے کہ تمام واقعات کا ایسا سچا نقشہ کھینچ دیں کہ ہر ایک بات آنکھوں سے معلوم ہونے لگے اور ہر ناظر اخبار جس وقت چاہے ترکی کی گزشتہ اور موجودہ حالت کا آسانی سے موازنہ کرے۔ ابھی تک اس سلطان کی سوانح عمری اردو میں نہیں طبع ہوئی نہ تفصیل وار نہ اختصار کے طور پر۔ ہاں بعض انگریزی کتب کا ت[illegible] جن میں موجودہ ترکی کی ترقیوں کا ذکر ہے مگر ایسی کتابیں عام مذاق کو پورا نہیں کر سکتیں اور چونکہ یورپی اور ہندی خیا[illegible] میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لئے اُن خیالات کی تحریریں زیادہ مرغوب نہیں ہوتیں۔ ہم نے سلطان المعظم کے حالات قلمبند کرنے کا بڑا بھاری انتظام کیا ہے۔ ہم نے علاوہ اپنے ذاتی تجربہ کے بہت سا مصالح [illegible] معتبر عربی [illegible] ذرایع سے بھی حاصل کیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس سے زیادہ بالتفصیل سوانح عمری شاید برسوں تک [illegible] سکیں اور

آئندہ نہ کسی کو قلم اُٹھانے کی ضرورت رہے گی۔

یہ دکھایا جائے گا کہ سلطان المعظم کی تخت نشینی سے پہلے ترکی سلطنت کی کیا کیفیت تھی اُس کے ہر صیغہ کا انتظام کیسا تھا خزانہ کی کیا حالت تھی۔ فوج کتنی تھی۔ یلدز محل میں کون حکومت کر رہا تھا۔ افسروں اور شیخ الاسلام کے کیا خیالات تھے یورپ کا کس قدر قرضہ تھا۔ کیا کیا سازشیں ہو رہی تھیں وغیرہ وغیرہ پھر سلطان نے تخت پر بیٹھتے ہی کونسا خونی منظر دیکھا اور اُس خونی منظر کو کہاں تک نبھایا روسی جنگ کا اصلی راز کیا تھا اور کس بنا پر جنگ کی گئی تھی۔ جنگ سے پہلے ترکی میں سلطان کی آنکھوں کے آگے کیا کیا حادثے گزر گئے۔ اور سلطان نے کس ثابت قدمی سے اُن کا مقابلہ کیا سلطان کیوں نہیں روسیہ کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کے سرگروہ ہو کے میدان جنگ میں نکلے اُنہوں نے فوج کو رخصت کرتے وقت کیا فرمایا تھا۔ جنگ کا اصلی راز کیا تھا اور کس پیمانہ پر جنگ ہو رہی تھی۔ روسیہ تنہا ہی تھا یا اُسکا کوئی اور بھی مددگار تھا اور ترکی فوجوں کو ایمانداری کی شکست ہوئی یا بے ایمانی کی کیا کیا خرابیاں تھیں جن سے ترکی افواج نے چشم زخم اُٹھائی۔ جنگ کا خاتمہ کیونکر ہوا اور روسیہ ایڈریانوپل تک کس لئے بڑھ آیا تھا اور اس کا منشا کیا تھا۔ ترکی اور روسیہ میں خود ہی صلح ہو گئی یا کوئی دوسری سلطنت بیچ میں پڑی جنگ کے ختم ہونے کے بعد برلن کے معاہدہ میں ترکی حقوق کس بیدردی سے غصب کئے گئے اور ترکی کو جھبرا کرنے کے لئے کون کون سی دولت زیادہ زور دے رہی تھی۔ کیا معاہدہ ہوا اُس کی کیا شرطیں ہیں اور سابق کے معاہدوں سے اُس کا کیا تطابق ہے اور کون کون سی شرطیں ترکی کے حق میں مفید اور کون کونسی مضر۔

عہدنامہ سے فراغت ہونے کے بعد سلطان نے کس کرب اور بالکلیہ بربادی کی حالت میں ترکی کو دیکھا۔ انتظام کی خرابی محکمہ جات کی تباہی تجارت کا ستیاناس افواج کی ردی حالت کس درجہ تک پہنچ گئی تھی اور پھر اس اولوالعزم سلطان نے کیا کیا اور بنجر زمین پر کس صورت سے تروتازہ باغ لگا دیا۔

جو کچھ ہم لکھیں گے یہ اُن بالتفصیل حالات کا بہت ہی مختصر و لفظی فوٹو ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بکثرت باتیں لکھی جائینگی اور حتے الوسع کوشش کی جائے گی کہ کسی امر کی بھی فروگذاشت نہ ہو اور ایک حد تک یہ سوانح عمری ایسے کامل ہو کہ ان حالات میں دوسری کتاب دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

اُن سب باتوں کے علاوہ سلطان المعظم کے ذاتی حالات پر مشرح بحث کی جائے گی۔ اور اُن کی زندگی کا ہر پہلو دکھایا جائے گا بتایا جائے گا کہ سلطان محل میں کیوں کر زندگی بسر کرتے ہیں اُن کے رہنے کے کمرے کیسے ہیں کیا اُنہیں بھی مثل اپنے سابق حکمرانوں کے اُس وقت تک نیند ہی نہیں آتی جب تک مہ جبینان سرکیشیا پیر نہ دبائیں کیا سلطان المعظم کی بھی مثل سابق سلاطین کے حرم میں ہیں کیا سلطان کی بیویاں کئی کئی ہیں یا ایک ہی ہے سلطان کے بچے کتنے ہیں اور اُن کی تعلیم و رکھ رکھاؤ کا کیا حال ہے۔ سلطان نے کیا کیا پڑھا ہے اور آپ کون کونسی زبانیں آتی ہیں۔ سلطان کی خوراک کیا ہے اور سلطان کس چیز سے

زیادہ مذاق رکھتے ہین اُن کے وقت کی تقسیم کیا ہے اور اُن کا برتاؤ وزرا۔ امرا۔ فقرا۔ علما۔ سفرا اور اجانب سے کیسا ہے وغیرہ وغیرہ ہمین اُمید ہے کہ مسلمان بہت شوق سے دیکھین گے اور اُنہین معلوم ہوگا کہ اسلام کی اس انتہائی نکبت اور تنزل کے زمانہ مین بھی ایسے روشن دماغ حکمران موجود ہین ہمین سلطان المعظم کے سوانح عمری ترتیب دینے کی اسلیئے زیادہ ضرورت ہوئی کہ آجکل جبکہ ہمان شمان کی سوانح عمریان لکھی جارہی ہین اور معمولی آدمیون کو آسمان چڑھایا جارہا ہے اُن کے مقابلہ مین تو بہت ہی ضروری تھا کہ ایسے شخص کے حالات قلمبند کئے جائین جس نے ایک عظیم اسلامی سلطنت کو برباد ہونے سے بچالیا۔ اور ظالم روسیہ کے ہاتھ سے مقدس مقامات کی عزت رکھلی۔ صدیون پر صدیان گزرنے کے بعد زمانہ اس جیسا ایک شخص پیدا کرتا ہے اور اسکے گزرنے کے بعد پھر اس جیسے شخص کے پیدا کرنے کیلیئے زمانہ مدید درکار ہوتا ہے اس سلطان کی ادنےٰ عقلمندی کی یہی مثال بس ہے کہ اُس نے دشمنون کو بھی اپنا دوست بنالیا۔ مصری خدیو کیا تو سلاطین عثمانیہ کے باجگزار رہے یا خود مختار ہوئے تو آپس مین دشمنی پڑگئی مگر موجودہ سلطان کی خاص حکمت عملی پر آفرین ہے کہ اس نے مصر سے خراج بھی لیا اور خدیو کو بھی اپنا بنالیا۔ بڑا کام جو اس سلطان نے اپنی زندگی مین (خدا اُس کی زندگی مین ترقی دے) کیا وہ یہ ہے کہ اُس نے پھر نئے سرے سے عثمانیون مین قدیم قومیت کی روح پھونکدی اور اسلام کی مختلف قومون پر اتحاد کی ضرورت کو ظاہر کردیا یہ فی الحقیقت ایک بڑی کامیابی ہے جو سلطان المعظم کو اپنی عمر مین حاصل ہوئی اور جس کے مفصل حالات ہم اسی سوانح عمری مین لکھین گے۔

ای سالک راہ کرم وے مالک خیل اُمم　　عالی علم والا ہمم فرخندہ فر فرخ شیم
نصرت قرین کشور کشا لشکر شکن گیتی پناہ　　در زور و طاقت تہمتن در معرکہ ثابت قدم
ناظر بہر علم و عمل ناقد بہر کذب و دغل　　بحر عطا کان ہمم ابر سخا فیض اعم
آن بادشاہ دین پناہ آن زیب تخت و کلاہ　　آنحضرت ظل آلہ آن سرور خیل اُمم
شاہنشہ ترکی زمین یعنی امیر المومنین　　عبد الحمید پاک دین سلطان اعظم محترم
آن بر سر تخت آمدہ از یاری بخت آمدہ　　یا بازوئے سخت آمدہ رستم توان دارا خدم
آباد خلق از داد تو شاداند از طبع شاد تو　　محو سبا کیاد تو روم و عرب ہند و عجم
سلطان دیجاہ آمدی قیصر لقب شاہ آمدی　　با روئی چون ماہ آمدی ای شہریار محترم
نصرت طرازی گومیت عابد نمازی گومیت　　سلطان غازی گومیت از دل باخلاص اتم
ای حامی صدق و صفا ای نامی اہل سخا　　از روئی تو نور وفا وز خوئی تو بوے کرم
سرمایہ جم جام تو طبع مکرم رام تو　　از برق صمصام تو برکندہ شد بیخ ستم
عہد ازل پیمانہ ات فیض ابد کاشانہ ات　　خوشبو عبادتخانہ ات پر نور محراب حرم

دفع بلا همینی به خود حفظ خدا اینستی تجود
هر مدعا همینی به خود حاصل ز سعی همت و کرم

دایم همای دین و داد از رحمت رب العباد
بگشاد و پرها شاد شادای بر سرت هما صبحدم

رای کریمت روز و شب آمیخت با اهل ادب
ترویج قانون طرب تردید آیین الم

از جود تو علم الیقین با ظهر کهین و مهین
یکدست تو دنیا و دین دست دگر جاه و حشم

سمت الهی سینه‌ات ارژنگ چین آیینه‌ات
کان گهر گنجینه‌ات ای ذی کمال محترم

اقبال و دولت رام تو واجب‌ترین اکرام تو
ناموس دین از نام تو ای دین پناه مغتنم

عمرت ز عالم بیشتر بختت بعالم ابهر
عدل تو یک عالم بسر افگنده از تیغ و دوم

گردت امیران نوا اقبال پشت رهنما
یکجانیت کوس و درا یکجانیت طوع و علم

افتاده در راه توام مدحت گر جاه توام
از دل هوا خواه توام اینک با امید کرم

جدول خلاصۂ تواریخ سلاطین روم تا عہد سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ و حشمتہ

نمبر	اسمائے سلاطین	سنہ ولادت	سنہ جلوس	مدت سلطنت	مدت عمر	سنہ وفات
۱	سلطان عثمان خان اول	۶۵۷ ہجری	۶۹۹	۲۷	۶۹	۷۲۶
۲	سلطان ارخاں	۶۸۷	۷۲۶	۳۵	۷۵	۷۶۱
۳	سلطان مراد خاں اول	۷۲۶	۷۶۱	۳۱	۶۵	۷۹۱
۴	سلطان یزید خاں اول	۷۶۱	۷۹۱	۱۴	۴۴	۸۰۵
۵	سلطان محمد خان اول	۷۸۱	۸۱۶	۸	۴۳	۸۲۴
۶	سلطان مراد خاں ثانی	۸۰۶	۸۲۴	۲۶	۴۹	۸۵۵
۷	سلطان محمد خاں ثانی	۸۳۳	۸۴۲	۳۶	۵۳	۸۸۶
۸	سلطان بایزید خاں ثانی	۸۵۱	۸۸۶	۳۲	۶۷	۹۱۸
۹	سلطان سلیم خان اول	۸۷۲	۹۱۸	۸ ۸ ماہ	۵۴	۹۲۶
۱۰	سلطان سلیمان خاں اول	۹۰۰	۹۲۶	۴۸	۷۴	۹۷۴
۱۱	سلطان سلیم خاں ثانی	۹۲۹	۹۷۴	۸	۵۳	۹۸۲
۱۲	سلطان مراد خاں ثالث	۹۵۳	۹۸۲	۲۰ ۸ ماہ	۵۰	۱۰۰۳
۱۳	سلطان محمد خاں غازی ثالث	۹۷۴	۱۰۰۳	۹	۳۸	۱۰۱۲
۱۴	سلطان احمد خاں اول	۹۹۸	۱۰۱۲	۱۴	۲۸	۱۰۲۶
۱۵	سلطان مصطفیٰ خاں اول	۱۰۰۰	۱۰۲۶	۱ ۳ ماہ	۳۲	۱۰۳۲
۱۶	سلطان عثمان خاں ثانی	۱۰۱۳	۱۰۲۷	۴	۱۸	۱۰۳۱

نمبر	اسمائے سلاطین	سنہ ولادت	سنہ جلوس	مدت سلطنت	مدت عمر	سنہ انتقال
۱۷	سلطان مرادخاں رابع	۱۰۲۰ھ	۱۰۳۲	۱۷	۲۹	۱۰۴۹
۱۸	سلطان ابراہیم خاں اوّل	۱۰۲۴	۱۰۴۹	۸ ۹ ماہ	۳۴	۱۰۵۸
۱۹	سلطان محمدخاں رابع	۱۰۵۱	۱۰۵۸	۴۱	۵۳	۱۱۰۴
۲۰	سلطان سلیمان خاں ثانی	۱۰۵۲	۱۰۹۹	۸ ۳ ماہ	۵۰	۱۱۰۲
۲۱	سلطان احمدخاں ثانی	۱۰۶۲	۱۱۰۲	۸ ۳ ماہ	۴۴	۱۱۰۶
۲۲	سلطان مصطفےٰ خاں ثانی	۱۰۷۴	۱۱۰۶	۸ ۸ ماہ	۴۲	۱۱۱۶
۲۳	سلطان احمدخاں ثالث	۱۰۸۴	۱۱۱۵	۲۸	۶۵	۱۱۴۹
۲۴	سلطان محمودخاں اول	۱۱۰۸	۱۱۴۳	۲۵	۶۰	۱۱۶۸
۲۵	سلطان عثمان خاں ثالث	۱۱۱۲	۱۱۶۸	۳	۵۹	۱۱۷۱
۲۶	سلطان مصطفےٰ خاں ثالث	۱۱۲۹	۱۱۷۱	۱۷	۵۸	۱۱۸۷
۲۷	سلطان عبدالحمید خاں اول	۱۱۳۷	۱۱۸۷	۱۶	۶۶	۱۲۰۳
۲۸	سلطان سلیم خاں ثالث	۱۱۷۵	۱۲۰۳	۱۹	۴۸	۱۲۲۳
۲۹	سلطان مصطفےٰ خاں رابع	۱۱۹۳	۱۲۲۳	۱	۳۰	۱۲۲۳
۳۰	سلطان محمودخاں ثانی	۱۱۹۹	۱۲۲۳	۳۲	۵۶	۱۲۵۵
۳۱	سلطان عبدالمجید خاں	۱۲۳۹	۱۲۵۵	۲۲	۳۸	۱۲۷۷
۳۲	سلطان عبدالعزیز خاں	۱۲۴۶	۱۲۷۷	۱۶	۴۷	۱۲۹۳
۳۳	سلطان مرادخاں خامس	۱۲۵۶	۱۲۹۳	۳ ماہ	۰	عزلت گزین حال
۳۴	سلطان عبدالحمیدخاں ثانی	۱۲۵۸	۱۲۹۳	۰	۰	تخت نشین حال

پہلا باب

پیدایش سفر تخت نشینی

آپ ۲۱ ستمبر ۱۸۴۲ء مین پیدا ہوئے آپ سلطان عبدالمجید کے مجھلے بیٹے ہین آپ کی تعلیم ترکی قدیم اصول کے مطابق مطلق نہین ہوئی، نہ آپکو جہانداری کے قواعد سکھائے گئے نہ کسی فوج کا سرگروہ بنا کے مہم پر بھیجا گیا نہ کسی صوبہ کا والی بنایا گیا اور نہ سلطنت کی کچھ تعلیم ہوئی ترکی مین پہلے یہ قاعدہ تھا کہ شاہزادے مثل سپاہیون کے کام کرکے بتدریج اعلےٰ عہدے حاصل کرتے تھے اور اس صورت سے وہ ملکداری مین بڑے تجربہ کار ہو جاتے تھے مگر قریب قریب یکصدی سے یہ طریقہ بدل گیا اور شہزادے معمولی تعلیم کے سوا اور کچھ نہین حاصل کرتے اسی آخر الذکر طریقہ پر سلطان المعظم کی پرورش ہوئی خانگی تعلیم نے کوئی اعلےٰ درجہ کا دماغ ان مین نہین پیدا کیا۔ اگرچہ آپکا سلطنت مین کوئی حق نہین تھا کیونکہ سلطان وقت کا بھائی تاج و تخت کا مالک ہوا کرتا ہے مگر گھٹی ہی مین فطرت آپسے وعدہ کر چکی تھی کہ ضرور سلطانی تاج تیرے سر پر رکھا جائیگا اسلئے ضرور تھا کہ آپکی ذات مین وہی صفات ودیعت ہوتین جو ایک حکمران کیلئے ضروری اور لازمی ہوتی ہین مراد کے ہوتے کبھی کسیکو خیال بھی نہ آسکتا تھا کہ عبدالحمید سلطان بنائے جائینگے مگر خدا کے کامون کا کسیکو علم بھی نہین ہوتا اور کوئی نہین کہسکتا کہ کل کیا ہوگا ترکی مین قاعدہ ہے کہ بھائی ولیعہد ہوتا ہے اور اگر بھائی نہو تو بھتیجا بنایا جاتا ہے سلطان عبدالعزیز کے بعد اگر کسیکا حق تھا تو وہ مراد تھا لیکن خدا تعالے کے ہان اسکا فیصلہ ہو چکا تھا کہ عبدالحمید جسکی طرف کسیکو خیال بھی نہین ہے اور جسکا کوئی حق سلطنت مین نہین گنا جاتا سلطان قرار دیا جائیگا آپ ۲۵ برس کی عمر مین اپنے چچا سلطان عبدالعزیز کیساتھ لنڈن گئے تھے اور یہان سلطان کو ترکی اور یورپی معاملات سیاسی کے مقابلہ کرنے کا بہت اچھا موقع ملا تھا۔ اگرچہ عبدالحمید کو خود بھی اس کا یقین نہ تھا کہ مین سلطان بنایا جاؤنگا۔ پھر بھی اس نوجوان شہزادے نے بہت غور سے یورپ کی ترقیون کو دیکھا قومیت کا وہ جوش ملاحظہ کیا جو ترکون مین ایکصدی سے سرد ہو چکا تھا صنعت و حرفت کی ترقی اور علوم و فنون کے عام رواج نے آیندہ سلطان کے دل پر بہت ہی اثر کیا اور سلطان نے دل ہی دل مین فیصلہ کر لیا کہ اگر انہی اصول پر سلطنت ترکی کی بنیاد ڈالی جائے تو بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے مگر ان خیالات کو عملی صورت مین کرنا ابھی بہت دور تھا اور نہین خیال ہو سکتا تھا کہ ایکدن یہ کل خیالات پورے ہونگے سلطنت مین زندہ روح پھونکی جائیگی۔

سلطان عبدالعزیز کی لنڈن مین بہت ہی خاطرداری ہوئی تھی کیونکہ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ترکی سلطنت کا سلطان اور نبی معصوم و برحق کا پیرو اور حرمین کا خادم صلح و امن کیساتھ عیسائیت کے سب سے زبردست پائے تخت مین جائے اور عیسائی قیصر کے ہان مہمان ہو عبدالعزیز ایک بڑے جاہ و حشم کیساتھ اپنے بھتیجے عبدالحمید کو ساتھ لیکے پہلے پیرس مین داخل ہوئے اور شہنشاہ نپولین ثالث کے ہان مہمان ہوکے بڑی بڑی شاہانہ خاطر و مدارات ہوئی اور ہر قسم کی سیر کرائی گئی نوجوان شہزادے نے خیالات کا انبار اپنے دماغ مین اکٹھا کر لیا اور خوب غور سے ہر بات کو دیکھا ترقی کے اسباب پر نظر کی اور قومی یکجہتی کے ثمرے کو ملاحظہ فرمایا چند روز قیام کرنے کے بعد پھر سلطان عبدالعزیز شہید لندن مین داخل ہوئے۔ دولت اور رعایا کی طرف سے اس اسلامی سلطان کا بڑی سرگرمی و جوش کیساتھ استقبال ہوا اور اس قیصرہ کیطرف سے جو

ایک عظیم اسلامی سلطنت رکھنے کا فخر کرتی ہی اور جس کی مسلمان رعایا کا شمار کرورون تک پہنچا ہو نہی شاہانہ مدارات عمل مین
آئین یہ کوشش کیگیٔی تھی کہ حتے الامکان مہمانداری کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہے ایک روشن ضمیر شخص اس سفر سے جتنے فواید حاصل کرسکتا تھا
وہ نوجوان عبد الحمید نے کئے بکنگھم محل مین شاہی مہمان فروکش ہوے اور ونڈسر محل مین خود ملکہ معظمہ نے سلطان شہید کا استقبال
کیا اور بعد ازان لارڈ میور اور باشندگان لندن نے بڑی بھاری دعوت سلطان المعظم کی کی ۱۷ جولائی ۱۸۶۷ع کو سلطان شہید سے
التجا کی گئی کہ آپ جنگی جہازون کی قواعد ملاحظہ فرمائین مرحوم شہید نے یہ دعوت قبول کرلی مقام اسپٹ ہیڈ مین انگریزی جنگی جہاز (بیڑا) لنگرزن ہوا۔ اتفاق سے طوفان اسقدر آیا کہ بہت سے کرتب جنکا انتظام کیا گیا تھا پورے نہ ہو سکے پھر بھی قواعد مین
کسی قسم کی کمی نہ آئی پچاس جنگی جہاز جنپر المکہ ارتو مین چڑہی ہوئی تھین دوہری قطارون مین سامنے لائے گیٔی۔ دور دور صد ہا کشتیان
تماشائیونکی ایک عجیب لطف دے رہی تھین۔ اور یہ نظارہ ایک شاندار بن رہا تھا حضور ملکہ معظمہ وکٹوریہ اور البرٹ نامی جہاز مین
سوار تھین اور سلطان شہید معہ شہزادہ حمید اور وزرا کے جہاز تیسون مین تشریف رکھتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد سلطان شہید کا جہاز
حضور ملکہ معظمہ کے جہاز کے قریب آیا اور سلطان معہ امرا و وزرا اور نوجوان شہزادہ عبد الحمید کے وکٹوریا مین داخل ہوئے یہان
ملکہ معظمہ نے بڑی سرگرمی سے استقبال کیا اور سلطان شہید کو تمام شاہی خاندان کے ممبرون کے سامنے گارٹر کا تمغہ پہنایا زمانۂ قیام
لندن مین جہان جہان سلطان شہید گئے ان سے جوش و خروش کیساتھ استقبال ہو کہ بیان سے باہر ہے اور یہ عام طور پر امید
کرلیگیٔی تھی کہ سلطان عبد العزیز کا لندن مین آنا آیندہ ترکی کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اگرچہ یہ بات تو نہین ہوئی جیسا کہ خیال کیا
گیا تھا کہ سلطان عبد العزیز جا کے کچھ اصلاح کرین گے مگر ہان یہ ضرور ہوا کہ یورپ کے سفر سے شہزادہ عبد الحمید نے جو بڑا سبق حاصل
کیا وہ یہی تھا کہ جب تک ملک مین تعلیم نہیں پہیلتی کوئی ترقی نہین ہوسکتی یہ بات آپکے دماغ مین ایسی جمی اور یہ خیال آپ کے دل
مین ایسا نقش ہوا کہ آپ نے عنان حکومت ہاتھ مین لیتے ہی تعلیم کی بنیاد ڈالدی اور یہ نہایت تعجب سے دیکھا جاتا ہے
کہ اس قیامت خیز وقت مین جب روسیہ اڈریانوپل مین بیٹھا قسطنطنیہ کے دروازے کہٹکہٹا رہا ہے آپ نے قسطنطنیہ ہی مین ایک
عظیم مدرسہ کی بنیاد ڈالی علم کا شوق ہو تو ایسا ہو اور حوصلہ مندی ہو تو بحیثیت سلطان ہونے کے اتنی تو ہو۔
افسوس تو یہ ہے کہ شہزادہ عبد الحمید نے یورپ کے سفر سے جو کچھ مصالح اپنے دل و دماغ مین جمع کیا تھا وہ ابھی ایک مدت
سربمہر رہا اور چونکہ اس زمانہ کے قواعد کے بموجب شہزادون کے ہاتھ مین کوئی انتظامی قوت نہین ہوتی اس لئے آپ
اپنے اصلاحی خیالات کا اظہار نہ کرسکے۔ سلطان شہید واپس آگئے مگر ان کے سفر یورپ سے کوئی فائدہ ملک کو نہین پہنچا روز بروز
حالت ابتر ہوتی جاتی تھی اور بہت سے مقامات پر روپیہ کا بے طرح کہلیان کیا جاتا تہا سلطان شہید کی یہ زبون ترین حالت دیکھ
دیکھکے وزرا کہٹکے جاتے تھے اور انہین کچھ مایوسی سی ہوئی جاتی تھی ۔ وزرا کی مجال نہ تھی کہ کچھ عرض کرین اور اگر وہ کچھ جرأت کرکے
عرض بھی کرتے تھے تو اس پر مطلق توجہ نہ کیجاتی تھی محمود وزیر کی جان عجب ضیق مین تھی ۔ وہ برابر سلطان شہید کے مطالبون کو دیا کرتا
تہا اور حرمسرائے سلطانی کی بیگمات کے احکام کی تعمیل کرنے مین بھی ذرا پس و پیش نہ کرتا تھا اُسے اپنا کمزور پہلو معلوم تھا اور

وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ذرا مخالفت کی اور فیصلہ ہوا ایک غضب تھا جو برپا ہو رہا تھا۔ یہاں یہ فضول خرچی اور وہاں تمام یورپی صوبوں کا آمادہ پرخاش ہونا ترکی پر نئی نئی آفتین پیدا کرنے کی پیشینگوئی کر رہا تھا۔

سب سے زیادہ سرکیشیا کی ایک خوبصورت نوجوان لڑکی نے سلطان شہید کا دل اپنی مٹھی مین کر کے لاکھون پونڈ لیلئے تھے اور سلطان اُس کی ہر گران سی گران خواہش کی تکمیل کرنے مین بہت ہی مستعد تھے۔

آپ سے بارہا مجبور ہو ہو کے کل وزرائے سلطنت نے متفق اللفظ التجا کی تھی کہ رعایا اور فوج پر توجہ فرمائین اور شکایتون کو سنین مگر سب کا جواب نفی مین ملتا تھا جب یہ کیفیت ہوئی اور پانی سر سے گزر گیا تو ایک آواز مسلمانون مین سے نکلی اور وہ گرہ بازی مین گونجی کہ "سلطان شہید قطعی معزول کئے جائینگے۔"

پورے تین سال سلطان شہید کو یورپ سے آتے ہوئے گزر گئے تھے جبکہ یکایک ۱۵۔ جولائی ۱۸۷۰ء کو فرانس اور جرمنی مین اعلان جنگ ہونے سے یورپ ششدر رہ گیا۔ سلطان شہید نے اس جنگ مین کوئی بھی حصہ نہین لیا۔ مگر جب فرانس برباد کر دیا گیا اور اس کی حالت انتہا درجہ کی نکبت کو پہنچ گئی تو ترکی کو بھی اُس کی اس بربادی سے صدمہ پہنچا اسلئے کہ جب فرانس مین قوت تھی تو وہ انگلستان کا شریک ہو کے اُس عہدنامہ کی شروط کی روسیہ کے مقابلہ مین نگرانی کرتا تھا جو جنگ کریمیا کے خاتمہ پر قرار پائی تھین مگر جب اُسے خود اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تو تنہا انگلستان کیا کرتا اور روسیہ کو کیون کر برباد کر سکتا کہ وہ معاہدہ پیرس کی شرط ۱۱ و ۱۳[1] کو

---

[1] شرط گیارھوین۔ بحیرہ اسود آج سے آزاد کیا جائے گا اور یہان بآزادی ہر قوم اپنے تجارتی جہاز چلا سکے گی اور کسی سلطنت کے جنگی جہاز خواہ اُس کا اس کے کنارون ہی پر قبضہ کیون نہ ہو کبھی نہ آسکین گے سوائے اس استثنا کے جو جدید معاہدہ شرط ۱۴ و ۲۱ مین درج ہے۔

۱۲وین شرط۔ تمام حصے اور بحیرۂ اسود کا سارا دریا قوانین صحت جنگی اور پولس کے زیر نگرانی ہوگا اور ہمیشہ تجارت کے معاملات کی بہبودی مدنظر رکھی جائے گی۔ تمام تجارتی اور بحری حقوق کی حفاظت کے لئے روسیہ و ربابعالی کی طرف سے اُن کے بنادر مین قونصل رہین گے تاکہ وہ پوری ہر معاملہ کی ذمہ داری کر سکین اور قوانین بین الاقوام کو مدنظر رکھین۔

۱۳وین شرط۔ چونکہ شرط ۱۱ کے بموجب بحیرۂ اسود آزاد کیا گیا ہے اسلئے اس کے بنادر پر جنگی جہاز رکھنے اور قلعہ بندیان کرنی یا فوج رکھنی محض غیر ضرور اور خلاف مقصد خیال کی گئی ہے۔ اس بنا پر نہ شہنشاہ روسیہ نہ سلطان المعظم کبھی اپنے اپنے بنادر پر بحری فوجی سامان کی آراستگی کرین اور نہ کوئی فوج رکھین۔

شرط ۱۴وین۔ تمام روسیون کے شہنشاہ اور سلطان کو یہ اختیار ضرور دیا گیا ہے کہ وہ اپنے بنادر پر ہلکے ہلکے جہاز اور تھوڑی سی معمولی فوج انتظام کے لئے رکھ سکتے ہین تاکہ اُن کے حقوق کی جو ان عہدنامون کے بموجب اُنھین حاصل ہوتے ہین پوری نگرانی کر سکین جو کچھ موجودہ معاہدہ مین طے پا گیا ہے اُس کے خلاف بغیر اُن دول کی مرضی کے وکلا اس وقت موجود ہین اور جنکے دستخط عہدنامون پر ہوئے ہین کوئی بات نہ ہونے پائے گی۔

کاربند رہ شرطون کا صرف یہ مضمون تھا کہ بحیرہ اسود پر کسی دولت کا قبضہ نہو اور کل دول کے جہازات بآزادی اس مین سے آمد و رفت رکھین اور یہی شرط گویا ترکی حفاظت کے لئے ایک آہنی دیوار تھی اور ترکی حفاظت کا بہت بڑا دارومدار اسی پر تھا روسیہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کے بلا وجہ اور بلا انصاف اس پر زور دینا شروع کیا کہ عہدنامہ کو بدلنا چاہیئے اور یہ دو شرطین جنمین بحیرہ اسود آزاد کیا گیا ہے کاٹ دینی چاہئین اس نے صاف کہدیا کہ مین ان شروط کا زیادہ مدت تک پابند نہین رہنا چاہتا اور مین ہمیشہ تک کبھی ایسی ایک شرط کو قایم نہین رکھ سکتا جس سے مجھے سخت نقصان پہنچ رہا ہے اور مین برباد ہوا جاتا ہون مین یہان جہازون کا جنگی بیڑا رکھون گا قلعے بناؤن گا اور اپنی حفاظت کی ترکیب کرون گا۔

اسوقت یورپ کی ایک عجیب حالت ہو رہی تھی فرانس تو جنگ مین پس چکا تھا۔ جرمنی نے اگرچہ فتح پائی تھی مگر وہ کچھ ادھموا سا ہوگیا تھا آسٹریا اس معاملہ مین دخل دینا نہ چاہتا تھا۔ اطالیہ کان دبائے بیٹھا تھا غرض کل دول کو اپنی اپنی پڑ رہی تھی اس پریشان حالت مین انگلستان کو ضرور کیا تھا کہ کل ذمہ داری اپنے سر لے لیتا اور روسیہ پر زور دیتا کہ تو معاہدہ پیرس کی شروط پر عمل کر۔ اخیر بڑی قیل و قال کے بعد یہ فیصلہ ٹھیرا کہ پھر ایک جلسہ کا انعقاد ہو اور ان باتون کا فیصلہ ہو جائے۔

۱۷ جنوری ۱۸۷۱ء کو کل دول عظام کی ایک کمیٹی لنڈن مین منعقد ہوئی۔ اس کمیٹی مین فرانس اور جرمنی کے وکلا شریک نہ تھے اس کے ممبرون نے بڑی بحثون کے بعد روسیہ کے مطالبات کیموافق فیصلہ کردیا۔ اور کیون نہ کرتی جن دول کو بحیرہ اسود سے زیادہ تعلق تھا وہ تو ابھی خطرناک جنگ کے نتایج بھگت چکی تھین اور جنہین زیادہ تعلق نہ تھا وہ نئی آفت مین پھنسنا نہین چاہتی تھین ہان ترکی اور انگلستان دو طاقتین تھین جو اس معاملہ مین دست اندازی کرتی تھین مگر وہ دونون دم بخود تھین انگلستان تنہا ایک خونریز جنگ خریدنا نہ چاہتا تھا اور سلطان شہید کی گورنمنٹ سخت جان کندنی کی حالت مین تھی کرتی تو کیا کرتی۔ بالآخر اس جدید معاہدہ سے بحیرہ اگزاین ایک بار اور روسی خلیج بن گیا پھر سوسٹوپول کا قبضہ رکھنا غیر مفید تھا۔

یہ سارے خونی منظر عبد الحمید شہزادگی کی حالت مین سخت خوفناک صورت مین ملاحظہ کر رہے تھے اور انہین یقین ہو چکا تھا کہ اب سلطنت ترکی نہین بچتی بلکہ انہین تو یہان تک مایوسی ہو گئی کہ اگر ترکی دولت بالکلیہ بربادی سے بچ بھی گئی پھر بھی محض ناممکن ہے کہ اس کی اصلاح ہو سکے شہزادہ کا یہ خیال بالکل صحیح تھا اگر اسے غیر معمولی دماغ نہ ملتا تو سلطنت کے برباد ہو جانے یا روسیہ کی باجگزار ریاست بننے مین کچھ بھی شبہ نہ رہا تھا بحیرہ اسود کا تمام و کمال روسیہ کے قبضہ مین آجانے سے یہ معنی ہین کہ اُسے قسطنطنیہ کی کنجی دیدی اور جب چاہے اُس پر قبضہ کر سکتا ہے ادہر خزانہ ترکی کی حالت روز بروز ابتر ہوتے ہوتے نزع تک پہنچ گئی ادہر یہی مایوسی نے سلطنت کو گھیر لیا۔ اخیر جب روپیہ بالکل نہ رہا تو یورپ سے نئے قرضہ کی درخواست کی گئی اس قیامت خیز صورت مین اگر زیادہ سود کا لالچ نہ دیا جاتا تو ہرگز کوئی یورپی مہاجن دینے کو راضی نہ ہوتا غرض ایک بھاری سود پر معاملہ ہوا اور چودہ کرور اسٹرلنگ پونڈ قرض لئے گئے بھلا چودہ کرور پونڈ سے کیا ہوتا وہ آتے ہی چٹنی ہو گئے اور ان کی ہوسی سی اڑگئی اس لئے اس سے بھی کہین وہ چند قرضہ کی درخواست کی گئی اور بیان کیا گیا کہ ہم فلان فلان

مدیون کفالت مین دینے ہین۔ اس درخواست پر جب چون وچرا ہوئی تو ترکی کی طرف سے دہمکی دی گئی کہ مزید زر نقد نہ دیا گیا تو پہلا قرضہ حرف غلط کی طرح جہیل دیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی یورپ چونک پڑا اور اُسے تعجب کے ساتھ غصہ آیا کہ یہ کیا اندہیر ہے۔ بنکون کے ہوش پران تھے اور ان کے مالک پیٹ پکڑے ہوئے اِدہر اُدہر دوڑے پھرتے تھے اُنہین یقین ہوگیا کہ روپیہ ڈوب گیا اور وہ مشتبہ نظرون سے ترکی کی پائیداری کو دیکھنے لگے تھے۔ ترکی کے دیوالیہ پن کی ایک دہوم یورپ مین مچ گئی اور چارون طرف سے مہاجنون کی گریہ وزاری کی صدائین بلند ہوئین کہ ہائے ہم تو لٹ گئے ہمین کیا معلوم تھا کہ سلطنت کا یون دیوالہ نکل جائے گا اور ہم یون ہاتھ سے ہاتھ ملتے رہجائین گے ترکی وزرا نہایت خاموشی سے جو کچھ اُن سے ہوسکتا تھا کئے جاتے تھے اور یورپ کے شور وشغب پر کان لگا کے اپنے کو زیادہ پریشان نہ کرتے تھے۔ وہ خود مجبور تھے کہ کرتے تو کیا کرتے سلطان شہید کے مطالبات کی تکمیل اور دول یورپ کے واویلا وبکا ؤ نے انہین ہوچکا بنا دیا تھا لیکن ابہی اور بہی ترکی کے لئے جدید مشکلات کا سامنا کرنا تقدیر ہوچکا تھا اور اسکے واسطے بہت ہی مہیب مصائب کا مواد تیار ہو رہا تھا اخیر یہ مواد پکتے پکتے ہرزیگونیا اور بوسینا مین پھوٹ پڑا اور ان ممالک کے تمام عیسائی کسی دولت یورپ کے اشارہ سے شمشیر بکف ہوکے ترکون کے مقابلے مین آکھڑے ہوئے۔ سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا۔ ایک غضب برپا ہوگیا اور یورپ مین نئے سرے سے ایک واویلا مچ گیا۔ بغاوت کی آگ بڑی مشتعل ہوئی اور بہت تیزی سے چارون طرف لگ گئی فوراً ترکی فوجین روانہ کی گئین تاکہ اس بغاوت کی آگ کو ٹھنڈا کرین اور باغیون کے اولوالعزم ارادے عثمانی تلوار سے پست کرین ترکی مدبرون نے صاف طور پر اس کا افشا کردیا کہ عیسائی باغیون کو صرف روسیہ بلکہ آسٹریا سرویا اور مانتی نگرو بھی برابر امداد پہنچا رہے ہین اور ان ہی کے اشارہ سے یہ بغاوت ہوئی ہے ورنہ غالی ہرزیگونیا اور بوسینیا کا یہ زہرہ نہ تھا کہ وہ ترکی سلطنت کے مقابلہ مین شمشیر بدست ہوتین۔ فوراً انگلستان کو لکھا گیا کہ روسیہ اور سرویا کو روکا جائے اور ایسا انتظام کیا جائے کہ باغی صوبون مین ان کی مدد نہ پہنچنے پائے اسی اثنا مین ترکی کے باغی صوبون نے بھی انگلستان سے اپیل کی کہ ہمین ترکون کے ہاتھ سے بچایا جائے اور ہماری امداد کو جو غیر ممالک سے آتی ہے نہ روکا جائے۔ یہ درخواستین گزر رہی تہین کہ بغاوت تمام ترکی صوبون مین پھیل گئی اخیر یورپ کی دول نے دخل دیا مگر یہ دخل بھی عجیب دخل تہا کہ صرف ترکی کا گلا دبایا کہ باغیون کے مطالبات کو پورا کرے اور جن تکلیفون کی انہین شکایت ہے اُنہین رفع کرے بست نئے یادہ ٹیکس کی شکایت تھی اور سب سے پہلے اسی کے دور کرنے کی تدبیر کی گئی یورپ نے ناحق دست اندازی کر کے اور بھی باغی صوبجات کو بڑہایا حالانکہ پیرس کے اس معاہدہ کی رو سے جو ۱۸۵۶ء مین ہوا تہا کسی یورپی دولت کو ترکی کے اندرونی معاملات مین دست اندازی کرنے کا حق حاصل نہین تہا۔ اب خلاف معاہدہ دست اندازی سے زخمون پر نمک چھڑکا گیا باغیون کے حوصلے بڑھ گئے اور اب بغاوت کی آگ اور بھی غضبناک طریقہ پر بھڑک گئی اور اس بغاوت نے ایسی نہایت صورت اختیار کرلی کہ سخت خونریزی کی دہمکی ہونے لگی ۱۸۷۵ء کے اختتام پر باغیانہ روح مین پوری ترقی ہوگئی تھی۔ اور اب کوئی اُمید نہین رہی تہی کہ یہ بغاوت بغیر خون کے دریا بہائے

کسی صورت سے بھی کم ہوگی۔ کھلم کھلا باغی جنگ پر اتر آئے اور بلا وجہ ترکون پر حملہ کرنا شروع کر دیا گئی میدان مختلف مقامات پر ہوئے اور نتیجہ یہ ہوا۔ ایک لڑائی مین باغیون کا بہت بڑا سرگروہ مارا گیا۔ مانٹی نگرو اور سرویا برابر سازدارانہ طور پر باغیون کی امداد کر رہی تھین اس سے وہ اور بھی نڈر ہو ہو کے ترکون پر خداو اسطہ حملے کرنے لگے تھے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ عثمانی لشکر کو باغیون کی کثیر تعداد فوج سے چشم زخم اٹھانی پڑی۔ ۲۰۔ مارچ ۱۸۷۶ء مین باہم دس روز تک اس بنا پر جنگ ملتوی رہی کہ جنرل روڈچ دولت آسٹریا کا ایک ایلچی صلح کرانے کے لئے آیا تھا۔ عہد و پیمان ہونے شروع ہو گئے تھے اور اُمید بندھی تھی کہ شاید ترکون اور باغیون مین کچھ سمجھوتہ ہو جائے گا۔ مگر صلح کی ساری اُمیدین خاک مین ملگئین۔ ہرزیگووینا والون کے بہت ہی نخرے بہک رہے تھے اُنہون نے کہا کہ ہم اس بنا پر صلح کرتے ہین کہ ہمارا کوئی تعلق ترکی سے نہ رہے اور ہم بالکل آزاد کر دیئے جائین جب آسٹریا کے ایلچی نے یہ کہا کہ جو کچھ شرطین کرنا چاہتے ہو انہین تو شاید یورپ بھی منظور نہ کرے تو اُنہون نے اپنے مطالبات کو کسی قدر کم کر کے کہا کہ اگر یہ منظور نہین ہے تو ہم یہ چاہتے ہین کہ یہ زمین عیسائیون کی ملکیت گنی جائے اور ترکی فوج شہر سے اُٹھ کے صرف بیرونی قلعون مین چلی جائے اور ترکی ان گھرون اور گرجون کو اپنے روپیہ سے بنوائے جو مسلمانون نے مسمار کئے ہین کاشتکارون کے لئے کل سامان دولت ترکی جمع کر دے اُن سے سال بھر تک ایک پیسہ نہ لے بلکہ خود اپنی جیب سے دے کے اُن کے لئے معیشت کے سامان بہم پہنچا دے۔ اور تین سال تک کسی قسم کے ٹیکس لینے کا نام تک نہ لے۔ اور جب تک مسلمان نہتے نہ ہو جائین عیسائیون سے بھی ہتھیار نہ لئے جائین۔ اور جو روپیہ عیسائیون کو دیا جائے اُسے یورپی کمیشن کے ذریعہ سے دیا جائے یہ شرطین تھین جو دولت ترکی کبھی منظور نہ کر سکتی تھی ترکی تو ترکی دنیا کی کوئی ذلیل سی ذلیل سلطنت بھی اپنے ماتحت صوبون کے ساتھ ایسی رعایت نہ کر سکتی تھی۔

دول کی یہ رائے ہوئی کہ ترکی ان شروط کو مان لے۔ مگر یہ ممکن نہ ہوا اور سلطان شہید کی گورنمنٹ نے صاف انکار کر دیا کہ ٹھنڈے جیسون ہم ایک باغی صوبہ کے یہ مطالبات پورے نہین کر سکتے۔ یہ صحیح ہے کہ بعد مین مانٹی نگرو۔ بلغاریہ سرویا آزاد ہو گئے لیکن اس وقت دیکھے ان شروط کو اگر سلطان شہید کی گورنمنٹ منظور کر لیتی تو پھر ایک انچ زمین بھی یورپ کی اُس کے قبضہ مین نہ رہتی اور بعد ازان وہ ان حقوق سے بھی محروم کر دیئے جاتے جو ان صوبون کے آزاد ہونے کے بعد بھی انہین حاصل ہوئے اور وہ ان حقوق سے اب تک فائدہ اٹھا رہے ہین اخیر جب ترکون نے قطعی انکار کر دیا باغی دس دن کے بعد پھر مقابلہ پر اتر آئے۔ ترکون نے مار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور سب پہاڑون مین بھاگ کے چلے گئے۔

یہ مختصر واقعات ہین جو بیان ہوئے لیکن مین ذرا نہین تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہون تاکہ ناظرین بخوبی سمجھ جائین کہ یورپ نے ترکون کے ساتھ کیا برتاؤ نہین کیا جو مظالم ترکون کے بیان کئے جاتے ہین اگر یہ صحیح ہی تسلیم کر لئے

جائین پھر بھی ماتحت صوبون کو بغیر یورپ کی امداد کے ہرگز ترکون کے مقابلہ مین آنے کی جرأت نہ پڑتی بعض دول تو خاموشی کے ساتھ باغی صوبون کو تھپک رہی تہین اور روسیہ تو علانیہ مدد دے رہا تھا نہ صرف اصلاح سے بلکہ اُس نے تو یہ غضب برپا کر دیا تھا کہ اپنی ہزارون شائستہ فوج بغیر اعلان جنگ کے سرویا اور بلغاریہ کی مدد کو بھیجنی شروع کر دی تہی۔

ہرزیگوینیا جہان بغاوت ہوئی تھی یہ قسطنطنیہ کے بہت دور فاصلہ پر شمال مغرب مین یورپی ترکی کا ایک صوبہ تھا یہان عیسائیون کی جو یونانی چرچ سے تعلق رکھتے تھے بہت آبادی تھی۔ اور زمانہ گزشتہ کی علے التواتر جنگون کے بعد ترکون نے اس پہاڑی صوبہ پر قبضہ کیا تھا۔ یہ پہلے کروٹیا کا ایک حصہ تھا لیکن سنہ ۱۳۲۶ھ مین بوسنیا کے ساتھ شامل کر لیا گیا تھا۔ اس وقت بوسینیا شاہان ہنگیریا کی باجگزار ریاست تھی مگر سنہ ۱۴۸۵ء مین ترکون نے اسے فتح کر لیا تھا ہرزگوینیا سنہ ۱۶۹۹ء تک خود مختار بنا رہا مگر اخیر مین پھر بھی ترک قابض ہو گئے۔ یہ صرف کہانی ہے کہ سنہ ۱۸۷۵ء مین ترکون کے مظالم سے یہ پہاڑی عیسائی بھڑک اٹھے تھے بلکہ یہ تو ہمیشہ سے مسلمانون کے خون کے پیاسے رہے ہین اور بلا وجہ اُنہون نے کئی کئی بار بغاوتین کی ہین۔ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۵ء مین اُنہون نے خواہ مخواہ بغاوت کی اور یہی بغاوت اخیر مین روس و روم کی عظیم جنگ کی باعث ہوئی۔

یہ محض غلط ہے کہ ترکون نے اپنی عیسائی رعایا کیساتھ کبھی بھی ظالمانہ برتاؤ کیا مگر ترک اس قلبی حسد اور دلی دشمنی کو اپنے نیک برتاؤ سے نہین کھو سکے جو ان صوبون کے عیسائیون مین ابتدا سے پائی جاتی تھی۔ بغاوت کی ابتدا صرف یون ہوئی کہ شہر نوسنجی کے ۱۴۰ باشندے اپنے گھرون کو چھوڑ کوہ سیاہ کے ملک مین آ گئے چند مہینے تک یہ لوگ یہان رہے لیکن پھر اُنہون نے باب عالی مین عرضی گزرانی کہ ہمین اپنے وطن واپس جانے کی اجازت ملے۔ بابعالی نے تھوڑے سے تامل کے بعد نہایت مہربانی سے اُنہین اُن کے وطن مین واپس آنے کی اجازت دیدی بس اِن کا واپس آنا غضب ہو گیا یہ ناسپاس بغاوت کی روح اپنے ساتھ لے آئے اور اُنہون نے آتے ہی عیسائیون مین اُسے پھونکنا شروع کیا۔ پھر کیا تھا بس سرے سے اُس سر تک ایک آگ لگ گئی اور ناسپاس نصرانی اُٹھ کھڑے ہوتے اور اُنہون نے صاف کہدیا کہ نہ ہم ٹیکس دینگے نہ ہم ترکی حکام کو کچھ مال سمجھتے ہین چند بے پناہ مسلمانون کو ان ظالم باغیون نے پکڑ کے ایسی بری طرح قتل کیا کہ سنکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین مگر ان سنگدلون کو ذرا درد نہین آیا۔ اب کیا تھا بغاوت کی آگ لگنی شروع ہو گئی تھی اور وہ آنا فانا کہین کی کہین پہنچ گئی تھی اس بغاوت کا سبب یورپی مورخون نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سال فصل اچھی نہین پیدا ہوئی تھی اور ترک ٹیکس طلب کرتے تھے اور جو زمیندار دینے سے انکار کرتے تھے اُنہین مارتے اور قید کرتے تھے بس یہ اسباب ہین جو بغاوت کے بیان کئے جاتے ہین مگر کوئی فہمیدہ شخص نہین خیال کر سکتا کہ اتنی معمولی باتین جو ہمیشہ تمام دنیا کے ممالک مین ہوتی رہتی ہین کبھی ایسی عظیم بغاوت کے سبب نہین ہوا کرتین۔ یہ تو کوہ سیاہ پر کچھ گٹھ جوٹ ہوئی تھی اور بالخصوص روسیہ کی طرف سے ہر قسم کی اُمیدین

دی جارہی تھین اسوجہ سے بغاوت ہوئی تھی۔ ورنہ اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا۔

اور غضب دیکھیے جب ترکی گورنر موستر نے عیسائیون کی ناراضی کی کیفیت سُنی تو اپنے خاص آدمی کے ہاتھ اُنہین کہلا بھیجا کہ جو کچھ تمہین شکایتین ہین تم میرے سامنے آکے کرو مین وعدہ کرتا ہون اور اپنے وعدے پر کاربند ہونگا کہ اُن سب شکایتون کو بہت جلد رفع کردونگا اور تمہارے ساتھ تمہاری حسب منشا ایسا سلوک کیا جائے گا کہ پھر تمہین کبھی شکایت کا موقع نہ رہیگا ان بدذات ظالم عیسائیون نے نہایت بیدردی سے اُس پیغامبر کو قتل کر ڈالا۔ یہ گویا گورنر کے عنایت آمیز پیغام کا جواب تھا۔ ان بدذات نصرانیون مین اب بھی ایسے صلح پسند نصرانی موجود تھے جو ترکی سلطنت کی برکتون سے فیضیاب تھے اور سمجھتے تھے کہ ترکی نے اُنہین کیا کیا آزادیان دے رکھی ہین وہ ایک حد تک ان باغیون کیساتھ شریک نہ ہوئے لیکن انہون نے اُن پر زور دیا کہ تم بھی ہمارے ساتھ شریک ہوجاؤ اور آزادی کے سبز باغ دکھائے مگر پھر بھی وہ راضی نہ ہوئے اخیر یہ ہتیار بند اُن کے سرون پر جا کھڑے ہوئے اور اُن سے صاف کہدیا کہ اگر بغاوت مین ہمارا ساتھ نہ دوگے تو ہم تمہین پہلے قتل کر ڈالینگے۔ اب بھی وہ نیکدل راضی نہ ہوئے تو اُن کے گھر لوٹ لئے گئے اور ان کے بال بچون کو اُن ہی کی آنکھون کے سامنے ذبح کر ڈالا گیا جب یہان تک نوبت پہنچی تو وہ بھی بمجبوری ساتھ ہوگئے اور اسطرح گویا عام طور پر بغاوت کی آگ لگ گئی۔

سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا کہ انہین اتفاق سے شہنشاہ آسٹریا ڈلمیشیا آگیا۔ باغیون کو یقین ہوگیا کہ یہ ہماری مدد کے لئے آیا ہے اُن مین جرأت پیدا ہوگئی اور اُن کی بغاوت کی آگ کے اور بھی شعلے بھڑکنے لگے۔ شہنشاہ مذکور کے آنے نے بغاوت کی آگ پر گویا تیل ڈالدیا۔ اُنہون نے یہ یقین کرلیا کہ شہنشاہ سلطان عبدالعزیز سے بوسینا خریدنا چاہتے ہین اگر ہم بغاوت پر تلے رہینگے تو سلطان دق ہوکے ہمین بھی اپنی سلطنت سے علیحدہ کرنے پر راضی ہوجائینگے۔ باغیون کی بہت سی عرضیان قیصر کی خدمت مین روانہ کی گئین کہ للہ ہمین ترکون سے بچاؤ۔ درویش پاشا گورنر بوسینا ایک تجربہ کار اور ہوشیار ترکی افسر تھا اُس نے دول یورپ سے اس بغاوت کے بارے مین عہد و پیمان کرنے کی سلسلہ جنبانی کی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اب علانیہ لڑائی ہونے لگی تھی اگرچہ پے درپے باغیون کو شکست ہورہی تھی۔ مگر انقطاعی فیصلہ کچھ نہ ہوتا تھا۔

اس صوبہ کے باغیون کو مانٹی نگرو والون سے ہمدردی کی بہت ہی بڑی اُمید تھی مگر یہ پہاڑی روسیہ کے چیلے چانٹے تھے چونکہ ابھی تک روسیہ ترکی کے ساتھ جنگ کرنے مین تامل کررہا تھا اس لئے وہ بھی خاموش تھے اور روسیون کی آنکھین دیکھ رہے تھے کہ یہ ذرا بھی اشارہ کرے تو ہم کود پڑین۔ شہزادہ ملین والئے سرویا نے بغاوت مین شریک ہونے سے صاف انکار کردیا۔ آسٹریا اس معاملہ مین دست اندازی کرنے کے لئے فکر کررہا تھا۔ اور جرمنی نے صاف کہدیا کہ مجھے اس جھگڑے سے کچھ تعلق نہین ہے۔ گو کل دول پہلو بچا رہی تہین مگر پھر بھی یورپ نے اس خیال سے اخیر دخل دیا کہ مبادا

مشرقی مسئلہ پھر نہ پیدا ہو جائے اور یورپ کے امن کے لینے کے دینے نہ پڑ جائین اسلئے سبنے ملکے ۲۲ اگست ۱۸۹۵ء
بابعالی کو لکھا کہ آپ ایک کمیشن ہرزیگو نیا روانہ کرین تاکہ وہ باغیون کی شکایات سن کے اُنہین رفع کرے مگر
۱۲ ستمبر کو باغیون نے ایک عرضداشت دول یورپ کو بھیجی کہ ہم آیندہ سے ہرگز ترکون کی رعایا بنکے نہین رہنا چاہتے
اور انہون نے اُن مظالم کی اس عرضداشت مین ایک فہرست دی جو اُن کے قول کے موافق ترک اُن پر کرتے تھے
اور وہ مظالم یہ تھے۔ ترک ہم سے دہ یکی لیتے ہین۔ اور نہایت ناروا طریقہ سے ٹیکس وصول کئے جاتے ہین عیسائی عام شہریون
ہر بیگار مین پکڑ لئے جاتے ہین۔ لوگون کے گھوڑے لشکر کے استعمال کیلئے لے لئے جاتے ہین۔ آغا ظلم کرتے ہین۔
عدالتون مین دھڑا دھڑ رشوتین لیجاتی ہین۔ مال۔ زندگی اور عزت غیر محفوظ ہین۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مبالغہ آمیز
باتین عرضداشت مین لکھدی گئی تھین جن کا خواب مین بھی وجود نہ تھا۔ سلطان شہید کے وزرا نے چاہا کہ چھوٹے ملک کو گھونٹ دینا
چاہیئے اور ایک حد تک ان باغیون کیساتھ دول یورپ کے کہنے سے اور بھی کچھ رعایت کرنی چاہیئے۔ آخر بڑی قیل و قال
کے بعد ۵ اکتوبر کو ایک ارادہ اور ۱۲ دسمبر کو ایک فرمان جاری ہوا جسمین یہ لکھا ہوا تھا کہ ہم نے عیسائیون کے حقوق مسلمانون
کے برابر قایم رکھنے منظور کئے اور ہم عیسائیون کی شکایات کو بالکل رفع کردینگے اور عدالتین چھوٹی سے لیکے بڑی تک دوبارہ
قایم کیجاینگی اور جج قابل لوگون مین سے انتخاب کئے جائینگے اور جبتک کوئی قانونی نقص نہ ہو کوئی جج موقوف نہین
کیا جائے گا اور انتظامی کمیٹی کے ممبر بلالحاظ مذہب و ملت سلطانی رعایا مین سے منتخب ہونگے اور ٹیکس بہت ہی خفیف کردیا
جائے گا۔ مذہبی آزادی بھی پوری دیجائے گی اور آیندہ سے بیگار مطلقاً موقوف ہوجائیگی۔ وغیرہ وغیرہ

ادھر یہ آفت برپا ہو رہی تھی اور اُدھر سلطان شہید نے یورپ سے قرضہ لیکے سلطنت پر ایک بوجھ سا لاد دیا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ
سلطان شہید نے اگر اُس روپیہ سے محلات بنوائے اور بے انتہا پر تکلف سامان خریدا تو سامان حرب بھی اتنا جمع کیا تھا جتنے
روس کی جنگ مین کام دیا۔ مگر یہ ساری باتین بالکل بے ترتیبی سے کیجاتی تھین اور کوئی شبہ نہین کہ ذاتی عیش مین سلطان شہید
نے بہت ہی روپیہ برباد کردیا تھا۔ ان کے اخراجات غضب کے تھے۔ وہ بیس لاکھ پونڈ سالانہ کا اپنا ذاتی خرچ رکھتے تھے ۱۸۵۴ء
مین کریمیا کی جنگ تک ترکی پر کوئی قومی قرضہ نہ تھا صرف بعض ضرورتون کی وجہ سے ترکی نے تھوڑا سا قرض کرلیا تھا جسکا اُسپر
مطلق بار نہ تھا اور وہ بآسانی اُس کا سود ادا کئے جاتی تھی صرف تیس لاکھ سٹرلنگ کا ترکی پر قرضہ تھا مگر بیس سال کے عرصہ
مین یعنی ۱۸۷۴ء تک اس قرضہ کی تعداد اٹھارہ کرور پونڈ تک بڑھ گئی سلطان شہید نے باسفورس کے کنارہ پر لاکھون روپیہ
کی لاگت کے درجنون محلات اور کوشک بنوا دیئے اور اُنہین لاکھون روپیہ کے سامانون سے آراستہ کردیا سلطان شہید ہمیشہ تنہا
کھایا کرتے تھے ۹۷ رکابیان تو مختلف قسم کے کھانون کی آگے بھر کے رکھی جاتی تھین اور دس طرح کا کھانا علیحدہ تیار رہتا تھا مبادا
جی چاہے اور طلب کرین انہین آٹھ سو ذاتی گھوڑے۔ سات سو حرم مین اور ساڑھے تین سو خواجہ سرا اُن کی خدمت کیلئے ہر وقت حاضر رہتے
تھے۔ آپ کے مطبخ مین سالانہ چالیس ہزار بیل ذبح ہوتے تھے اور روزانہ دو سو بھیڑین۔ سو بکرے۔ دس بچھڑے دو سو مرغیان

سالانہ چالیس ہزار بیل ذبح ہوئے تھے اور روزانہ دو سو بھیڑیں. سو بکرے. دس بچھڑے دو سو مرغیاں دو سو چوزے سو جوڑے کبوتروں کے اور پچاس بطیں یہ تو صرف مطبخ کا خرچ تھا مگر اس کے علاوہ اور بھی اخراجات تھے جن کی کوئی حد و پایاں ہی نہ تھی۔

اسی اثنا میں روس جرمنی اور آسٹریا کا باہم سمجھوتہ ہو گیا کیونکہ روسیہ کا ارادہ بہت عرصہ سے آسٹریا پر چڑھائی کرنے کا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اسے زیر و زبر کر ڈالوں اس ارادہ کی خبر جرمنی کو ہو گئی اُس نے بیچ میں پڑ کے فیصلہ کرا دیا اور اس کے ارادہ کو ترکی کی طرف پھیر دیا۔ جب ان تینوں سلطنتوں کا سمجھوتہ ہو گیا تو آسٹریا کے چیلنسلر کونٹ اینڈریسی نے ۳۰ ردسمبر ۱۸۷۵ء کو اصلاحوں کے وعدہ کے متعلق ایک دستاویز شایع کی اس میں لکھا کہ جو اصلاحیں سلطان نے اپنے ۱۲ دسمبر کے فرمان میں شایع کی ہیں انہیں ہم پسند کرتے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ یہ اصلاحیں خاص اُس کمیشن کے ذریعہ سے جاری ہوں جس میں نصف عیسائی اور نصف مسلمان ہوں اور دول یورپ چاہتی ہیں کہ سلطان سے اپنے وعدوں کے پورا کرنے کا ایک زبردست اقرار لے۔ اس سے آگے کونٹ نے یہ لکھا ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ موسم بہار میں ترکی دیگر صوبوں مثلاً بلغاریہ اور کریٹ سے ان باغیوں کو برابر امداد پہنچے گی اور سرویا اور مانٹی نگرو جو اس وقت کھڑے تک رہے ہیں پھر اُس وقت ساتھ ہونے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ نوٹ تھا جو آسٹریا کے چینسلر نے جاری کیا تھا نادان سے نادان شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس نوٹ کی اخیر عبارت کا کیا منشا ہے اور کونٹ نے کس ترکیب سے ترکی کے یورپی صوبوں کو ابھارا ہے کہ وہ قطعی بغاوت پر آمادہ ہو جائیں۔ جب یورپ خود بغاوت کرانا چاہے اور وہاں بغاوت نہ ہو ممکن نہیں۔ مظالم کا رونا بالکل بے بنیاد تھا جبکہ صدیوں سے ترکی حکومت میں چلے آتے تھے۔ یورپ نے بھڑکایا وہ بھڑک اُٹھے اور اپنی اُس موروثی عداوت کے نکالنے کے لئے دول یورپ کے تھپکنے سے اور بھی سرگرمی سے آمادۂ جنگ ہو گئے۔

اخیر یہ نوٹ دولت انگلستان کے جلسہ وزرا کے آگے پیش ہوا لارڈ ڈربی نے اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور پھر سب کے سمجھوتہ سے بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۸۷۶ء کو (اگرچہ سرکاری طور پر نہیں) قسطنطنیہ میں پیش ہوا۔ باب عالی نے صرف ٹیکس کی شرط کے علاوہ اور کل شرائط کو منظور کر لیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ شہنشاہی مالگزاری کا ایک حصہ ہرزیگوینا اور بوسینا کی لوکل ضروریات کے لئے دیا جائے گا۔ ۱۳ فروری کو

باب عالی کی طرف سے اس نوٹ کا جواب دیا گیا۔ مگر اس جواب سے فساد کو اس موج میں جو پے در پے بھڑک رہی تھی کسی قسم کی تسکین نہیں ہوئی۔ دول یورپ میں باہم یہ بحث ہو رہی تھی کہ اگر ان صوبوں کو آزادی دلوادی جائے تو روسیہ کا کھٹکا ہے وہ براہ راست نہ ہضم کر جائے آزادی نہیں دلوائی جاتی تو یہ صوبے بغاوت سے باز نہیں آئیں گے۔ عجیب کشمکش ہو رہی تھی اور اونٹ کسی کل بھی نہ بیٹھتا تھا یہاں دول یورپ میں یہ بحثیں ہو رہی تھیں اور وہاں ہرزیگوینا میں روز بروز بغاوت کی آگ تیز ہوتی جاتی تھی ۱۸۷۶ء کے ابتدائی حصص میں کئی لڑائیاں ترکوں اور باغی صوبوں میں ہوئیں۔ اور اسی اثنا میں باغیوں کا بڑا سرغنہ مارا بھی گیا۔ مانٹی نگرو اور سرویا نے پوشیدہ طور پر مدد دینی شروع کر دی تھی اور اب بغاوت کے شعلے پہلے سے بھی زیادہ بلند ہوتے جاتے تھے۔

پہلے ہی ٹرکی پر ایک کثیر قرضہ کا بار پڑ چکا تھا اور اسی سے سر اٹھانا مشکل تھا کہ جدید مشکلات نے اور بھی قرضہ میں ایک نیا اضافہ کر دیا۔ یعنی اب اس کی تعداد بیس کروڑ پونڈ تک پہنچ گئی جس کا سالانہ سود ایک کروڑ چالیس لاکھ پونڈ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی قرضہ تھا جس کی ٹھیک تعداد کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ دولت ترکی اگرچہ نہایت ایمانداری سے کل قرضوں کی ادائیگی کے لئے آمادہ تھی لیکن یورپی مہاجنوں کی پریشانی نے ایک آفت برپا کر رکھی تھی۔ محمود پاشا وزیر اعظم نے نہایت ایمانداری سے سب سے پہلے اس خراج کو جو مصر سے آتا تھا قرضہ میں لگا دیا اور ایک حصہ بہیڑوں کے ٹیکس کا قرضخواہوں کے سپرد کر دیا ۱۸۸۱ء میں پھر جب قرضہ کی ضرورت داعی ہوئی اور نہایت تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ دولت ترکی جیسی عظیم سلطنت کو ایک لاکھ بیس ہزار پونڈ وقت پر قرض نہ ملے۔ اخیر یہ روپیہ گلاٹا کی فینانشل کمپنیوں سے لیا گیا مگر یہ صرف ایک عارضی امداد تھی اور اس سے کیا بھلا ہو سکتا تھا۔

ترکی دولت کی جانکندنیاں روز بروز بڑھتی جاتی تھیں اور عام طور پر نہ صرف دول یورپ کو بلکہ خود شہزادہ عبدالحمید کو بھی یہ یقین ہو گیا تھا کہ اب سلطنت عثمانی کا بچنا محالات سے ہے۔ ہر ترک کی نگاہ میں اپنی بربادی کا نقشہ کھنچ گیا تھا اور وہ پرخوف نظروں سے ان انقلابات کو دیکھ رہا تھا۔ اس پر بھی سلطان شہید کو کچھ خبر نہ تھی اور وہ اپنے اسی عیش و نشاط میں مصروف تھے۔ ان کی زبان زد تو ہر وقت یہ شعر رہا کرتا تھا۔

بدہ ساقی مئے باقی کہ در جنت نخواہی یافت   کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلیٰ را

یوں ہی صوبے سب کے سب بھڑک ہی اٹھے تھے اور شایستہ عثمانی فوجیں بہت کچھ نقصان اُٹھا رہی تھیں۔ یورپ کی جدید تجویزات اور پھر قرضخواہوں کا نرغہ اور اُس پر سلطان شہید کی بے پروائی تمام عثمانی سلطنت پر غضب ڈھا رہی تھی

اسی اثنا میں ایک اور نیا گل کھلا اور اُس نے اور بھی آگ پر تیل ڈالدیا۔ آغاز مئی میں یہ بلا سلونیکا سے اُٹھی۔ اس بلا کی اصلیت کی بابت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ زیادہ غور کرنے کے بعد اگر کچھ معلوم ہوتا ہے تو صرف یہی ہے کہ سلطنت میں ایک نئے فساد پیدا کرنے کی ایک چال کی گئی تھی۔ سلونیکا وہی مقام ہے جو جنگ یونان میں عثمانی فوجوں کا بازگشت تھا اور اسی مقام سے کل افواج قاہرہ میدان کارزار میں روانہ کی جاتی تھیں۔ یہ خوبصورت مقام مقدونیہ کا ایک شہر ہے اور خلیج سلونیکا پر واقع ہے اس میں اگرچہ مسلمانوں کی بھی آبادی ہے لیکن عیسائیوں کی آبادی تعداد میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ رومتہ الکبریٰ کی سلطنت کے زمانہ میں یہ ایک نامور شہر تھا اور ایرنؔ صوبجات کا یہی پائے تخت تھا۔ مشرق و مغرب کی بہت بڑی تجارت کی منڈی تھا۔ ابھی تک رومتہ الکبریٰ اور یونانی سلطنت کی قدیم یادگاریں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اب تو اس کی رونق پہلے سے بھی دُگنی ہوگئی ہے یہ ترکی یورپی ریلوں کا جنکشن بنگیا ہے۔ دول خارجہ کے قونصل یہاں رہتے ہیں۔ تجارت کی بھی خوب گرم بازاری ہے۔ ان معبدوں میں جہاں تین خداؤں کی پرستش ہوتی تھی اب خدائے وحدہ لاشریک کے حضور گھٹنے ٹیکتے ہیں اور اُس مالک الملک کے آگے جبین نیاز جھکائی جاتی ہے۔ یہ ایک تاریخی شہر ہے اور اس کی خوشنما شاہراہیں کئی بار انسانی خون سے لت پت ہو چکی ہیں۔ چوتھی صدی عیسوی میں شہر کے باشندوں نے صرف اس غصہ سے کہ فوج نے ایک سرکس کے سوار کو قید کر لیا تھا تمام جنگی افسروں اور قلعہ کی فوج کو قتل کرڈالا فی الحقیقت شہریوں کا یہ ایک سنگین جرم تھا مگر شاہ تھیوڈوسٹس اول نے بڑا غضب یہ کیا کہ وحشی سپاہیوں کو بھیج بلا امتیاز مرد و زن اور معصوم بچوں کے سب کو قتل کروا ڈالا۔ ایک ہی دن میں پندرہ ہزار مرد عورتیں معصوم بچے نہایت بے رحمی سے اس کی خوشنما شاہراہوں میں ذبح کروا دئے گئے تھے۔

سئی ۱۸۷۶ء کا واقعہ اگرچہ کچھ بہت بڑا نہ تھا مگر اُس نے اخیر میں وہ خطرناکی کا رنگ بدلا کہ تمام سلطنت ترکی کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ ۵ تاریخ ایک بلغاریہ کی لڑکی جو مسلمان ہوگئی تھی ٹرین کے ذریعہ سے سلونیکا پہنچی تاکہ حاکم کے آگے تبدیل مذہب کی تصدیق کرائی جائے۔ یہ خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی۔

عیسائیوں کو یہ خیال آیا کہ لڑکی کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے بہت سے یونانیوں نے ایکا کر کے رستہ میں اُس لڑکی پر حملہ کیا جو مسلمان اسٹیشن سے گورنر کی کوٹھی پر لئے جا رہے تھے تعداد میں بہت کم تھے یونانیوں نے اُس لڑکی کو مسلمانوں سے چھین لیا پہلے اُسے امریکہ کے نائب قونصل کے مکان پر لائے اور پھر یونانی محلہ میں لیگئے۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کو کتنا جوش آیا ہوگا۔ ان ہی کی حکومت میں عیسائیوں نے بلاوجہ یہ زیادتی کی اور یوں خلاف قانون غدر کر کے اس لڑکی کو لیگئے فرض کرو کہ ایک یہودن نصرانی ہو جائے اور پھر اسرائیلی نصرانی سرزمین سے نصرانیوں ہی کے پاس سے اس جابرانہ طور پر چھین کے لیجائیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہاں مذہب کی بھی حکومت ہو پھر نصرانی کیا غضب برپا کریں اور کتنا ستم توڑیں۔ غرض مسلمان بھڑک اُٹھے اور ان کا بھڑکنا واجبی تھا۔ افسوس یہ تھا کہ شہر میں اتنی فوج نہ تھی جو اس فساد عظیم کو روکتی اگر کافی فوج ہوتی تو کبھی بھی یہ حادثے پیش نہ آتے۔ دوسرے دن پانچ ہزار مسلمان جمع ہو کے گورنر کی کوٹھی پر گئے اور لڑکی کا مطالبہ کیا اور صاف کہدیا کہ اس طرح سرراہ زبردستی چھین لینے کے یہ معنی ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں کی توہین کی گئی اور اس میں شک نہیں توہین بھی بہت بڑی ہوئی تھی۔

گورنر نے سمجھایا تم گھبراؤ نہیں تمہیں لڑکی دلوادی جائے گی بشرطیکہ تمہاری طرف سے کوئی فساد پیدا نہو غرض اس طرح سے سمجھایا کہ مسلمان اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ مگر آگ لگ چکی تھی اور اُس کا اس آسانی سے بجھنا محالات سے تھا۔ پھر وہ باہم کچھ مشورہ کر کے قریب ہی کی مسجد میں جمع ہوئے اور اُنہوں نے لڑکی کا اصرار سے مطالبہ کیا۔ جوشیلے مسلمانوں کا یہاں جلسہ ہی ہو رہا تھا کہ فرانسیسی اور جرمنی قونصل نہایت حماقت سے اس پرجوش گروہ میں چلے گئے۔ یہ اُن کی انتہا درجہ جالاکی تھی اور اُنہوں نے دیدہ و دانستہ جلتی آگ میں اپنے کو جھونک دیا تھا۔ عام طور پر کل مسلمانوں کو یقین تھا کہ لڑکی جرمنی قونصل کے مکان میں ہے۔ جوں ہی یہ جا کے کھڑے ہوئے مسلمانوں نے ان سے مطالبہ کیا بجائے نرم جوابی کے یہ بہت سختی سے پیش آئے اور ان کوتاہ اندیشوں نے دہمکی دی اور نا ملائم الفاظ استعمال کئے۔ چنانچہ وہیں اُنہیں پکڑ کے مسلمانوں نے ذبح کر دیا۔ چلو اب کتنا آئندہ دیکھا جائے گا ان کوتاہ اندیشوں کا تو صفایا ہوگیا۔

یہ فی الحقیقت ٹرکی کے ساتھ ایک بڑی چال کی گئی تھی اور سلطنتوں کے حکم سے ان قونصلوں نے اپنی

جان دی لڑکی کا مسلمان ہونا محض بناوٹی تھا غرض صرف یہی تھی کہ ترکی پر ہاتھ ڈالنے کا بہانہ ہاتھ آئے ان کے مارے جانے ہی لڑکی آموجود ہوئی اب کیا تھا ایک بہت بڑا حادثہ تو گزر چکا تھا قونصلوں کے مارے جانے سے ترکی مشکلات میں اور بھی ایک جدید باب کا اضافہ ہوا۔ جوں ہی ان قونصلوں کے مارے جانے کی خبریں جرمنی اور فرانس میں پہنچیں غصہ کی آگ نہ صرف ان ہی ممالک میں بلکہ تمام یورپ میں بھڑک اُٹھی اور یہ معلوم ہونے لگا کہ دول یورپ عنقریب ترکی کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گی۔ فوراً فرانس اور جرمنی کے جنگی بیڑے سالونیکا پہنچے۔ کثیر تعداد فوج بندر پر اتار دی گئی اور اُس نے ان مقتولین کی لاشوں کو بڑی فوجی طمطراق سے اُٹھا کے دفن کیا اور ترکی سے دو باتوں کا مطالبہ کیا ایک تو خون بہا مانگا دوسرے قاتلوں کو سزائے موت دینے کی درخواست کی۔ ۱۰ مئی کو چند خاص خاص آدمی جو ان قتلوں کے باعث ہوئے تھے پھانسی دیدئے گئے اور بعد ازاں چالیس ہزار پونڈ مقتولین کے خاندانوں کو ادا کئے گئے۔ خدا خدا کرکے یہ خطرہ تو یوں جاتا رہا مگر اس کا علاج کیا تھا کہ تمام ترکی میگزین بن رہی تھی اور ایسا میگزین جسمیں آگ لگ چکی ہو اور اُس کے شعلے آسمان پر پہنچتے ہوں۔ اسی اثنا میں موقع کو غنیمت جان کے لندن کے اخباروں نے گورنمنٹ پر زور دیا کہ فوراً اپنا جنگی جہازوں کا بیڑا خلیج بیسکا میں لیجائے جو درِ دانیال کا دروازہ ہے تاکہ قسطنطینیہ کے انگریزی باشندوں کی حفاظت ہوسکے اور وہیں سے اپنے مشرقی مقاصد کی دیکھ بھال بھی کرسکے۔ اخیر ۳ جولائی کو لندن کی پارلیمنٹ میں بہت بڑے مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ فوراً ایک زبردست جہازی بیڑا مقام مذکور پر روانہ کیا جائے ترکی کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ رعایائے انگریزی مقیم قسطنطینیہ کی حفاظت کے لئے۔ اور امیر بحر کو یہ بھی حکم دیدیا کہ اگر موقع ہو تو وہ ان جہازوں سے ہر طرح کام لے سکتا ہے۔

ادھر تو یہ ہوا اور ادھر سالونیکا کے اس خونی واقعہ کے بعد محض ناانصافی سے تین شمالی دولتیں ترکی کے اندرونی معاملات میں دست اندازی کرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ معاہدہ پیرس کی رو سے اگرچہ اُنہیں دست اندازی کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا مگر اُس معاہدہ کو اور ایسے معاہدہ کی شرطوں کو کون پوچھتا تھا وہ تو مخالفت کی ترکی کے خلاف ایک آگ لگ گئی تھی اور سب کی نگاہیں ترکی کی طرف سے پھر گئی تھیں اور سب کی یہ خواہش تھی کہ ترکی کے حصے بخرے کرکے اُسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ ۶ مئی کو تو قونصلوں کے مارے جانے کا واقعہ ہوا تھا اور ۱۱ مئی کو شہزادہ اور گورٹ شکف اور کونٹ اندریسی برلن میں شہزادہ

بسمارک سے ملنے گئے اور ترکی کی موجودہ حالت پر اُس سے گفتگو کی۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ ترکی کیونکر اُن موعود اصلاحوں کا عملدرآمد کرتی جو وہ ابھی کر چکی تھی اور اتنی جلدی اصلاحوں کا اجرا ہونا بھلا کیونکر ممکن ہو سکتا تھا۔ جا بجا ملکی لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ بغاوتیں جاری تھیں اور ترکوں کو ایک دم قرار نہ تھا اور یہاں یہ زور دیا جاتا تھا کہ موعود اصلاحیں ابھی ہوں اس زور دینے کی یہ غرض تھی کہ جس طرح ہو ترکی کو انتہا درجہ جھجرا کر دیا جائے اور اگر ممکن ہو تو اُسے اکھیڑ کے پھینک دیا جائے۔ ۱۱ اور ۱۲ مئی کو جب جرمنی۔ اور روسیہ کے مدبر ملے تو یہی گفتگو ہوئی کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ ترکی کے حصہ بخرے ہو جائیں۔ اس زہریلی ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ برلن سے ایک اور یادداشت جاری ہوئی جس کا مضمون یہ تھا کہ سلطان کوئی ایسی بات کریں جس سے معلوم ہو کہ وہ اُن اصلاحوں کو جاری کریں گے جو انہوں نے اپنے فرمان میں منظور کی ہیں۔ ان دول ثلاثہ کے لئے سخت شرم کی بات تھی کہ انہوں نے ایک دولت سلطنت کے ساتھ یہ سلوک کیا جو انہیں معاہدہ اور انصاف کی رو سے کسی طرح بھی جایز نہ تھا۔ ان دول ثلاثہ نے نہایت توہین آمیز الفاظ سلطان کی نسبت استعمال کئے اور کچھ بھی پاس و لحاظ نہیں کیا انہوں نے کہا کہ عیسائی تو سلطان کے کسی وعدہ پر اعتبار نہیں کرتے اس لئے مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ ان صوبوں کا آئندہ سے کوئی تعلق سلطان سے نہ رہے اور یورپی کمیٹی کے سپرد اُن عیسائی صوبوں کا کل انتظام کر دیا جائے۔ ہم دو مہینے کی مدت دیتے ہیں اس میں ترکی اپنا انتظام کر لے اگر اس نے دو مہینے میں ہماری رائے کے مطابق نہ کیا تو پھر ہم دخل دیں گے اور اپنی مرضی کے موافق انتظام کر لیں گے۔

اس وقت آسٹریا روسیہ کی بے داموں کی لونڈی بن رہی تھی جس طرف وہ چلاتا تھا چلتی تھی اُسے کسی بات میں عذر ہی نہ تھا۔ جرمنی کو اگرچہ ترکی کی بربادی سے کوئی معتدبہ فائدہ نہ تھا لیکن وہ بھی اسی طرف جھکی پڑتی تھی۔ اطالیہ مثل ایک نوجوان سلطنت کے عام جنگ بھڑکنے کے اندیشہ سے کانپی جاتی تھی۔ فرانس کا ابھی کچومر ہی نکل چکا تھا غرض ان سب نے تین شمالی دول کے ساتھ ترکی کے حصے بخرے کر لینے میں اتفاق کیا اور ذرا بھی چون وچرا نہ کی۔ سر ایچ ڈریمنڈ وولف نے بورن ماؤتھ میں ۲۲ ستمبر ۱۸۷۶ء کو ایک لیکچر دیا اُس میں یہ بیان کیا کہ مجھے ایک رازدارانہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ترکی کو صرف اکیلے روسیہ سے کچھ اندیشہ نہ تھا بلکہ دول یورپ کے اتحاد سے جنہوں نے اس کے حصے بخرے کرنیکا سمجھوتہ کر لیا تھا سخت خطرہ تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جرمنی تو فرانس کو زیر و زبر ہی کرنا چاہتی ہے اسی نظر سے وہ

روسیہ کو مدد دے گی کہ وہ مشرقی یورپ میں اپنا سکہ جمالے۔ آسٹریا سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ تجھے بوسینا اور ہرزیگوینا دیدیا جائے گا۔ اور اطالیہ کو نائس اور سیوائی حوالہ کردیا جائے گا۔ انگلینڈ کی نذر مصر اور کینڈیا ہے۔ روس یہ چاہتا ہے کہ قسطنطنیہ پر ترک ہی قابض رہیں اور مجھے اختیار ہو کہ جس طرح سے چاہوں اُن سے کے ساتھ سلوک کروں۔ اور ساتھ ہی روسیہ کی یہ بھی مرضی ہے کہ دردانیال کا رستہ عام طور پر کھول دیا جائے۔ اور جب یہ بندوبست ہو جائے گا تو ترکی روسیہ کے ہاتھ میں ایک آلہ بنجائیگی اور جب تک اُس میں مقابلہ کی قوت نہ پیدا ہو لے روسیہ کی مطیع رہے گی۔

اتفاق سے اس تجویز کو انگلستان نے پسند نہ کیا اور یہ سارا سمجھوتہ خاک میں ملگیا۔ یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ اگر چھ دول یورپ ترکی کے آگے یہ تجویزیں پیش کریں تو اُسے جبراً قہراً اُنہیں منظور کرنا پڑتا اور اگر وہ اس کے منظور کرنے میں کچھ چون وچرا کرتی تو بالکل برباد کر دی جاتی۔ اور دنیا میں وہ خوں ریزی ہوتی جو نہ کبھی دیکھی گئی نہ سنی گئی۔ یہ تجویزیں ہو رہی تھیں کہ روسیہ نے بلغاریہ میں غدر کرادیا۔ اُس وقت مدحت پاشا یہاں کے گورنر تھے۔ یہ ایک نہایت بیدار مغز اور صاحب تدبیر شخص تھا اس نے بلغاریہ کو اس قدر سرسبز بنایا تھا کہ اُسے کبھی یہ سرسبزی نصیب نہوئی تھی۔ سڑکیں بن گئی تھیں بیگار کا قانون موقوف ہو گیا تھا۔ اور ہر قسم کی مذہبی اور تجارتی آزادی دیدی تھی۔ ڈیلی نیوز کا ایک نامہ نگار جو ترکوں کا انتہا درجہ جانی دشمن ہے بلغاریہ کی حالت کو اس طرح لکھتا ہے "وہ نہایت امن اور آرام سے رہتے ہیں۔ روسی کاشتکاروں سے ان کی حالت بدرجہا بہتر ہے اور میں نہایت خوشی سے دیکھوں گا اگر انگریزی کاشتکاروں کی بھی ایسی بہتر حالت ہو جائے گی جو ترکی سلطنت میں بلغاری کاشتکاروں کی ہے۔ اُن کے اناج کے کھیت دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر گاؤں میں مویشی بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔ روسیہ کے کاشتکاروں کے مقابلہ میں ان کے گھر محلوں کے برابر ہیں۔ دودھ ہر گھر میں بکثرت دستیاب ہوتا ہے۔ اگر کسی گاؤں میں ایک مسجد ہے تو اُس کے مقابلہ میں نصف درجن گرجے بنے ہوئے ہیں۔ اور جو باتیں کہ ظلم وستم کی بیان کی جاتی ہیں یہ سب کہانیاں ہیں اور روسی مدبروں اور ایجنٹوں کی تراشی ہوئی ہیں۔

قسطنطنیہ میں روسی سفیر اس وقت جب یہ آفت برپا ہو رہی تھی جنرل اگناتیو تھا۔ یہ ایک سپاہی منش اور ہنس مکھ خندہ پیشانی اور باطن میں سخت زہریلا تھا اور ترکی دولت کا دلی بدخواہ تھا۔ سارے فسادات اسی کے تھے اسی نے سلطان شہید کو ترغیب دے کے قرض دلوایا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ سلطان اسی حالت

میں مبتلا رہیں اگر اس وقت موجودہ سلطان تخت پر ہوتا تو کبھی روسی سفیر کا یہ داؤں نہ چلنے پاتا مگر سلطان شہید ایک بے خبر اور کمزور طبیعت کے تھے جو کچھ اُس نے کہا مان لیا اور اسی کے فرضی وعدے وعید پر ہمیشہ بھروسہ کیا جس وقت صوبوں میں بغاوت ہوئی تو اُس نے سلطان کو یہ صلاح دی آپ تلوار کے زور سے اس بغاوت کو فرو کریں آپ کو شائستہ فوج بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے صرف ان باغی صوبوں کے لئے ملیشا کافی ہوگی باشی بزوق اور سرکیشن ابھی اس فساد کا فیصلہ کردیں گے۔ بدقسمتی سے سلطان شہید کی سمجھ میں آگیا اور اُنہوں نے باشی بزوقوں کے سے خوفناک اور جوشیلے آدمی بھیجدئے اگر اس وقت شائستہ فوج بھیجی جاتی تو بہت ہی اچھا اثر پڑتا اور زیادہ خونریزی کی بھی نوبت نہ آتی مئی کے وسط میں خطرناک وقوعے ہوئے اور ۲۳ رجون تک یورپ کو اُن کی کیفیت مطلق نہیں معلوم ہوئی۔ ۱۶ رجون کو ڈیلی نیوز کے ایک نامہ نگار نے براہ راست قسطنطنیہ سے لکھا" یہاں تاریک افواہیں بلغاریہ کے سخت قتل وغارت کی اُڑ رہی ہیں اور سنا جاتا ہے کہ ترکوں نے بلغاریہ میں بہت ہی شدید خونریزی کی ہے۔ کہتے ہیں ۱۲ ہزار عورت و مرد کو ترکوں نے قتل کر ڈالا اگر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے مقتولین کا بیس ہزار اور پچیس ہزار کا اوسط لگایا جاتا ہے اور سو سے قصبے ترکوں نے بالکل برباد کردیئے۔ اسی مہینہ کی ۲۶ تاریخ کو لندن کی پارلیمنٹ میں مسٹر ڈبلیو ای فارسٹر نے وزیراعظم سے سوال کیا "کیا آپ بلغاریہ کے قتل وغارت کے متعلق کوئی اطلاع دے سکتے ہیں۔ وزیراعظم نے اس سے لاعلمی ظاہر فرمائی شدہ شدہ یہ خبر سر ہنری الیٹ کو پہنچی جو انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ تھے اُنہوں نے باب عالی کو لکھا کہ فوراً شائستہ فوج روانہ کی جائے تاکہ سرکیشن اور باشی بزوق کی بے عنوانی کو روکے۔ خونریزی کی خبریں چھنتے چھنتے اس قدر تصدیق ہوئی کہ جب بلغاریوں نے ۵۰۰ مسلمانوں کو قتل کردیا تو اُنہوں نے ۱۸۳۶ بلغاریوں کو مار ڈالا۔ اس سے زیادہ ایک خون بھی نہیں ہوا۔

ان آفتوں کا سلسلہ ابھی تک ختم ہی نہ ہوا تھا کہ قسطنطنیہ میں ۱۲ رمئی کو فساد ہوگیا۔ صوفتہ نے غل مچایا کہ ترقی ترکوں کے لئے ہے اور اُنہوں نے زور دیا کہ وزارت بدلی جائے فوراً محمود پاشا وزیراعظم علیحدہ کئے گئے اور اُن کی جگہ مدحت پاشا وزیراعظم بنائے گئے۔ مدحت پاشا نے وزیر ہوتے ہی یہ تجویز پیش کی سلطان کے اختیارات محدود کئے جائیں اور سلطان کو روس کے سفیر کے کہنے پر عملدرآمد

نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنے قدیم دوست انگلستان کے مشورہ پر کان لگانا چاہئے۔ سلطان نے اختیارات کے محدود ہونے کو تسلیم نہیں کیا۔ اب صلاح یہ قرار پائی کہ سلطان جب کسی بات کو نہیں مانتے تو انہیں معزول کر دیا جائے۔ مئی کے اخیر میں وزرا کا ایک جلسہ ہوا جس میں محمد رشدی پاشا حسین عینی پاشا اور موجودہ وزیر مدحت پاشا شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں بڑی بحث کے بعد یہ طے پایا کہ سلطان کو قطعی معزول کر دیا جائے۔ بروز سہ شنبہ ۳۰ مئی دوپہر کے وقت یہ تجویز عملی طور پر ہو گئی۔ چونکہ سلطان شہید نے کسی قسم کی ہردلعزیزی نہ رعایا کی نہ فوج کی حاصل کی تہی اس لئے اُن کی معزولی کو سب نے خاموشی سے سنا۔ ۲۹ مئی کی شب کو دس بجے حافظ پاشا جو اول چمبرلین سلطان کا تہا اُسے یہ خبر لگی اس نے فوراً بذریعہ رقعہ کے سلطان کو اطلاع دی کہ آپ کے لئے یہ سامان ہو رہا ہے۔ رقعہ دیکھتے ہی سلطان شہید نے عینی پاشا کو دولما باغچہ میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ مگر حسین عینی پاشا نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا عینی پاشا اس وقت محکمہ جنگ میں کونسل کر رہا تہا جس میں مذہبی علما اور ملکی افسر موجود تہے۔ اس جلسہ میں یہ طے پایا کہ شیخ الاسلام سے سلطان کی معزولی کا فتویٰ لیا جائے اور بغیر فتوے کے کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ اور یہ بھی طے پا گیا کہ مرحوم سلطان عبدالمجید کا بڑا بیٹا محمد مراد آفندی تخت نشین کیا جائے۔
یہ سارے امور طے پا گئے اور کسی نے خفیف سی بہی اس سے مخالفت نہیں کی۔

اب اس تجویز کو عملی صورت میں لانے کی تیاری ہونے لگی۔ ردیف پاشا کونسل جنگ کے صدر بالکل حسین عینی پاشا کی اطاعت کر رہے تھے۔ عینی پاشا کی ہدایت کے بموجب اُنہوں نے خشکی کی طرف سے دولما باغچہ کو گہیر لیا اور باسفورس کی طرف سے جنگی جہازوں سے قلعہ بندی کر لی۔ پہر حسین عینی مراد کے پاس گئے اور کہا آپ چلکے تخت پر بیٹھئے مُراد کو اس معاملہ کی کچھ خبر نہ تہی وہ خوفزدہ ہو کے دریافت کرنے لگا ”اور چچا عبدالعزیز“ عینی پاشا نے کہا کہ بعد ازاں پوری کیفیت آپ کو معلوم ہو جائے گی آپ بسم اللہ کر کے اُٹھئے۔ وہ اسکو اڈرن رسالوں کے ساتھ ایک بند گاڑی میں شہزادہ مراد کو محکمہ جنگ میں لائے اور یہاں وہ عبدالمطلب شریف مکہ اور پانچ یا چھ اعلےٰ افسروں کے آگے سلطان بنائے گئے۔

۳۰ تاریخ کو علی الصباح دریائے باسفورس میں نئی طرح سے تموج برپا ہوا اور ایک سو ایک توپوں کے فیروں نے اس بات کو اہل شہر اور سفرائے دول خارجہ پر ثابت کر دیا کہ نئی سلطنت کا آغاز ہو گیا۔ توپوں کی گمگج نے قسطنطنیہ کے کرۂ باد کو بھر دیا اور چاروں طرف سے پہاڑ۔ سمندر اور محلوں میں سے توپوں کی گونج نے اس ہفت اقلیم کی کنجی یعنی قسطنطنیہ کو سر پر اُٹھا لیا اور ہر طرف سے مبارکبادی کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ شہنشاہی جھنڈا سرسفیراط کے منارے پر فرانے بہرنے لگا اور گلاٹا میں جناسی کے منارے پر سلطانی

پھر ہرے نے لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ جدید سلطان کا دور دورہ شروع ہو گیا ہے اور سلطان عبدالعزیز کا آفتاب اقبال غروب ہو چکا ہے۔ مختلف صوبجات کے گورنروں کے پاس فی الفور تار برقیاں روانہ کی گئیں اور اُن عثمانی سفرائے جو دول خارجہ کے پائے تختوں میں متعین ہیں دول یورپ کو نئی سلطنت کی باقاعدہ اطلاع دی مراد کی تخت نشینی کی صبح بہی بہت ہی طوفان خیز تہی۔ آسمان پر غلیظ ابر کا محیط ہونا اور بادلوں کی گڑگڑاہٹ کے ساتہ بجلی کی کڑک اور پہر موسلا دہار مینہ کا برسنا ایک پر خوف نقشہ کہینچ رہا تہا۔ اس بلا کی بارش ہو رہی تہی اور گرج اور کڑک نے آسمان کو ایسا صحن قیامت بنا رکہا تہا کہ خوف معلوم ہوتا تہا۔

عبدالعزیز کو معلوم تہا کہ کیا آفت برپا ہو رہی ہے اور اب اُن پر کیا مصیبت آنے والی ہے۔ وہ اپنی معزولی اور پھر اپنی موت کا خونی نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور انہیں اپنا سر جس پر ابہی تک ترکی۔ عرب۔ افریقیہ۔ ایشیا کی سلطانی کا تاج رکھا جاتا تہا خاک و خون میں لتھڑا ہوا معلوم ہو رہا تہا۔ سلطان شہید نے اخیر اس خوف کو پورا محسوس کر کے اپنی حفاظت کے لئے حرمسرائے میں سکونت اختیار کی صبح کی ابتدائی ساعتوں میں ردیف پاشا معہ چند افسروں اور ایک فوجی دستہ کے محل میں آئے اور سلطان عبدالعزیز سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چند خواجہ سراؤں نے کچہ غل و شور مچایا ہی تہا کہ اُن کی مشکیں کس دی گئیں اور اُن کا مُنہ بند کر دیا گیا۔ سلطان عبدالعزیز کے پاس جب ردیف پاشا کا پیغام پہنچا تو سلطان نے محض خوف کی وجہ سے انکار کر دیا اور کہلا بہیجا کہ ہم نہیں ملنے کے۔ ردیف پاشا نے جواب میں کہلا بہیجا کہ اگر آپ ہمیں شرف باریابی نہ دیں گے تو حرمسرائے میں ڈرانا ہم گھس آئیں گے اور پہر اس احترام کو صدمہ پہنچے گا جو ترکوں پر حرمسرائے کا کرنا فرض ہے۔ اخیر جب سلطان عبدالعزیز نے یہ دیکہا کہ پانی سر سے گذر چکا ہے ناچار اپنی والدہ کی ہمراہی میں باہر آئے۔ آپ کی والدہ کے بال کہلے ہوئے تہے اور وہ سخت پریشان اور آبدیدہ تہیں۔ ردیف پاشا نے سلطان کی طرف خطاب کر کے کہا آپ معزول کئے گئے ہیں سلطان مراد آپ کی جگہ تخت نشین ہوئے ہیں آپ فوراً محل کو چھوڑ دیں۔ یہ سنتے ہی عبدالعزیز کی آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ وہ مارے غصہ کے کانپنے لگے۔ غیظ کا ایک دہواں اُٹھا اور اُس نے دماغ اور آنکھوں کو تاریک کر دیا۔ غصہ کے مارے خون کی تیز تیز حرکت رگوں میں شروع ہو گئی۔ اور اسی مشتعل حالت میں سلطان نے ردیف پاشا سے کہا او نمکحرام تو یہ کیا بکتا ہے کون مجھے معزول کر سکتا ہے اور کس کا زہرہ ہے جو میری طرف آنکھ اُٹہا کے دیکھ سکے۔ ردیف پاشا نے عرض کیا حضور اس قدر غیظ میں نہ آئیں ذرا کھڑکیوں میں سے ملاحظہ فرمائیں کہ کیا سامان ہو رہا ہے۔ جوں ہی سلطان نے آنکھ

اٹھا کے دیکھا تو عجیب حسرت انگیز سماں دکھائی دیا بادلوں اور بارش میں کچھ کچھ دھیمی روشنی میں سے انہوں نے فوجوں کے پرے کھڑے ہوئے نظر کئے۔ اور جنگی جہازوں کو باسفورس میں آراستہ پایا۔ اس پرخوف نظارہ نے عبد العزیز کے غصہ کو کسی قدر ٹھنڈا کیا اور وہ حسرت بھری نظروں سے ادہر ادہر دیکھنے لگے اُن سے کہا گیا کہ اگر آپ کو اپنی جان عزیز ہے تو بغیر کسی پس وپیش کے مقام محل کو چھوڑ دیں۔ اخیر سلطان کی مرضی کے مطابق یہ طے پایا کہ برج کاپو میں جاکے قیام کریں اس وقت بیساختہ آپکی زبان سے یہ نکلا،، اگر میں جانتا کہ مراد کس قسم کا پودہ ہوگا تو میں ضرور بجائے پانی کے اُس کی زہر سے آبیاری کرتا،، یہ کہکر سلطان عبد العزیز نے تامل کیا اور پہر یہ بولے اچھا مجھے وزرا کی کل اصلاحیں منظور ہیں اور میں اپنے اخراجات کو وزرا کی رائے کے مطابق محدود کر لوں گا۔ مگر وقت گزر چکا تھا اور تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اقبال کا آفتاب کبھی کا غروب ہوچکا تھا۔ مصیبت کی شب خوف اور موت کے ساتھ شتابانہ قدموں میں اُس پر آرہی تھی۔

مراد پنجم کی عمر ۳۶ برس کی تھی جب وہ تخت نشین ہوئے ہیں۔ مراد اول روز سے کمزور دل ودماغ کے شہزادے تھے۔ معاملات سلطنت کا بھی بالکل علم نہ تھا اور نہ سیاسی امور میں کچھ تجربہ رکھتے تھے۔ کاش وہ قوی دل اور زبردست دماغ کے ہوتے تو ضرور اُن کی ناتجربہ کاری اتنی ضرر رساں نہ ثابت ہوتی علاوہ کمزوری کے بہت دنوں سے اُن کی صحت بھی اچھی نہ تھی۔ وہ تخت پر تو بٹھا دئے گئے مگر انکا سلطان ہونا اور نہونا برابر تھا وہ وزرا کے ہاتھوں میں مثل آلہ کے تھے۔ غرض وہ سلطان بنائے گئے اور تاج کی طرف سے ایک خطبہ پڑھا گیا جو وزرا نے ترتیب دیا تھا جس طرح نیم جمہوری سلطنتوں میں وزرا ترتیب دے کے پارلیمنٹوں میں تاج کی طرف سے پڑھا کرتے ہیں۔ اُس خطبہ کا اختصار یہ ہے کہ خدا کی مرضی اور اُس کی عنایت سے مراد تخت نشین کئے گئے۔ سلطان نے اپنے وزرا کو انتظامی امور کا اختیار دیدیا ہے تاکہ وہ سلطنت میں نئی نئی اصلاحیں جاری کریں غیر مذہب رعایا کی آزادی میں ترقی دیں اور کوشش کریں کہ ترکی کا اتحاد روز بروز بڑہتا جائے۔ فوراً بجٹ بنے گا اور اُس پر غور کے ساتھ بحث کی جائے گی عام تعلیمی سلسلہ کو وسعت دی جائے گی اور کونسل اف اسٹیٹ اور گورنمنٹ ترکی کے دیگر محکمجات کی اصلاح ہوگی۔ اس ثبوت کے لئے کہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کو ملک کی تکلیف کے کھونے کا کس قدر خیال ہے تین لاکھ اسٹرلنگ پونڈ سیول لسٹ میں سے اُڑا دئے گئے اور اس طرح سے سات لاکھ بیس ہزار کی سالانہ کمی ہوتی رہے گی۔

اس کے علاوہ شاہی معدنیات اور شاہی جائداد سے جو کچھ آمدنی ہوگی وہ بھی رعایا کے مقاصد پر خرچ کی جائیگی۔

نہایت اطمینان سے یہ وعدے سنے گئے اور خیال ہونے لگا کہ ترکی نے نئے سال میں قدم رکہا ہے ضرور امن کے ساتہہ رعایا کو فلاح ہوگی۔ لیکن یہ خبر نہ تھی کہ اصلاحوں کے جاری کرنے اور ان وعدوں کے پورا کرنے میں کتنی کتنی مشکلات پیدا ہوں گی اور کیسی مزاحمتیں کی جائیں گی۔ ترکی کے لئے یہ قسمت ہوچکا تہا کہ ایک بار اور بہی اُس کے بیگناہ معصوم بچے اور مظلوم عورتیں بہادر اور جری سپاہیوں کے ساتہ خاک وخون میں لتہڑیں اور کئی سو میل تک خون کا دریا بہے۔ پہاڑوں۔میدانوں اور دریاؤں پر۔ وسی اور رومی شجاعوں کے خون کی گرم گرم افشان کی جائے اور چاروں طرف سے کرب وبلا اور جانکندنیوں کی صدائیں اُٹہیں۔ جب یہ خونی امور قسمت ہوچکے ہوں پہر بہلا عاقل وزرا کی تدبیریں کیا چلتیں اور مدحت پاشا کی لبرل حکمت عملی کیا کام دیتی۔

یورپ میں معزول سلطان کی خونی قسمت پر سخت بے چینی چہاگئی کہ دیکہئے اب کیا ہوگا اور کیا آفت نازل ہوگی۔ مگر جیسا کہ خیال کیا گیا تہا کوئی فساد نہوا اور ۴ جون کو سلطان عبدالعزیز مردہ پائے گئے۔ ابہی تک تحقیق نہیں ہوا کہ سلطان عبدالعزیز نے آیا خودکشی کی یا کسی نے اُنہیں مار ڈالا۔ اگرچہ اُن کے نام نہاد قاتلوں کو اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خاں غازی کے عہد دولت مہد میں سزا ضرور دی گئی مگر یہ راز ابہی تک کسی سے حل نہیں ہوا ہے۔ آپ کی شہادت یا وفات پر بہت سے ماتمی قصائد موزوں کئے گئے اور اب تک قسطنطنیہ میں وہ قصائد زبان زد عوام وخواص ہیں۔ خود ہم نے ایک نوجوان ترک کی زبانی وہ قصائد سنے ہیں جو اُس نے پیانو پر پڑہے تہے اس میں شک نہیں کہ عبدالعزیز کے مرثیہ سے رونا آتا ہے اور دردناک اشعار سے کلیجہ شق ہوتا ہے۔ وہ قصائد بتاتے ہیں کہ ترک اپنے سلطان سے کیسی محبت رکہتے ہیں۔ خواہ کیسا ہی غیر معتدل مزاج کا سلطان ہو اُنہیں ایک قلبی تعلق ضرور ہوتا ہے اور یہ تعلق اُن کا بے نظیر ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اُنہوں نے اپنے سلطان کی معزولی پر محض قومی ہمدردی کی وجہ سے دم نہیں مارا لیکن اس مرحوم کا ماتم اُنہوں نے بتقاضائے محبت مدت تک کیا اور اب تک کرتے ہیں۔

جب سلطان عبدالعزیز معزول ہوئے ہیں تو اُنہوں نے اپنے بہتیجے مراد یا جدید سلطان کو اپنے ہاتہ سے ایک خط لکہا تہا جس کا مختصر مضمون یہ ہے۔

"غازی بجا۔ میں اگرچہ حضور کی رعایا میں سے سب سے اخیر ہوں لیکن حضور کو مبارکباد دینے میں سب سے پیشقدمی کرتا ہوں اس عاجز بندہ کی طرف سے اپنے پرجلال راج کے لئے مبارکبادی قبول ہو۔ میں صرف ایک ہی عنایت چاہتا ہوں اور مجہے امید ہے کہ وہ حضور کی توجہ سے پوری ہوگی یعنی مجہے محل چراغان کا

ایک حصہ رہنے کو دیدیا جائے جہاں میں معہ کنبے کے اپنی زندگی کے آخری دن گزاروں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالی ہر کام میں حضور کی امداد فرمائے اور اگر میں کوئی نصیحت کر سکتا ہوں تو صرف یہ ہے کہ تم اپنے لشکر پر بھروسہ نہ کرنا۔ میں نے جان و مال اُن پر قربان کر دیا لیکن اُنہوں نے اخیر مجھے دہوکا ہی دیا۔ حضور اس فرماں بردار مطیع ادنے رعایا میں سے ایک شخص عبدالعزیز کی یہ دعا ہے کہ آپ زیادہ دن زندہ رہیں اور خوش رہیں۔ حضور کا فرمانبردار عبدالعزیز۔

مُراد نے اپنے ستم رسیدہ معزول چچا کی درخواست کو قبول کر لیا اور حکم دیدیا کہ جہاں وہ رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں چنانچہ ۱۳ رمئی کو عبدالعزیز معہ اپنے کنبہ کے جائے مطلوبہ کو روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچتے ہی دوسرے روز عبدالعزیز میں علامات جنون ظاہر ہوئیں۔ انہیں کسی کروٹ بھی چین نہ تہا کھانا پینا بھی سب چھٹ گیا تہا اور ایک عجیب جانکندنی کی سی حالت ہو گئی تھی۔ دروازہ پر سنتریوں کا پہرہ تہا نہ کوئی اندر جا سکتا تہا نہ باہر آسکتا تہا۔ آپ کے ملازمین نے تمام قسم کے ہتیاروں سے کمرہ خالی کر دیا تہا۔ ۴ رجون بروز یکشنبہ علی الصباح یکا یک غل مچا کہ سلطان معزول شہید ہو گئے۔ آدہا دہڑ پلنگ کے اوپر اور آدہا نیچے لٹک رہا تہا۔ اور تمام خون ہی خون بہ رہا تہا خبر ہوتے ہی ۱۹ ڈاکٹر مختلف القوم فورًا طلب ہوئے ان میں انگریزی سفارت کے ڈاکٹر ڈکسن بھی تھے۔ سب نے بہت غور سے دیکھا اور بالآخر یہ تجویز کیا کہ زخموں کی صورت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم نے خودکشی کی ایک جوڑا قینچیوں کا وہیں پڑا ہوا ملا جس سے سلطان شہید نے اپنے بازو کی رگیں کاٹ ڈالی تہیں۔ ابہی تک اس کا قطعی فیصلہ تو نہیں ہوا کہ آیا خودکشی کی گئی تہی یا کسی نے آپ کو شہید کر دیا تہا مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ضرور آپ کو شہید کیا گیا اور اعلی حضرت سلطان عبدالحمید خاں غازی موجودہ شہنشاہ ترکی نے بہت بڑا مقدمہ قاتلوں پر دائر کرا کے انہیں سزائیں بھی دی تہیں جس مقدمہ کی مفصل کیفیت آیندہ تحریر ہو گی

جس سلطان کی نسبت خیال کیا جاتا تہا کہ اس نے عثمانی سلطنت کو ضعیف کر دیا اس کا تو قبل از وقت خاتمہ ہی ہو چکا تہا اور بظاہر سلطنت کی بربادی میں کچہ ڈہیل ہوتی ہوئی معلوم ہونے لگی تہی۔ مگر جب یہ تقدیر ہو چکا ہو کہ خون کا دریا بہے اور دولت عثمانی اپنی انتہائی نکبت پر پہنچے سلطان عبدالحمید کے زمانہ میں ترقی کریگی تو تقدیر کے اس منشا کو جس کا فیصلہ روز ازل سے ہو چکا ہو کون روک سکتا ہے ایسے موقع پر نہ کسی کی تدبیر کام دے سکتی ہے اور نہ مدد۔ آپ کی شہادت کے بعد وسط جون ہی میں کئی واقعات کا ظہور ہو گیا وہ واقعات جنون نے رہا سہا اور بھی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ نہ صرف قسطنطنیہ میں پریشانی پہیلی بلکہ یورپ اور بہی ایک بار چوکنا ہوا۔ وہ واقعات جانگداز ہی نہیں ہیں بلکہ اس شخص کے جسے کچہ بھی اسلام اور مسلمانوں سے رتی برابر

بھی تعلق ہے آنکھوں سے خون کے آنسو رلوا دیں گے۔ یعنی ۱۵ جون کو جب مدحت پاشا کے محل میں وزرا کی مجلس ہو رہی تھی یکایک ایک سرکیشی افسر اندر گھس آیا اور وزیر جنگ حسین عینی پاشا کو طپنچہ مارا۔ یہ دیکھتے ہی کل وزرا گھبرا گئے اور جان کے خوف سے بھاگے۔ رشید پاشا وزیر خارجہ اور اُن کے ساتھ اور وزیر بھاگ کے ایک کمرہ میں جو دروازہ کے قریب ہی تھا چھپ گئے مگر امیر البحر ترکی احمد قاتل پر جا پڑے اور اُس سے ہتیار چھین نے چاہے مگر سرکیشیا کے افسر نے اپنے دہنے ہاتھ سے ایک چھرا نکال کے مختلف مقامات سے امیر البحر کو سخت مجروح کیا۔ زخموں سے چور ہو کے امیر بحر گر پڑے اور قاتل کافور ہو گیا۔ حسین عینی اگرچہ شدید طور پر مجروح ہو گئے تھے مگر ابھی زندہ تھے اور اپنی اسی مجروحی حالت میں کہ خون برابر تر تر بہ رہا تھا پچھڑیوں ہی پچھڑیوں سرک کے دروازہ کے قریب آئے یہ دیکھتے ہی حسن اُن کی طرف لپکا اور اخیر چھرے سے بیچارہ کا کام تمام کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رشید پاشا سے تو جنبش ہی نہ کھائی جاتی تھی اور اخیر اُنہوں نے بھی اسی جگہ بیٹھے بیٹھے دم دے دیا۔ حسن نے رشید سے کہا کیا تم یہاں اس لئے کھڑے ہو کہ مجھے گرفتار کرو یہ کہکر طپنچہ مارا اور گولی بھیجہ کے پار ہو کے نکل گئی۔ پھر حسن دروازہ کے پاس آیا اور دروازہ ہلا کے آواز دی وزیر اعظم صاحب دروازہ کھول دیجئے میں تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ محمد رشدی نے جو بہت ہی بوڑھے تھے نہایت پرخوف لہجہ میں جواب دیا،، لیکن میرے فرزند اس وقت تم بہت ہی جوش میں ہو اور میری کوئی معقول وجہ بھی شاید اپنے جوش میں نہ سن سکو،، یہ سنتے ہی حسن نے دروازہ پر فیر کیا۔ گولی تو کسی کے بھی نہیں لگی مگر کمرہ میں آگ لگ گئی اور سارا مکان شعلوں اور دھوئیں سے بھر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دو وزیر احمد آغا اور شکری بے ایک کمرہ سے دوسرے میں جاتے تھے کہ قاتل نے انہیں بھی گولیاں مار کے سلا دیا۔ اس عرصہ میں پولیس اور قریب کی فوجی چوکی پر خبر پہنچ چکی تھی۔ چند لمحے میں پولس اور سپاہی موقع واردات پر آموجود ہوئے دیکھا کہ خون ہی خون بہہ رہا ہے اور حسن اب بھی شمشیر بدست مجنونانہ جوش میں کھڑا ہوا ہے۔ حسن آسانی سے گرفتار ہونے والا نہ تھا اُس نے ایک پولس افسر کو مار ڈالا آٹھ پولس والوں اور فوجی سپاہیوں کو مجروح کیا اور پھر گرفتار کر لیا گیا۔ حسن اس کشت و خون میں خود بھی سخت مجروح ہو گیا۔ دوسرے دن اُس کا مقدمہ ہوا اور اُس کے لئے سزائے موت تجویز ہوئی۔ اور ۱۷ تاریخ کو محکمہ جنگ کے سامنے کھلے میدان میں اسے پھانسی دیدی گئی

جب اس سخت حادثہ کی خبر یورپ میں پہنچی تو عام طور پر یقین ہونے لگا کہ اب ترکی کا سلامت رہنا محال عقل ہے۔ ترکی اپنی انتہائی بربادی پر پہنچ چکی ہے اور اب اُسے صرف ایک خفیف سا جھٹکا کافی ہوگا۔ جب یہ حادثات پے در پے ہوئے تو فی الواقع عثمانی دولت کی عمارت چرچرانے لگی شہزادہ سرویا نے موقع کو غنیمت

جان کے ہاتھ پیر نکالے اور چاہا کہ بوسینا اور ہرزیگوینا کو امداد دے۔ اُس نے تمام اُن احسانات کو جو عثمانی دولت نے اُس پر وقتاً فوقتاً کئے تھے بالائے طاق رکھدیا اور اپنے قدیم آقا کے خلاف شمشیر بدست ہوکے مقابلہ میں آکودا۔ سرہنری ایلیٹ کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انہوں نے ۸۔ فروری اپنی گورنمنٹ کو اطلاع دی کہ شہزادہ میلان والئے سرویا کا ایک اعلان شایع ہوا ہے کہ اگر ہرزیگوینا کا الحاق مانٹی نگرو سے ہو گیا جیسا کہ باغیوں کی خواہش ہے تو میں فوراً اعلان جنگ دیدوں گا۔ اصل میں شہزادہ میلان کی نوبت پہنچی نہیں تھی کہ وہ ایسی ردی حالت میں بھی ترکی سے ہمنبرد ہوتا مگر یہ ساری روس کی حوصلہ افزائی تھی جس نے اُسے ایسا باڑ پر چڑھا دیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کر لیا گیا تھا کہ تم ترکی کے خلاف تلوار اٹھاؤ میں تمہیں پوشیدہ امداد پہنچاؤں گا۔ اپنے اس خونی وعدہ کو عملی صورت میں دکھانے کے لئے روسیہ نے اپنے قابل جنرل تجربہ کو شہزادہ سرویا کے پاس بھیج دیا اور لکھدیا کہ اعلان جنگ ہوتے ہی فوج سے بھی مدد دوں گا۔

جب پوری پخت و پز ہو چکی تھی تو ۲۲ جون کو شہزادہ میلان نے وزیر اعظم ترکی کو ایک خط لکھا جس کے معنی اعلان جنگ کے تھے۔ یکم جولائی کو شہزادہ سرویا نے علانیہ بوسینا اور ہرزیگوینا سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ شریک ہوں اور میں بھی تمہارے ساتھ آزادی کا خواہاں ہوں۔ بھائیوں میں تمہارے ساتھ ہوں میں تمہارا سرکردہ ہو کے میدان جنگ میں جاؤں گا۔ میرے ساتھ میرے بھائی مانٹی نگرو والے بھی ہیں جنکا سردار نکولس ہے جو میرا عزیز بھائی ہے۔ ہمارے ساتھ یہ بہادر بیشۂ شجاعت کے شیر نر ہیں۔ اور ہمارے شجاع بھائی بلغاریہ والے ہمارے منتظر ہیں۔ اور مجھے امید ہے کہ یونانی جن کی شجاعت اور شرافت کی دہوم مچی ہوئی ہے ہمارے ساتھ میدان جنگ میں شریک ہوں گے۔ خدا کا نام لے کے جو قومی حقوق کا نگہبان ہے اور حق۔ آزادی اور تمدن کا نام لے کے ہمیں میدان جنگ میں آنا چاہیئے۔

شہزادہ مانٹی نگرو نے فی الفور شہزادہ میلان کی تقلید کی اور وہ بھی ۲ جولائی کو اعلان جنگ دینے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ مانٹی نگرو اور ترکوں سے اگرچہ بہت عرصہ سے برابر خونریزی کا سلسلہ چھڑ رہا تھا اور علی التواتر اس کا ثبوت بھی ہو گیا تھا کہ زیادتی سراسر مانٹی نگرو والوں ہی کی ہے پھر بھی جو روش سرویا نے اختیار کی وہ نہایت ظالمانہ اور احسان فراموشی کی تھی۔ سرویا کو ترکی سے کچھ بھی وجہ شکایت نہ تھی۔ نصف صدی سے جو گوناگوں نوازشات عثمانیوں نے سرویا پر کی تھیں اس احسان فراموش نے سب پر پانی پھیر دیا۔ جو مانگا وہ دیا یہاں تک کہ اُسے ایسا آزاد کر دیا کہ کسی معاملہ میں دخل نہیں دیا جاتا تھا اور کبھی کوئی صورت ایسی نہیں نکلی جس سے کچھ بھی صدمہ ہوا ہو۔ اس احسان فراموش اور محسن کش ریاست نے ایسے وقت میں اپنے مہربان آقا سے آنکھیں پھیریں جب اُس پر مصائب کی بلا نازل ہو رہی تھی اور اُس کی حالت انتہا درجہ ردی ہو گئی تھی تمام تاریخیں

شاہد ہیں اور تمام حالات پیش نظر ہیں ترکی سے کبھی اور کسی وقت بھی کوئی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ ایک خفیف سا نقصان بھی سرویا کو پہنچا ہو۔

جو کچھ مظالم کا راگ گایا گیا تھا اُس کی کچھ بھی اصل نہ تھی غرض تو صرف ملک بڑہانے کی تھی اور بس۔ ادہر یورپ کا تھپکنا اور اُدہر روسیہ کے وعدے پر سرویا اور مانٹی نگرو والوں میں نمک حرامی کا جوش یہ سارا غضب ڈہا رہا تہا۔

سرویا اس مردہ حالت میں بھی ترکوں کے دم خم کو جانتا تھا اُسے علم تھا کہ اگر میں نے روسیہ کی امداد سے فتح پالی تو مفتوحہ سرزمین میرے ہاتھ سے یورپ کبھی نہیں نکلنے دے گا اور اگر مجھے شکست ہوئی تو یورپ میرا کچلا کبھی نہ ہونے دیگا۔ یہ خیال اُس کا بہت ہی صحیح تہا اور اسی وجہ سے اُسے باغی ہونے کی جرأت ہوئی تہی اعلان جنگ سے ایک مہینہ پہلے ہی سے سرویا کی باقاعدہ اور بیقاعدہ فوجیں ترکی سرحدات کی طرف روانہ ہونی شروع ہوگئی تہیں۔ ایک وائنا کے اخبار نے لکہا تہا کہ سرویا کے پاس سامان حرب بہت ہی کافی تہا۔ دو لاکھ بیچ لوڈنگ رئفل۔ ایک لاکھ مزل لوڈر۔ پچیس توپخانے اور ہر توپخانہ میں بارہ بارہ توپیں۔ سامان باربرداری اور رسد کی بھی یہی کیفیت تھی۔ سرحد پر انجن چلے گئے تھے جن میں فوج کے لئے کھانا تیار ہوتا تہا۔ ایک دن میں دو لاکھ پچاس ہزار ڈبل روٹیاں تیار ہوتی تہیں۔ میدان جنگ کا محکمۂ تاربرقی بھی پورے طور پر کافی تہا۔ آٹا پیسنے کی چکیاں بھی سرحدات پر موجود تہیں۔ کل ریاست میں مدرسے بند کردیئے گئے تھے اور ان کے شفاخانے بنالئے گئے تھے۔ اور لوگوں کے مکانات اور حویلیاں سامان حرب اور سامان رسد رکھنے کے لئے عارضی طور پر لے لی گئی تہیں۔ ترکی کی حالت خواہ کیسی ہی زبوں تر ہی کیوں نہ تھی پھر بھی وہ دب کے کام نہ کرتی تھی اور یہ ترکی قوم ہی کے لئے ہے کہ اُس نے انتہائی نکبت پر بھی مستقل مزاجی اور شاہانہ اولوالعزمی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ جب اس نے سُنا کہ احسان فراموش اور محسن کش شہزادہ میلان برسر پرخاش ہوگیا ہے تو اُس نے معاً ایک مراسلہ سرویا کو روانہ کیا جس میں تین باتوں کا مطالبہ کیا گیا تہا اول۔ اطلاع پاتے ہی کل خراج جو واجب الادا ہے روانہ کردیا جائے۔ دوم۔ سرحدات سے سروین فوج فوراً اٹھالی جائے۔ سوم اعلیٰ حضرت سلطان مراد کی تخت نشینی پر خاص بلغراد میں ۱۲۱ توپوں کی سلامی اُتاری جائے۔"

یہ حکمنامہ پہنچتے ہی بجائے آشتی اور تعمیل احکام کے اور بھی شدت سے جنگی تیاریاں ہونے لگیں اور پلٹنیں دہڑادہڑ بہیجی جانے لگیں۔ یکم جون کو مانٹی نگرو کے سرکاری اخبار میں ایک طول طویل مضمون طبع ہوا تہا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم سب کو چاہئے کہ آنکھ بند کرکے ترکوں پر گر پڑیں اور گدہوں کی دانتوں سے بوٹیاں چاجائیں اور جب تک کہ انتقامی فیصلہ نہ ہوجائے کبھی صلح نہ کریں" اس عرصہ میں بوسینا اور ہرزیگوینا کی بغاوت بہت ہی تندی

اور شدت سے ہو رہی تھی یہاں تک کہ روسی ایجنٹوں نے اخیر بلغاریہ کو بھی بغاوت پر آمادہ کر دیا اور وہ بھی خم ٹھوک کے میدان میں آگیا۔

سرویا کے کل لشکر کی کمان روسیہ کا وہ سپہ سالار کر رہا تھا جس کا ذکر ابھی اوپر ہو چکا ہے اصل میں جنرل ٹیچرنیف کے ہاتھ میں سرویا کی فوجوں کی کمان تھی جس نے بلغراد پائے تخت سرویا میں پہنچتے ہی پچاس ہزار پونڈ بطور ہدیہ پیش کئے تھے۔ شہزادہ میلان تو برائے نام سردار فوج تھا اس کی عمر صرف ۲۲ سال کی تھی۔ لشکرگاہ الکسی نیٹس کو بنایا تھا جو جنوبی سرحد کے قریب ہے اور اس لئے نِش سے جو بلغاریہ میں ہے اسکا فاصلہ کچھ بہت دور نہیں ہے۔ نِش یا نیسا فوجی لحاظ سے ایک زبردست مقام ہے اور تھریس۔ بلغاریہ اور سرویا کی راستہ کی کنجی ہے۔ اس مقام کو مورچہ بندیوں سے خوب ہی مضبوط کیا تھا اور بڑی بڑی جگا دری توپیں مورچوں پر چڑھائی گئی تھیں۔ سرویا کے لشکر کی تعداد ۴۰۰۰۰ سے پچاس ہزار تک تھی لیکن ان میں صرف چار ہزار سپاہی باقاعدہ تھے۔ مگر بعض مصنفین کے بیان کے بموجب سرویا میں فوجی مواد بہت ہی کچھ ہے اور وہ ضرورت کے وقت ایک لاکھ پچاس ہزار پیادہ فوج اور ایک لاکھ سوار میدان جنگ میں لاسکتی ہے۔ اگرچہ ۱۸۷۶ء میں اتنی تعداد نہ تھی پھر بھی اس فوج نے روسی جنرل کی ماتحتی میں بڑی بیجگری سے مورا وا کو عبور کر کے ترکی سرحدات میں قدم رکھا۔

حملہ آور فوج دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی تھی ایک حصہ فوج ترکوں کی آنکھ بچا کے پہاڑوں میں ہو کے وادیوں میں اُتر کے اکپلانکا کی طرف جانب چپ بڑھا اور دوسرے نے میرامورس کی طرف جانب راست رخ کیا۔ ترکوں کے پاس اس وقت صرف ۳۵ ہزار فوج تھی جو اُنہوں نے مقابلہ میں ڈال رکھی تھی اگر ترکی سپہ سالار کی کوئی غلطی تھی تو یہ تھی کہ اُس نے دشمن کو اندر چلا آنے کا رستہ دیدیا تھا۔ عبدالکریم پاشا قسطنطنیہ سے روانہ کئے گئے کہ فوراً اس کا انتظام کریں۔ پاشائے موصوف کے پہنچتے ہی جنگ شروع ہوئی۔ پچاس ہزار فوج کے ۳۵ ہزار ترکوں نے دھوئیں اڑا دئے اور کہیرے گگڑی کی طرح پرجوش عیسائیوں کے پرے کے پروں کو کاٹ ڈالا۔ روسی جنرل کی ترکی فوج کے آگے کچھ نہ چلی اور وہ بے اوسان ہو کے بھاگا۔ سرویا کی فوجوں نے بھاگتے بھاگتے اپنی سرحد میں آکے دم لیا۔ ۱۲ جولائی کو پھر ترکوں نے اُن پر حملہ کیا سرویا میں ان کی ظفر موج فوجیں گھسی چلی آئیں کسی کو روکنے کا یارا نہ ہوا۔ بڑھتے بڑھتے ترک گراماڈا اور رینڈ دوولا میں پہنچ گئے اور بالآخر کجونیوس بھی لیلیا اور سرویا کی فوجوں کو مجبور کیا کہ ملک کے اور اندرونی حصص میں جاکے پناہ لیں۔ عثمانی فوج نے اب ایسے اعلیٰ درجہ کے مقامات پر قبضہ کر لیا تھا کہ غنیم کو پے در پے شکستیں مل سکتی تھیں جن پاشا کے ایک دستہ فوج نے وراٹزنٹزا پر قبضہ کر لیا اور پھر قصبہ گلجان پر عثمانی پھریرا اُڑا دیا۔ اور اخیر سرویا والے پراگندہ ہو کے بھوک

پہاڑی میں تتر بتر ہو گئے۔ بیچارہ شہزادہ میلان نے بلغراد میں جا کے دم لیا۔ اور اسی مہینہ کی ۱۰ تاریخ اس نے ایک جلسہ وزرا کیا اور اس میں یہ تجویز پیش کی کہ انتہائی حد تک جنگ کو جاری رکھا جائے حالانکہ اسے پے درپے شکستیں مل چکی تھیں لیکن اپنی ڈھٹی پر پھر بھی قائم تھا۔ یہاں جلسہ وزرا میں تجویزیں ہو رہی تھیں اور وہاں ترک آگے بڑھے ہوئے چلے آتے تھے اور ہر ہر مورچہ پر سرویا والے شکست پر شکست کھاتے ہوئے پیچھے ہٹتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ الکزینٹس تک پہنچ گئے۔

بلغراد میں زلزلہ آ گیا اور شہزادہ میلان نے دول یورپ کی خدمت میں اپیل کی کہ ترکوں کے ہاتھ سے بچایا جائے۔ ۲۴ اگست کو اس نے دول خارجہ کے کونسلوں کو اپنے محل میں بلایا اور کہا کہ دولتیں دخل دے کے کسیطرح جنگ کو بند کرا دیں۔ یہ تجویز ابھی عملی صورت میں ظاہر نہوئی تھی کہ ترکوں نے ایک اور بھاری شکست الکزینٹس کی دیواروں کے نیچے سرویا والوں کو دی اور تمام جوشیلے عیسائیوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ سرویَن نہایت بے اوسان ہو کے دیلیگراڈ میں بھاگ گئے۔ یکم ستمبر کو یہ نمایاں فتح ترکوں کو حاصل ہوئی۔ اس بدقسمت اور غیر ضروری جنگ میں سرویا والوں نے اگرچہ جان تک لڑا دی مگر ترکوں کے دھواں دھار حملوں کے آگے اُن کی دال نہیں گلی اور انہوں نے پے درپے ہر مقام پر بیعزتی کی مات کھائی۔ روسیہ جو اس جنگ کو نہایت پر خوف نظروں سے دیکھ رہا تھا آخیر اپنی فوجیں بغیر کسی اعلان جنگ کے سرویا کی مدد کو بھیجنے کے لئے آمادہ ہوا۔ وولنٹروں کے نام سے اپنی شائستہ فوجوں کی کثیر تعداد سرویا روانہ کر دی جب روسی فوجیں اس شدت سے آنی شروع ہوئیں تو جنگ میں جو جان توڑ رہی تھی نئے سرے سے تازہ روح پھنک گئی اور اب بڑے بڑے خونریز میدان ہونے لگے۔ اب کیا تھا ریاست سرویا نے روسی فوج کی بڑی آؤ بھگت کی اور روسی امداد پر پھولی نہ سمائی۔ لیکن سرویا کے لشکر کو روسی فوجوں کا آنا اچھا نہ معلوم ہوا اور اس نے ان معاونوں پر ویسی ہی مخالفانہ نظریں ڈالیں جن نظروں سے وہ حملہ آوروں کو دیکھتے تھے۔ روسیوں نے بھی اُنہیں کم حقارت سے نہیں دیکھا اور وہ بآزادی کہتے تھے کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو کہ ایک مقام پر بھی قدم جما کے نہیں لڑے۔ علاوہ روسیوں کے بہت سے نوجوان انگریز بھی تھے جو سرویا والوں کی طرف سے ترکوں سے جنگ کر رہے تھے اُن کا بیان ہے کہ جہاں ترکوں نے حملہ کیا اور سرویا والے توپیں چھوڑ چھاڑ کے بھاگے اور افسروں کو اُن کی قسمت پر چھوڑ دیا مگر یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں ہے۔ انہوں نے ہر مقام پر کھچا کھچ کے حملہ کیا اور خوب ہی قدم جما جما کے لڑے مگر عثمانیوں کے تاڑ انگوت تیروں اور غضبناک حملوں کی تاب نہ لا کے بھاگ بھاگ جاتے تھے۔ غرض اُنہوں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں کی ناحق کا الزام اُن کے سر چپکایا جاتا ہے۔ بمشکل یہ تھی کہ نہ صرف روسیہ بلکہ کل یورپ کا یورپ نہ طور سے باغیوں کی امداد کر رہا تھا اگر یہ بات نہوتی تو اس شکستہ حالت میں بھی

ترک بلغاریہ۔ سرویا۔ مانٹی نگرو کو کبھی کا چٹنی کر جاتے اور آنا فاناً میں کیا انہیں مٹا دیتے یا انہیں راہ راست پر لے آتے۔ مگر یہ بات نہ تھی ان کی کامیابی میں مزاحمت کی جاتی تھی اور اُن کی ناکامی سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا مثلاً جب الکزینٹس کی دیواروں کے نیچے ترکوں نے سرویا والوں کا بخوبی سر کچل دیا تو انگلستان بیچ میں کود پڑا اور تجویز کی کہ ایک مہینہ کی مہلت دینی چاہیے۔ ترکوں نے اس تجویز پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ ہم کبھی نہیں منظور کرینگے مگر اس شرط پر کہ شہزادہ میلان رئیس سرویا قسطنطنیہ میں آکے دست بستہ سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہو اور اپنی خطاؤں کی معافی مانگے۔ اور چار سرویا کے قلعوں پر ترکی فوج قابض رہے۔ اور سرویا کی فوج ہمیشہ کے لئے دس ہزار تعداد میں محدود کر دی جائے۔ اور کل دو توپخانوں سے زیادہ نہ رکھنے پائے۔ جدید قلعے ڈہا دیئے جائیں۔ سرویا عظیم خراج ادا کرے اور ترکی دولت کو اجازت دی جائے کہ وہ سرویا کی حدود میں ریلوں کا سلسلہ قایم کرلے۔ دول یورپ نے ترکی مطالبات کو نامنظور کیا اور کہا ایسے سنگین مطالبے خلاف انصاف ہیں حالانکہ یورپ کی نگاہ میں ایک ماتحت ریاست کا اپنے آقا سے بغاوت کرنا خلاف انصاف نہیں سمجھا گیا تھا۔ اخیر بڑی جدوجہد کے بعد ترکی کو ۲ تاریخ تک التوائے جنگ کے لئے راضی کرلیا۔ یہاں یہ ہو رہا تھا اور وہاں مانٹی نگرو والوں کو اتفاق سے اختتام جولائی پر مختار پاشا پر فتح حاصل ہوگئی تھی مگر اس فتح نے شکست یافتہ سرویا والوں پر کچھ اثر نہیں کیا۔

نوجوان میلان شہزادہ سرویا اگرچہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا جاتا تھا مگر اب بھی کمبخت روسی سپہ سالار کی باڑ پر چڑھا ہوا تھا۔ وہ اُسے برابر آمادہ کئے جا رہا تھا اور ترکوں کے خلاف ابھار رہا تھا۔ اُس نے مشورہ دیا کہ تم بادشاہ بنجاؤ تا کہ سارا پاپ کٹے اور پھر دیکھنا کہ یورپ کھلم کھلا تمہارے ساتھ ہو جائیگا۔ اخیر اس کے بھرے پر چڑھ کے ۱۶ ستمبر کو بلغراد میں شاہ بننے کی رسم ادا ہوئی اور ۱۴ اگست کو اُس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کی خوشی کی تقریب میں اُس نے کچھ دن تک جنگ ملتوی کرنی چاہی مگر روسی افسر نے اُسے تار دیا کہ موقع ایسا نازک ہوگیا ہے کہ ایک لمحہ بھی جنگ نہیں روکی جا سکتی۔ ہر سپاہی اور افسر کی میان سے تلوار نکلی پڑتی ہے اور وہ جان دینے کو موجود ہے اور شاہ عالیجاہ کے جلال اور آزادی کے لئے وہ ایک ہی مقام پر کٹ کے مر جائیں گے حضور آوازۂ خلق کو نقارۂ خدا سمجھیں میں بھی ہر دو پول افسروں اور سپاہیوں کے ساتھ باآواز بلند یہ کہتا ہوں کہ خدا عالیجاہ کو مدت تک سلامت باکرامت رکھے۔ گرجہ میں جب بچہ پیدا ہونے کی تقریب ادا ہو رہی تھی پچاس پادری موجود تھے میلان پھر دوبارہ ان پادریوں کے مجمع میں شاہ بنایا گیا۔ مبارک سلامت کا چاروں طرف سے غل ہوا اور بلغراد میں

ایک اُو وہم مچ گئی
انگلستان کی خواہش تھی جس صورت سے ممکن ہو اس جنگ کو ختم ہو جانا چاہیے خوف یہ تھا کہ مبادا اس جنگ سے مسئلہ مشرقی نہ پیدا ہو جائے۔ لارڈ ڈربی نے ہاؤس اف کامنس میں تجویز کیا کہ بلغاریہ سرویا اور ہرزیگوینا میں لوکل سیلف گورنمنٹیں قائم ہو جائیں اور اعتدال سے ان ریاستوں کو ترکی حقوق دلوا دیئے جائیں اور جن اصلاحوں کا وعدہ ترکی نے کیا ہے اُن کا عملدرآمد ہو جائے اور بس۔ مگر شہزادہ میلان جو روسیوں کی پشت پناہی پر اُچھل کود کر رہا تھا دول یورپ کی اس تجویز سے ناراض ہوا اور صاف انکار کر دیا کہ مجھے صلح ہی نہیں کرنی۔ پھر ان باتوں کے قبول کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ دول یورپ مُنہ تکتی کی تکتی رہ گئیں اور ذرا بھی کان نہیں ہلایا۔
روسی فوجیں اب علانیہ آنی شروع ہو گئیں اور رووالنٹروں کا بہانہ بھی جاتا رہا۔ یہاں تک کہ پچاس ہزار فوج روسی جمع ہو گئی چالیس ہزار کے قریب سرویا والے تھے اس نوّے ہزار خونخوار فوج نے الکزینیٹس سے ترکوں پر بہت ہی خوفناک حملہ کیا۔ روسی۔ مانٹی نگرو اور سرویا کی مشتملہ قوت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ترکوں کی خیر نہیں اور یہ پر عزم و جزم سپاہ قسطنطنیہ میں جا کے دم لیگی مگر یہ سارے خیالات اوہام باطلہ بن گئے۔ ترکوں نے اس کثیر جم غفیر۔ شائستہ لشکر کے مار کے پرزے اُڑا دیئے اور ایسا سبق دیا کہ کئی دن تک سسکتے رہے۔ جنگ بہت ہی گھمسان کی ہوئی۔ روسیوں کی شائستہ فوج نے خونخواری سے جنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں کی۔ ایسی خونریز جنگ بہت کم دیکھی گئی ہے۔ سرویا والوں کا تو ستھراؤ ہو گیا۔ روسیہ میدان جنگ میں چنوں کی طرح بھون دیئے گئے۔ خیال ہو سکتا ہے جہاں ساٹھ روسی افسر مقتول ملیں اُس جنگ کے سخت خونریز ہونے میں کیا کلام ہے۔ ایک میدان میں اور ایک ہی دن کی لڑائی میں علاوہ سرویَن اور مانٹی نگرو والوں کے ساٹھ روسی افسر خاک و خون میں لتھڑے ہوئے میدان کارزار میں پڑے ہوئے تھے۔
ترکوں نے اپنی قابلیت اور فنون جنگ اور مردانہ شجاعت کی جو بانگی دکھائی تمام یورپ دنگ رہ گیا انہیں فتح پر فتح ہوئی اور جلدی جلدی ایک مقام سے دوسرے مقام کو فتح کرتے چلے گئے۔ اُن کے دھواں دھار حملوں اور یلغار کے آگے نہ سرویا والے ٹھہرے اور نہ روسیوں نے دم لیا۔ ایک بجلی تھی جو ادھر سے اُدھر کوندتی ہوئی نکل گئی اُنہوں نے چند روز کی جنگ کے بعد ۲۰۔ اکتوبر کو جونس پر قبضہ کر لیا اور روسی فوجیں مثل خرگوشوں کے اُن کے آگے سے اِدھر اُدھر بھاگی پھرتی تھیں ۳۱۔ کو الکزینٹس پر قبضہ ہو گیا اور یکم نومبر کو ڈیلی گارڈ کو فتح کر لیا۔ اب یہاں سے بلغراد پائے تخت سرویا کا راستہ کھلا ہوا تھا اور سرویا بالکل اُن کے رحم پر تھا۔

یہاں میدان جنگ گرم تھا اور ٹرکی پر پے در پے یہ آفتیں آرہی تہیں کہ یکایک قسطنطنیہ میں ایک اور نیا گل کھلا جس نے رہاسہا اور بھی سلطنت کی بنیادوں کو ہلا دیا مراد پنجم اصل میں ایک کمزور فطرت کے سلطان تھے اور آپ کی صحت بھی ہمیشہ خراب رہا کرتی تھی۔ مراد کی دماغی قابلیت اس کی ہرگز مقتضی نہ تھی کہ وہ سلطنت کے اہم معاملات ایسی خطرناک اور پیچیدہ حالت میں سنبھال سکتے۔ سلطنت کی ذمہ داریاں اُن پر بہت تہیں مگر وہ اُن کا بار اٹھانے میں بالکل قاصر تھے تخت پر بیٹھتے ہی دوبا بخت جنون کا دورہ ہوا اور یہ ایسے دورے تھے جنہوں نے خیر خواہان تاج عثمانیہ کے دلوں کو ہلا دیا تھا۔ روز بروز اُن کی حالت خطرناک ہوتی جاتی تہی اور وہ سلطنت کے کسی کام کرنے کے بھی قابل نہ تھے۔ وہ گھنٹوں بلکہ دنوں خاموش بیٹھے رہتے اور ہرگز کسی سے بات نہ کرتے اور خطرناک خبروں نے جو چاروں طرف سے آرہی تھیں اُنہیں ادموا بنا دیا تہا۔ آپ کے چچا کی ناگہانی موت نے اور بھی آپکو صدمہ پہنچایا اور صدمہ زیادہ تر اسلئے بھی تہا مبادا میری نسبت لوگ شبہ کریں کہ اس کے اشارہ سے عبدالعزیز شہید ہوئے دوسرے یہ خوف تہا کہیں وزرا مجھے بھی معزول کرکے نہ مار ڈالیں۔ پھر وزرا کے قتل عام نے آپکے ضعیف قلب کو مٹھی میں دبوچ لیا تھا۔ اور بیٹھے بیٹھے خود ہی چونک اُٹھتے تھے اور جو شخص ان کے پاس آتا اُسے خوفزدہ الفاظ میں کہتے کیا تو مجھے معزول کرنے آیا ہے سچ بتا تو ماریگا تو نہیں لے جتنے زر و جواہر کی ضرورت ہو میں تجھے دیتا ہوں دیکھو میری جان بخشی کر دیجو۔ یہ جنون کی علامتیں تہیں جو لحظہ بلحظہ ترقی پذیر تھیں اور ان میں کسی طرح بھی کمی نہ ہوتی تھی۔ اخیر وزرا نے مشورہ کرنے کے بعد مراد کو ۳۱۔ اگست تخت سے اُتار دیا اور سلطان عبدالحمید کو تخت پر بٹھایا اسوقت آپ کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔ جو لائق ہوشیار اور قوی جثہ تھے اور مشہور تھا کہ آپ عیسائیوں پر خاص رحم فرماتے ہیں۔

دوسرا باب

جدید سلطان کی مشکلات

اعلیحضرت سلطان المعظم اس پرطوفان زمانہ میں تخت نشین کیے گئے ایسا پرطوفان زمانہ جو ہمیشہ یادگار رہے گا اور جس کی نظیر مشکل تاریخ میں ملسکتی ہے۔ جب مراد پنجم تخت سے اُتارے گئے تو وزراء شہزادہ عبدالحمید کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کو سب نے سلطان منظور کیا ہے تشریف لیچلیے اور تخت سلطنت پر بیٹھیئے۔ یہ سنتے ہی شہزادہ عبدالحمید نے جواب دیا مجھے تخت نشینی منظور نہیں ہے میں ایسی حالت میں کہ سلطنت خطرہ میں پڑچکی ہے کبھی بدنامی کا داغ اپنے دامن پر نہیں لگانا چاہتا۔ یہ سن کے وزرا گھبرا گئے اور عرض کیا کہ جب آپ انکار فرماتے ہیں تو ہمارے سر پر کون ہاتھ رکھے گا۔ ہمیں ایک قوی دل اور صائب رائے کی ضرورت ہے اور آپ سے بہتر ملنا مشکل ہے آپ ایسے نازک وقت میں عنان حکومت ہاتھ میں لیجیے اور ہرگز انکار نہ کیجیے وزرا کے اصرار پر بھی آپ نے انکار کیا اور اخیر وزرا مایوس ہو کے چلدیے۔ اس میں شک نہیں کہ شہزادہ عبدالحمید کی رائے بہت ہی مناسب تھی آپ کو اگرچہ معاملات سلطنت کا تجربہ نہ تھا پھر بھی آپ سلطنت کی نیم مردہ حالت کو بخوبی دیکھ سکتے تھے آپ کو ساتھ ہی اپنے چچا کی قبل از وقت وفات کا بھی افسوس تھا اور پھر آپ اپنے بھائی کو سلطنت کے بارے مجنون اور پھر معزول دیکھ چکے تھے ادھر وزراء سے بھی خوف معلوم ہوتا تھا کہ سلطنت کی باگ ان کے ہاتھ میں ہے مبادا ان کے خلاف کوئی امر سرزد ہو اور یہ کچھ بدسلوکی کریں۔ یہ خیالات تھے جو پے در پے آپ کے دماغ میں آرہے تھے اور آپ اپنے استدلال میں بہت ہی سچے تھے سب سے زیادہ جو آپ کو تخت پر بیٹھنے سے احتراز تہا وہ اس وجہ سے تھا کہ خزانہ خالی۔ قرضہ کے وزن سے سلطنت دبی ہوئی۔ تمام یورپی صوبوں میں بغاوت اور روسیہ آمادۂ پیکار۔ شائستہ فوج کی کمی تعداد۔ انتظام کی حالت خراب۔ یورپ برگشتہ سوائے مخالفانہ تجویزوں اور رایوں کے کسی گوشہ سے تائیدی صدا کان میں نہ آتی ہو غرض ان تمام امور نے شہزادہ کے پژمردہ قلب پر بہت ہی اثر کیا تہا اور آپ بار بار یہ خیال فرما کے اپنے انکار پر قایم تھے۔ جب وزرا مایوس ہو گئے اور انہوں نے شیخ الاسلام سے مشورہ کیا تو سب کی رائے اسی پر متفق ہوئی کہ جسطرح ہو عبدالحمید کو راضی کیا جائے چنانچہ معہ شیخ الاسلام کے وہ دوبارہ آئے اور اونچ نیچ سمجھانے کے بعد اخیر بدقت عبدالحمید کو راضی کیا۔ جب شہزادہ عبدالحمید راضی ہو گئے پہلے بند گاڑی میں اُنہیں محکمہ جنگ میں لایا گیا شیخ الاسلام نے حسب دستور خطبہ پڑھا اور آپکے سر پر تاج سلطانی رکھا گیا۔ توپوں کی سلامی معاً اُتاری گئی۔ اور تمام رعایائے قسطنطنیہ کو اطلاع ہوئی کہ جدید سلطان تخت نشین ہوئے ہیں۔ لوگ پریشان ضرور تھے کہ سلاطین آل عثمان کی یہ جلد جلد تبدیلیاں کیوں کر ہو رہی ہیں مگر اس خیال سے کہ مبادا سلطنت کی حالت اور بھی خراب ہو جائے کوئی دم نہ مارتا تھا۔

جب تخت نشینی کی رسمیں پوری ہوچکیں تو باقاعدہ سفرائے دول مقیم قسطنطنیہ کو اور ترکی سفرا مقیم دول یورپ اور تمام ترکی گورنروں کو تار برقیاں بھیجدی گئیں اور نئے سرے سے جدید سلطان کے آگے مشکلات کا دروازہ کھل گیا۔ ادنے خیال سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب حکمرانی کی باگیں سلطان عبدالحمید کے ہاتھوں میں آئی ہیں اسوقت سلطنت کی کیا کیفیت تھی۔ ایک سلطان شہید کرڈالا گیا تھا ایک دیوانگی میں معزول ہوچکا تھا دشمنوں کا نرغہ چاروں طرف سے ہورہا تھا اور ہر جانب سے تلواروں کی جھنکار سنگینوں کی کھچاکھچ۔ بندوقوں کی ٹھائیں ٹھوں توپوں کی گرج مجروحین کی کرب و بلا اور مقتولین کی جانکندنیوں کی صداؤں سے ترکی کا کرہ باد بھر رہا تھا کسی کو بھی امید نہ تھی کہ سلطان عبدالحمید اس سخت آزمایشی موقع میں کچھ کرکے دکھائیں گے اور بالخصوص ایسی حالت میں جب سلطان ہی سلطنت کے بچنے سے مایوس ہوچکے ہوں۔ وہ طبیب جسے مریض کی حالت سے ناامیدی ہوچکی ہو کیا خاک ازالہ مرض کے لئے ادویا تجویز کرسکتا ہے۔ مگر پھر بھی سلطان عبدالحمید نے اپنے موروثی استقلال۔ عثمانی اولوالعزمی۔ ترکی عالی ہمتی اور اسلامی صبر ہاتھ سے نہیں دیا اور بہت مضبوطی سے اپنے دونوں ہاتھوں سے سلطنت کی باگیں پکڑکے کام کرنا شروع کیا اور اخیر وہ کام کیا جو اُس کی دایم یادگار کے لئے کافی ہے اور جب تک انسان اور قومی تاریخ کا ظہور دنیا میں باقی ہے کا مبارک نام ترکی کا زندہ کرنے والے لقب کے ساتھ یادگار زمانہ رہے گا۔

جنگ سرویا کی خبروں کے ساتھ جب انگلستان میں بلغاریہ کے قتل عام کی مبالغہ آمیز خبریں پہنچیں تو طیش کی آگ سارے ملک میں بھڑک گئی۔ اس میں شک نہیں کہ بلغاریہ کی قتل عام کی خبریں بہت ہی رنگ آمیزی کرکے انگلستان میں پہنچائی گئی تھیں اور ان خبروں کے پہنچانے والے وہ ایجنٹ تھے جو ہمیشہ ترکی کے خلاف عیسائیوں کو برانگیختہ کیا کرتے تھے ابھی اثنا میں ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی ایک چٹھی ۲۳۔ جون کے اخبار میں قسطنطنیہ سے آئی ہوئی طبع ہوئی اُس نے اور بھی لنڈن کے لوگوں کو غصہ میں مجنون بنادیا رحم اور غضب نے ملکے ایک طوفان بے تمیزی برپا کردیا۔ یہ جوش اور غصہ اگرچہ بالکل بے بنیاد تھا لیکن اس کا زور روز بروز بڑھتا گیا اور چاروں طرف ایک آگ سی لگ گئی۔ پھر وسط ستمبر کے قریب مسٹر والٹر بانگ کا بلغاریہ کے قتل عام کی بابت ایک سرکاری مراسلہ شایع ہوا جس نے اُن خوفناک بیانات کی تردید کی جو اخباروں نے شایع کئے تھے اور صاف لکھدیا گیا کہ ایسے ہولناک واقعات فسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے مگر اس سرکاری مراسلہ کو کون دیکھتا تھا۔ غصہ کی آگ لگ چکی تھی اور غضب نازل ہوچکا تھا۔ اس مراسلہ نے ذرا بھی اثر نہ کیا۔ آگ کے شعلے اور بھی بھڑکے اور بالکل یہی کیفیت ہوگئی کہ جیسے پانی بھڑکتی آگ میں تیل کا کام کرتا ہے۔ اسی طرح اس مراسلہ نے کام دیا۔ تمام برطن اعظم میں مختلف مقامات پر جلسے ہونے شروع ہوئے۔ گرم گرم اسپیچوں کی بھرمار۔ سامعین کی نوکا جھوکی نودہم مچانے لگی۔ تمام جلسوں اسپیچوں اور بیانات کا یہ مدعا تھا کہ ترکی کو سزا دیجائے اور مہذب سرزمین کے صفحہ سے اُس کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ بعض جلسوں میں سنجیدگی اور سمجھداری کی بھی بحثیں ہوئیں اور جلدی سے یکطرفہ فیصلہ کرنیوالوں پر

حرف زنی کی گئی۔ مگر خاص خاص مقام پر ایسے سنجیدہ لوگ تھے عام لوگ تو وحشیانہ غضب سے اندھے ہو گئے۔ دنیا ان کی آنکھوں کے آگے سیاہ تھی اور وہ چاہتے تھے کہ کم سے کم باشی بزوقوں کا تو نام نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

سب سے پہلے اس جوش کا پھیلانے والا ڈیلی نیوز تھا جو ترکوں کا خدا واسطہ مخالف اور بلغاریوں کا دوست تھا روز مرہ یہی اخبار اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں اپنی مراسلتوں میں وہ وہ غضبناک طوفان ترکوں پر اٹھاتا تھا جبکا سر نہ پیر نئی نئی من گھڑت برائیاں اور الزامات ان کے سر چپکیتا تھا اور ایسی اشتعال انگیز باتیں درج کرتا تھا کہ خواہ مخواہ لوگوں کو جوش آئے۔ انگلستان اگرچہ ایک شائستہ ملک ہے لیکن پھر بھی ہزاروں مرد اور لاکھوں عورتیں اس میں ایسی موجود ہیں جو اندھے پن سے اپنے مذہب کی ہر خلاف بات کو مان کے اسی کی تقلید کرتی ہیں اور پھر چاہے سارا زمانہ ان کی رائے کے خلاف ہو وہ قیامت تک باز نہیں آتیں اور اخیر تک اپنی غلط فہمی اور تعصب کی پچ کئے جاتی ہیں مذہبی روحیں بھڑک رہی تھیں اور چاروں طرف سے یہ جوش موجزن تھا کہ کسی طرح سے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے ہائی چرچ کا بھی یہی غصہ تھا اور صدہا پادری اس بات پر زور دے رہے تھے کہ جسطرح سے ہو ترکی مسلمانوں سے پورا انتقام لیا جائے۔ لو چرچ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا اور ان کے جوش کو دیکھکر خوف معلوم ہوتا تھا کہ بس اب ترکی کی خیر نہیں ہے اور ترکوں کا بچہ بچہ اس جرم میں کہ انہوں نے عیسائیوں کا خون بہایا ہے بکروں کی طرح ذبح کر دیا جائے گا بہت سے پادریوں نے توریت کی وہ پیشین گوئیاں شایع کیں جنمیں اسلامی سلطنت کے زوال کی ان کے خیالات کے موافق خبر دی گئی ہے۔

مختلف انجمنوں نے یہ رزولیوشن پاس کئے کہ انگلستان پر زور ڈالا جائے کہ وہ ترکی معاملات میں تلوار سے دخل دے اور عیسائیوں کی قسمت کو ان سے زبردستی چھین لے ان سب جلسوں میں پادریوں کا جلسہ بہت ہی شور انگیز تھا جب یہ دھواں دھار اسپیچیں ہو رہی تھیں تو بعض سنجیدہ مزاج لوگوں نے ان پادریوں کے بیانات پر کچھ کہنا چاہا مگر فوراً انکے منہ بند کر دیئے گئے یا وہ جلسہ سے نکال دیئے گئے۔ بایں ہمہ ایک شخص نے کھڑے ہو کے بڑی دلیری سے کہا کہ جو خبریں آپ لوگوں کو پہنچی ہیں ان کی صداقت آپ کے پاس کیا ہے اور آپ کیوں نہیں معاملات سیاسی کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتے انگلستان کبھی تلوار سے دخل نہیں دیسکتا یہ معاملات سلطنت ہیں جب تک کامل طور پر کوئی بات تحقیق نہیں ہو لیتی کوئی انقطاعی فیصلہ نہیں کیا جاتا بس اتنا کہنا تھا کہ چاروں طرف سے نکالو مارو کی صدائیں بلند ہونے لگیں اور وہ بیچارہ بمشکل اپنی جان بچا کے بھاگا۔ پادریوں نے صلیبی جنگ کی بنیاد ڈالدی اور ان کی مرضی تھی کہ انگلستان تلوار نہیں اٹھاتا تو اسے چاہیے کہ روسیہ کے معاملہ میں دست اندازی نہ کرے جو کچھ روسیہ چاہے اسے کرنے دے اور ترکوں کو روسیہ کے حوالہ کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرے۔ اس رائے کی پال مال گزٹ اور ڈیلی ٹیلیگراف بہت زور شور سے تائید کر رہے تھے اور گورنمنٹ انگلستان پر زور دے رہے تھے کہ ضرور اس رائے پر کاربند ہو۔

ترکی کے مخالف گروہ میں مسٹر گلیڈ اسٹون کے اُٹھ کھڑے ہونے سے اور بھی جان پڑ گئی گلیڈ اسٹون کو قدرتی طور پر ترکوں سے ہمیشہ نفرت تھی۔ وہ ایک سخت متعصب مذہبی شخص تھا اور اس لحاظ سے ترکوں کو پسند نہ کرتا تھا اُس نے بیان کیا کہ ۱۸۵۳ء سے روسیہ کو یہ حقوق حاصل ہو گئے ہیں کہ ہر طرح سے ترکی معاملات میں دخل دیسکتا ہے اور اُس کا حق ہے کہ وہ مشرقی عیسائیوں کو ترکوں سے محفوظ رکھے لیکن ۱۸۵۶ء کی صلح کے بعد نہ صرف روسیہ بلکہ دول عظام کی یہ ذمہ داری ہو گئی ہے کہ عیسائیوں کی حفاظت کریں۔ گلیڈ اسٹون جنگ کریمیا کا بہت مخالف تھا اور جب جنگ ہو رہی تھی جلسہ وزرا سے علیحدہ ہو کے گھر ہو بیٹھا تھا مگر جب ۱۸۷۰ء کی فرانسیسی اور جرمنی جنگ کے بعد بحیرہ اسود کے معاہدہ کو روسیہ نے بلا وجہ توڑ ڈالا تو گلیڈ اسٹون نے بالکل کان نہیں ہلایا تھا اور ٹھنڈے پیٹوں روسیہ کو بحیرہ اسود میں جنگی بیڑہ جہازات لانے کی اجازت دیدی تھی۔ جب روسیہ نے عہد شکنی کی ہے تو گلیڈ اسٹون انگلستان کا وزیر اعظم اور لارڈ گرینول وزیر خارجہ تھا ان دونوں نے ذرا بھی جنبش نہیں کی اور روسیہ کو معاہدہ پیرس کے خلاف بحیرہ اسود میں جنگی جہاز لانے کے حقوق بخشدیئے۔ گلیڈ اسٹون قدرتی طور پر ترکوں کا مخالف تھا اور بہت سی حالتوں میں اُس کی مخالفت بے بنیاد تھی چنانچہ ماہ دسمبر ۱۸۷۶ء میں اُس نے ایک رسالہ شایع کیا جس کا نام "بلغاریہ کے خطرناک حادثات اور مسئلہ مشرقی" رکھا اس رسالہ کا مفہوم یہ تھا کہ ترک حکومت کرنے کے بالکل قابل نہیں ہیں اور حکمرانی کے جوہر اُن میں سے سلب ہو چکے ہیں۔ وہ کمزور ہیں لیکن مغرور ہیں ضعیف ہو گئے لیکن ابھی اُن کے نتھنے پھکے ہوئے ہیں بیس برس سے اُنہوں نے کچھ بھی ترقی نہیں کی حالانکہ جنگ کریمیا کے بعد دول خارجہ نے اُنہیں فائدہ اُٹھانے کا بہت کچھ موقع دیا تھا جو کچھ انہوں نے بلغاریہ میں ستم توڑے ہیں وہ ناقابل معافی ہیں اب دسرائیلی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ ترکوں پر زور دے کہ اپنی عیسائی رعایا کو بالکل آزاد کر دیں اور ساتھ ہی سرویا اور مونٹینیا سے بھی کوئی سروکار نہ رکھیں۔ اس رسالہ کے اخیر میں مسٹر گلیڈ اسٹون کی یہ عبارت ہے جو مفصلہ ذیل ہے "بحیثیت ایک قدیم ملازم تاج اور سلطنت ہونے کے میں اپنے ہموطنوں کو آمادہ کرتا ہوں کہ وہ اپنی مشترکہ قوت سے گورنمنٹ پر زور دیں کہ معاملات کا ایک ہی رخ جو اس نے اختیار کر رکھا ہے کسی طرح بھی کافی نہیں ہے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ دوسرا رُخ بھی اختیار کرے اور دوسری دول یورپ کیساتھ ملکے ترکوں کے ظالم پنجہ سے بلغاریہ کو نجات دے۔ ترکوں سے کہدیا جائے کہ وہ اپنا بندھنا بوریا سنبھال کے چلتے بنیں اپنے ضابطہ، اپنے بمباشی اپنے مدیر اپنے پاشا اور اپنے کل سامان کو لیکے ان صوبوں سے نکل جائیں جہاں انہوں نے ناپاکی پھیلا رکھی ہے اور انسانی تہذیب کا خون کر رکھا ہے۔ اے ترکوں اگر تم اللہ کو مانتے ہو اور اس کی قدرت کا کوئی اخلاقی مفہوم سمجھتے ہو تو تم ایک لمحہ بھی نہ ٹھیرو۔ خدا کی مخلوق کو قتل کر کے تم نے ڈھیر لگا دیئے عورتوں بچوں اور بوڑھے مردوں کے کشتوں کے پشتے دور تک نظر آتے ہیں تمہارا وہاں ہونا انسانی تمدن کے لئے ننگ ہے۔ یورپی قیدخانوں اور جنوبی سمندر کے جزیروں میں ایک مجرم بھی ایسا نہیں ہے جس کا خون تمہاری اس ظالمانہ کارروائی سے

تیل کی طرح سے نہیں اونٹتا ہوا اور جو تمہاری کچی بوٹیاں چبا جانے کی آرزو نہ کرتا ہو۔ تمہارے مظالم کی حد ہو چکی ہے اور پانی سر سے گزر چکا ہے۔ دول یورپ کی جو قوت تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش نہ کرے گی وہ اول درجہ کی جہنمی اور گنہگار رہے ؟"

گلیڈ اسٹون کی اس مجنونانہ تحریر نے بڑا ہی اثر کیا۔ پادریوں نے تو عامہ خلائق کو پہلے ہی جوش میں دیوانہ بنا رکھا تھا اس رسالہ سے اور بھی آفت برپا ہو گئی۔ سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا۔ گلیڈ اسٹون کا سا شخص لکھنے والا اور پھر اعلےٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت اور پھر وہ الفاظ جن سے از خود فطری جذبات دلی کا ابھار ہوتا ہے کیا کچھ غضب نہیں برپا کر رکھا تھا۔ لاکھوں رسالے دم بھر میں فروخت ہو گئے۔ اخباروں نے اس رسالہ کے خاص خاص مقامات نقل کئے اور ان پر حاشئے چڑھا چڑھا کے لکھنا شروع کیا۔ نہایت مبالغہ آمیزی سے ہر ایک بات بیان کیجاتی تھی اور رہا سہا پیچ جو پہلے کسی قدر تھا وہ بھی اب رفوچکر ہو گیا تھا۔ مسٹر کارلائل گلیڈ اسٹون سے بھی بڑھ گئے تھے آپ نے اس بات کا فیصلہ ہی کر دیا کہ عنقریب ترکی پارہ پارہ کرکے تقسیم کیجائے گی چنانچہ آپ نے ارشاد کیا کہ انگلستان کا ترکی کے بارے میں اور دول یورپ سے سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ روس اور آسٹریا ترکوں کی کل سلطنت کی تقسیم کرلیں اور انگلستان سویز کی حفاظت کے لئے مصر پر قابض رہے اور یہی شہزادہ بسمارک کا بھی خیال ہے وہ کہتے ہیں کہ ترکوں کو بالکل نیست و نابود ہی کر دیا جائے اور ترکی ملک کو ایماندار اور مہذب یورپ کی حفاظت میں چھوڑ دیا جائے۔" یہ رائے اگر مسٹر کارلائل کے نام سے شائع نہ ہوتی تو چانڈو خانہ کی گپ سمجھ کر کوئی اس کی طرف خیال بھی نہ کرتا۔ غرض یہ بے بنیاد باتیں تھیں جو ترکی کا مخالف گروہ بنا رہا تھا اور من گھڑت باتوں کا سیلاب لنڈن جیسے تعلیم یافتہ اور مہذب ملک میں بھرا تھا۔

جب سرویا کی جنگ نے دوسری صورت اختیار کی تو جدید مشکلات کا ایک اور دروازہ کھلا۔ روسیہ نے بلاشبہ بوسینیا ہرزیگوینا اور بلغاریہ کو اس لئے بغاوت پر آمادہ کیا تھا کہ ترکی کا ان ہی سے لڑکے خاتمہ ہو جائے اور پھر کھلم کھلا مجھے میدان جنگ میں نہ آنا پڑے اسی نظر سے سرویا کو ابھار کے اس نے سامان حرب روپیہ اور فوج سے بھی مدد دی تھی مگر اس کی امید بر نہ آئی اور وہ ترکی فتوحات کو منہ کھولے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔ ابھی سرویا میں جنگ جاری تھی کہ ۲۰ ستمبر کو روسی وزیر خارجہ کا ایک مراسلہ لارڈ ڈربی کے پاس آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اگر صلح کی شرطیں ترکی نہ مانیں تو آسٹریا کا بوسینیا پر قبضہ ہو جائے اور بلغاریہ پر روسی فوجیں قابض ہو جائیں اور دول یورپ کا متحدہ جنگی بیڑا بحر اسود میں داخل ہو جائے یعنی یہ تھے کہ روسیہ ترکی سلطنت کی تقسیم چاہتا تھا اول ہی اول شہنشاہ روسیہ نے مقام لیویڈیا کریمیا کے جنوبی کنارے سے شہنشاہ آسٹریا کو یہ خط لکھا تھا کہ ترکی کی بد انتظامی کا تلوار سے بس خاتمہ کر دینا چاہئے اور اس کے صوبوں کو اپنے تحت میں لانے کی بہت جلد کارروائی کی جائے۔ امید ہے کہ انگلستان اسمیں دست اندازی نہیں کرنے کا اور آسٹریا کو بھی مجوزہ کی بہت زور شور سے تائید کرے گا۔

یورپ اور روسیہ ہی میں یہ جوش و خروش نہیں ہو رہے تھے بلکہ ترکی میں بھی غصہ اور غضب کا مادہ موجزن تھا۔ حضرت سلطان المعظم کی مسلمان رعایا میں قوم اور مذہب کے قدیم تجربے نے اپنی پوری قوت کی بانگی دکھادی تھی اور ترکی دولت اس غیر معمولی جوش سے چونک پڑتی تھی مسلمانوں کا جوش بھی حد سے تجاوز کر گیا تھا صدہا اشتہار قسطنطنیہ کے بازاروں دکانوں اور دیواروں پر لگائے گئے کہ اگر کسی وزیر نے دول یورپ کی کسی ایسی تجویز کو قبول کر لیا کہ جس سے اسلام اور مسلمانوں کی آزادی میں فرق آئے تو ہم فوراً اس وزیر کو قتل کر ڈالیں گے۔ یورپ کی اگر ایک بات بھی منظور کی اور ترکی کسی امر میں ذرا بھی دب کے فیصلہ کیا تو ہم سب سے پہلے کل عیسائیوں کو جن کی ہمدردی کا یہ شور مچایا جا رہا ہے قتل کر ڈالیں گے اور ایک بچہ بھی کسی عیسائی کا زندہ نہیں بچے گا مسلمانوں کے اس جوش اور خونخواری کا اثر وزرائے ترکی پر بخوبی پڑا تھا۔ انہوں نے لارڈ ڈربی کی اصلاح تجویزات سے کہ بوسینا۔ ہرزیگو نیا اور بلغاریہ کو آزادی دیدی جائے اور جس تجویز کو کل دول یورپ نے پسند کر لیا تھا صاف انکار کر دیا اس کے علاوہ ترکی کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر اس وقت ٹھنڈے پیٹوں دول یورپ کی تجویز کو مان لیا جاتا ہے تو کل کسی صوبہ کا ترکی قبضہ میں سلامت رہنا ممکن نہیں آج ایک ہے اور کل دوسرا روز نئی نئی تجاویز پیش ہوا کریں گی اور اس طرح سلطنت کا خاتمہ بہت جلد ہو جائیگا۔

۲۰ اکتوبر کو بابعالی کی طرف سے سفرائے دول مقیم قسطنطنیہ کو اطلاع دی گئی کہ اعلیحضرت سلطان المعظم تمہاری کسی تجویز کو نہیں مانتے اور صوبوں کو آزادی دیدینا ایک امر محال معلوم ہوتا ہے ہاں ہم اصلاح کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اور ہم اپنے فرمان مرقومہ دسمبر ۱۸۷۵ء میں اصلاحات کا وعدہ کر چکے ہیں اگر ملکی جنگ شروع نہ ہو جاتی تو اب تک کبھی کا ان اصلاحوں پر عملدرآمد ہو جاتا۔ اب یہ تجویز ہوا ہے کہ ایک قومی کونسل منعقد کی جائے اور اس میں مسلمان عیسائی دونوں ہی ممبر ہوں۔ اور عیسائی تمام ناواجب باتوں سے سبکدوش کر دیئے جائیں اور پھر تمام سلطنت میں نیا سیاسی سلسلہ قائم ہو

اکتوبر کے آغاز میں جب روسیہ نے یہ دیکھا کہ ترکوں نے سرویا والوں کے دھوئیں اڑا دیئے اور خود اس کی شائستہ پچاس ہزار فوج میدان جنگ میں پارہ پارہ کر دی گئی تو اس نے سنیٹ پیٹرسبرگ میں جلسہ وزرا کر کے بابعالی کو لکھا کہ چھ ہفتے یا کم سے کم ایک مہینہ کی مہلت جنگ سرویا کو دیجائے۔ ترکی وزرا نے دیکھا کہ روسیہ یہ چال کرتا ہے اس عرصہ میں موسم سرما شروع ہو جائے گا اور پھر ترکی فوجوں کو دقت ہوگی۔ ادھر مسلمان بھڑک رہے تھے ایسی حالت میں کہ انہیں فتح پر فتح ہو رہی ہو اور پھر التوائے جنگ ہو جائے وہ کبھی منظور نہ کریں گے یہ سارے پہلو سوچ کے بابعالی کی طرف سے کل دول یورپ کو لکھا گیا کہ اچھا ہم مہلت جنگ دینا منظور کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی ہم چھ ماہ تک جنگ ملتوی رکھینگے اور یہ التوائے جنگ باقاعدہ ہوگی۔ لارڈ ڈربی نے ترکوں کے اس استدلال کو بہت ہی پسند کیا اور معتمد دول کو لکھا کہ ترکوں کی اس تجویز کو مان لیا جائے لیکن روسی سفیر متعینہ لنڈن نے اس پر شبہ ظاہر کیا کہ میری شہنشاہی گورنمنٹ شاید اتنے عرصہ کی مہلت جنگ کو کبھی تسلیم نہ کرے گی۔ روسی وزیر خارجہ نے لکھا یہ کبھی نہیں منظور کیا جا سکتا

ہاں زیادہ سے زیادہ چھ ہفتے کی مدت دیجاتی ہے اگر اتنا عرصہ منظور ہوگیا تو سرویا کی فوجوں کو بڑی وقت ہوگی اور سامان رسد وغیرہ جو انہوں نے جمع کیا ہے ان کے پاس ہو چکے گا۔ اطالیہ نے روسی تجویز کی بڑی ہمدردی سے تائید کی مگر انگریزی محکمہ خارجہ کے معتمد نے شہزادہ بسمارک کی خدمت میں اپیل کی کہ ایسی حالت میں جرمنی کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوت سے زور دے کے روسیہ کو اس تجویز سے باز رکھے اور اُسے آمادہ کرے کہ وہ چھ مہینے کی مہلت کو مان جائے اگر یہ بات ہوگئی تو اس سے ایک خونریز جنگ کا جو آئندہ ہونے والی ہے خاتمہ ہوجائے گا۔ ۲۹۔ اکتوبر کو جرمنی وزیر کی طرف سے یہ جواب آیا " اگرچہ چھ مہینے کی مدت خود کوئی قابل اعتراض نہیں ہے لیکن جرمنی مناسب نہیں خیال کرتی کہ کسی دوسری دولت پر کسی قسم کا دباؤ اس مدت کو تسلیم کرلینے میں ڈالا جائے۔ جرمنی اور روس کی ملی بھگت تھی اور دونوں میں ترکی کے خلاف اتحاد ہوگیا تھا مگر اس معاملہ میں فرانس اور آسٹریا نے ترکی تجویز کو پسند کیا اور ادھر لارڈ ڈربی نے روسی سفیر کو اطلاع دی کہ حضور ملکہ معظمہ کے وزیر ترکی تجویز کو نامنظور کرنے کا کوئی سبب نہیں پاتے اور نہ کسی دوسری تجویز یا رائے کے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں، پھر اعلیحضرت سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے اطلاع دی کہ اچھا ہم چھ ہفتہ ہی کی مہلت جنگ دیتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اگر چھ ہفتے میں ترکی اور سرویا کے معاملات کا تصفیہ نہیں ہوا تو دو مہینے اور بھی لئے جائیں گے اور اگر ان دو مہینے میں بھی نہ ہوا تو اور بھی دو مہینے کی مہلت رکھی جائے گی۔ ترکی کے اس بے دھبے کے اصرار سے یورپ بھر کو یہ معلوم ہوگیا کہ ترکی کی کتنی خواہش ہے کہ جنگ نہ ہو اور وہ کس درجہ صلح چاہتی ہے مگر وہاں رنگ ہی کچھ اور ہو رہا تھا اور ترکی پر زور دیا جا رہا تھا کہ وہ تلوار لے کے میدان جنگ میں نکلے۔ یہاں یہ ردوکد ہو رہی تھی اور وہاں عثمانی لشکر نے ایلکزینٹس پر ہلالی پھریرہ اُڑا دیا تھا۔ شہر مذکور کا فتح ہونا تھا کہ جنرل اگناٹف اڑتالیس گھنٹے کا ایک الٹیمیٹم ترکی کے نام لیکے قسطنطنیہ میں داخل ہوئے جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یا تو چھ ہفتے کی مہلت جنگ کے لئے مدت قبول کرلو ورنہ ۴۸ گھنٹے کے بعد روسیہ کی طرف سے اعلان جنگ سمجھو۔ اخیر ترکوں نے حجت پوری کرنے کیلئے منظور کرلیا اور چھ ہفتے کے لئے مہلت جنگ دیدی گئی۔

چونکہ ترکوں کو کامیابی ہوچکی تھی اس لئے تمام مطالبات دیئے گئے اور یہ خونریز جھگڑا چند روز کیلئے ملتوی ہوگیا۔ اسی اثنا میں کونٹ شوولف سے لارڈ ڈربی کی ملاقات ہوئی اثنائے گفتگو میں لارڈ ڈربی روسی کو آگاہ کیا کہ ترکی کے خلاف قوم میں خواہ کسی قدر جوش کیوں نہ ہو اور اس وقت بلغاریہ کے مظالم سے انگلستان کی عامۃ خلائق ترکوں کی کیسی ہی دشمن کیوں نہ ہوگئی مگر یاد رکھیئے کہ اگر قسطنطنیہ کی طرف آنکھ بھر کے دیکھا تو پھر قوم کے یہ خیالات نہ رہیں گے اور مخالفت کی جگہ حمایت کرنے کیلئے کل قوم اُٹھ کھڑی ہوگی۔

ابھی تک جو واقعات گزر چکے تھے ان سے یہ بات بخوبی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ روسیہ جنگ کرنا چاہتا ہے اور وہ زبردستی ترکی پر حملہ آور ہوگا مگر پھر بھی جب اُسنے انگریزی گورنمنٹ کے یہ خیالات دیکھے تو ۲۔ نومبر کو بمقام

لو یڈیا لارڈ اگسٹس لوفٹس سے اثنائے گفتگو میں یہ کہا، "میں آپ سے حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ قسطنطنیہ کی طرف کبھی آنکھ اُٹھا کے نہیں دیکھنے کا اور اگر میری فوجوں نے بلغاریہ کے کسی حصّہ پر قبضہ کر لیا تو وہ صرف اس لئے ہوگا تاکہ میں ترکی کے عیسائیوں کی حفاظت کر سکوں"۔ اس کے بعد شہنشاہ نے یہ کہا، "یہ محض لغو ہے جو عام طور پر لوگوں نے اُڑا رکھی ہے کہ میں ہندوستان فتح کرنا چاہتا ہوں میرا کوئی ارادہ ایسا نہیں ہے اور نہ میں سرویا اور رومینیا کو اپنی سلطنت میں ملانا چاہتا ہوں اگر میں ایسا خیال کروں تو یہ ایک لغو بات ہوگی جب میرے افسروں نے رخصت کی تو میں نے اُنہیں ہدایت کر دی تھی کہ تم سرویا جاؤ اور کوشش کرو کہ کسی طرح یہ جوش جاتا رہے۔ مجھے تعجب ہے جب دونوں سلطنتوں کا ایک ہی منشا ہے یعنی صلح قایم رہے اور عیسائیوں کی کامل حفاظت کی جائے پھر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ انگلستان کیوں نہیں روس کا ساتھ دیتا اور وجہ کیا کہ روس کی تائید اُس کے ارادوں میں نہیں کی جاتی۔ جب ہم اتفاق کریں گے اور چونکہ ہمارا اتفاق صلح پر مبنی ہوگا تو ظاہر ہے کہ نہ صرف ہمیں بلکہ یورپ کو بھی فائدہ کثیر پہنچے گا"۔ یہ باتیں شہنشاہ روسیہ کی گو بہت شیریں معلوم ہوتی تھیں لیکن اس میں زہر ہلاہل ملا ہوا تھا۔ سوائے اس کے شہنشاہ کا کوئی منشا نہ تھا کہ انگلستان کو گانٹھ کے اپنے دل کی خوب ہوس نکالوں۔ شہنشاہ نے یہ نہ سوچا کہ میری باتوں کا کیا اثر پڑے گا جب کہ میرے کام اُن سے بالکل علحدہ ہیں ۱۸۷۳ء میں روسیہ نے بہت سخت وعدہ کیا تھا کہ میں خیوا کو کبھی اپنی عملداری میں شریک نہیں کرنے کا لیکن اسی سال کی ۲۴ اگست کو اُس نے علانیہ خیوا کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ جب اُس سے کہا گیا کہ یہ تو نے کیا کیا تو نے وعدہ کچھ کیا تھا اور کیا کچھ تو اُس نے بڑا ہی پیچیدہ جواب دیا کہ میں ابھی تک اپنے عہد پر قایم ہوں میں نے خیوا کے خان کو معزول نہیں کیا میں نے ملک کو فتح نہیں کیا صرف یہ ضرور ہوا ہے کہ معاہدہ کی رو سے خیوا باجگزار ریاست بن گئی ہے اور دریائے اموں کا دہنا کنارہ اور اُس کی مضافات مصلحتاً میں نے لیلی ہیں اور بس۔

۲۳ نومبر کو لارڈ ڈربی نے لارڈ اگسٹس لوفٹس کو بذریعہ تار برقی اطلاع دی کہ شہنشاہ روسیہ نے میرا ہر طرح اطمینان کر دیا ہے اور وزیر خارجہ نے سر ہنری الیٹ سے یہ کہا ہے کہ قسطنطنیہ میں خاص طور پر ایک کمیٹی منعقد ہو اُس کمیٹی سے یہ نتیجہ ضرور نکلیگا کہ بہت سی نامعلوم باتوں کا اظہار ہو جائے گا اور یورپ کی پریشانی میں کسی قدر سکون آئیگا۔ اسی اثنا میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے اسپیچ دے کے خیالات کا رنگ ہی بدل دیا جو لوگ خواہ مخواہ ترکوں کے خلاف ٹوٹے پڑتے تھے اُن کے جوشوں میں کچھ سکون آیا۔ اُنہیں خیال پیدا ہونے لگا کہ اگر بفرض محال ترکی کی بے انتظامی حد کو بھی پہنچ گئی ہے پھر بھی روسیہ کا ادھر قدم اٹھانا فائدہ نہ دیگا اور آیندہ زحمت اُٹھانی پڑے گی۔ لارڈ صاحب کی طولانی اسپیچ کا یہ خلاصہ ہے، "ہمیں جنگ سے کچھ بھی حاصل نہیں، ہم کسی شہر یا صوبہ کو اپنے تصرف میں نہیں لانا چاہتے۔ ہماری سلطنت تو خود اتنی بڑی ہے کہ ہم اس پر جتنا فخر کریں کم ہے اور زیادہ تر یہ فخر اس لئے ہے کہ ہماری سلطنت کی بنا جس قدر فوجی قوّت پر ہے اسی قدر ہمدردی

پر بھی ہے۔ اگر فرض کرو کہ جنگ سر پر ہی آجائے تو میں یہ جتا دیتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں کوئی دولت جنگ کے لئے اتنی تیار نہیں ہے جتنی دولت انگلستان اس لئے کہ دنیا میں یہی ایک دولت ہے جس کے ذرایع بہت وسیع ہیں انگلستان سوائے حق کے کبھی تلوار نہیں اٹھائے گا یعنی جب تک اس کی آزادی۔ خود مختاری اور امن پر آنچ نہ آئیگی وہ شمشیر بدست ہوکے میدان کارزار میں نہیں نکلنے کا۔ انگلستان حق پر جنگ کرے گا اور جب تک وہ حق حاصل نہو جائیگا کبھی تلوار نیام میں نہیں کرنے کا۔" اس دہواں دہار اسپیچ کا یہ خلاصہ ہے جو لارڈ بیکنسفیلڈ نے دی تہی۔ اس کے دوسرے روز شہنشاہ روسیہ نے بھرے دربار میں یہ اسپیچ دی "تمہیں معلوم ہے کہ ترکوں نے میری التوائے جنگ کی درخواست کو قبول کرلیا ہے اور اس سے سرویا اور مانٹی نگرو کی غیر نتیجہ خونریزی کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اس غیر مساوی جنگ میں مانٹی نگرو والوں نے خوب ہی داد مردانگی دی مگر اہل سرویا باوجودیکہ میرے وولنٹر پہنچ گئے تھے ایسے بہسنڈی ہوگئے کہ بیان نہیں کیا جاتا۔ اُن ہی کی خاطر بہت سے جوانمرد روسیوں نے اپنی جانوں کو ضایع کردیا۔ مجھے امید ہے کہ تمام روسیہ اپنے مسیحی بہائیوں کے معاملہ میں مجھسے ہمدردی کرے گا۔ مجھے اپنے ملک کے مقاصد اسی قدر پیارے ہیں جتنے تمہیں ہیں اور میری دلی کوشش ہے جہاں تک ممکن ہو میں روسیوں کی خونریزی نہونے دوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ صلح سے مشرقی عیسائیوں کی حالت درست ہوجائے۔ چند ہی روز میں خاص قسطنطنیہ میں دول عظام کے وکلا جمع ہوکے عہد و پیمان کریں گے تاکہ جس طرح ممکن ہو صلح برقرار رہے۔ اور اگر صلح سے میرا کوئی مقصد حاصل نہ ہوا۔ اور کوئی ذمہ داری ایسی نہیں کی گئی جس سے اطمینان حاصل ہوسکے تو گیا مجھے باب عالی سے مطالبہ کرنے کا کوئی حق حاصل ہے یا نہیں۔ میں نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ اس معاملہ میں نہایت آزادی سے کام کروں گا اور مجھے امید ہے کہ اگر روسیوں سے وقت ضرورت میں مدد مانگو نگا تو وہ سلطنت کی لاج رکھنے کے لئے ضرور میری مدد کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ سب سے پہلے ماسکو ہی میری تائید میں حصہ لیگا۔ ہمارے پاک مقاصد کو انجام پر پہنچنے کے لئے اے خدا تو ہماری مدد کیجو"۔ یہ اسپیچ شہنشاہ روسیہ نے شہر ماسکو کے سینٹ جمس ہال میں دی تہی جس سے خون ٹپکتا تہا اور اگرچہ اپنے بیان میں شہنشاہ صلح اور امن کی مرضی ظاہر کررہا تہا لیکن اُس کی کل تقریر کا رجحان خونریزی اور وہ بہی خطرناک خونریزی کی طرف تہا جب یہ پرآشوب بیان کرکے بیٹھ گیا تو مینوپیل تو نصل نے اُس کا یہ جواب دیا "اے زار ہم تیرے مشکور ہیں اے زاروں کے سرتاج زار اے قوم کے صلح کل زار آفرین ہے تیری دانائی اور صلح پسندی پر کہ تو کس صبر سے اپنے حق بجانب مقاصد کے حاصل ہوجانے کا رستہ دیکھتا ہے اور یک لخت نیام سے تلوار نہیں نکالتا۔

لندن میں اول اول تو یہ خیال ہوا تہا کہ لارڈ بیکنسفیلڈ کی اسپیچ کا یہ جواب تہا مگر بعد ازاں معلوم ہوگیا کہ شہنشاہ روسیہ نے ابہی تک لارڈ صاحب موصوف کی اسپیچ کو دیکھا بہی نہ تہا روسیہ کی یہ سیاسی چالیں تہیں وہ اپنے دل میں ترکوں سے جنگ کرنے کی ٹہان چکا تہا اور چونکہ وہ ابہی تیار نہ تہا اس لئے عمداً معاملات میں ڈہیل دے رہا تہا چنانچہ اس اسپیچ کے بعد

اُس نے فوجوں کی تیاری کا حکم دیدیا اور دس کروڑ روبل کا قرضہ مانگا۔ یہاں فوجوں کی نقل و حرکت اور تیاری شروع ہو گئی تھی اور وہاں یورپی وکلا قسطنطنیہ میں داخل ہو رہے تھے انگلستان کی طرف سے لارڈ سالسبری روانہ ہوئے۔ پیرس برلن۔ وائنا اور روم ہوتے ہوئے قسطنطنیہ پہنچے جب وہ ۲۱ نومبر کو پیرس پہنچے اور وزیر فرانس سے بات چیت ہوئی تو ڈک ڈکازیز نامی وزیر نے لارڈ سالسبری سے یہ کہا " مسئلہ شرقی میں روسیہ کا مقابلہ کرنے کے لئے فرانس ابھی تیار نہیں ہے "۔ وزیر فرانس کے طولانی جوابات کا یہ خلاصہ تھا پھر سالسبری ۲۲ تاریخ کو برلن پہنچے اور یہاں شہزادہ بسمارک سے باتیں ہوئیں۔ جن کا لب لباب یہ ہے " جرمنی بالکل الگ تھلگ رہنا چاہتی ہے نہ روسیہ سے غرض نہ ترکوں سے مطلب۔ اگرچہ عہدنامہ پیرس کے بموجب جرمنی کا فرض ہے کہ وہ ترکی سرحدات کی حفاظت کرے لیکن تقاضائے وقت یہی ہے کہ وہ ترکوں کی مطلق طرفداری نہ کرے "۔ یہاں سے روانہ ہو کے ۲۴ تاریخ وائنا پائے تخت آسٹریا میں پہنچے۔ اور یہاں کونٹ انڈریسی اور وزیر اعظم ایم ٹسنرا سے بات چیت ہوئی ان دونوں مدبران سلطنت ہنگیری نے کہا ہم خاص موقع پر ضرور ترکوں کی تائید کریں گے "۔ یہ وعدہ کچھ بڑی آمادگی سے نہیں کیا گیا اور نہ لہجہ میں امداد دینے کا کوئی قطعی فیصلہ پایا جاتا تھا ہاں انکی گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ روسیہ کے مدمقابل کبھی نہوں گے۔ پھر وزرائے مذکور نے لارڈ سالسبری سے یہ کہا کہ جو کچھ اصلاحات چاہی گئی ہیں وہ تو پوری ہو جائیں گی لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ترک اس بات کو بھی منظور کرلیں گے کہ مسلمانوں سے ہتیار لے لئے جائیں "۔ یہاں سے روانہ ہو کے ۲۹ تاریخ کو لارڈ سالسبری اطالیہ کے پائے تخت روم میں پہنچے اطالیہ کے وزرا سے مل کے معلوم ہوا کہ بہ نسبت اور دول کے انہیں اس معاملہ سے بہت ہی کم مذاق ہے اور وہ نہ روسیہ کی تائید کرنا چاہتے ہیں اور نہ ترکی کی طرفداری۔ یہاں سے روانہ ہو کے لارڈ موصوف برنڈسی ہوتے ہوئے ۵ دسمبر کو قسطنطنیہ پہنچے۔

دول یورپ کے یہ خیالات تھے جو اوپر ظاہر ہوئے۔ اگرچہ کل دول نے اپنی غیر طرفداری کا اقرار کیا لیکن سوائے انگلستان کے تائید روسیہ ہی کی کی جا رہی تھی یہ بھی عجب تماشہ کی بات تھی کہ قسطنطنیہ میں تو وکلائے دول کے جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے اور وہاں روسیہ سرگرمی سے لشکر آراستہ کر رہا ہے۔ شہزادہ نکولس شہنشاہ روسیہ کا بھائی نومبر کے اخیر فوج کی کمان پر جنوب روانہ ہو چکا تھا اور نئے قرضہ کی مانگ شروع ہو گئی تھی۔ ادہر ترکی بھی خاموش نہ تھی اس شکستہ حالت میں اُس نے بھی سامان حرب کی تیاری کے احکام نافذ کر دئے تھے۔ اور یہ یقین ہو گیا کہ موسم بہار میں جنگ شروع ہو جائے گی۔ رشدی پاشا کی جگہ مدحت پاشا وزیر اعظم بنا دئے گئے تھے جن کی انتظامی قابلیت اور آزادی رائے کی بہت تعریف کی جاتی ہے۔ ۲۱ دسمبر کو لارڈ سالسبری کی مدحت پاشا سے ملاقات ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں مدحت پاشا نے کہدیا کہ کوئی اصلاح بین الاقوام کمیشن کی نہ منظور کی جاسکیگی۔ ۲۳ دسمبر کو وکلائے دول کا پہلا جلسہ ہوا۔ ابھی وکلائے دول آکے کرسیوں پر بیٹھے ہی تھے کہ توپوں

کی آواز آئی سب لوگ گھبرا گئے کہ یہ خلاف اُمید توپیں کیسی چھوڑی گئیں. کہ اتنے میں صفوت پاشا ترکی وزیر خارجہ کا ایک مراسلہ آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اعلیحضرت سلطان المعظم نے ایک جدید مجلس کا انعقاد سلطنت کے لئے منظور فرمایا ہے سر ہنری الیٹ نے ایک نقل ترکی دستاویز کی فوراً لارڈ ڈربی کو لنڈن روانہ کر دی. اس سلطانی دستاویز میں انتظامی اصلاحات کی صورتیں بیان کی گئی تھیں اور بتایا گیا تھا کہ ترک عمدہ صلاحات کو کس قدر پسند کرتے ہیں۔

اس سلطانی دستاویز کا یہ خلاصہ ہے کہ سلطان اس منعقدہ مجلس کے سلطان تسلیم کئے جائیں گے. سلطنت کا مذہب اسلام رہے گا لیکن اور مذاہب کو کامل آزادی دیجائے گی اور اُن کے حقوق کی نگہداشت کی جائے گی اس صورت سے کہ عامہ خلائق کے نظام میں کوئی فرق آ کے نہ واقع ہو. اخبارات سوائے معینہ حدود کے بالکل آزاد کر دیئے جائینگے اور سلطنت کی نگرانی میں تعلیم جاری کی جائے گی. اعلےٰحضرت سلطان المعظم کی کل رعایا خواہ عیسائی ہو یا مسلمان قانون کی نظر میں مساوی ہوگی اور انہیں یکساں عہدے دیئے جائیں گے. ٹیکسوں کی بھی مساوات ہوگی اور سب پر برابر لگائے جائیں گے. بیگار وغیرہ کے قواعد بالکل متروک ہو جائیں گے. قانونی عدالتوں کی کاروائی علے الاعلان ہوگی. قیدیوں کو حق حاصل ہوگا کہ تمام ممکن قانونی پہلوں سے اپنی بریت جرم کا ثبوت دیں. اور ججوں کو بغیر کسی زبردست قانونی حجت کے علیحدہ نہیں کیا جائے گا. مثل انگلستان کے وزرا. پارلیمنٹ کے ذمہ دار رہیں گے. اگر وزرا کو پارلیمنٹ میں شکست ملے گی تو وہ سلطان سے اپیل کریں گے یا سلطان عامہ خلائق سے اپیل کریگا کوئی عہدہ دار بغیر قانونی وجہ کے اپنے عہدے سے ہرگز علیحدہ نہ کیا جائے گا. اور اگر وہ قانون سلطنت کی خلاف ورزی کریں گے تو کوئی بڑا افسر اُن کی حفاظت نہ کر سکے گا جماعت واضع آئین میں ہاؤس آف لارڈ اور ایک چیمبر ڈپٹیوں کا شامل ہوگا. اور ہر پچاس ہزار باشندوں کی طرف سے ایک ڈپٹی لیا جائے گا اور ہر چار سال کے بعد عام انتخاب ہوا کرے گا" یہ تجویزیں تو بہت ہی پسندیدہ تھیں اور اُمید پڑتی تھی اگر ان کی عملی صورت ہو جائے تو بہت کچھ ترقی کی اُمید ہو سکتی ہے لیکن وقت یہ تھی کہ روسیہ عمل ہی کب کرنے دیتا تھا اور اُسکی خواہش ہی کب تھی کہ ترکی میں اصلاح ہو. یورپ کے بڑے بڑے مصنفوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ترکوں میں اگرچہ بہت سی برائیاں بیان کی جاتی تھیں تاہم اُن میں خوبیاں بھی بہت ہیں وہ بہادر ہیں. مضبوط ہیں اور پاکباز ہیں اور بعض لحاظ سے بلند خیال بھی ہیں. اُن کی معاشرت سادہ ہے. اگر انہیں غصہ نہ دلایا جائے تو انتہا درجہ انسان ہیں غصہ کی حالت میں قدیم تاتاری خون رگوں میں زور زور سے حرکت کرنے لگتا ہے. وہ نہایت آزادی پسند ہیں اُن کے اخلاق وسیع ہیں لیکن اس وقت تک کہ اُن کے مذہب کی توہین نہ کی جائے. ترک ہر نازک سے نازک وقت میں بردباری اور تحمل کو ہاتھ سے نہیں دیتے اور اپنے ارادے میں اخیر تک ثابت قدم رہتے ہیں. انہیں اپنے سلطان سے ایک خاص تعلق ہے وہ تعلق جو اور اقوام کو بہت کم ہوگا. وہ بہت ادب سے اپنے سلطان کا نام لیتے ہیں اور اسے ظل اللہ اور خلیفہ رسول اللہ سمجھتے ہیں۔

وکلائے یورپ کے جلسہ میں ترکی کی طرف سے صفوت پاشا اور ادہم پاشا وکیل مقرر ہوئے تھے۔ سابق الذکر تو وزیر خارجہ تھا جو نپولئن ثالث کے عہد حکومت میں ترکی کی طرف سے پیرس میں سفیر رہ چکا تھا اور آخر الذکر یعنی ادہم پاشا اعلی حضرت سلطان المعظم کے حضور میں اعلی عہدہ پر مقرر تھا اور اسے مغربی اقوام کا بہت بڑا تجربہ تھا۔ اسی طرح سے اور دول کی طرف سے وکلا آئے تھے۔ پہلے جلسہ میں بلغاریہ۔ بوسینا اور ہرزیگوینا کے عمدہ انتظام کے بارے میں بحث ہوئی۔ ترکی وکلا نے بہت طول طویل اُس کا جواب دیا اور کہا کہ اتنی مدت سے جب ملکی جنگ ہو رہی ہے پھر کیونکر ممکن ہوسکتا تھا کہ ان صوبوں میں انتظام رکھا جاتا اور جب تک کامل امن نہ ہو جائے انتظام کسی صورت سے نہیں ہوسکتا ۲۰ دسمبر کو دوسرا جلسہ ہوا اور اس میں سرویا اور مانٹی نگرو کی مہلت جنگ پر بحث ہوئی اور دول روسیہ کے اتفاق سے مہلت جنگ میں دو مہینے کی مدت اور بڑھائی گئی پھر وکلائے دول نے اپنی تجاویز پیش کیں جن پر پورے چار گھنٹے تک بحث ہوتی رہی۔ پھر ترکی وزرا نے وکلا کی تمام تجاویز پر اعتراضات کئے جتنی تجویزیں تھیں اُن کا نام تو یہ تھا کہ یہ اصلاحی تجاویز ہیں۔ مگر غرض یہ تھی کہ ترکی کے کل صوبے آزاد کردئے جائیں اور ترکی جب کچھ کرے دول یورپ کے مشورہ سے کرے۔ خود دولت عثمانیہ کے جگر میں یہ تجاویز کہ ترکی کو دول یورپ کا ہر بات میں دست نگر بنا دیا جائے کیوں کر پذیرا ہو سکتی تھیں۔ ۳۰ دسمبر کو پھر کمیٹی ہوئی اور ترکوں نے پھر اعتراضات پیش کئے اس پر روسی وکیل نے کہا میں صاف اور انقطاعی جواب چاہتا ہوں۔ وکلا اپنی تجاویز پر زور دے رہے تھے اور ترکی وزرا اپنے اعتراضات پر مصر ہو رہے تھے۔ اس سے پہلے ۲۲ دسمبر کو لارڈ سالسبری کو بارگاہ سلطانی میں باریابی کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ اعلی حضرت فرما چکے تھے اس قسم کی کوئی تجویز اگر میں ابھی منظور کرلوں پھر بھی میری رعایا نہیں ماننے کی۔ لارڈ سالسبری نے عرض کیا اس وقت انگلستان میں ایک تہلکۂ عظیم برپا ہے اور بلغاریہ کے ترکی مظالم سے بہت ہی طیش ہو رہا ہے اس پر طرّہ یہ ہوا کہ مجرموں کو سزا نہیں دی گئی۔ یہ اور بھی اُن کے بھڑکنے کا سبب ہے انگلستان کی عامۂ خلائق کے جوش سے خوف معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ انگلستان اور ترکی قدیمی تعلقات میں کسی قسم کی پیچیدگی نہ واقع ہو۔ اعلی حضرت سلطان المعظم نے جواب دیا۔ جو کچھ ابھی تک ہو چکا ہے اور خونریزی کو جتنا طول ہوتا جاتا ہے اس کا ذمہ وار روسیہ ہے۔ اور یہ بھی مجھے خوب معلوم ہے کہ انگریزوں کو بھی اپنی ترکیب سے اُسی نے ابھارا ہے۔ پھر آپ نے اُن قوانین پر بہت زور دیا جو ابھی مدوّن ہو چکے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ ترکی قرضہ کے بارے میں صرف روسیہ نے لوگوں کو ایسا ورغلایا ہے اگر حسب دلخواہ یہ قوانین جاری ہوگئے تو تمام انتظام بخوبی ہو سکتے ہیں۔ ۲۶ دسمبر کو صفوت پاشا نے ترکی سفیر متعینہ لندن کو لکھا کہ ترکی پارلیمنٹ کا قایم ہونا گویا ذمہ واری ہے تمام اُن اصلاحوں کی جو ترکی سے چاہی گئی ہیں۔

ترکی اور انگلستان کے تعلقات روز بروز پیچیدہ ہوتے گئے لارڈ سالسبری قسطنطنیہ صرف اس غرض سے بھیجے گئے تھے تا

کہ وہ باب عالی کو دبا کے اپنے کل مقاصد حاصل کرلیں اور اُن کی انتہا درجہ کوشش بھی یہی تھی کہ جو ان کی پیش کردہ تجاویز ہیں وہ باب عالی بغیر چون وچرا تسلیم کرلے۔ لارڈ سالسبری کو بہت رنج ہوا کہ باب عالی نے اُن کی تجاویز کو نہیں مانا اور اُن کا سفر قسطنطنیہ یوں ہی بیکار گیا۔ اخیر ۲۵ دسمبر کو لارڈ سالسبری نے لارڈ ڈربی کو بذریعہ تار برقی اطلاع دی کہ امیر بحر ڈرمینڈ نے اس کی ضرورت سمجھی کہ خلیج بسیکا کو چھوڑ دے اور میں نے اُس سے درخواست کی ہے کہ اپنا بیڑہ جہازات بجائے سلونیکا کے ایتھنس میں لے آئے تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ ہمیں ترکوں سے کچھ واسطہ نہیں رہا اور نہ وقت پر ہم اُسے کچھ مدد دے سکیں گے۔ دوسرے دن لارڈ ڈربی نے سالسبری صاحب کی اس تجویز کو پسند کر لیا اور تمام معاملات کا گویا خاتمہ ہوگیا۔

دسمبر کے آخری دنوں میں اودین آفندی انڈر سیکرٹری اف اسٹیٹ ترکی کی طرف سے خاص سفارت پر انگلستان روانہ کئے گئے تاکہ موجودہ معاملات کی پوسکندہ حالت سے مطلع کریں اس سفارت کا جانا کچھ مفید نہوا کیونکہ لندن کی پارلیمنٹ فیصلہ کر چکی تھی کہ اگر روسیہ ترکی پر حملہ کرنا چاہے تو اُسے اختیار ہے ہم کبھی نہیں بیچ میں بولیں گے۔ روسیہ کا مصمم ارادہ ہو چکا تھا کہ وہ ترکی پر حملہ کرے ترکی جنگ سے بچنے کی بے انتہا کوشش کر رہی تھی۔ انگلستان اگرچہ الگ تھلگ ہوگیا تھا لیکن در پردہ روسی تجاویز کی تائید کر رہا تھا۔ دوسری دول واقعات کی منتظر تھیں اور اپنے اپنے مقاصد پر ٹکٹکی باندھے ہوئے تھیں۔ چوتھا جلسہ قسطنطنیہ میں وکلائے دول کا یکم جنوری کو منعقد ہوا جس میں لارڈ سالسبری نے بافسوس بیان کیا کہ ترکی وکلا نے تمام تجاویز کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اب اس خطرناک حالت کو دیکھنا چاہئے جس میں ترکی مبتلا ہو رہی ہے اور وکلائے دول کو اس امر کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ اخیر وہ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور آئندہ اُنہیں کیا کرنا چاہئے۔ دول عظام کے کل وکیل لارڈ سالسبری کی ہمزبانی پر تلے ہوئے تھے جب ترکی وکلا نے یہ رنگ دیکھا تو بیان کیا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں اُس کا کیوں نہیں جواب دیا جاتا ہمارا یہ جواب ہے کہ ہمیں بلا وجہ کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم خواہ مخواہ تسلیم کرلیں نگران کمیشن کی بابت۔ غیر ملکیوں کی ملازمت کی بابت خاص خاص شہروں کے قلعوں میں ترکی فوجوں کے مقیم ہونے کی بابت۔ گورنروں کے تقرر کی بابت۔ سرکیشیوں کا ایشیا میں جلا وطن ہونا۔ فوجداری کی عدالتوں کا انتظام۔ خزانہ کی درستگی۔ مانٹی نگرو اور سرویا والوں کو خاموش کرنے کی بابت جو کچھ ہم سے کہا جاتا ہے ہم منظور کرتے ہیں لیکن ہمیں سمجھا دیا جائے کہ کس قاعدہ سے ہمیں یہ باتیں منظور کرائی جاتی ہیں اور بس۔ وکلائے دول ساکت ہوئے اور چار جنوری تک جلسہ ملتوی رہا۔ اسی اثنا میں لارڈ سالسبری وزیر اعظم مدحت پاشا سے ملے تاکہ اُنہیں ترکی خوفناک حالت سے آگاہ کریں اور جتا دیں کہ ابھی تک تو اس خوف سے پہلو بچانا ہمارے قبضہ کی بات ہے لیکن آئندہ ہم کسی خرابی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ غرض ملاقات ہوئی اور لارڈ سالسبری نے مدحت پاشا سے کہا آپ خوب سمجھ لیں کہ اس وقت ترکی بالکل تنہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ بعض دول روسیہ کا بھی ضرور ساتھ دیں گی

پھر آپ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ترکی کے لئے کتنا بڑا خطرہ ہے۔ آپ ۱۸۲۸ء اور ۱۸۶۲ء کے فانی واقعات کو یاد کریں کہ سلطان محمود کو سمجھایا گیا تھا کہ وہ مان جائیں لیکن اُنہوں نے مطلق نہیں سُنا اگر سلطان مان جاتے تو یونان اُن کے ہاتھ سے کبھی نہ نکلتا۔ اس پر مدحت پاشا نے یہ جواب دیا جو کچھ آپ فرماتے ہیں بالکل صحیح ہے لیکن ہمارا بھروسہ خدا پر ہے اگر اُس کی مرضی یہی ہے کہ ہم برباد ہو جائیں تو ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا مگر جو تجویزیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے ایک تجویز بھی کوئی ترک نہیں تسلیم کرنے کا۔ آپ ہی خیال فرمائیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ گورنر دول عظام کی صلاح سے مقرر کئے جائیں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ صوبے مطلق ہمارے نہیں رہے۔ مدحت پاشا کا یہ اعتراض بالکل صحیح تھا اور اس کا جواب نہیں ہو سکتا تھا روسیہ نے سب سے پہلے یہ تجویز نکالی تھی اور انگلستان زور سے ان تجاویز کی تائید کر رہا تھا۔

۲۰ دسمبر ۱۸۷۶ء کو جب مدحت پاشا کی سر ہنری الیٹ سے ملاقات ہوئی تھی تو مدحت پاشا نے یہ کہا تھا "یہ صحیح ہے کہ اس جنگ سے سلطنت ترکی برباد ہو جائے گی لیکن آپ خوب سمجھ رکھئے کہ ترک کا بچہ بچہ عزت سے برباد ہونے کو بے عزتی کے بچنے سے ہزار درجہ بہتر سمجھتا ہے چاہے ہم صفحہ ہستی سے مٹ جائیں لیکن ہماری موروثی عظمت میں فرق نہ آئے اور اگر ہم جئے اور بے عزت ہو کے جئے تو ہمارے جینے پر لعنت ہے۔ روسیہ کی تو یہ خواہش ہے کہ ہمارے جتنے صوبے ہیں سب بطور خود مختار ریاستوں کے علیحدہ علیحدہ کر دئے جائیں اور اگر ہم آپ کی تجاویز کو مان لیں کہ عثمانی لشکر بوسینا اور بلغاریہ کے قلعوں میں محدود رہے تو اس کا بھی وہی نتیجہ ہوگا جو ابھی سرویا میں ہو چکا ہے کہ ترک صوبہ سے نکال دئے گئے اور پھر نیم خود مختاری کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور یہ رائے جو پیش کی جاتی ہے کہ دول عظام کی بھی فوج رہے یہ عجیب تجویز ہے ہمارے سفیر متعینہ بروسل نے بلجھن کی گورنمنٹ سے دریافت کیا تھا کہ آیا تیرا ارادہ وہاں کچھ فوج رکھنے کا ہے اُس نے جواب دیا کہ بغیر ترکوں کی اجازت کے میں فوج نہیں بھیج سکتی اور ترک دول یورپ کے کہنے سے ہرگز اجازت نہیں دینے کے۔ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم دول خارجہ کے افسروں کو قبول کرتے ہیں۔ نن کمیشنڈ افسروں کے لینے میں بھی عذر نہیں ہے لیکن اگر وہ لوگ عثمانی ملازم ہونا قبول کریں تو پھر ہر بات کا فیصلہ بآسانی ہو جائے۔ اور ساتھ ہی باب عالی کو پورے ایک سال کا وقفہ دینا چاہئے تاکہ وہ پوری طرح اصلاح کر سکیں اور ایک سال کے بعد وکلائے دول دیکھیں کہ کیا کیا انتظام ہوا ہے اور کیا کیا نہیں ہوا۔ فرض کرو کہ یہ تجویز نامنظور کی گئی تو ترکی انٹرنیشنل کمیشن بھیجنے پر رضامندی ظاہر کرتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس میں دول عظام کچھ عذر نہ کریں گی۔ مدحت پاشا کی یہ تجویز انتہا درجہ صلح پسند تھی اور اس سے زیادہ ایک گورنمنٹ قبول بھی نہیں کر سکتی تھی مگر روسیہ نے اسے بھی منظور نہ کیا اُس کا منشا تھا کہ ترکی کو برباد کر کے اپنی باجگذار ریاست بنا لوں چونکہ دول یورپ روسیہ کے اشارہ پر کام کر رہی تھیں اُنہوں نے بھی اس عمدہ تجویز کے منظور کرنے سے صاف

انکار کر دیا۔

اودین آفندی ترکی کا خاص قاصد ۱۸۷۷ء کے آغاز میں لندن پہنچا۔ اور موسس پاشا ترکی سفیر متعینہ لندن کے ساتھ ۴ جنوری کو لارڈ ڈربی سے ملا۔ اودین آفندی نے صاف کہدیا کہ ترک چھ دول کی پیش کردہ تجاویز کو ہرگز تسلیم نہیں کرنے کے۔ اس پر وزیر خارجہ لندن نے یہ کہا کہ جو اصلاحات ترکی منظور کرتی ہے اس کی کیا ذمہ واری ہے کہ وہ ان اصلاحات کو جاری بھی کرے گی۔ اودین آفندی نے کہا کہ جنگ سر پر آگئی ہے اور یہ کسی طرح بھی نہیں ٹل سکتی ہاں جب تک سلطان مجبور نہ کئے جائیں گے نہ کوئی ذمہ واری کی جا سکتی ہے اور نہ کوئی تجویز منظور ہو سکتی ہے۔ ترکی اس وقت میدان جنگ میں چھ لاکھ فوج لا سکتی ہے اور اسے روسیہ سے جنگ کرنے میں کوئی بھی خوف نہیں ہے۔ چار دن کے بعد اودین آفندی لارڈ بیکنسفیلڈ سے بلا صرف اس نظر سے کہ لارڈ صاحب ترکوں کے ہمدرد ہیں اور بہ نسبت لارڈ ڈربی کے یہ کچھ تسکین آمیز باتیں کہیں گے لارڈ موصوف نے کہا میری دلی خواہش ہے کہ دول یورپ میں ترکی کا قیام رہے مگر جن تجاویز پر تم بحث کرنا چاہتے ہو میں اُس کا ذکر نہیں لانا چاہتا کیوں کہ قسطنطنیہ میں ان پر بحث ہو چکی ہے ایک ہی مسئلہ پر دو دو مقامات میں بحث نہیں ہو سکتی مگر میں باب عالی کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ دول یورپ کی تجاویز کو مان لے۔ اس پر اودین آفندی نے اعتراض کیا اور کہا کہ جب باب عالی انٹرنیشنل کمیشن کو قبول کرتا ہے پھر انکار کرنے کی کیا وجہ ہے یہ کمیشن بطور خود نگرانی کرے گی اور دول عظام کو ہمیشہ دست اندازی کرنے کا موقع ملتا رہے گا۔ کیونکہ اس صورت سے کل انتظام اسی کی رائے پر موقوف ہوں گے۔ ترکی کامل طور پر اصلاحیں جاری کرنے کا وعدہ کر چکی ہے اُسے بہت مستعدی سے پورا کرے گی اور اُس کے وعدہ پر اعتماد کرنا چاہئے۔

لندن میں یہ گفتگو ہو رہی تھی اور قسطنطنیہ میں وکلائے دول نے ایک اور جلسہ کیا جس میں ترکی وکیلوں نے ایک لمبا چوڑا مضمون پڑھا کہ کن وجوہات سے ترکی دول یورپ کی تجاویز کو منظور کرنے سے انکار کرتی ہے۔ منجملہ اور وجوہات کے یہ وجہ بھی تھی کہ ان تجاویز کے منظور کرنے سے ترکی آزادی کو زوال آجائے گا اور تمام عدالتی اختیارات ترکی کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد ۸ جنوری کو پھر ایک اور جلسہ ہوا جس میں اطالیہ کے وکیل نے بیان کیا کہ جو کچھ لارڈ سالسبری نے کہا ہے اُس کی تائید کرتا ہوں اور ترکی وکلا سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اصلاحات کا نرا وعدہ کچھ وزن نہیں رکھتا جب تک کوئی خاص ذمہ واری نہو۔ ۱۱ جنوری کو پھر جلسہ ہوا جس میں لارڈ سالسبری نے اُٹھ کے کہا کہ لوکل کمیشنوں کے تقرر کے لئے جن میں مسلمان اور عیسائی دونوں شریک ہوں گے باب عالی اپنے فرمان مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۷۶ء میں تسلیم کر چکا ہے یہ وہ فرمان ہے جو انڈریسی کے نوٹ کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ اس پر وکلائے ترکی نے کہا کہ اب بھی ہم اُس کمیشن سے انکار نہیں کرتے مگر صرف یہ کہتے ہیں کہ ان کمیشنوں

کے ممبروں کو ترکی مقرر کرے گی دول عظام کو ان ممبروں کے تقرر میں کوئی دخل نہیں ہوگا کیونکہ یورپ کے مقرر کردہ ممبروں کو باب عالی تسلیم نہیں کرنے کا اور اس طرح پھر جھگڑے کا جھگڑا باقی رہے گا۔ اور یہ جو ہم سے ذمہ داری کی بابت کہا جاتا ہے اس کا یہ جواب ہے کہ انگریزی پروگرام میں کسی قسم کی ذمہ داری کا ذکر نہیں ہے اسکا صرف یہ مطلب ہی کہ اس قسم کی انجمنیں قایم ہوں جو رعایا کے تمام حقوق کی نگہداشت کریں اور انکو رعایا پر پورا اختیار ہو اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ باب عالی کسی تجویز کو نہیں تسلیم کرنے کا نہ کسی ایسی اصلاح کو مانے گا جو معاہدہ پیرس کے سرتاپا مخالف ہو۔ جب لارڈ سالسبری نے پروگرام کا حال سنا تو ساکت ہو گئے اور بہت ہی پریشان ہوئے کہ ایسی صریح بات کا کیا جواب دیا جائے۔ ناچار لارڈ صاحب موصوف نے شکستہ الفاظ میں یہ کہا کہ انگریزی پروگرام میں اگرچہ کسی قسم کی مجلس کا ذکر اس طرح سے نہیں ہے لیکن اُس میں یہ ضرور لکھا گیا ہے کہ جو مجلس انتظامی منعقد ہو اُس کی ذمہ داری ضرور ہونی چاہیئے۔ لارڈ سالسبری کا یہ محض مجبوری کا جواب تھا اس سے کچھ نتیجہ نہ نکلا اخیر آسٹریا کے وکیل نے لارڈ موصوف کو گرتے ہوئے سنبھال لیا۔ اس نے کہا کہ کمیشن میں شہر کے شرفا و امرا ممبر بنائے جائیں ان میں آدھے عیسائی ہوں اور آدھے مسلمان اور اہل شہر اُن کا اس طریقہ پر انتخاب کریں جو باب عالی اجرا کرے یہ تجویز ایسی تھی جو باب عالی منظور کر سکتا تھا مگر روسیہ کو ایسی باتیں منظور نہ تھیں۔ وہ چاہتا تھا کہ دول عظام ممبر مقرر کریں اور باب عالی کو اُن سے کچھ سروکار نہ ہے یہ ایک نری زبردستی تھی جس کا سوائے جنگ کے کوئی علاج نہ ہو سکتا تھا۔

ترکی وکلا نے ایسے ایسے جوابات دیئے کہ اخیر کل وکلائے دول کو ساکت ہونا پڑا اور سوائے اس کے کچھ چارہ نہیں دیکھا کہ جلسہ کو برخاست ہی کر دیا جائے۔ اس لئے ۱۲ر جنوری کو اُنہوں نے ایک جلسہ کیا اور اُس جلسہ میں یہ تجویز کی کہ جو کچھ اب پیش کیا جاتا ہے اُس کا انقطاعی جواب ترکوں سے لیلیا جائے "تاکہ زیادہ بحث و مباحثہ کی ضرورت نہ پڑے۔ روسی سفیر نے یہ تجویز کیا کہ زیادہ تجویزات کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف چار کافی ہیں یہ چاروں پیش کر دی جائیں اگر ترک مان جائیں تو فبہا نہ مانیں تو چھ دول یورپ مل کے الٹیمیٹم دیدیں۔ وہ چار تجویزیں یہ تہیں۔

(۱) دول خارجہ کی طرف سے انتظامی کمیٹی کا تقرر (۲) خاص خاص شہروں کے قلعوں میں ترکی فوج محدود رہے گی (۳) بلغاریہ کی جغرافی حدود کی دوبارہ دیکھ بھال ہوگی (۴) صوبوں کے گورنر عیسائی ہوں گے۔ جب آٹھویں دفعہ ۱۵ر جنوری کو وکلائے دول کا جلسہ ہوا تو لارڈ سالسبری نے کہا، میں نے اور دوسرے وکیلوں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ باب عالی سے اس بات کی ہم سفارش کریں کہ وہ ان تجاویز کو مان جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرض ہے کہ میں حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کو تمام ذمہ داریوں سے آزاد کر دوں مجھے اس اظہار کر دینے کی ہدایت ہوئی ہے کہ برطن اعظم کی ہر معاملہ سے علیحدگی کا اعلان دیدوں جو کچھ امداد دینے کا ترکی سے وعدہ تھا وہ اب باقی نہیں رہے گا و

جو کچھ ہوگا خواہ اچھا یا بُرا اُس کی ذمہ واری سلطان اور اُن کے مشیروں کی ہوگی۔ اخیر میں کل وکلائے دول کی طرف سے یہ کہتا ہوں کہ جو تجاویز پیش کی گئی ہیں اگر انہیں نہ تسلیم کیا گیا تو ہم کل وکیل قسطنطنیہ کو چھوڑ کے چلے جائیں گے کیونکہ ہماری گورنمنٹوں نے ہمیں یہی ہدایت کی ہے۔ اس کے بعد لارڈ سالسبری نے تجاویز دول کا خلاصہ پڑھا۔ خلاصہ میں یہ تھا کہ مانٹی نگرو کی سرحدات میں اضافہ کیا جائے اور بین الاقوام کی ایک کمیشن مقرر ہو۔ اور بوئنا میں آزادانہ طور پر جہاز رانی کا سلسلہ قایم ہو اور اُس دریا پر جتنے قلعے ہیں وہ سب آزاد کر دئے جائیں اور اُن پر کسی خاص دولت کا قبضہ نہو۔ بوسینا اور سرویا کی سرحدات سے عثمانی فوجیں مطلقاً اُٹھالی جائیں۔ جنگ کے قیدیوں کا باہم تبادلہ ہو جائے اور بغیر کسی تاوان جنگ کے صلح کر لی جائے۔ بوسینا۔ ہرزیگو ینا اور بلغاریہ میں جو گورنر جنرل مقرر ہوا سے با بعالی دول یورپ کی مرضی لیکے مقرر کرے۔ اور اُس کی مدت ملازمت پانچ سال کی قرار دی جائے۔ ٹیکس بالکل معاف ہو جائیں، مذہبی آزادی بالکل دیدی جائے اور لوکل سیلف گورنمنٹ کا انعقاد وہیں ہوتے ہیں کر دیا جائے۔ یہ تمام معاملات گورنروں ہی پر نہیں چھوڑ دئے جائیں گے بلکہ دول اپنی طرف سے دو کمیشنیں مقرر کرے گی جو اس بات کی نگرانی کرتی رہیں گی آیا یہ اصلاح ہوتی بھی ہے یا نہیں۔ اور موجودہ ضوابط پر کہاں تک عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ یہ کمشنر وقتاً فوقتاً اُن ہدایات پر عمل پیرا ہوں گے جو اُن کی دولت کرتی رہے گی۔

یہ خلاصہ ہے اُن طول طویل تجویزوں کا جو لارڈ سالسبری نے پڑھ کے سنایا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ترکی سلطنت کا یورپی حصہ غصب کر لیا جائے اور پھر دول یورپ کو طبع آزمائی کا پورا موقع ملے۔ ترک تو ترک کوئی کمزور سے کمزور گورنمنٹ ایسی بیعزتی کی زندگی کو کبھی گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ فی الحقیقت جیتی مکھی کبھی نہیں نگلی جا سکتی ہے۔ گلا گھوٹ کے تو چاہے جو کچھ چھین لیا جائے مگر خوشی خواں اپنی کوئی چیز حوالہ کرنا غضب معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ کمشنروں کی تقرری محض ایک لغو کہانی تھی مگر ترکی کو دبانے کے لئے یہ ساری کارروائی کی جاتی تھی۔ دو ملاؤں میں مرغی حرام چھ دول کے کمشنر کبھی ملکے کام نہیں کر سکتے تھے اور اسے وہ خود بھی سمجھتے تھے۔ وہ پادشاہ درا قلیمے نگنجند کی مثال صادق آرہی تھی۔ اُنگلی پکڑ کے پونچا پکڑنے کی ترکیب تھی اور بس۔

۱۸؍جنوری کو پھر ایک بار اور کانفرنس کے انعقاد کی تاریخ قرار پائی مگر ترکی وکلانے انقطاعی جواب دینے کے لئے دو دن کی اور مہلت مانگ لی اس لئے اُس کا انعقاد ۲۰ تاریخ کو قرار پایا۔ اخیر ۲۰ تاریخ جلسہ ہوا اور صفوت پاشا نے ترکی کی طرف سے ایک طولانی اور انقطاعی جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے "میری گورنمنٹ اُن اعتراضوں کو قبول کرتی ہے جو انتظام کی ذمہ واری کے بارے میں کئے گئے ہیں مگر یہ جتا دینا ضرور ہے کہ جب ایسا کوئی نازک موقع ہوتا ہے تو خود سلطان اپیل کرتا ہے اُس کی اپیل سنی جاتی ہے اور ایک غیر معمولی قونصل جمع ہو جاتی ہے چنانچہ ۱۸ جنوری کو ایک غیر معمولی قونصل کا جلسہ ہوا جس میں قریب قریب دو سو آدمی تھے۔ اُن کے آگے دول یورپ کی تجاویز پیش کی گئیں خوب سوچ سمجھنے کے

بعد سب نے باتفاق دو تجویزوں کو مطلق نہیں مانا۔ ایک تو اس تجویز کو کہ دول یورپ کی طرف سے کمشنر نگرانی کے لئے مقرر کئے جائیں دوسرے اس تجویز کو کہ گورنر جنرل یورپ کی مرضی سے مقرر ہوا کریں۔ پھر بھی اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی خواہش ہے کہ ایسی صورتیں پیدا ہو جائیں جن سے سلطان اور یورپ کے مابین صلح کے ساتھ سمجھوتہ ہو جائے۔ آپ مطابق کونٹ انڈرلیسی کی رائے کے بوسینا و ہرزگوینا میں ایسے کمشنروں کا ہونا قبول فرما گئے ہیں۔ اور حضور نے یہ تجویز کیا ہے کہ ان کمیشنوں میں مسلمان اور عیسائی دونوں شریک ہوں اور ہر سال ان کا انتخاب رعایا کیا کرے۔ اور یہ کمیشن ہمیشہ ہائی کمشنر کی نگرانی میں جس کا تقرر باب عالی کی طرف سے ہو۔ رہا کرے گی۔ ان کمیشنوں کا یہ فرض ہوگا کہ علاوہ نگرانی کے ایسے ایسے قواعد و ضوابط مدون کیا کریں جو گورنمنٹ کے حق میں بہتر ہوں۔ اور ان کے علاوہ جتنی تجویزیں ہیں ہم سب کو قبول کرتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ ہم دول یورپ کی کل تجاویز کو مانتے ہیں ہاں صرف دو تجویزوں میں ہم نے ترمیم کی ہے ہماری اس ترمیم کو قبول نہ کرنا یہ انصاف سے سخت بعید ہے" جب یہ طول طویل مدلل تقریر ختم ہو گئی تو باہم بحث شروع ہوئی۔ اثنائے بحث میں روسی وکیل نے نہایت مغرورانہ طور پر یہ کہا "سلطان کی گورنمنٹ اپنی ان باتوں سے اُن تعلقات کو جو دول یورپ کے ساتھ ہیں کمزور کر رہی ہے اور اپنے حقوق کو معرض خطر میں لا رہی ہے۔ اور اُن فوائد کو لات مار رہی ہے جو اُسے ۱۸۵۶ء کے معاہدہ کی رو سے حاصل ہوئے ہیں۔ اب جو کچھ خطرناک واقعات کا ظہور ہوگا اُس کی ذمہ وار سلطان کی گورنمنٹ ہوگی۔ میں علی الاعلان اس امر کا اظہار کرنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ اگر عہد نامہ کے دوران میں مانٹی نگرو اور سرویا کی جنگ چھڑی اور اگر بلغاریہ کے اندرونی حصص میں عیسائیوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی گئی تو سمجھ لینا کہ روسیہ یورپ کی حفاظت کی غرض سے شمشیر بکف اُٹھ کھڑا ہوگا۔ کیونکہ اسی اثنا میں کہ یہ جلسے ہو رہے ہیں تھسلی۔ ایپرس اور کریٹ کے عیسائیوں کی کئی عرضیاں آئی ہیں کہ مسلمان اُنہیں بہت ستا رہے ہیں۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ اُن کی شکایات پر توجہ نہ کی جائے ہیں اس لئے ترکی کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اپنی مسیحی رعایا کی طرف توجہ کرے اور معاً اُن کی شکایات کو رفع کرے۔ اور ساتھ ہی ترکی کو یہ بھی چاہیے کہ قرضخواہوں کا بھی اطمینان کر دے۔ روسی وکیل کی اس بیہودہ تقریر کا جواب صفوت پاشا نے بڑے زبردست الفاظ میں دیا۔ اس معزز وکیل کی بیہودہ سرائی یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ اُس نے اُن الفاظ میں ٹرکی کو مخاطب بنایا جو باجگذار ریاست کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں صفوت پاشا کے دنداں شکن جوابات سے سب چونک گئے اور وکلا نے اُس دن جلسہ کو برخاست کر دیا۔

یکشنبہ کے روز ۱۸ جنوری کو ایک آخری جلسہ وکلا کا پھر ہوا۔ عثمانی وکلا نے اس جلسہ میں شریک ہونے کا اقرار تو کر لیا مگر شامل نہیں ہوئے اور اپنے نہ آنے کا کوئی عذر بھی نہیں کہلا بھیجا۔ باہم وکلا میں گفتگو ہونے لگی کہ ترکی وکیل کیوں نہیں آئے۔ تمام عثمانی افسر خاتمہ کانفرنس اور ایلچیوں کے چلا جانے پر بہت ہی خوش تھے۔ اخیر تھوڑے عرصہ کے بعد روانگی کی ٹھہر گئی۔ لارڈ سالسبری تو ۲۳ تاریخ جہاز پر سوار ہو گئے اور سیدھے ایتھنس ہو لئے۔ لیکن روسی سفیر کو کچھ عرصہ ٹھہرنا پڑا

کیونکہ بحیرۂ اسود میں سخت طوفان آرہے تھے۔ یہ خبر آچکی تھی کہ سلطان المعظم کی طبیعت ناساز ہے اسی لئے آپ کسی سفیر سے رخصتانہ طور پر نہیں ملے۔ عام طور پر یورپ میں یہ خیال ہوا کہ عمداً سلطان سفراسے نہیں ملے کہ ایک بات کا فیصلہ تو ہوتا نہیں پھر بیفایدہ ردوبدل سے کیا نتیجہ ہوگا۔ ان سفرا کا قسطنطنیہ سے اس طرح سے چلا جانا گویا اعلان جنگ تھا روسیہ کی طرف سے ترکی کو اور اب یقین ہو چکا تھا کہ یہ خونریز جنگ ہو کے رہے گی۔

قسطنطنیہ میں کانفرنس کے انعقاد کے معنی یہ تھے کہ روس و روم میں قطعی جنگ ہو یہ کانفرنس نہ تھی بلکہ روسیہ کی طرف سے روم کو اعلان جنگ دینے آئی تھی روسیہ اس عرصہ میں برابر جنگ کی تیاریاں کر رہا تھا۔ بیسیریبیا میں اس نے ساٹھ ہزار فوج آراستہ کر لی تھی۔ اوڈلیسہ اور اس کے آس پاس کے شہروں کے جیل خانے توڑ ڈالے تھے اور قیدیوں کو فوج میں بھرتی کر لیا تھا اور ساتھ ہی کل مدرسے بھی بند کر دئے تھے اور تمام طلبہ فوجوں میں بلالئے گئے تھے۔ چیزوں پر قیمت چڑھنے لگی تھی۔ اوڈلیسہ کی مینو سپلٹی کا دیوالہ نکل گیا تھا اس نے انکار کر دیا تھا کہ ملازمین کو تنخواہ دینے کے لئے میرے پاس دیبہ ہی نہیں ہے۔ تجارت کا بالکل ستیاناس ہو گیا تھا ۱۸۷۶ء میں جو آمدنی ہوئی تھی اس سنہ اس سے نصف بھی نہیں ہوئی شہنشاہ روسیہ نے جوش میں آکے جنگ کی تیاری تو کر لی مگر روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے بغلیں جھانکنے لگے اور چند مہینے تک فوجوں کی نقل و حرکت بند رہی۔ یورپ کے مہاجن تو روسیہ کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے پھر بیکایک روپیہ آتا تو کہاں سے آتا۔ ادھر موسم روسی فوجوں کا دل توڑے ڈالتا تھا۔ رومینیا میں بڑی شدت کی بارش ہو رہی تھی جہاں سے شمال میں ہو کے روسی حملہ آور فوج اپنا رستہ ڈینیوب کے کناروں تک کرتی۔ سڑکیں خراب ہو گئی تھیں اور نشیبی صوبوں میں بخار پھیل گیا تھا۔

ترکی کی حالت اس سے بھی گئی گزری تھی۔ ترکی نے تیس لاکھ پونڈ کے نوٹ فروخت کرنے چاہے جوں ہی اس کے لئے سلطانی فرمان شایع ہوا سخت پریشانی چھا گئی اور بہت سے تاجروں نے اپنی دکانیں بند کر دیں مبادا انہیں مجبوراً یہ کاغذ کے ٹکڑے لینے پڑیں۔ سلطان عبدالعزیز کے وقت میں نوٹ کی در بالکل جاتی رہی تھی۔ سلطان شہید نے نوٹ چلائے تھے پہلے تو لوگوں نے خوشی خوشی لیلئے مگر اخیر میں جب فروخت کرنے کا زمانہ آیا تو کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا کہ یہ کیا چیز ہے۔ وہ نوٹ مثل معمولی کاغذ کے تھے اور ان کی کہیں بھی کوئی قیمت نہ تھی۔ ایک ہندی تاجر نے جو چالیس سال سے قسطنطنیہ میں تجارت کرتا ہے ہم سے خود کہا تھا کہ پچیس ہزار روپیہ نوٹوں میں میرا بھی مارا گیا تھا یہ لوگ پہلے کے ڈرے ہوئے تھے اور ساتھ ہی سلطنت کی متزلزل حالت بھی ان کی آنکھوں کے آگے گردش کھا رہی تھی۔ وہ جدید سلطان کے ان نوٹوں سے سخت پریشان ہوئے اور اب انہیں اپنا روپیہ ضایع ہوتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ یہی وجہ تھی کہ خوف کے مارے دکانیں بند کر دی گئی تھیں اور شہر میں ایک تہلکہ برپا ہو گیا تھا۔

مہاجنوں اور تاجروں کے حلقہ میں ادھر یہ پریشانی تھی اور ادھر جنگجو فرقوں میں جوش جنگ پیدا ہو رہا تھا۔ عیسائی بھی کل

جوش میں شریک تھے۔ چالیس ہزار یونانیوں نے ایک یادداشت دول عظام کے وکلا کو قسطنطنیہ روانہ کی کہ اگر روسیہ نے حملہ کیا تو ہم ترکی کی طرف سے جنگ کریں گے اور جو تجویزیں کہ آپ لوگوں نے کی ہیں ہم ہرگز انہیں منظور نہیں کرتے۔ حالانکہ یہی یونانی۔ تھریس۔ مقدونیہ۔ تھسلی۔ اپیرس اور دوسرے مقامات پر ترکی سے بغاوت کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس وقت ان کا رنگ بالکل بدلگیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ دول عظام رومیلیا کا ایک بڑا ٹکڑا بلغاریہ کو دینا چاہتی تھیں جس میں یونانیوں کی بہت بڑی آبادی تھی۔ یونانی بلغاریوں کے دست نگر بننا نہیں چاہتے تھے کیونکہ انہیں بلغاریوں سے موروثی عداوت تھی اور وہ ان کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اپنے سے کہیں ارذل ترین مخلوق خیال کرتے تھے۔

اس بے سروسامانی میں بھی ترکوں کا جوش عروج پر تھا اور وہ میدان جنگ میں جانے کے لئے بیتاب ہو رہے تھے۔ ترکوں میں ایک بچہ بچہ کا یہ مقولہ تھا کہ دول عظام کی بیجا اطاعت سے تلوار کے مُنہ مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے۔ بیعزتی کی زندگی سے خاک وخون میں لتھڑنا اور میدان جنگ میں دست وپا بریدہ پڑا رہنا مستحسن سے بھی زیادہ مستحسن ہے۔

آخر اسی پرطوفان زمانہ میں ایک بہت بڑا جلسہ باب عالی میں ہوا۔ تمام امرا اعیان قوم اور پیشوایان مذہب مدعو کئے گئے تھے۔ عیسائیوں کے ہر گروہ کا ایک پیشوا آیا تھا۔ جلسہ میں جوش اور اولوالعزمی پائی جاتی تھی۔ جب یہ کثیر مجمع ہوگیا تو مدحت پاشا نے دول عظام کی تجویزات کو تین گھنٹے تک پڑھ کے سنایا اور نہایت پرزور اور موثر الفاظ میں بیان کیا کہ بغیر جنگ کے چارہ نہیں معلوم ہوتا خطرے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور اس وقت بڑی ضرورت آپہونچی ہے جس سے ملک کی کامل حفاظت ہوسکے۔ ترکی بالکل تنہا ہے اور اُس کا کوئی مددگار سوائے خدا کے نہیں ہے۔ آسٹریا جس سے بہت کچھ امید تھی وہ خاموش ہے۔ دول کی تجویزات سے انکار کرنے کا تو یہ نتیجہ ہے جو اوپر بیان ہوا اگر دوسرے پہلو پر عملدرآمد کیا جاتا ہے یعنی یورپی تجاویز کو مان لیا جاتا ہے تو پھر ہمیشہ کیلئے آزادی سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ جب مدحت پاشا بیٹھ گئے تو ایک ارمنی بطریق اُٹھا اور اُس نے اس جوش وخروش سے ایک اسپیچ دی کہ سب کو رلادیا۔ اس نے بیان کیا کہ روسی مطالبات کبھی پورے نہیں ہوسکتے اور ٹھنڈے پیٹوں انہیں ہرگز تسلیم نہیں کیا جا سکتا جو معاملہ اس وقت چھڑا ہوا ہے یہ مذہبی نہیں ہے بلکہ قومی ہے۔ عیسائیوں کو عثمانی عملداری میں مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو مذہبی آزادی حاصل ہے وہ آزادی سے اپنے مذہبی فرائض کی گرجوں میں جاکے تکمیل کرتے ہیں کل عثمانی رعایا پر خواہ عیسائی ہو یا مسلمان ملک کی حفاظت فرض ہے۔ بطریق کے اس بیان کی عیسائیوں نے بڑے جوش وخروش سے تائید کی صرف ایک پروٹسٹنٹ پادری نے یہ بیان کیا کہ میری رائے میں دول عظام کی تجویزات کو مان لینا چاہئے۔ اس اکیلے پادری کے سوا سب کی رائے

یہی تھی کہ ہرگز تسلیم نہ کیا جائے۔ جب یہ دیوان دہار بیانات ہو چکے تو مدحت پاشا نے دریافت کیا آیا باب عالی کی انقطاعی رائے کیا ہے۔ مجلس اعظم کی طرف سے جواب دیا گیا کہ ہم ہرگز ان تجویزوں کو نہیں تسلیم کریں گے ترکوں کی خارجی طور پر خفیف تائید باہر سے بھی ہونے لگی تھی اگرچہ اُس تائید کا عملی اثر کبھی پیدا نہیں ہوا ہنگری دل سے ترکوں کی مؤید تھی اور اس کی موافقت نے آسٹریا کی حکمت عملی پر بہت بڑا اثر ڈالا تھا۔ شہنشاہ فرانسس یوسف والئے آسٹریا نے صاف انکار کر دیا تھا کہ میں روسیہ کے مطالبات کی کبھی تائید نہیں کرنے کا۔

لیکن تین شمالی دول بالکل روسیہ کے ساتھ تھیں اور برابر اُس کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھیں اور وہ چاہتی تھیں کہ یورپ کا موجودہ نقشہ ضرور بدل دیا جائے ہنگری کا ترکی کے ساتھ ہونا محض اس وجہ سے تھا کہ روسیہ کے ہاتھ سے ہنگری بہت تکلیفیں پا چکی تھی اور روسیہ نے اُس کی آزادی برباد کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا ساتھ ہی ترکی نے ہنگریا والوں پر ایک احسان بھی بہت بڑا کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ۱۸۴۹ء میں جب کئی خونریز میدان ہنگریا والے روسیہ سے لڑ چکے اور پانی سر سے گزر گیا تو ہنگریا کے بہت سے سرغنہ ترکی میں بھاگ کے چلے آئے۔ روسیہ اور آسٹریا نے ترکی سے ہنگریوں کو مانگا۔ ترکی نے صاف انکار کر دیا کہ ہماری حمیت کے خلاف ہے کہ جو کوئی ہمارے ہاں پناہ آ کے لے اُسے ہم اُس کے دشمنوں کے حوالہ کر دیں سلطان عبدالمجید کا زمانہ تھا اگرچہ سلطنت میں اتنی قوت بھی نہ تھی پھر بھی پناہ گزینوں کی حفاظت کے لئے لاکھوں کا خون بہانے کو موجود ہو گئی۔ جب روسیہ نے ترکوں کو آمادہ جنگ دیکھا تو خاموشی اختیار کی اخیر ۱۸۵۱ء میں انگلستان اور امریکہ کی ضمانت پر ان پناہ گزینوں کو دیدیا گیا۔

ہنگریا نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ میں ترکی خیر خواہ ہوں ایک سفارت ترکی میں اس غرض سے روانہ کی تاکہ وہ ہنگریا کی طرف ایک تلوار ترکی سپہ سالار سردار اکرام کی خدمت میں گزرانے۔ سفارت میں جتنے لوگ تھے سب نے ترکی لباس پہن لیا تھا۔ اس سفارت میں ایک شخص نے جو اعلیٰ درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا ترکی سپہ سالار سے خطاب کر کے یہ بیان کیا،، ۱۸۴۹ء میں صرف ترکی ہی ایک قوم تھی جس نے ہنگریوں کو اپنے ہاں پناہ دی تھی اس وقت پولینڈ کے قاتل کارپتھیون اور بلقانیوں پر تاخت کرنا چاہتے ہیں اس بنا پر ہنگریا اُن کی حفاظت کے لئے آمادہ ہے۔ جو تلوار کہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں یہ سیر یا تھیر سا کی تلوار ہے اس تلوار کے قبضہ پر ایک تصویر ہنگرین اور ایک ترک کی بنی ہوئی تھی اور یہ دونوں ملکے روسیہ پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ صفوت پاشا نے اس سفارت کا مفصلہ ذیل الفاظ میں جواب دیا۔،، ہم اُن لوگوں پر ملامت کرتے ہیں جنہوں نے ہنگریا اور ترکی میں گزشتہ زمانہ میں جنگ کرا دی تھی۔ اگر ہم پہلے سے متفق ہو جاتے تو یورپ بھی ہمارا کچھ نہیں کر سکتا۔ ہم جبر یہ کسی کو مسلمان بنانا نہیں چاہتے کیونکہ ہمارا مذہب اُس کی اجازت نہیں دیتا ورنہ آج ہنگریا اور ترکی کا ایک

ہی مذہب ہوتا۔ ہنگیریا کی اس سفارت سے ترکی پایۂ تخت میں بہت ہی اطمینان ہوا اور ترکوں کو معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں جبکہ تمام دنیا مخالفت پر تلی ہوئی ہے ایک قوم تو تائید کر رہی ہے۔

یورپ میں ترکوں کے خلاف روز بروز آگ لگتی جاتی تھی۔ کیونکہ ابھی تک اُن لوگوں کو یورپ کی خواہش کے مطابق سزا نہیں دی گئی تھی جن پر بلغاریہ کے قتل و غارت کے خوفناک جرائم عاید ہوتے تھے۔ شفقت پاشا پر سب کی نظر تھی اور عام طور پر یہ یقین ہو گیا تھا کہ اسی کے اشارہ سے یہ سب قتل عام ہوا ہے۔ ترکی نے اسے سزا دینے پر مطلق توجہ نہیں کی تھی۔ وہ سفارت جو عبداللہ بے کی سرکردگی میں تحقیقات مظالم بلغاریہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے بھی یورپ کی مرضی پر عمل نہیں کیا تھا۔ ۱۸۷۷ء کے آغاز میں مغربی دول نے شکایت کی کہ مجرموں کو کیوں نہیں سزا دی جاتی۔ شفقت بے صاف چھوڑ دیا گیا تھا اور اُسے ترکی فوج کا افسر بنا کے روسیہ کے مقابلہ میں سرحد پر روانہ کر دیا گیا تھا۔ لارڈ سالسبری نے اس پر سخت اعتراض کیا کہ جب قصور ثابت ہو گیا سزا نہ دینے کے کیا معنی ہیں اُس پر ترکی وزیراعظم نے لکھا کہ ہم دوسری سفارت تحقیقات کے لئے اور روانہ کریں گے اس وعدہ کو بھی کئی مہینے گزر گئے ترکوں کا خیال بھی صحیح تھا اگر تمام ترکی افسروں کو بھی پھانسیاں دیدی جاتیں جب بھی روسیہ کی جنگ کی بلا نہیں ٹل سکتی تھی ایسی حالت میں ترکوں کو سزا دینا بالکل غیر ضروری تھا۔ گلیڈ اسٹون نے مارچ کے مہینہ میں ایک اور رسالہ تصنیف کیا جس کا نام "قتل عام کا سبق" رکھا اس رسالہ میں اُن فرضی مظالم کی تصویر اتاری گئی تھی جو ترکوں نے بلغاریہ میں کئے تھے۔ گلیڈ اسٹون نے اپنی عادت کے مطابق ہزارہا خیالی برائیاں ترکوں کی بیان کی تھیں اور اُنہیں ہزاروں فحش گالیاں دی تھیں اس نے لکھا تھا کہ دول یورپ کے انتقام نہ لینے نے ترکوں کو یہ سبق پڑھایا ہے کہ وہ اسی قسم کا ایک اور بھی قتل عام کریں۔ وہ عیسائیوں کے قتل کرنے پر شیر ہو گئے ہیں اور اسے وہ ایک نیک کام اور فرمودہ خدا سمجھتے ہیں۔ اس رسالہ میں متوفی گلیڈ اسٹون نے ترکوں اور اسلام کے خلاف بہت ہی دل کی بھڑاس نکالی ہے اور نہ صرف سلطان کو بلکہ شیخ الاسلام کو پیٹ بھر کے گالیاں دی ہیں۔ پھر اس نے لکھا ہے کہ دنیا میں صرف ترکوں ہی کی گورنمنٹ ہے جو نفس انسانیت کے بالکل خلاف ہے اس نے سلطان کو مخاطب بنا کے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ "تیری نیکی بھی دنیا بھر کی برائی سے زیادہ بدتر ہے۔ تمام ترکی لوگ اور ترکی وزرا مجسم شیطان ہیں" یہ مجنونانہ تحریر ہے جس کی اس پر طوفان زمانہ میں اشاعت ہوئی۔ جہلا کا جوش اس تحریر سے اور بھی بھڑکا اور وہ سب ترکوں کے خون پیاسے ہو گئے اور چاہا کہ اُنہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

قسطنطنیہ میں وکلائے دول کے جلسے ختم ہو چکے تھے اور وکیل اپنے اپنے وطن پہنچ چکے تھے۔ جب وکلا نے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو کل کیفیت سنا دی تو روسی وزیر خارجہ نے اپنے کل سفرا کے نام ایک گشتی جاری کی تا کہ وہ دول یورپ کو آگاہ کر دیں کہ ترکی نے جب یورپ کی کل تجویزوں سے روگردانی کی ہے تو روسیہ پر فرض ہو گیا کہ وہ محض انسانی

ہمدردی کے تقاضہ پر شمشیر بدست ہو جائے۔ اور اب وہ اپنے ارادہ سے کبھی باز نہ آئے گا۔ یہ گشتی ۲۱ جنوری کو جاری ہوئی تھی مگر ۱۸؍جنوری کو اس سے پہلے باب عالی کی طرف سے ایک گشتی جاری ہو چکی تھی جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ہم نے ہر چند دول یورپ کے وکلا کو رضامند کرنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر قایم رہے اور راضی نہ ہوئے۔ ترکی صلح اور امن سے زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ انگلستان نے جب ایک مجلس کے انعقاد کی تجویز کی ترکی نے فوراً اُسے مان لیا چنانچہ وکلائے دول جمع ہوئے اور ہر پہلو پر بحث ہونے لگی۔ ترکی نے بھی اپنے عذر پیش کئے اور کہا وہ تجویزیں جن سے ترکی کی اندرونی آزادی میں فرق پڑتا ہو ہرگز نہ پیش کی جائیں۔ اور ہر تجویز پیش کرتے وقت ۱۸۵۶ء کا معاہدہ پیرس دیکھ لینا چاہیے۔ افسوس ہے ہمارے ان معقول بیانات کو وکلائے دول نے مطلق نہیں سُنا انہوں نے خلاف معاہدۂ پیرس وہ وہ تجویزیں پیش کیں جن کو ایک معمولی ریاست بھی قبول نہیں کر سکتی۔ ترکی وزیر خارجہ نے لکھا کہ دول یورپ کے وکلا سمجھوتہ کر کے آئے تھے اور اُن کا منشا یہ تھا کہ ہم پر زور دیکے ان تجویزوں کو منظور کرا لیں۔ کل یورپ کے مقابلہ میں صرف ترک تھے وہ لوگ بغیر وجوہات کے بحث کرنا چاہتے تھے اور اُنہیں کوئی اعتراض خواہ وہ کیسا ہی معقول ہو برا معلوم ہوتا تھا۔ وہ سرویا اور مانٹی نگرو کو آزادی دلوانا ہی نہیں چاہتے تھے بلکہ اُن کا یہ بھی منشا تھا کہ ایک بڑا قطعہ زمین بھی اُنہیں دیدیا جائے اور اُنکی سرحد کو وسیع کر دیا جائے۔ ہم نے محض انصاف اور منطق سے وکلائے یورپ کی تجویزوں پر اعتراض کئے اور اُنہیں ساکت کر دیا مگر اس کا کیا علاج کہ وہ اپنی ضد سے ٹلے نہیں اور خلاف انصاف اپنی تجویزوں پر جمے رہے ناچار ترکی نے اُن کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ مدحت پاشا نے وکلائے دول کو ایسے ایسے جواب دئے تھے کہ اُن کی سٹی گم ہو گئی تھی مگر ہٹ دھرمی اور زبردستی کا تو کوئی بھی علاج نہیں ہے۔ روسیہ کے اشارہ پر سارے کام ہو رہے تھے اور روسیہ کا منشا صرف جنگ کا تھا اور بس پھر ممکن نہ تھا کہ کوئی تجویز معقول پیش کی جاتی اور ترکوں کا کوئی عذر سُنا جاتا۔

تیسرا باب

آثارِ جنگ

اگر ہم گزشتہ اور موجودہ واقعات پر ایک نظر ڈالیں تو ہمیں ایک خطرناک حالت ترکی کی معلوم ہوگی۔ ایک تنہا سلطنت جس کا تمام یورپ مخالف ہو جس کے صوبوں میں کئی سال سے بغاوت جاری ہو۔ جس کی فوج کا ایک شائستہ حصہ باغیوں کے مقابلہ میں کام آچکا ہو۔ جس کے باغی صوبے دشمن کو رستہ دینے پر موجود ہوں۔ جو قرضہ کے بار سے دبی جاتی ہو۔ جس کی کئی آمدنیاں قرضہ میں مکفول ہوں۔ جس کا خزانہ بالکل خالی ہو۔ جس میں شائستہ فوج کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ نہ ہو جس کا ایک سلطان شہید کر ڈالا گیا ہو اور دوسرا جنون میں معزول ہو چکا ہو۔ جس کے تخت پر ایک ناتجربہ کار سلطان جلوہ افروز ہو جس کے کئی تجربہ کار وزرا محکمہ جنگ میں قتل ہو چکے ہوں جس کے جگر میں ہر وقت آگ بھڑک اٹھنے کا اندیشہ ہو۔ جس کے وزرا خود مختار ہوں جس کا سلطان بالکل برائے نام ہو اُس کی یہ کیفیت ہو کہ وہ ایشیا اور یورپ کی قوی سلطنتوں میں سے ایک قوی ترین سلطنت سے ہمنبرد ہونے کے لئے نکلتی ہے اور محض اپنی موروثی شجاعت اور تہور کی وجہ سے اُس نے بہت خوشی سے عزت کی موت کو بےعزتی کی زندگی پر ترجیح دے لی ہے۔ کمر ٹوٹی ہوئی ہے اور نیم مردہ حالت میں ہو مگر اپنے سے دس گنے دشمنوں سے سینہ بسینہ لڑنے کو موجود ہے۔ اس حالت میں بھی اولوالعزمی اور قومی شجاعت کی حرارت موجود ہے اور عثمانی قوم کا بچہ بچہ جنگ میں جانے اور اپنے مذہب اور ملک پر جان دینے کے لئے آمادہ ہے سلطنت کے گوشہ گوشہ سے کرب و بلا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور چاروں طرف بغاوت کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ کریٹ بغاوت کے لئے بےچین ہو رہا ہے۔ یونان اپنے موقع کی تاک میں بیٹھا ہوا ہے سرویا اگرچہ پارہ پارہ کردی گئی ہے مگر پھر بھی دو دو ہاتھ کرنے کو موجود ہے۔ مونٹی نگرو میں اُسی خوفناکی سے آگ بھڑک رہی ہے۔ غرض چاروں طرف سے ایک آفت برپا تھی یہ حالت دیکھ کے ایک مبصر کہہ سکتا تھا کہ ترکی کی بالکلیہ بربادی کا زمانہ قریب آگیا اور اب محض ناممکن ہے کہ روسیہ کے ایک ریلے کو بھی برداشت کرسکے۔ یہ رائے کوئی غلط رائے نہ تھی اور یقیناً ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ مگر ایک فہمیدہ ملحد کو بھی ایسی صورت میں خدا کا قائل ہونا پڑتا ہے ضرور ایک پوشیدہ قوت ہے جو ہر جگہ کام کر رہی ہے اور بغیر اُس کی مرضی کے فی الحقیقت پتہ تک نہیں ہلتا ترکی کو بربادی کے کنارہ پر پہنچا کے پھر صاف بچا دیا اور بچایا ہی نہیں بلکہ اس میں زندگی کی روح پھونک دی اور ترقی کی وہ روح جو صدیوں سے اُس میں سلب ہو چکی تھی پھر عود کر آئی اور اب زمانہ دراز تک اس کی زندگی کی امیدیں کی جاتی ہیں اور بڑے بڑے مدبران عالم یقین کرتے ہیں کہ ترکی اب ناگہانی موت نہیں مر سکتی۔

تمام مباحثوں اور حجتوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ روسیہ کی مراد بر آئی اور وہ مراد جو مدت سے اُس کے دل میں پیدا ہو رہی تھی یعنی یورپ نے اپنی آنکھوں کے آگے اُسے اجازت دیدی کہ تو ترکی کو کچل ڈال ہم تیری مدد پر موجود ہیں۔ چاروں طرف سے فوجوں کی یلغار شروع ہو چکی تھی اور سامان باربرداری کی بڑے جوش و خروش سے تیاری ہونے لگی تھی - خونخوار فوجوں کے دلبادل امڈ رہے تھے اور اژدہا پیکر توپوں کی گڑگڑاہٹ مسموع ہونے لگی تھی اسی اثنا میں ۲۴ر اپریل کو کشنف نے شہنشاہ روسیہ کی طرف سے ایک اعلان پڑھا جس اعلان میں خون کرب و بلا- توپوں کی گرج اور بربادی کا رنگ پایا جاتا تھا - وہ اعلان بلفظہ یہ ہے

”ترکی نے ہمیں شمشیر بدست ہونے کے لئے مجبور کیا ہے۔ چونکہ ہم انصاف پر ہیں اس لئے نہایت عاجزی سے رب العزت کی مہربانیوں کے خواستگار ہیں اور امید ہے کہ اس نازک وقت میں کل روسی ہمارا ساتھ دینگے میں بالکل آزادانہ کام کرنا چاہتا ہوں روسیہ کی عظمت خود اس آزادانہ کام کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ خداوند ہمارے بہادر لشکر پر اپنی برکتیں نازل کرے اب دولت نے اپنی افواج کو ترکی سرحدات کے عبور کرنے کا حکم دیدیا ہے“

اُسی روز روسیہ کے وزیر خارجہ نے ترکی سفیر متعینہ سینٹ پیٹرسبرگ کو یہ لکھکر کہ نہایت افسوس ہے روسیہ اور ترکی کے دوستانہ تعلقات قطع ہو گئے اور اس نظر سے پاسپورٹ آپ کے حوالہ کئے جاتے ہیں۔ ترکی سفیر نے رخصت ہونے سے پہلے اُس ترکی رعایا کا جو روسیہ میں آباد تھی فیصلہ کرنا چاہا۔ روسیہ کے وزیر خارجہ نے حکم دیا کہ ترکی رعایا میں سے وہ اشخاص جو سرحدات روسیہ میں سے نکلنا چاہتے ہیں وہ چلے جانے کے لئے بالکل آزاد ہیں اُنہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائے گی مگر جو لوگ یہاں سے نہیں جائیں گے قانون روسیہ اُن کی حسب معمول حفاظت کرے گا۔ ۲۴ر اپریل کو روسی وزیر خارجہ نے اپنے سفرا متعینہ لندن - پیرس - برلن اور وائنا کے پاس اس مضمون کی گشتی جاری کی چونکہ ترکی نہ دول یورپ کے مطالبات کو قبول کرتی ہے اور نہ اپنے وعدے پورے کرتی ہے اس لئے روسیہ نے بغیر جنگ کے چارہ نہیں دیکھا۔ میرے آقائے نامدار نے اپنی افواج کو ترکی سرحدات عبور کرنے کا حکم دیدیا ہے۔ تم اُس گورنمنٹ کو جہاں تم سفیر ہو اس امر کی اطلاع کردو۔ میرے آقائے نامدار نے اپنے ان فرائض کی تکمیل کے لئے جو روسیہ کے مقاصد کے لئے لازمی ہیں بیڑا اٹھایا ہے۔ اور گویا یورپ نے ساتھ اس معاملہ میں موافقت کی ہے۔

ترکی نے فوراً روسیہ کی ۲۴ر اپریل کی گشتی کا جواب ۲۵ر اپریل کو ایک یادداشت میں لکھکر اپنے سفرا متعینہ دول کے پاس بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ - تمام سیاسی معاملات کا اب خاتمہ ہو گیا ہے۔ حضرت پاشا نے کوئی پہلو روسیہ اور دول یورپ کے سمجھانے کا نہیں اُٹھا رکھا اور بتا دیا کہ سلطنت کے شمال مغربی حصص میں باغیانہ حالتیں فی الحال

ہرگز اصلاحات کے جاری کرنے کے لئے ترکی کو موقع نہیں دیتیں (ترکی وزیر خارجہ لکہتا ہے) ہرزگوینا - بوسینا اور بلغاریہ کی مسیحی آبادی میں موجودہ بغاوت اُن انجمنوں کی اشتعالک کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے جو مملکت روسیہ میں قایم ہیں اور جن انجمنوں کی سرپرستی خاص دولت روسیہ کرتی ہے۔ روپیہ اور ہتیار روسیہ انہیں برابر دے جاتا ہے اور ان بدیہیات سے کوئی دولت انکار نہیں کرسکتی۔ سرویا اور مانٹی نگرو نے صرف روسیہ کی براہ راست دست اندازی سے اپنے آقا کے خلاف ہتیار اُٹھائے ہیں۔ محض ناممکن تہا اگر روسیہ انہیں مدد نہ دیتا تو وہ ایک دن بہی بغاوت کرسکتے۔ دو سال سے جو کچھ خونریزی اور بربادی پیدا ہو رہی ہے اُس کا وبال ہمیشہ روسیہ کی گردن پر رہے گا۔ روسیہ نہ صرف مسلمانوں کا دشمن ہے بلکہ ترکی کی مسیحی آبادی کا بہی جانی دشمن ہے کیونکہ نصاریٰ کو بغاوت پر اُسی نے اُبہار رکہا ہے اور بغاوت سے جو بدنتایج پیدا ہوئے ہیں یا ہوں گے اُن کا بانی بہی وہی ہوا ہے۔ ۲۴ راپریل کی شب کو صفوت پاشا نے دول یورپ کو ایک اور مراسلہ بہیجا جس میں یہ لکہا گیا کہ ہم اب بہی صلح کے لئے تیار ہیں اور آپ روسیہ سے ہمارا بیچ بچاؤ کرادیں۔ کیونکہ اس وقت تک کوئی باقاعدہ اعلان جنگ ترکی کے پاس نہیں پہنچا تہا۔ صفوت پاشا نے یہ مراسلہ ابہی نہیں روانہ کیا تہا کہ ترکی کے جنگی حلقوں میں اس سے سخت مخالفت پیدا ہوگئی۔ اور تمام جنگجو فرقہ نے بڑے جوش سے کہا کہ اگر روسیہ ہمنبرد ہونا چاہتا ہے تو ہم بہی آمادہ ہیں اور ہم ایسی کوئی درخواست جس سے ہماری عظمت میں فرق آئے دول یورپ کے پاس بہیجنا نہیں چاہتے۔ تو بہی صفوت پاشا نے اس یادداشت کی صورت بدل کے دول یورپ کے پاس بہیج دی اور اس میں یہ درج کیا کہ ۱۸۵۶ء کے معاہدہ کی رو سے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس قسم کی یادداشت بالکل غیر مفید ثابت ہوئی اور کوئی مطلب برآری نہیں ہوئی کیونکہ دونو سلطنتیں جوش میں بہڑک چکی تہیں اور معاملہ اس حد تک پہنچ گیا تہا کہ سوائے تلوار کے اُس کا اور کسی طرح فیصلہ نہیں ہوسکتا تہا۔

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم ان معاملات کی پیچیدگی کو بہت غور سے ملاحظہ فرمارہے تہے۔ اگرچہ ابہی تک آپ نے براہ راست کسی معاملہ میں دخل نہیں دیا تہا تو بہی سلطنت کی برائی اور بہلائی کے ذمہ دار آپ ہی تہے۔ آپ نے کبہی فوج کی سپہ سالاری نہیں کی تہی لیکن اس وقت بالکل آمادہ تہے کہ اگر موقع ہو تو تیغ عثمانی کے کچہ جوہر دکہائیں۔ سلطنت ترکی کی حالت کو آپ خوب پہچانتے تہے اور اُس کی کمزوری کو تخت پر بیٹہنے سے پہلے محسوس کرچکے تہے مگر جب قدرت نے آپ کو سلطان بنایا تہا تو لازم ہوا کہ سلطنت کی ہر ممکن ذریعہ سے حفاظت کریں اور آخر حد تک اسکو بچا دیں۔ اس مایوسی شکستہ دلی اور کامل ناامیدی میں بہی روسیہ سے ہمنبرد ہونے کا وہی جوش و خروش موجود تہا اور آپ نے مصمم ارادہ کرلیا تہا کہ اگر ضرورت ہوئی تو میں خود افواج قاہرہ عثمانیہ کا سپاہ سالار بنوں گا۔ صفوت پاشا کی آخری یادداشت سے آپ بہی موافق نہ تہے کیونکہ آپ سمجہتے تہے کہ پانی سر سے گذر چکا ہے اور اب بغیر جنگ کے چارہ نہیں ہے

اوہر صفوت پاشا نے دول یورپ کو یادداشت روانہ کی ۔ اور اوہر آپ نے تمام فوجی ۔ ملکی افسروں اور فوج کے بڑے حصّہ کو جمع کر کے یہ خطبہ پڑھا ۔ جو حسب ذیل ہے ۔

دولت روسیہ نے ہمیں اعلان جنگ دیا ہے خدائے عزوجل اور اُس کے معصوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ کر کے ہم نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہے ۔ ہماری دلی خواہش ہمیشہ امن اور آشتی کی رہی اور ہم نے اُس تلوار کو کام میں لانے سے ہمیشہ نفرت کی ہے جو باری تعالیٰ نے ہمیں بخشی ہے چونکہ ہم ہمیشہ سے صلح پسند ہیں ہم نے دول یورپ کے مشوروں کو کان لگا کے سُنا اور حتی الامکان اُن پر عمل کرنے کی کوشش کی ہمارے دشمن نے ہم پر صرف اس غرض سے حملہ کیا ہے کہ ہمارے پاک حقوق اور آزادی کو کچل ڈالے اور انتہا درجہ ہمیں عاجز بنا دے مگر یہ محض ناممکن تھا کہ ہم اس کی اس خواہش کی بغیر اپنی ہر شے کے قربان کئے تعمیل کر سکتے ۔ اس طرح بغیر حق اور اصلی سبب کے اس نے ہم پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا ہے ہمارا ایمان ہے کہ عادلوں کا عادل اور حق و انصاف کا محافظ ہمیں ہماری کوششوں اور شجاعت کے بدولت فتح بخشیگا اور ہماری وفا شعار اور خیر خواہ رعیت کی تائید اخلاقی اور امدادی سے ہمیں کامیابی حاصل ہوگی ۔ دشمن اپنی خواہش کے اتمام تک نہیں پہنچنے پائے گا ۔ مجھے خدا پر کامل بھروسہ ہے جو حق کی فتح کرے گا ۔ مجھے امید ہے کہ میری سپاہ عثمانی نام عظمت اور عزت کی حفاظت کرے گی اور اپنے پر جلال اب و جد کا نام قایم رکھے گی اور اپنے جھنڈے کو بغیر داغ لگائے معزز و محترم کرے گی ۔ میں اپنے تمام سپاہ سالاروں افسروں اور سپاہیوں سے سلام کہتا ہوں وہ اپنے اس پاک اور متبرک وقت میں اپنے موروثی جوش اپنی شجاعت اور اپنی جرأت سے کام لیں گے زمین کا چپہ چپہ جہاں ہمارے سپاہی کے قدم جمے ہوئے ہیں ہمارے اولوالعزم اب و جد کے خون سے خریدا ہوا ہے ۔ اب وقت آگیا کہ وہ عثمانی حقوق اور آزادی کی حفاظت کریں ۔ قوم سپاہیوں کے بی بی بچوں کو اپنی حفاظت میں لے گی ۔ میں خود اُن کے لئے دعا کرتا رہوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو میں پاک اور مقدس جھنڈا لیکے نکلوں گا اور تمہارے ساتھ آملوں گا اور ترکی کے حقوق آزادی اور عزت پر اپنی فوج کا سرکردہ بنکے اپنی جان قربان کر دوں گا ۔ یا اللہ تو ہمیں فتح دے ''

دو دشمن اس وقت قریب ہوتے جاتے تھے اور جنگ کے میگزین میں شتابہ لگنے کی دیر تھی ۔ ترکی نے جو کچھ وجہات پیش کی تھیں وہ سیاسی نظر سے بہت وقعت کے قابل تھیں مگر دول نے نفس سیاسی اصول کا مضحکہ اُڑایا اور بغیر کسی انصاف اور قانون کے ترکی کو کچل ڈالنا چاہا ۔ اگر دول یورپ کی مرضی ہوتی تو فیصلہ ہو جانا کوئی بات ہی نہ تھی

مگر اس پر توجہ ہی کون کرتا اور کس کو غرض پڑی تھی کہ وہ ایک مسلمان سلطنت کی طرفداری میں اٹھ کھڑا ہوتا۔ انگلستان میں جب روسی اعلان جنگ کا مضمون پہنچا ہے تو حضور ممدوحہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے اُس پر سخت افسوس کیا۔ لارڈ ڈربی نے روسیہ دولت کی تعجیل پر تعجب ظاہر کیا اور کہا کہ اگرچہ دولت عثمانی نے دول کی تجویزات کو نہیں قبول کیا ہے تو بھی ترکی کی پیشکردہ تجویزات سے اصلاحات کے جاری ہونے میں کسی قسم کی مایوسی نہیں ہوتی اور امید پڑتی ہے کہ ضرور اصلاح ہوگی۔ حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ روسیہ کے اس طرز عمل کو پسند نہیں کرتی۔ ترکی سرحدات پر جب روسیہ کے فوجوں کے دلبادل چھا رہے ہیں پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ترک ان صوبوں میں امن قائم کر سکیں اگر ترکی سرزمین میں روسی فوجیں داخل بھی ہوگئیں پھر بھی مشرق میں عیسائیوں کی کوئی بہتری کی صورت نہیں نکل سکتی۔ جو راستہ کہ روسیہ نے اختیار کیا ہے وہ عیسائیوں کی حالت کو اور زیادہ سنگین بناوے گا اسی وجہ سے ۱۸۵۶ء کے معاہدہ پیرس کی رو سے کل دول پر لازم تھا کہ وہ ترکی حقوق اور آزادی کی حفاظت کریں اور اُس کے اندرونی معاملات میں کبھی دست اندازی نہ کریں۔ اخیر اعلان جنگ پر لارڈ ڈربی نے اعلان دیدیا کہ حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ روسیہ کی اس طرز عمل کو پسند نہیں کرتی ہے۔ اس وقت زمین و آسمان سے ترکی کی مخالفت کی صدائیں آ رہی تھیں اور یورپ کا کرۂ باد مخالفانہ عنصروں سے بھر رہا تھا قسطنطنیہ میں جنگی مواد بھڑک رہا تھا۔ ترکوں میں دستور ہے جب اعلان جنگ ہوتا ہے تو وہ عید مناتے ہیں اور اُن کے ہاں گویا سب سے زیادہ خوشی کا دن اعلان جنگ پر منایا جاتا ہے۔ اُن کے جوش جنگ کی اس چشم دید واقعہ سے پوری صداقت ہو جائے گی۔ قسطنطنیہ میں دو نوجوان ترکوں نے اپنی ماں سے جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی اُس نے کہا کہ تم میں سے ایک پائے تخت کی حفاظت کے لئے رہو اور ایک میدان کارزار میں چلے جاؤ۔ مگر دقت یہ تھی کہ دونوں کو میدان جنگ میں جانے کا شوق تھا باہم تکرار ہونے لگی اخیر یہاں تک نوبت پہنچی کہ وزیر جنگ پر فیصلہ موقوف ہوا اور اس نے بڑے لڑکے کو بطور والنٹیر جنگ میں جانے کی اجازت دی چند روز کے بعد چھوٹا لڑکا بھی چلا گیا اور اس نے میدان کارزار میں حصہ لینے کے لئے اپنی ماں سے دودھ بخشوا لیا تھا۔

آغاز جنگ سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونو دولتوں کی جنگی قوت کی حالت بیان کردی جائے تاکہ ناظر کو ٹھیک اندازہ کرنے کا پورا موقع ملے۔

(روسیہ)

عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ روسیوں کے پاس بری فوجیں بہت ہیں اور ان کی بحری قوت میں ترقی ہوئی ہے۔ یہ بھی مشہور تھا کہ اگر روسیہ کو ایسی سخت ضرورت پڑی تو وہ ۲۲ لاکھ فوج میدان جنگ میں لا سکے گا۔ روسی فوج تین مدارج میں منقسم ہے باقاعدہ ملیشا۔ اور محفوظ۔ یکم جنوری ۱۸۷۴ء میں یہ نیا قانون روسیہ میں جاری ہوا کہ ہر جوان شخص جبراً فوج میں بھرتی کیا جائے اس

قانون سے بکثرت لوگ فوج میں بھرتی ہونے لگے اور تعداد میں معقول اضافہ ہوگیا۔ جب ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء میں جرمنی نے فرانس پر فتح پائی تو اور دول عظام کے ساتھ روسیہ کی بھی آنکھیں کھلی تھیں اور اس وقت سے اُس نے بھی فوجوں کی نئے سرے سے ترتیب شروع کر دی تھی۔ جبریہ قانون کے جاری ہونے کے بعد روسی فوج کی تعداد زمانہ امن کے وقت سات لاکھ ساٹھ ہزار ہوگئی۔ جنگ کے وقت روسیوں کے پاس جدید کرپ توپیں تھیں جو ۱۸۶۶ و ۱۸۶۷ء میں خرید کی گئی تھیں۔ توپخانہ نہایت اعلیٰ درجہ کا اور تعلیم یافتہ تھا۔ جو فوج گرانڈ ڈیوک نکولس کی ماتحتی میں اوڈیسہ اور سباسٹول میں تھی اُس میں ایک لاکھ تیس ہزار پیادہ فوج۔ چار سو پچاس توپیں اور تیس ہزار سوار تھے یہ گویا یورپی ترکی میں فوجوں کا اجتماع ہوا تھا۔ جہاں تین لاکھ سے زیادہ ترکی کے باغی نصاریٰ روسی فوجوں میں ملگئے تھے۔ شہزادہ میلان والئے سرویا خود اپنی فوج کا سرکردہ بنکے نکلا تھا اور باقی کل بلقانی صوبوں نے پوری امداد کی تھی روسی بحری قوت دو حصوں میں منقسم تھی۔ ایک حصہ بحر اسود میں رہتا تھا اور ایک بالٹک سی میں۔ لیکن ضرورت کے وقت یہ دونوں جنگی بیڑے مل سکتے تھے۔ روسیوں کے پاس ۴۲ آہن پوش اور اسی طرح سے اور بھی متفرق کشتی جہاز تھے۔ اور اس نے جنگ کے وقت ادہر اُدہر کی مدد اور اپنی ہم مذہب دولتوں کی مہربانی سے معمول سے زیادہ بحری قوت بنا لی تھی۔ ایشیا میں روسی فوجوں کی تعداد دو لاکھ سے بڑہی ہوئی تھی اور جب تک جنگ جاری رہی فوجوں کے دلباول آتے رہے۔

(ترکی)

سلطان محمود ثانی سے ترکی میں یورپی طور پر فوج کی ترتیب شروع ہوئی تھی۔ موجودہ صدی کے آغاز میں سلیم ثالث نے مغربی طرق اور خیالات پر توجہ مبذول کی لیکن جاں نثاریوں نے یہ دیکھ کے کہ ہمارے حقوق زوال میں آجائیں گے مغربی مذاق کی سخت مخالفت کی اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ ۱۸۰۷ء میں سلطان کو معزول کر دیا۔ اور ۱۸۰۸ء میں مصطفیٰ نے اُسے قتل کر ڈالا۔ ۱۸۲۶ء میں جاں نثاریوں نے بغاوت کی مگر سلطان محمود نے اُن کا جم کے مقابلہ کیا اور اُنہیں سخت زک دی۔ محمود کی مرضی تھی کہ مغربی طرز پر فوجوں کی ترتیب دی جائے اور اُنہیں شایستہ بنایا جائے۔ مگر یہ موقع سلطان کے لئے سخت خطرناک تھا۔ یونان بغاوت کر رہا تھا۔ عثمانی دولت کے دوسرے حصے ترکی حکومت کے جوئے کو کندھے سے اُتارنے کے لئے آمادہ ہو رہے تھے۔ مغربی دول کی دوستی متزلزل تھی اور روسیہ تازہ حملہ کی تیاری کر رہا تھا۔ اس پرخطر موقع پر بھی بیدار مغز اور بہادر سلطان نے فوجوں کی ترتیب کا ڈہنگ ڈال ہی دیا۔ ترکی کے کل لوگ سلطان کے مخالف تھے۔ سلطان نے باہر سے تجربہ کار سپہ سالار بلا کے چھوٹی سی فوج کو قواعد سکھانی شروع کرائی اور بہت جلد مغربی ڈہنگ کی ایک مختصر سی فوج بن کے تیار ہوگئی۔ یہی فوج روسیہ سے ۱۸۲۸ء سے ۱۸۲۹ء کی بدقسمت جنگ میں لڑی تھی اگرچہ اس مٹھی بھر فوج کو اخیر میں شکست ہوئی تھی مگر یہ ضرور ہوا کہ روسیہ کو ناک چنے چبوا دئے اور ایڈریانوپل پر اس دلیری

سے لڑی کہ روسیہ کے چھکے چھوٹ گئے۔

۱۸۷۷ء میں امن کے زمانہ میں فوج کی تعداد کل ننانوے ہزار تھی اور جنگ کے وقت ایک لاکھ ستر ہزار سے زیادہ فوج ترکی میدان جنگ میں نہ لاسکی۔ تعجب ہے کہ اتنی بڑی جنگی سلطنت جس کے اتنے دشمن اور جسے ہر وقت سر بکف اور شمشیر بدست رہنا پڑے اُس کی فوجی تعداد اس قدر گھٹی ہوئی ہو۔ تین سال کی جنگ میں جو باغی صوبوں سے برابر ہو رہی تھی ترکی فوجوں کی تعداد بہت ہی کم ہو گئی تھی۔ شائستہ فوج کا بڑا حصہ بلقان میں کام آچکا تھا اور ابتدا سے سلطان عبد العزیز کو اس طرف کچھ بھی خیال نہ تھا اگر سلطان شہید اُس روپیہ کو جو اُنہوں نے یورپ کے مہاجنوں سے قرض لیا تھا فوجوں کی ترتیب میں خرچ کر دیتے تو ایک روسیہ کیا دو ایسے روسیہ بھی مقابلہ میں مشکل سے ٹھیر سکتے تھے۔ سامان جنگ بھی کچھ ایسا ہی معمولی سا تھا۔ اور جہازات اگرچہ زیادہ ضرور تھے مگر نہ فوج درست نہ افسر ٹھیک نہ سامان جنگ اچھا۔ اگر جنگ کی روح ترکوں کو ودیعت نہ ہوئی ہوتی اگر ہر ترک محض تحفظ اسلام کے لئے شمشیر بدست نہوا کرتا۔ اگر ان میں موروثی جوش اور شجاعت نہوتی اگر اُن میں عثمانی خون نہوتا تو محض ناممکن تھا کہ وہ اس شکستہ حالت اور اس بے سروسامانی میں ایک دن بھی روسیہ کے مقابلہ میں ٹھیر سکتے۔ جنگ کے وقت ترکی رسالوں کی حالت اچھی نہ تھی اگرچہ رسالوں میں کل سرکیشیا والے تھے اور ان سے بہتر سوار ملنا مشکل ہے لیکن اُنہیں تعلیم اچھی نہیں ملی تھی۔ حفظان صحت کا انتظام ناکارہ اور غیر کافی تھا۔ قسطنطنیہ میں ۱۸۷۷ء آٹھ فوجی شفا خانے تھے۔ اور اسی طرح بڑے بڑے شہروں میں اُن کی مختلف تعداد تھی۔ فوجوں کا طبی عملہ ایسا خراب تھا کہ مجروحین جنگ کا علاج خاک نہیں کیا جاتا تھا اور بیچارے جانباز سپاہی اخیر تک تڑپتے رہتے تھے۔

جنگ کے وقت پیادہ فوج کے پاس بریچ لوڈنگ رفل تھے۔ بعض کے پاس رمنگٹن بعض کے پاس سنائی ڈر اور بعض کے پاس ہنری مارٹن رسالے کے پاس جو اسلاح تھے وہ بھی مختلف تھے۔ اور توپخانے میں بھی توپیں یکساں نہیں تھیں کوک نے جو ۱۲ویں رجمنٹ کا کپتان تھا ترکی نظام فوج پر ایک کتاب لکھی ہے جسے انگریزی محکمہ خبر نے شائع کرایا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ ۱۸۷۷ء میں جنرل لوڈرس بریچ لوڈرس۔ دھات اور فولاد کی توپیں۔ رفل کینن۔ اسموتھ بور کینن فرانسیسی جرمنی۔ انگریزی طرز کے اسلاح رجمنٹوں میں ملے جلے تھے۔ لیکن جنگ شروع ہوتے ہی ترکی توپخانہ میں چار پونڈ اور چھ پونڈ کرپ توپیں آگئی تھیں۔ کرنیل جمس بیکر لکھتا ہے کہ ترکوں کے پاس میگزین میں چھ لاکھ ہنری مارٹین رفل اور اتنے ہی تعداد کے سنائی ڈر رفل فوج کے ہاتھوں میں تھے۔ ۱۸۷۷ء میں آٹھ کروڑ سنائیڈر کارتوس ذخیرہ میں تھے۔ ترکی گورنمنٹ کے پاس پچاس ہزار قرابینیں ونچسٹر طرز کی تھیں اور بڑی مقدار رمنگٹن کی جنگی حکام کے قبضہ میں تھی۔ عارضی طور پر پل بنانے کے لئے پیپے بھی نہ تھے اور تار برقی کا سامان بھی بہت ناکافی تھا۔ سامان رسد متزلزل حالت میں تھا کیونکہ خزانہ کی حالت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اس دن جب اعلان جنگ ترکی کے پاس پہنچا ہے اُسکی حالت اپنے زبردست دشمن

کے مقابلہ میں بہت ہی کمزور اور ادنےٰ درجہ کی تہی۔ بلقان کے شمال میں کل فوجوں کے ملانے کے بعد ایک لاکھ اٹھائیس ہزار سپاہ تہی۔ پچپن ہزار ادرنہ میں۔ دس ہزار رڈسٹک میں پندرہ ہزار سلسٹریا میں سترہ ہزار ڈبرڈشا میں اٹھار ہزار شملہ میں اور تیرہ ہزار وارنا میں۔ بلقان کی جنوبی طرف بیس ہزار سے زیادہ فوج نہ تہی اور یہ سب صوفیہ میں خیمہ زن تہی۔ ترکی ایشیا میں فوج کی تعداد کل چہتر ہزار تہی جن میں سے بائیس ہزار باطوم میں۔ بائیس ہزار قارص میں بارہ ہزار اردہان میں اور بیس ہزار ارض روم میں اور ایک دستہ فوج کا بایزید میں بہی رکہا گیا تہا۔ ردیف اور مستحفظ کی تعداد فوج میں بہت بڑہ گئی تہی۔ ان لوگوں سے تعداد میں تو بیشک اضافہ ہو گیا تہا لیکن تعلیم یافتہ نہ تہے ان میں یہ ضرور ہے کہ ترکوں کا سا جوش و خروش اور شجاعت موجود ہے وہ زبردست سے زبردست دشمن کی اپنے آگے کوئی اصل نہیں سمجہتے اور کیسا ہی پرخطر موقع کیوں نہو انہیں ذرا بہی ہراس نہیں ہوتا ان میں بیس ہزار سرکیشین سوار بہی شامل کرنے چاہئیں جن کی شجاعت اور توپوں کے دہواں دہار فیروں اور گولوں کی بارش میں گہس جانا زمانہ میں مشہور ہے اس میں شک نہیں اگر سلطان شہید کو فوجی مذاق ہوتا اور وہ اس رسالہ کو تعلیم دلواتے تو دنیا میں اس کا ثانی ملنا محال ہو جاتا۔ ترکوں کے پاس ہرزیگوینا۔ البینیا اور قسطنطنیہ میں بہی کثیر تعداد فوجیں تہیں۔ غرض ترکی یورپی فوج کی کل تعداد چار سو بارہ بٹالن۔ پچہتر اسکواڈرن۔ بانوے نوے میدانی توپیں دو لاکھ نوے ہزار پیادہ فوج اور بارہ ہزار سوار بیقاعدہ فوج میں صرف بیس ہزار سرکیشین ڈینیوب بلقان فوج میں تہے۔ ترکی یورپی افواج کا سپہ سالار یا سردار اکرام عبدالکریم پاشا تہا جس نے اپنا لشکرگاہ رڈسٹک میں قایم کیا تہا۔ ایشیا میں احمد مختار پاشا سپہ سالار تہے جن کے ماتحت ۱۰۴ بٹالن ۴۴ ۱۲ اسکواڈرن۔ ۹۶ میدانی اور پہاڑی توپیں تہتر ہزار پیدل۔ تین ہزار چہ سو سوار بہت سے مجاہد بہی اس فوج میں شریک تہے جن کی تعداد کا ٹہیک اندازہ نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ اور فوج بہی تہی جو ترکی سرحدات کی حفاظت کے لئے چہوڑی گئی تہی تاکہ روسیہ کی نقل و حرکت کی سد راہ ہو۔ اور بہی ترکی فوج تہی جو وقت پر تیار ہو سکتی تہی اور وہ پولس تہی جس کی تعداد میں ہزار سے پچہتر ہزار تک بوقت ضرورت پہنچ سکتی تہی۔ انہیں فوج کی طرح قواعد سکہائی گئی تہی اور وہ شائستہ فوج کے پہلو بہ پہلو جنگ کر سکتے تہے۔ بہت سے تو فوج میں بہرتی ہو چکے تہے اور وہ آسانی سے جنگ ختم ہونے پر اپنے عہدۂ پولس پر واپس آ سکتے تہے۔ آغاز جنگ میں پولس کی کل فوج کا افسر مسٹر ویلنٹائن بیکر تہا جسے ترک باقر پاشا کہتے تہے جنگ کے وقت یہ فوج قسطنطنیہ میں رکھی گئی تہی۔

معاہدہ کی رو سے مصر اس کا پابند ہے کہ جب ضرورت ہو تو ترکی کی فوج سے امداد کرے۔ اس لئے مصر نے ترکی کی امداد پر کنٹنجنٹ روانہ کی تہی۔ گو یہ مصری فوج مثل ترکوں کے بہادر تو نہ تہی مگر پہر بہی اس میں وہ جوش موجود تہا جو ہر مسلمان کو جنگ میں جانے کے لئے ہوتا ہے۔ قسطنطنیہ سے جب فوج روانہ ہونے لگی ہے تو اس کے آگے ایک خطبہ پڑہا گیا تہا۔ اور اس خطبہ کی نقلیں کل ترکی اخبارات میں شائع ہوئی تہیں ہم اس خطبہ کی نقل درج ذیل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

اے بھائیوں ہم جنگجو ہیں اور جنگ آوروں کی اولاد ہیں۔ خدا نے ہمیں جنگ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے ہمیں ہمیشہ جنگ پر مستعد رہنا چاہئے اور خواہ کچھ ہی حالت کیوں نہ ہو کبھی تلوار کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کمر میں تلوار اور کندھے پر بندوق رکھ کے ہمیں ہمیشہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے احکام کی تعمیل کرنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے اور اپنے آقائے نامدار کے قدموں پر ایک جان کیا ہزار جان تصدق کر دینا ہمارا فرض ہے۔ زنجیروں سے بندھے ہوئے شیر کو کھول دینا چاہئے اور دشمن سے کہہ دیا جائے کہ وہ اپنی بساط کے موافق کوشش کر لے۔ بزدلی پر ہزار بار لعنت ہے۔ شجاعوں کے غسل کے یہ معنی ہیں کہ ان کی تلواریں خون میں لت پت ہوں جسے خدا سے محبت ہے وہی اپنی خوں آشام تلوار کو چمکائے گا۔ جنگ جنگ کے غل و شور میں سوائے اپنے وطن کے ہم ہر بات کو بھول گئے۔ سات برس سے سترہ برس کے لڑکے کو سرحدات پر جا کے مثل وحشی جانوروں کے جنگ کرنی چاہئے۔ ہماری ایک انچ زمین پر دشمن کے قبضہ ہونے کے مقابلہ میں یہ بہتر ہے کہ وہاں ہماری لاشوں کا ڈھیر لگ جائے۔ اس ملک میں ایک فٹ مربع ٹکڑا زمین کا ایسا نہیں ہے جو ہمارے باپ داداؤں کے خون سے نہ سینچا گیا ہو۔ افسوس ہے کہ دشمن ہماری موروثی زمین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے جب ہم پیدا ہوئے تھے تو ہماری مائیں اور نانیاں ہمیں گودی میں لیکے یہ دعا مانگا کرتی تھیں،، اے خداوند تعالیٰ اپنے ملک پر قربان کرنے کے لئے ہمارے پاس سوائے ان بچوں کے اور کچھ نہیں ہے تو ان ہی کو ہمارے ملک کے لئے قبول کر یا اللہ یہ اپنی قوم اور ملک کے لئے شہید ہونے کے واسطے زندہ رہیں بڑے ہوں اور پھلے پھولیں اس دعا کے بعد ہماری مائیں اپنے بچوں کو یہ لوری دیکے سلایا کرتی ہیں،، میرے بچے میں نے تجھے جنگجو بنانے کے لئے نو مہینے پیٹ میں رکھا۔ جلدی بڑا ہو۔ قوی ہو اور گرانڈیل ہو اور اپنے ملک کے لئے تلوار پکڑ کے کھڑا ہو۔ تیرا باپ شربت شہادت نوش کر کے دنیا سے سدھار گیا۔ وہ خونی غل و شور جو تیرے گرد ہو رہا ہے تیرا باپ اپنی قبر میں سخت پریشان ہے کہ تو تلوار لیکے کیوں نہیں نکلتا جلدی بڑا ہو اور دشمن سے انتقام لے۔ ہم ان ماؤں کے بچے ہیں جنہوں نے ہمیشہ ہمیں یوں لوری دے کے سلایا ہے،،

یہ خطبہ ایسا پر اثر ثابت ہوا کہ فوج میں نئے سرے سے ایک جوش پیدا ہو گیا اور عثمانی قوم کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

قدیم زمانہ میں ترکی اپنی بحری قوت کے لئے بہت مشہور تھی اس وقت اس کے پاس صرف ۱۲۰ آہن پوش جہاز پانچ الگنبوٹ اور سو لکڑی کے جہاز تھے۔ ان لکڑی کے جہازوں میں بھی انجن لگائے جاتے تھے ان میں کچھ جنگی تھے کچھ باربرداری کے لئے اور کچھ گشت لگانے کے لئے کام میں آتے تھے۔ ان کل جہازوں میں اٹھائیس ہزار چار سو باسٹھ ملاح تین ہزار چھ سو بحری سپاہی جو بحری جنگ میں اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار تھے اور جن میں اور بھی قابل قدر صفات

نہیں مگر بحری امیر ایسے ناکارہ تھے کہ اُن بیچاروں کی تمام بہادری پر خاک پڑ گئی اور وہ محض بیکار ہو گئے اُوپر بیان کیا گیا ہے کہ بحراسود میں ترکوں کی بحری قوت روسیوں سے بہت بڑھی ہوئی تھی اور تمام بحراسود بالکل ترکوں ہی کے اقتدار میں تھا اگر اس وقت یہ فرض کر لیا جاتا کہ ترکوں کے کل جنگی جہاز روسیہ کے قبضہ میں آ جائیں تو اس وقت روسیوں کی بحری قوت انگلستان سے بھی بڑھ جاتی۔ ترکی بحری سپاہی کیا تو والنٹروں میں سے لئے جاتے ہیں اور کیا جبریہ قواعد کی رو سے اور اُن کی مدت خدمتگزاری صرف آٹھ سال کے لئے ہوتی ہے۔ ترکی بحری فوج میں بہت سے یونانی بھی تھے کہتے ہیں کہ یونانی پیدائشی ملاح ہوتے ہیں اور ملاحی تعلیم اُن کے مذہب کا بہت بڑا اصول قرار دیا گیا ہے۔ مجموعی نظر کرنے کے بعد بلا شبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ترکوں کی بحری قوت بہت اچھی تھی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں اگر کمان افسر اچھے ہوتے تو آناً فاناً میں ترکی بیڑا سینٹ پیٹرسبرگ پہنچ سکتا تھا۔

ترکی بحری قوت کا انسپکٹر جنرل ہابرٹ پاشا تھا جس کا ذکر اس مقام پر کرنا غیر ضروری نہیں معلوم ہوگا۔ کیونکہ عیسائی ہونے پر اس نے اپنی نمک حلالی اور فدایانہ عشق کا روسیہ کے مقابلہ میں وہ ثبوت دیا کہ اُس کے بیان میں چند سطور وقف کر دینی نامناسب نہیں خیال ہو سکتیں۔ ہابرٹ ارل آف بکنگھم شائر کا بیٹا تھا اور ۱۸۲۲ء میں پیدا ہوا تھا پہلے وہ رائل نیوی میں کپتانی کے عہدہ پر ممتاز رہا اور اس کے بعد ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۵ء تک شمالی کیرولینا پر چلا گیا۔ پھر کپتان رابرٹ کے نام سے اس نے اپنے مختلف تجارب کا ایک رسالہ شایع کیا اور عامۂ خلایق نے اُسے بہت پسند کیا۔ بعض ایسے اولوالعزم ہوتے ہیں کہ اُنہیں خالی بیٹھنا اچھا نہیں معلوم ہوتا اس لئے وہ دول خارجہ کے ہاں جا کے نوکری کر لیتے ہیں۔ ایسے شخصوں میں سب سے پہلے متوفی ڈنڈونیلڈ اور دوسرا ہربرٹ تھا ۱۸۶۷ء میں وہ ترکی بحری ملازمت میں داخل ہوا اور پھر کریٹ میں غدر ہو جانے سے کناروں کی حفاظت کرنے کے لئے ایک جنگی بیڑے کا امیر بنا کے روانہ کیا گیا۔ انگریزی گورنمنٹ نے ہربرٹ کو اپنے ہاں سے اس بنا پر خارج کر دیا کہ وہ اجازت لئے کیوں نہیں گیا اور وجہ کیا کہ بغیر حکم کے اُس نے ایک غیر سلطنت کی ملازمت کر لی۔ ہربرٹ کو سخت وقت پیش آئی اس لئے لارڈ ڈربی کو لکھا کہ اگر میں اتنے بڑے جنگی بیڑے کا امیر بحر بنکے نہ آتا تو سخت خونریزی ہو جاتی اور یورپ عام جنگ میں پھنس جاتا۔ صرف میری وجہ سے جانیں بھی بچ گئیں اور جنگ عظیم کی بلا دور کی اور ٹل گئی ان وجوہات سے ہربرٹ کو معافی مل گئی۔ اُس نے ترکی بیڑے کو ایسی اچھی طرح ترتیب دیا کہ جب کوئی یورپی سیاح آتا تھا تعریف ہی کرتا تھا۔ وطن ہی میں بہت سے دشمن اُس کے پیدا ہو گئے اور اُنہوں نے یہ مشہور کرنا شروع کیا کہ کپتان ہربرٹ ناکارہ ہونے کی وجہ سے نکال دیا گیا ہے جب کھلم کھلا یہ بیعزتی ہونے لگی تو آخر لارڈ ڈربی کو ہربرٹ نے لکھا کہ سرکاری اعلان کے طور پر مجھے ترکی ملازمت کی منظوری دی جائے تاکہ بیعزتی سے بچوں۔ اس زمانہ میں ترکوں اور انگریزوں میں

بہت ہی اتحاد تھا اور انگلستان کی ترکی پر مہربانی کی نظریں پڑتی تھیں۔ لارڈ ڈربی نے فوراً ایک اعلان شایع کیا کہ ہربرٹ اپنی اختیار کردہ ملازمت پر قایم رہے گورنمنٹ انگلشیہ اس کی ترکی ملازمت منظور کرتی ہے اور اُس کا نام انگریزی افسروں کی فہرست میں قایم رہے گا۔

اس کے بعد جنگ چھڑ گئی اور اب ترکی کے خلاف انگلستان میں بہت ہی جوش ہو رہا تھا امیر البحر انگریزی کی طرف سے لکھا گیا کہ تو ترکی ملازمت چھوڑ کے فوراً واپس چلا آ اور ہرگز ترکوں کی طرف سے روسیہ سے نہ جنگ کیجو مگر ہربرٹ نے اُس کا یہ جواب دیا اتنی مدت سے تو میں ترکوں کا نمک کھا رہا ہوں انسانیت کے خلاف ہے کہ اس سخت وقت میں اُن کی کوئی خدمت نہ کروں میں یہیں رہوں گا اور ترکوں کی طرف سے لڑوں گا۔ انگلستان کی طرف سے پھر یہ دھمکی دی گئی کہ تمہارا نام افسروں کی فہرست سے خارج ہوتا ہے ورنہ جلد آؤ ہربرٹ نے وُہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا۔ چنانچہ فہرست میں سے اُس کا نام خارج کر دیا گیا۔

مختصر طور پر ان جنگی مقامات کا نقشہ کھینچا جاتا ہے جو روسیہ کے آگے قدرتی طور پر حائل تھے اور جن کا طے کرنا ایک کٹھن کام تھا۔ یورپ میں روسیہ کے لئے قدرتی آڑ دریائے ڈینیوب تھا۔ یہ بڑا دریا ایک طرف رومینیا کی جنوبی حدود تک بہتا چلا گیا ہے اور اس نے نیم آزاد ریاستوں کو اُن ممالک سے جدا کر دیا ہے جو حال میں روسی سرپرستی میں آ گئے تھے۔ اس بات کا یقین تھا کہ جنگ شروع ہوتے ہی رومینیا روسی فوجوں کو اپنی حدود میں سے رستہ دیدے گی تاکہ ترکوں پر شمالی کناروں سے حملہ ہو سکے۔ رومینی اپنے ہمسائے اہل سرویا کی طرح اس بات کی کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ جہاں تک ہو سکے ترکوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے اور ہم چاہے برباد ہو جائیں لیکن ترکوں کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی ٭ گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

اگر یہ چھوٹی چھوٹی باغی ریاستیں روسی فوجوں کو نہ آنے دیتیں اور اپنی اپنی قوت کے مطابق مزاحمت کرتیں تو محض ناممکن تھا کہ روس دریائے ڈینیوب کے کناروں پر آ سکتا۔ اخیر ان نمک حرام ریاستوں نے رستہ دیدیا اور روسی فوجیں یلغار کرتی ہوئیں بغیر خون بہائے دریائے ڈینیوب کی لینوں پر آ کے قابض ہو گئیں۔ اس دریا کا پاٹ بہت ہی چوڑا ہے پانی ہر وقت نہایت تیزی سے بہتا ہے دونوں طرف دریا میں چٹان ہیں جن سے صاف نکل جانا محال ہے۔ شمالی کنارہ پر سب سے زیادہ مشکلات تھیں جہاں سے روسی فوجیں گزرنا چاہتی تھیں سنہ ۱۸۵۶ء میں جب پیرس کا معاہدہ ہو چکا تو بڑا نتیجہ اُس معاہدہ سے یہ نکلتا تھا کہ روسیہ ڈینیوب کی طرف نہ آنے پائے اور اُس کا وجود بھی کسی کنارہ پر نہ معلوم ہو۔ روسی سلطنت کی جنوب مغربی سرحد بعد ازاں بہت دور ہٹا دی گئی اور سرحدی خط بجائے اس کے کہ پرتھ سے ڈینیوب تک چلا جاتا جیسا کہ سابق میں تھا جلیسی کے جنوب کی طرف تیس میل تک پیچھے ہٹا دیا گیا اور ترکی صوبہ ڈبروڈشہ اور

اور روسی صوبہ بسربیا میں ایک خط چھوڑ دیا گیا تھا جو کچھ تو پرتھ پر اور کچھ ڈینوب پر پڑتا تھا اس انتظام سے دیہاتی قطعہ زمین رومینیا کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ اس وقت بڑے بڑے مدبروں کا یہ خیال تھا کہ رومینیا کبھی اپنے آقا سے بغاوت نہیں کرے گا اور وہ جنگجو قوموں کی حد فاصل بنا رہے گا۔ اگر رومینیا بغاوت نہ کرتی تو روسیہ کو آگے بڑھنے میں بہت سی دقتیں پیش آئیں اور ترکی کی ایسی بری حالت نہ ہوتی۔ غضب تو یہ تھا کہ ادہر تو روسی فوجیں یلغار کرتی ہوئی چلی آتی تھیں اور ادہر کل صوبے اُس کا خیر مقدم کرنے کے لئے آمادہ تھے۔

جب شہنشاہ روسیہ لیوڈیا میں گیا تھا تو اُس نے رومینیا والے کو یہ بشارت دی تھی کوئی دن جاتا ہے کہ تم آزادی کا تاج اپنے سر پر رکھو گے اور مطمئن رہو کہ اسٹریا سے تمہیں مقام بوکووینا بھی دلوا دوں گا جس پر تمہارا حق ہے۔ اس بشارت سے گورنمنٹ رومینیا والہ شادشاد ہو گیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ روسی فوجیں باسانی ڈینوب کے شمالی کناروں تک پہنچ گئی تھیں۔ رومینی کنارہ کے بائیں جانب ترکی فوجیں پڑی ہوئی تھیں اور یہ کنارہ بہ نسبت دیگر کناروں کے زیادہ بلندی پر واقع ہوا ہے جنوبی کناروں پر متعدد قلعے تعمیر تھے جو حسب ذیل ہیں۔ ودن۔ راہووا۔ نکوپولس۔ سسٹووا۔ رسٹک۔ ترتوکائی۔ سلسٹریا۔ ہرسووا۔ ماچن۔ اساکچا۔ تلچا۔ چونکہ ڈینوب پر کوئی مستقل پل نہیں تھا اس لئے تجویز یہ ہوئی کہ پیپوں کا عارضی پل تیار کیا جائے لیکن ایسے پل کے بنانے میں وقت۔ محنت اور مشکلات کی ضرورت تھی اور پھر بھی اُسے جنگی جہازوں کا بیڑا غت ربود کر سکتا تھا اور موسم سرما شروع ہو چکا تھا اور حملہ آوروں کے لئے یہ کوئی آسان بات نہیں تھی کہ وہ پل بھی بنا لیں اور اس پر سے پار بھی ہو جائیں۔ جن قلعوں کا اوپر بیان ہوا ہے ان میں سب سے زیادہ خطرناک قلعہ سلسٹریا تھا جو ایک لمبے اور تنگ مقام پر واقع ہوا تھا اور ایک مقام پر دریا کچی کے ساتھ اس کے پاس سے نکل گیا تھا اور اس قلعہ کی دوسری طرف بحر اسود تھا۔ بایں ہمہ یہ قلعہ موجودہ زمانہ کے موافق مضبوط نہ تھا کہ خطرناک گولہ باری کی برداشت کرتا۔ دو اور قلعے ورنا اور شملہ تھے جو ڈینوب سے بہت ہی دور فاصلہ پر واقع تھے اس لئے ڈینوب سے اُترنے والے کے مزاحم نہ ہو سکتے تھے۔ بڑے بڑے جنگی انجنیروں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ورنا بہت ہی زبردست قلعہ ہے اور جنگی ضروریات کیلئے پورا موزوں ہے۔ یہ بحر اسود پر بنا ہوا تھا اور اس کے جانب غرب اونچی اونچی پہاڑیاں تھیں جن پر آسانی سے مضبوط مورچہ بندی ہو سکتی تھی۔ قلعہ شملہ بھی سخت سے سخت جنگ مدافعت لڑنے کی جان تھا اور قلعہ ٹرنووا جو ڈینوب سے پچاس میل کے فاصلہ پر بنا ہوا تھا نہایت مضبوط تھا۔ کرنیل جیمس بیکر کی رائے تھی کہ صرف چالیس ہزار فوج دشمن کی ستر ہزار فوج کو باسانی پیر غوکر سکتی ہے۔ اگر کوئی کمزوری ان قلعوں میں تھی تو وہ یہ تھی کہ یہاں امداد نہ پہنچ سکتی تھی۔ خواہ جب تک اپنے ہی پل پر لڑنا پڑے۔ رستہ میں ایسے موقعے موجود تھے کہ غنیم باسانی آمد و رفت کا رستہ کاٹ سکتا تھا۔ قلعہ ٹرنووا پر آغاز جنگ تک توپیں بھی نہیں چڑہائی گئی تھیں۔

ان کے علاوہ ترکی کے بعض قلعے بہت ہی مضبوط کر دیے گئے تھے۔ کرنل گراچ جو جرمنی نژاد تھا اور اس کے تحت میں چند قلعے تھے اس نے آغاز جنگ سے بہت پہلے انہیں نہایت مضبوط کر لیا تھا۔ اگر یہ قلعے باقاعدہ مضبوط کئے جاتے اور ان میں تجربہ کار افسر ہوتے اور پھر ترکی کا خوفناک جنگی بیڑا کام کرتا تو محض ناممکن تھا کہ روسیہ اپنی پوری قوت سے برس یا دو برس میں بھی ڈینیوب سے عبور کر سکتا اور یقیناً اس کی کل فوجیں یہیں کاٹ ڈالی جاتیں۔ مگر یہاں ناتجربہ کاری کے ساتھ بے پروائی اس بلا کی پیدا ہو رہی تھی کہ پناہ بخدا جن جانباز تجربہ کار افسروں نے اپنے جنگی جوہر بھی دکھائے ان سے بھی بابِ عالی ٹھیک کام نہ لے سکا اور آخر ان کا سارا بے مثال تجربہ اور فنون جنگ کی مہارت برباد ہوگئی۔ جس کا غمناک تذکرہ معرکہ جنگ میں ہم آگے کریں گے۔

بحر اسود کے قریب پہاڑوں کی بلندی دو ہزار سے تین ہزار فیٹ تک ہے۔ پہاڑیوں کے سلسلہ میں سب سے بڑے پہاڑ کی اونچائی چار ہزار چار سو فیٹ سطح سمندر سے بلند ہے۔ اور یہ گرتلک کے قریب قریب واقع ہے وہ درے جن سے فوج گزرتی ہے چھ ہیں۔ سلسلہ بلقان کا نصف مغربی حصہ پتھریلا اور چٹانی ہے جنوبی اطراف بہت ہی بے ڈھنگے پن سے ختم ہوتی ہیں اور شمالی حدود ڈینیوب کے ڈھلوان میدانوں تک چلی گئی ہیں۔ کسان کے مشرق میں بلقان دو متوازی پہاڑوں میں تقسیم ہوگیا ہے اور یہ سلسلہ شمال مشرقی طرف پھیلا ہوا ہے اور آگے چل کے وادیوں کی صورت پیدا ہوگئی ہے اور ان وادیوں سے راستوں پر پورا قبضہ ہو سکتا ہے۔ مشہور درے یہ ہیں ٹرنووا سے گرتلک تک گبروا میں ہو کے۔ ٹرنووا سے سلونا یا سلوبیا تک ڈبرکاپ میں ہو کے۔ ٹرنووا سے کسن تک عثمان بازار میں ہو کے۔ شملہ سے کرنا باد تک تنلیکوال اور ڈرلو میں ہو کے یکماوڈنا سے پریوادی تک اور یہاں سے کپردکوئی یا نیوکوئی سے ایڈس تک اور ورنا سے مسمبریا اور برگس تک ڈروش جوانو میں سے ہو کے۔ ان دروں کے کل راستے نہایت تنگ اور چٹانی ہیں بعض مقامات میں گنجان جھاڑیاں ہیں اور بعض جگہ سے پانی کے راستے پیدا ہوگئے ہیں اور چشمے بہتے ہیں تو بڑی مشکل ہے کہ ایسے تنگ و تاریک دروں سے ایسی سخت جھاڑیوں اور چٹانوں میں ہو کے پانی کے چشموں کو طے کر کے کوئی فوج بآسانی پہنچ سکے۔ کبھی ہی زبردست دشمن ہو آسانی سے ان دروں میں سے نہیں گزر سکتا جاڑوں میں یہ اور دقت ہوتی ہے کہ کثرت سے برف پڑتی ہے اور راہوں کی دشوار گزاری اور بھی زیادہ سخت اور مہلک ہو جاتی ہے ۱۸۲۹ء میں ترکوں کی بعض ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے روسی افواج کو ان میں گھس آنے کا موقع مل گیا تھا اس کے بعد ترکوں نے جنگی ضروریات کے لئے کچھ سڑکیں بھی بنائی تھیں جو بعد ازاں زیادہ کارآمد ثابت ہوئیں۔

یہ تو یورپی ترکی کا جغرافیہ ہو اب ایشیائی ترکی کی بھی کچھ کیفیت سُننی چاہئے۔ یورپی ترکی کی نسبت ایشیائی ترکی بہت کچھ کھلی ہوئی ہے اور اُدھر سے روسیہ بآسانی حملہ کرسکتا ہے۔ ایک زمانہ میں جب کوہ قاف روسیوں نے فتح نہ کیا تھا تو انہیں شمال مشرق کی طرف سے بڑھنا سخت دشوار تھا لیکن ۱۸۲۹ء میں روسیہ نے نہ صرف سرکیشیا پر قبضہ کرلیا بلکہ جارجیا پر بھی اُس کا تسلط ہوگیا تو اُسے ہر طرح کی آسانی ہوگئی۔ آرمینیا کا ایک حصہ بھی روسیہ کے قبضہ میں ہے اس سے روسی افواج کے آگے ترکی پر حملہ کرنے کا ایک بڑا میدان کُھل گیا ہے۔ آرمینیا اکثر اطراف سے بلند قطعہ زمین پر واقع ہوا ہے جہاں کُر۔ ارازس۔ جورک اور فرات کے دریاؤں کا پانی پہنچتا ہے اور تھوڑے سے حصّہ کو دریائے دجلہ سیراب کرتا ہے۔ اس کے مشرقی طرف ارارٹ کا جوالا مکھی پہاڑ ہو۔ کردستان بحراسود تا روس اور انٹی ٹاروس کے پہاڑوں کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ قدیم زمانہ میں اس ملک میں ہمیشہ جوالا مُکھی پہاڑ پھٹا کرتے تھے بعہد ۱۸۵۹ء میں صرف ایک سخت زلزلہ سے ارض روم بالکل برباد ہوگیا تھا۔ اس ملک کے بُلند قطعوں میں گرمی میں گرمی اور جاڑے میں جاڑا زیادہ پڑتا ہے مگر وادیوں میں موسم کا اعتدال رہتا ہے آرمینیا میں پانی کی زیادہ کثرت نہیں ہے اور نہ اس میں اچھے جنگل ہیں پھر بھی جنگی کاموں کے لئے یہ ملک موزوں ہے روسیہ نے ٹرانس کاکیشن صوبوں میں اعلیٰ اعلیٰ درجہ کی جنگی سڑکیں تیار کرلی تھیں اور بحر خزر میں انہوں نے اپنی بحری قوت بھی معقول حد تک بڑھالی تھی۔ اس جانب دو سلطنتوں کی سرحد قلعہ نکولس سے (بحراسود پر) کوہ ارارات تک (سرحدات ایران پر) چلی گئی ہے اور پھر یہاں سے جنوب مشرقی حد شروع ہوئی ہے

جب شہنشاہ روسیہ کا مصمم ارادہ ہوگیا تو اس نے اپنی فوج کو سرحدات ترکی کو عبور کرجانے کا فوراً حکم دیدیا۔ اس حکم کے دینے کے بعد اُس نے باقاعدہ ترکی کو اعلان جنگ دیا ہے۔ گشنف نے جو یادداشت دول خارجہ کو بھیجی تھی اُس کے آخری الفاظ یہ تھے،، ہم نے یورپ اور ایشیا میں اپنی افواج کو ترکی سرحدات کے عبور کرنے کا حکم دیدیا ہے،، یہ یادداشت ۲۴ اپریل کی لکھی ہوئی تھی اور ۱۲۔ اپریل ہی سے روسی فوجوں نے ترکی سرحدات کی طرف نقل وحرکت شروع کردی تھی مگر قاعدہ کے طور پر اعلان جنگ ترکی کے پاس ۲۳ ویں اپریل کی شام کو پہنچا۔ اس پر باب عالی نے اپنے تمام سفرا کے پاس جو یورپ کے شہروں میں متعین تھے ایک یادداشت بڑی طول طویل روانہ کی جس میں یہ شکایت کی کہ متمدن یورپ کے قوانین کے خلاف روسیہ نے بغیر اعلان جنگ دئے ہماری سرحدوں کو عبور کرنا شروع کردیا۔ تمام شایستہ دنیا میں کبھی ایسی بات نہیں ہوئی۔ یہ باتیں اس وقت اثر پذیر ہوسکتی تھیں جب دول یورپ اپنی ذاتی اغراض کے لئے روسیہ کی طرفدار نہ ہوتیں جس نے قوانین بین الاقوام کا مطالعہ کیا ہے وہ کہسکتا ہے کہ کوئی دولت کسی حالت میں بھی ان قوانین سے تجاوز نہیں کرسکتی اور اگر تجاوز کرجائے تو اُسے اُس جماعت سے علیحدہ کردیا جائیگا جو ایک دوسرے کے حقوق

کی نگرانی کرنے کے لئے قایم ہوئی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بعض سلطنتیں صرف قوانین بین الاقوام کی خلاف ورزی کر کے خطرناک جنگ میں پھنس گئی ہیں۔ یہ وقت تھا کہ روسیہ کو دول یورپ پوری چشم نمائی کرتیں مگر بلی بھگت کے سامنے فی الواقع ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی جو لوگ روسی حکمت کے مؤید تھے اُنھوں نے یہ بیان کیا کہ جب شہنشاہ روسیہ ماسکو میں یہ اسپیچ دے چکا تھا کہ اب جنگ ناگزیر ہے تو گویا یہی اعلان جنگ تھا پھر باب عالی کی یہ نکتہ چینی پذیرا نہیں ہو سکتی مگر یہ نری ہٹ دھرمی تھی جیسے قوانین بین الاقوام سے کوئی بھی سروکار نہیں ہے۔ زبان سے کہنا اور بات ہے اور باقاعدہ اعلان جنگ دینا اور بات ہے سلطنتوں کے ایسے اہم معاملات باتوں پر نہیں چلا کرتے اپنے گھر میں بیٹھ کے ہر شخص جا ہے جو کچھ سمجھا اور کہا کرے اس کا کچھ اثر سلطنت کے عملی کاموں پر نہیں پڑ سکتا۔

۲۲ اپریل کو روسی وزیر اعظم نے ایک تار برقی شہزادۂ چارلس کو روانہ کی جس میں اُسے جتایا گیا کہ بسربیا میں معاملات کی حالت بہت ہی نازک ہو گئی ہے ان حدود پر عنقریب روسی فوجیں حملہ آور ہوں گی اس لئے آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ باب عالی سے ان معاملات کے بارے میں مشورہ کر لیں کہ حملہ آور فوجوں سے کیونکر سرحدات کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ اور ساتھ ہی ترکی سپاہ سالار عبدالکریم پاشا سے بھی مشورہ ہونا ضرور ہے۔ ۲۳ تاریخ کو رومینیا کی گورنمنٹ نے اس تار برقی کا جواب دیا کہ روسی فوجوں کا روکنا کس قدر کٹھن کام ہے۔ خاص اس مشورہ کے لئے میں ۲۶ اپریل کو کل ارکان ریاست کو بلا کے مشورہ کروں گا جس صبح یہ جواب روانہ ہوا ایک دستہ روسی فوج کا مقام بوجرسٹ میں داخل ہو چکا تھا اس پر رومینی گورنمنٹ نے اعلان دیا چونکہ ہم میں یہ قوت نہیں ہے کہ روسی فوجوں کو روک سکیں اس لئے ہم نے اپنی فوج کو پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیدیا۔ اگر یہ واقعات صحیح بھی ہوں جب بھی رومینی گورنمنٹ ملزم ہو سکتی ہے۔ روسی اور رومی پیچیدگی کی اُسے پوری اطلاع تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ بغیر اعلان جنگ ہوئے یہ کشمکش رفع نہیں ہو سکتی اگر نمک حلالی اور محسن پرستی کا کچھ بھی اثر ہوتا تو وہ اول ہی سے ترکی فوجوں کی امداد سے اپنی سرحدات کو مضبوط کر لیتی مگر نہیں اس نے ایسا نہیں کیا اُسے خبر تھی کہ ۲۴ ویں تاریخ شام کو اعلان جنگ ترکی کے پاس پہنچ گیا اور نہایت شرارت سے سرحدی حفاظت کے معاملات پر بحث کرنے کی ۲۶ ویں تاریخ قرار دی جس کے معنی یہ تھے کہ اس عرصہ میں روسی فوجیں چلی آئیں گی اور مجھے یہ کہنے کا بہانہ ملے گا کہ یہ چھوٹی سی بے حیثیت ریاست کیونکر ایک زبردست سلطنت کی فوجوں کو روک سکتی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ روسیہ نے رومینی سرحدات کے عبور کرنے کے لئے صرف ایک دستہ ہی فوج کا بھیجا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے گٹھ جوڑ ہو گئی تھی ورنہ ایک مخالف سرزمین میں وہ کبھی مٹھی بھر سپاہی نہ بھیجتا۔ اکثر یورپی مورخوں نے رومینا کو نمک حرامی

سے بری کرنا چاہا ہے مگر سوائے بے بنیاد توضیحات کے اُنہوں نے اور کچھ بھی نہیں لکھا۔ مگر بعض منصف مزاج یورپی مورخوں نے اس بات کو قبول کر لیا ہے کہ رومینیا والا پوشیدہ طور پر پہلے ہی سے روسیہ سے مل گیا تھا۔ بعض محققوں نے یہاں تک پتہ لگایا ہے کہ ۱۶ اپریل کو روسیہ اور رومینیا میں ایک خاص معاہدہ ہوا اور اس پر دونوں کے دستخط ہو گئے اس معاہدہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ رومینی گورنمنٹ کی طرف سے روسیہ کو یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ رومینیا کی ریلیں۔ سڑکیں۔ نہریں۔ ڈاکخانے اور تار گھر جنگی کاموں کے لئے استعمال کرے اور رومینی کمشنر اور مقامی حکام کا فرض ہو گا کہ روسی افواج کے لئے جہاں تک ان سے ممکن ہو گا فراہمی رسد کریں گے اور علاوہ سامان رسد کے سامان باربرداری اور سامان حرب سے بھی مدد دیں گے۔

معاہدہ کی دوسری شرط یہ تھی کہ روسی اور رومینی جنگی ٹرینیں سب ملادی جائیں گی اور کل انتظام روسی سپرانٹنڈنٹ کے ہاتھ میں ہو گا جو معتمد تعمیرات عامہ رومینیا کے مشورہ سے کام کرے گا اور بوقت ضرورت اُسے اختیار ہو گا کہ وہ مسافر اور رسال گاڑیوں کو بھی فوجی کام کے لئے لیلے۔

اس معاہدہ سے رومینیا نے نہ صرف اپنے ولی نعمت سے بغاوت کی بلکہ اپنے کو بے داموں روسیہ کے ہاتھ بیچ ڈالا. گورنمنٹ نے تو یہ کارروائی کی لیکن رومینی رعایا اس حلقہ بگوشی کے بالکل خلاف تھی اور وہ علانیہ کہتی تھی کہ رومینیا نے ناحق اپنی آزادی کو روسیہ پر قربان کر دیا۔ لیکن ۲۰ تاریخ جب پارلیمنٹ جمع ہوئی تو روسیہ کے ساتھ شریک ہونے کی تجویز پر ووٹ لئے گئے چالیس آدمی موافق تھے اور دس مخالف تھے اخیر کثرت رائے کی بنا پر اس بات کا فیصلہ ہو گیا کہ حتی الامکان روسیہ کا ساتھ دینا چاہئے وزیر خارجہ رومینیا نے کہا کہ جنگ کے وقت ترکوں کو قلافات پر قبضہ کر لینے کا حق حاصل ہے ہاں اگر وہ آگے بڑھیں تو گورنمنٹ رومینیا ان کی مزاحم ہو سکتی ہے افسوس تو یہ ہے کہ ریاست رومینی نے اپنا یہ وعدہ بھی پورا نہیں کیا۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ محسن کش ریاست نے بجائے قلافات پر قبضہ دینے کے قلعہ ودن پر گولہ باری شروع کی اور بہانہ یہ کیا کہ ترکی بیقاعدہ فوج ہماری سرحد میں گھس آئی تھی۔ رومینیا ترکی کے مقابلہ میں واقعی کوئی چیز نہ تھی صرف شہنشاہ روسیہ کے اشارہ سے وہ یہ اُچھل کود مچا رہی تھی۔ چارلس رئیس رومینیا نے وزرا کے اڈریس کے جواب میں یہ کہا تھا۔ "مجھے کسی کی پروا نہیں ہے میں اپنے ملک کی حفاظت سب سے مقدم جانتا ہوں"۔ اس عرصہ میں رومینیا کا ایجنٹ قسطنطنیہ سے اُٹھ کے چلا آیا تھا اس وقت ترکی وزیر خارجہ نے ایک گشتی اپنے کل سفرا کے نام دول یورپ میں جاری کی اور اس میں شہزادہ چارلس کی دغابازی کی پوری کیفیت بیان کی۔ اُس گشتی میں وزیر خارجہ نے یہ لکھا تھا،،

ہم نے رومینی ریاست سے درخواست کی تھی کہ دولت ترکی تیرے ملک کی حفاظت کے لئے اگر تیری مرضی ہو تو اپنی فوج بھیج دے اور ہر قسم کے ذرائع مہیا کر دے مگر مقام بوچرسٹ میں وزرائے ریاست اور روسیہ کا معاہدہ ہو گیا جس کے ذریعہ سے کل ریاست روسیہ کو سونپ دی گئی۔ باب عالی کو جو کچھ شبہ تھا وہی سامنے آیا اب اس کی بالکلیہ ذمہ واری ریاست پر پڑے گی کیونکہ اس نے ایک غیر سلطنت سے از خود معاہدہ کر لیا۔ اور اپنی سرپرست گورنمنٹ کے مقاصد کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا" ترکی کی اس گشتی کا اثر سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ رومینیا سے علیحدگی ہو جائے اور رومینی فوج بھی روسی افواج کے دوش بدوش ہو کے اپنی محسن گورنمنٹ کے مقابلہ میں آئے۔

۱۱ مئی کو آخر ان کل باتوں کا فیصلہ ہو گیا۔ رومینی جلسہ وزرا نے علی الاعلان کہدیا کہ آیندہ سے ہمارا کوئی تعلق ترکی سے نہیں رہا اب رومینیا اپنی قسمتوں کی آپ ملکہ ہے۔ اور ہم تو یہ رشتہ موانست توڑنا نہ چاہتے تھے مگر ہم کیا کریں کہ ترکی نے خود ابتدا کی ہے اور ہم مجبوراً میدان جنگ میں آئے۔ ہم بالکل آزاد ہیں اور ہم ترکی کو باقاعدہ اعلان جنگ دیتے ہیں۔ ۲۲ مئی کو ان سب باتوں کا فیصلہ ہو گیا۔

شہزادہ چارلس نے روسی فوج کی نسبت اعتراض کیا تھا کہ یہ فوج ہماری سرحد میں بڑھ کے کیوں چلی آئی مگر روسی افسر جانتے تھے کہ جنگ زرگری ہے اور لوگوں کے دکھانے کے لئے ایسا لکھا گیا ہے وہ نہایت تیزی سے بڑھے چلے گئے اور انہوں نے پرتھ کو بھی عبور کر لیا۔ پرتھ کو پھلانگ کے روسی فوجیں ڈینیوب کی طرف روانہ ہوئیں۔ چند آدمی تو ریل کے ذریعہ سے گئے ورنہ کل فوج پاپیادہ جانے پر مجبور کی گئی تھی سڑکیں خراب ہر جگہ دلدل۔ گڑھے اور نالے ادہر بارش کی کثرت فی الحقیقت فوج کو راستہ طے کرنے میں سخت دقت اٹھانی پڑی۔ پرتھ کو پچاس ہزار روسی فوج نے چار جانب سے عبور کیا۔ ایک فوج تو تا تربونر سے (روسی سرحد) گلاٹا کی طرف روانہ ہوئی اور پانچ ڈیویژن سیدھے اسمعیل۔ کیلا اور بلکف کی طرف بڑھے اور ۲۴ اپریل کو شام کے وقت برنش ریلوے پل پر قبضہ کر لیا جو حریٹ پر بنا ہوا تھا۔ اگر ترک پل کو توڑ ڈالتے تو بڑی سخت جنگ ہوتی اور بغیر ایک خطرناک خونریزی کے کیا مجال تھی جو روسیہ قدم آگے بڑھا سکتا۔ سلطنت کی یہ کمزوری فوج کی یہ کمی اور پھر افسروں کی یہ حالت کیوں کر کامیابی ہو سکتی۔ دوسرا غضب یہ تھا کہ حریٹ کے جنکشن پر عثمانی جنگی جہازوں کا بیڑا اکھڑا ہوا تھا اور اس نے دشمن کی ایک بڑھتی ہوئی فوج پر ایک فیر بھی نہیں کیا۔ کوئی خاص وجہ اس کی بیان نہیں کی گئی مگر یہ سب کو یقین ہے کہ اگر عثمانی جنگی جہاز آگ برساتے تو ایک روسی بھی کنارہ کے اس پار نہ اترتا لامحالہ یہ تو قبول کرنا پڑے گا کہ ضرور سازش ہوئی لیکن اس سازش کے اسباب کیا تھے اور کیونکر ہوئی۔ ترکی افسروں کو کیا لالچ دئے گئے ایک کٹھن کام ہے فوج کا یلغار کرتے

ہوئے آگے بڑھا چلا آتا تر کی جہازوں کا سکنہ کی صورت میں انہیں دیکھنا اس بات کی پیشین گوئی کر رہا تھا کہ دولت عثمانی کی حالت خطرناکی کے اس درجہ تک پہنچ گئی تھی جس میں بچ جانا ہمیشہ محال یقین کیا گیا ہے ہم نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ چند روسی شاہی خاندان کی دو نوخیزہ لڑکیاں جواہر کی کشتیوں کے ساتھ ایک خاص سفارت پر ترکی امیر بحر کے پاس بھیجی گئی تھیں اور ان دلربایان روسیہ نے نہ صرف اپنی دولت سے ترکوں کو لبھایا بلکہ اپنی شیریں کلامی اور اپنے دلفریب حُسن سے بھی ان کو گرویدہ کر لیا۔ یہ واقعہ اگرچہ مشہور نہیں ہوا لیکن ہے بالکل صحیح جس کی تفصیل ہم آگے کریں گے۔

۲۹ ویں کی صبح کو حملہ آور لشکر ابریلیا میں پہنچ گیا۔ گیارہویں آرمی کور نے گلڈ نز اور ابریلیز پر ۷ ہ تاریخ کو قبضہ کیا اور اسی اثنا میں ۲۶ ویں ڈویژن نے اسمعیل اور ریبلیا پر تصرف کر لیا۔ شہزادہ نکولس نے جو یورپی لشکر کا سپہ سالار تھا اپنی فوج سے خطاب کر کے یہ کہا ،، ہم فتح کرنے کے لئے نہیں بڑھ رہے ہیں بلکہ خداوند یسوع مسیح کے نام پر مظلوم عیسائیوں کی حفاظت کے لئے قدم اٹھایا ہے،، روسیوں نے اس بات کا بڑا انتظام کیا تھا کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جائے جس سے رومینیا والے بدگمان ہو جائیں۔ رومینیا کے کسی شہر پر قبضہ نہیں کیا گیا تھا اور اگر ایک پیسہ کی چیز بھی لی جاتی تھی تو قیمت ادا کر دی جاتی تھی۔ ڈاکخانہ۔ تار۔ ریل کا انتظام رومینی ریاست کے سپرد تھا لیکن ہر اسٹیشن پر جہاں سے حملہ آور فوج گذرتی ایک روسی تھانہ قائم ہو گیا تھا۔ جنگ کا آغاز تو ہو گیا تھا مگر موسم کی وجہ سے عام جنگ ابھی نہیں ہوئی تھی۔ بارش ایسی دھواں دھار ہو رہی تھی کہ گھڑی بھر بھی سطلع صاف نہیں ہوتا تھا۔ دریائے ڈینیوب غیر معمولی طور سے چڑھ آیا تھا۔ اس کے شمالی کنارے جھیلوں کا رنگ دکھا رہے تھے۔ ریلوں کی سڑکیں خراب ہو گئیں تھیں روسیہ کی پانچ ہزار فوج ان کی مرمت کے لئے ٹوٹ پڑی۔ پہلے انجنیروں نے چاہا تھا کہ بڑی پٹری سے چھوٹی پٹری کر دی جائے مگر یہ کام فرصت اور اطمینان کا ہے۔ ایسے سنگین موقع پر دشوار تھا حملہ آوروں نے چھوٹے چھوٹے اگنبوٹ ڈینیوب پر ڈال دئے تھے اور جنہیں بگیٹر اور ابریلیا میں لگئے تھے دریا کے نیچے انہوں نے تارپیڈو بھی بچھا دئے تھے تاکہ ترکی جہاز نہ آنے پائیں۔ اس میں شک نہیں کہ ترکی کی بحری قوت روس سے زیادہ تھی۔ اگر بدبخت ترکی افسر کچھ بھی قومی پاس رکھتے اور ذرا بھی انتظام سے کام لیتے تو روس کی کامیابی ناممکن محض تھی۔ ان بدنصیبوں نے جو کچھ کیا وہ کیا جس پر دنیا لعنت بھیجتی ہے انہوں نے نہ صرف اپنے آقا و نامدار کی نمک حرامی کی بلکہ اسلام کا بھی کچھ پاس نہ رکھا اگر خدا نخواستہ شاخ زرین پر روسی پرچم لہلہانے لگتا اور قلعجات چناک کی مسلسل قطار روسی توپیں اپنے شہنشاہ کی سلامی اتارتی تو سلطنت کے علاوہ اسلام کو کتنا بڑا صدمہ پہنچتا اور پھر اس سرزمین سے ہمیشہ کے لئے نسل

بلقانی ریاستوں کے مسلمان خارج کردئے جاتے ۔ یہ تو ہم مانتے ہیں کہ اسلام کو مثل عیسویت کی سلطنت کی سرپرستی کی ضرورت نہیں ہے تو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس غضبناک انقلاب سلطنت کے بعد ترکی مسلمانوں کا نام ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جاتا۔ جب اعلان جنگ ہوا ہے ترکی جہازوں نے دشمن کے مختلف شہروں کے بنادر پر جنگی کارروائی شروع کردی تھی۔ بحر اسود کا راستہ بند کر دیا گیا تھا اور مقام کوٹی پر جو فرانس کیکیشیا میں ہے حملہ کیا گیا تھا اور اوڈیسہ کو جو اسی جزیرہ کے شمالی کنارہ پر ہے حملہ کرنے کی دھمکی دی گئی تھی۔ جو بیڑہ جہازات کوٹے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا اس میں کل پانچ جہاز تھے جنہوں نے مارے گولوں کے شہر کو مسمار کر دیا مگر قلعہ فتح بولن نامی نے جو وسط میں بنا ہوا تھا کوٹے کو ایک حد تک فائدہ پہنچایا۔ ہابرٹ پاشا اس وقت زنٹک میں تھے جو ڈینیوب پر واقع تھا اور اس وقت خوف معلوم ہوتا تھا کہ پاشا مذکور کو سمندر میں جانے سے سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ روسی برابر گولہ باری کر رہے تھے لیکن ہابرٹ کے جہازوں کو کچھ بھی صدمہ نہیں پہنچا سکے۔ اس وقت روسی گلڈنر میں تھے اور انہوں نے دریا میں تارپیڈو بچھادئے تھے۔ ترکی امیر بحر کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ وہ جہازات کو دریا میں چھوڑ دے اور قسطنطنیہ کو چلا جائے لیکن اس مشورہ پر اس نے بیان کیا میں اپنے جہازوں کو دشمن کے قبضہ میں دینے سے آگ لگا دینا بہتر سمجھتا ہوں۔ اس نے اس بات کا انتظام کیا کہ روسی توپخانوں کے آگے سے اپنے جہاز کو بچا کر لے جائے۔ یہ واقعہ ۲۹ اپریل کی شب کا ہے۔ دریائے ڈینیوب بہت ہی تیزی سے بہ رہا تھا تمام روشنیاں بجھادی گئی تھیں انجنوں کی آگ کا یہ انتظام کیا گیا تھا کہ دھواں نہ اٹھنے پائے۔ جوں ہی ترکی جہاز آگے بڑھے۔ روسیوں نے اپنی لالٹینوں سے انہیں دیکھ لیا۔ رومینی کنارہ سے جو فوج روانہ کی گئی تھی اس کی مدد کے لئے دوسری فوج بھیجی گئی جنگی قرنا بجی۔ طبل پر چوب پڑی اور کمان کرنے کی آوازیں سنائی دیں ہابرٹ پاشا نے اپنے جہاز کو کنارہ پہنچا دیا اور یکایک روسی توپچیوں کی نظر اس پر پڑی اور وہ اس قدر قریب ہو گیا تھا کہ روسی توپیں آسانی سے اس پر گولہ باری کر سکتی تھیں۔ ترکوں کا دوسرا جہاز روسیوں کی زد سے نکل چکا تھا اور اب اس نے روسیوں کے قلب لشکر پر گولہ باری شروع کردی تھی اگر اس جہاز کو کوئی خوف تھا تو تارپیڈوؤں کا مگر معلوم نہیں کہ روسیوں نے تارپیڈو بچھائے بھی تھے یا یوں ہی افواہ ہی افواہ تھی غرض ترکی جہاز صحیح وسالم نکل گیا۔

سب سے پہلے ایشیا میں جنگ کی آگ بھڑکی۔ تین طرف سے روسیوں نے سرحد کو عبور کیا تھا پچیس اور چھبیس اپریل کو بعض فوجی تھانوں پر خفیف لڑائیاں ہوئیں لیکن قابل لحاظ واقعہ یہ ہے کہ روسیوں نے ترکی آرمینیا میں ہو کر اپنا راستہ کیا تھا اور تین طرف سے یعنی اکھال ٹسک۔ الگزنڈر و پول اور ایروان میں سے

ہو کر باطوم فارس اور بایزید پر بڑھ رہے تھے۔ اس وقت ترکی حکام ارض روم میں بڑی پھرتی سے سامان حرب جمع کر رہے تھے۔ رعایا سے استدعا کی گئی تھی کہ جو کچھ ان سے ہو سکے گورنمنٹ کی مدد کریں تاکہ چھ مہینے کا سامان رسد جمع ہو جائے۔ اشیاء کی قیمتیں بہت بڑھ گئی تھیں اور اس لئے شہر میں پریشانی چھا گئی تھی۔ دریا دجلہ میں دس روز کی لگاتار بارش سے سخت طغیانی آگئی تھی ادھر برف پگھل پگھل کر آرہی تھی آربینیا کی حالت مثل اس ملک کے ہو گئی تھی جو ڈینیوب پر واقع ہے۔ چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ روسیوں کی یلغار میں موسم کی بے عنوانی کی وجہ سے سستی آگئی تھی اور انہیں سخت نقصان اٹھانا پڑا جنگ کے وقت شہنشاہ روسیہ اس قدر پریشان تھا کہ وہ اخیر اپنے پائے تخت میں نہ رہ سکا اور اپنی فوج کے دل بڑھانے کے لئے آغاز ماہ مئی میں کشنف کے راستہ سے اوڈیسہ چلا آیا۔ زار وچ اور بڑا شہزادہ ولیعہد ہمراہ تھا۔ اپنی فوجوں کی ترتیب ملاحظہ فرما کے کیف روانہ ہوا اور یہاں بھی فوجی انتظامات کی دیکھ بھال کر کے ماسکو چلا آیا۔ دوسرے دن صبح کو ایک سپاسنامہ کے جواب میں شہنشاہ روسیہ نے یہ کہا "چھ مہینے گزرے میں نے اسی شہر میں آکے مشرقی یورپ میں صلح ہو جانے کی امید ظاہر کی تھی میں نے اس بات کی جہاں تک مجھ سے ہو سکا کوشش کی کہ اپنے سپاہیوں کو اُن کا قیمتی خون گرانے سے بچاؤں مگر خدا کی یہ مرضی نہ ہوئی۔ میں نے اپنی قوم میں اعلان کر دیا ہے کہ وہ وقت آگیا جس کا خیال مجھے پہلے ہی سے تھا۔ تمام روسیہ معہ ماسکو کے اُٹھ کھڑا ہوا ہے میں آج نہایت خوشی سے معہ شہنشاہ بیگم کے لوگوں کے اس جوش کا جو عملی ہے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اُن کے دھن من تن قربان کرنے کے شوق نے میری کمر ہمت بند ہوا دی ہے۔ اس کام میں خدا ہماری مدد کرے اور ہماری فوجوں پر جو مذہب۔ شہنشاہ اور وطن کے لئے میدان جنگ میں ہیں برکت نازل کرے"۔ اس کے بعد ۷ تاریخ کو شہنشاہ سینٹ پیٹرسبرگ پہنچا اور پھر اپنی یورپی افواج کے ساتھ آملا۔ اس صورت سے روسی فوجوں میں دگنی طاقت آگئی۔ اس میں شک نہیں کہ عین جنگ کے وقت خود شہنشاہ کا ہونا ایک عظیم جرأت فوج میں پیدا کر دیتا ہے۔ شہنشاہ روسیہ نے یہ بڑی حکمت کی اگر وہ خود نہ آتا تو کامیابی مشکل ہوتی۔ اسی طرح اگر قسطنطنیہ میں سازشوں کے جال نہ بچھے ہوئے ہوتے اور رعایا کی حالت قابل اطمینان ہوتی تو سلطان المعظم خود نکلتے اس وقت روسیہ کو معلوم ہو جاتا کہ نتیجہ جنگ ایسا ہوتا ہے اور آنکھ بند کر کے کسی کے ملک پر چڑھ جانے کے یہ معنی ہیں۔

بدقسمت ترکی میں تو ایسے متضاد عنصر جمع ہوئے تھے کہ جدید سلطان ایک لمحہ کے لئے بھی باہر نہیں جا سکتے تھے رعایا کا کچھ اور خیال تھا۔ علما کا گروہ کچھ اور چاہتا تھا قسطنطنیہ ہی میں ایک گروہ مراد کا خیر خواہ تھا اس صورت میں ہرگز سلطان المعظم کا باہر جانا مصلحت نہ تھا۔ یہ صحیح ہے کہ میدان جنگ میں آنے سے رنگ ضرور بدلجاتا لیکن

غضب یہ ہوتا کہ قسطنطنیہ میں غدر ہو جاتا اور یہ غدر ہو جانا لازمی تھا۔ سلطان المعظم نے تو کئی بار جانے کا ارادہ کیا مگر ہوشیار مشیروں نے قسطنطنیہ سے باہر جانے کی صلاح نہ دی۔

ترکی میں یہ کشمکش ہو رہی تھی اور روسیہ میں دوسری قسم کی بے چینی پائی جاتی تھی۔ شہنشاہ روسیہ اس بات سے پریشان تھا کہ کہیں روسیہ کی مسلمان آبادی نہ بھڑک اٹھے بڑا خوف شہنشاہ روسیہ کو یہ تھا کہ فوجی مسلمان گروہ نہ بگڑ جائے یہ سب جانتے ہیں کہ اگر اسلامی فوج خارج کردی جائے تو روسیہ محض بے حقیقت رہ جائے۔ ترکی جنگ میں جہاں جہاں روسیہ کو کامیابی ہوئی صرف اپنی مسلمان فوج کے ذریعہ سے ورنہ عیسوی فوجیں تو پے در پے پارہ پارہ کردی گئیں اور کاش محمد علی یورپی ٹرکی سے نہ بلا لیا جاتا تو زار وح معہ پچاس ہزار فوج کے گرفتار ہی کر لیا گیا تھا۔ بہرحال جو ہونا تھا ہوا اور تقدیر کے لکھے کو کون ٹال سکتا تھا۔ اگر بدنصیب ترکوں میں ذرا بھی قومی ہمدردی ہوتی اور عثمان پاشا اور محمد علی جیسے کل افسر ہو جاتے تو کس کا روسیہ اور کس کی فوجی قوت سب کا ستیاناس کردیا جاتا اور اس کہنے میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے کہ سینٹ پیٹرسبرگ پر ہلالی جھنڈا اڑتا ہوا دنیا ملاحظہ کرتی۔ آہ اے بدقسمت غفلت آہ تو نے دنیا کے تروتازہ حصوں کو برباد کیا ہے اور تو ہمیشہ بھرے گھروں میں جھاڑو پھیرا کرتی ہے۔

شہنشاہ روسیہ نے سب سے پہلے اپنے فوجی مسلمانوں کے خیالات کا اندازہ کرنے میں توجہ کی۔ اخیر پوشیدہ تحقیقات کے بعد اسے پتہ لگ گیا کہ میری مسلمان فوج اتنی وحشی ہے کہ اسے مسلمان اور غیر مسلمان میں کوئی بھی تمیز نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے ان اسلامی پلٹنوں کی روانگی کا بھی باطمینان حکم دیدیا اور آپ آنند کے تار بجاتا ہوا میدان جنگ میں آکودا۔

سینٹ پیٹرسبرگ میں بالکل سکون تھا۔ مگر ماسکو جنگ جنگ پکار رہا تھا۔ یہاں ہمیشہ جنگ کا جوش موجزن رہا کرتا ہے۔ اس عظیم سلطنت کا پائے تخت پہلے ماسکو ہی تھا اور ابھی تک تمام روسیوں کی نظر میں اس کا بہت بڑا احترام ہے اور اسے شہر مقدس کے نام سے پکارتے ہیں۔ بلاتشبیہ جس قدر مسلمانوں کو مکہ معظمہ کا اعزاز ہے اسی طرح روسیوں میں اسکو کا ادب ہے۔ سلطنت کے دوسرے حصص میں بیچارے زمینداروں کو جنگ کے لئے ابھارا گیا تھا۔ اور انہیں شہنشاہ روسیہ کا یہ پیغام پہنچایا گیا تھا کہ صلیب اور ہلال کی لڑائی ہے صرف خداوند یسوع مسیح کے نام پر تلوار لیکے اٹھ کھڑے ہو غرض وہ وحشی آمادہ جنگ ہوگئے انہیں اس کی کچھ خبر نہیں تھی کہ یہ جنگ مذہبی ہے یا ملکی اور آیا اس وقت جنگ کی ضرورت بھی ہے یا نہیں روسیہ کے تعلیم یافتہ گروہ کا رنگ ہی جدا تھا وہ اس موقت کی جنگ کو غیر ضروری خیال کرتا تھا اور شہنشاہ روسیہ کو یقین کامل تھا کہ اگر شکست ہوئی تو رعایا مجھے زندہ نہیں چھوڑنے کی۔

ادہر روسیہ کی حاسدانہ نظریں یونان پر پڑ رہی تہیں وہ چاہتا تہا کہ تمام یونان کو غتر بود کر کے بلغاریہ کے ساتہ شریک کر دیا جائے۔ خیالات کی یہ زنجیریں تہیں جو آس پاس تمام یورپ پر پہیلی ہوئی تہیں اور ان کل متضاد خیالات کا صرف یہ نتیجہ سمجہ میں آتا تہا کہ ذلیل سے ذلیل ریاست آمادہ پر خاش تہی اور ترکوں کو برباد کرنا چاہتی تہی۔ ترک خوب سمجہتے تہے کہ اس وقت تمام دنیا ہمارے خلاف بھڑک اُٹھی ہے اور وہ جانتے تہے کہ ہم اخیر تک قسطنطنیہ پر کوئی آفت نہیں آنے دیں گے انگلستان میں بہی ابہی تک سیاسی معاملات کی بحث کا دروازہ بند نہیں ہوا تہا۔ روسیہ کی گورنمنٹ نے اعلان جنگ ہونے پر لارڈ ڈربی کے مراسلہ کا جواب دینے سے انکار کر دیا تہا۔ ہر مئی کو گلیڈاسٹون نے پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ اب ترکوں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ انگریزی سلطنت اُن کی امداد کرے۔ گورنمنٹ برطن اعظم کا فرض ہے کہ تمام یورپ کے ساتہ شریک ہو کے ترکی سلطنت کے کل حصوں کو آزاد کر دیا جائے اور اُن مظالم کا خاتمہ کر دیا جائے جو برسوں سے ترکی کر رہی ہے۔ اس نیک نہاد بوڑہے کو اب بہی چین نہ تہا حالانکہ روسیہ اعلان جنگ دے چکا تہا۔ خونریزی اور وہ بہی خطرناک خونریزی کے سامان مہیا ہو چکے تہے مگر پہر بہی اس متعصب بوڑہے کی یہ خواہش تہی کہ کل یورپ اپنی مشتملہ قوت سے ترکی پر ٹوٹ پڑے اور اُسے پارہ پارہ کر دے۔ پارلیمنٹ میں اگرچہ اُس کی ہکواس پر کوئی خیال رجوع نہیں کیا گیا لیکن اُس نے حتی الامکان عامہ خلایق کو بہڑکانے میں کوئی دقیقہ اُٹہا نہیں رکہا تہا اور وہ ترکوں پر برابر دانت پیس رہا تہا۔ خدائے قہار و مطلق کی قوت کا اُسے ذرا بہی اندازہ نہ تہا جو چشم زدن میں قوی کو ضعیف اور ضعیف کو قوی بنا دیتا ہے جس کی مرضی کے خلاف پتہ تک جنبش نہیں کہانے پاتا جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔ اُس کے کارخانہ میں کسی کو دخل نہیں ہے ہم سوچتے کچہ ہیں اور ہوتا کچہ ہے۔ یہ اُس کی قدرت کاملہ کا ادنٰے نمونہ ہے کہ اس مخالفت صریح کے بعد بہی اور اس برباد کن جنگ کے نتایج برداشت کرنے کے بعد بہی آج تک ترک موجود ہیں اور اُنہیں اس وقت تک کوئی صفحہ ہستی سے نہ مٹا سکا۔ یہ سب جانتے ہیں کہ بقا خدا کے لئے ہے تمام دنیا فنا ہونے والی ہے لیکن یہ کسے معلوم ہے کہ کل کیا ہوگا اور فنا کا برقع کب اور کس وقت کسی کے چہرہ پر ڈالا جائے گا۔

ترکی مین بھی بعض ایسے لوگ موجود تھے جو جنگ ہونی نہ چاہتے تھے مگر سوائے چند آدمیون کے ترکی کا ایک بچہ بچہ اس بات پر اصرار کر رہا تھا کہ روسیہ کی تعمیل احکام کرنے سے بالکل نیست و نابود ہو جانا ہزار درجہ افضل ہے۔ ترکی کی مسیحی رعایا بھی اس خیال سے مستثنیٰ نہ تھی ترکی پارلیمنٹ کے بہت سے مسیحی ممبر بہت زور شور سے روسیہ کے مطالبات کی مخالفت کر رہے تھے اور اُن کا مقولہ تھا کہ ہر عیسائی کو اپنے ملک کی حفاظت کے لیے شمشیر بدست ہونا چاہیے۔ وہ علانیہ کہتے ہین ہمین روسیون کی حفاظت کی ضرورت نہین ہے اور نہ یہ چاہتے ہین کہ وہ ہم سے کچھ ہمدردی کرین ہم سلطنت کی حفاظت مین حصہ لینے کے لیے آمادہ ہین۔ ترکی حکام نے نہایت دانائی سے اسباب کا انتظام کر دیا کہ مسلمانون کی طرف سے کوئی ایسی بات ہونے نہ پائے جس سے عیسائیون کے خیر خواہانہ خیالات کو صدمہ پہنچے، اماموں، اور شیوخ کی طرف سے ترکی اخبارون کے نام احکام جاری ہو گئے کہ کوئی ایسا مضمون نہ شایع ہو جس سے جنگ مذہبی پائی جائے۔ بوسینا مین قومی ملیشیا جو سلیمان پاشا کی ماتحتی مین تھی اور جس مین گریک اور لٹن چرچ کے عیسائی شامل تھے جنگ مین جانے کے لیے بیچین تھی۔ اس قومی ملیشیا نے اپنے افسر خود منتخب کیے تھے۔ سلیمان پاشا نے گورنر جنرل بوسینا کو ایک خط بھیجا تھا جس مین اُس نے رنگروٹ عیسائیون کی تعریف کی تھی جو محض اپنی خوشی سے اپنے وطن کی حفاظت کے لیے شمشیر بدست ہو گئے تھے اور سلیمان نے یہ بھی رائے دی تھی کہ کل سلطنت مین ایسی فوجین ترتیب دی جائین جن مین مسلمان عیسائی ملے جلے ہون۔

یونان مین روسیون کے خلاف جوش پیدا ہو رہا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یونانی قسطنطنیہ پر اپنا موروثی حق سمجھتے ہین انہین اسباب سے غصہ تھا کہ روسیہ کیون اُن کے حق کو غصب کرتا ہے اور کیون اُس نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس صورت سے ممکن تھا کہ وہ ترکون کے ساتھ شریک ہو جاتے اور روسیہ کے مقابلہ مین عثمانیون کے پہلو بہ پہلو میدان جنگ مین نکلتے گرچہ ترکون سے یونانیون کو دلی عناد تھا پھر بھی اُن کی مرضی یہ تھی کہ ترکون کو روسیہ کے مقابلہ مین ضرور امداد دینی چاہیے یونانی اُن قدیم مظالم کو یاد کر رہے تھے جو ترکی پاشاؤن نے وقتاً فوقتاً اُن کے خیال مین اُن پر کیے تھے یہ سب کچھ تھا پھر بھی یونانی فوج مین حسب معمول ایک جوش پیدا ہو گیا تھا اور وہ آپے کے باہر ہوئی چلی جاتی تھی۔ یہ جوش ترکی کے خلاف تھا اور بہت سے یونانی مدبرون کی یہ رائے تھی کہ ترکی سے جنگ کر کے اس وقت تسلی، ایپرس اور دوسرے سرحدی مقامات چھین لیے جائین یہ متضاد خیالات تھے جو یونان مین پیدا ہو رہے تھے اور ابھی تک اونٹ کسی کل نہین بیٹھا تھا

چوتھا باب

جنگ

اعلان جنگ ہوچکا ہے اور روسی افواج نے ترکی سرحدات کو عبور کرلیا ہے۔ جدید سلطان جس خوف
سے تخت پر بیٹھنے سے انکار کرتے تھے وہ خوف خون اور آگ کا جامہ پہنکر اُن کے سامنے مجسم کھڑا ہوگیا
ہے اس وقت سلطان المعظم بالکل بے قابو تھے سلطنت کا تاج توان کے سر پر قدرت نے رکھ دیا
تھا لیکن وہ تاج خون میں لت پت ہو رہا تھا۔ نہ کسی انتظامی معاملہ کو سمجھنے کا وقت ملتا تھا اور نہ آپ
کسی اہم ملکی یا جنگی مسئلہ میں اپنی رائے دے سکتے تھے۔ وزرا کے کاموں کو دہشت اور اشتباہ سے
نظر کرنا اور دل ہی دل میں خوفزدہ ہونا صرف اسی قدر سلطان المعظم کا کام تھا بیرونی جنگ کا خوف سلطنت
کے جگر میں متضاد عنصروں کے جمع ہونے کی دہشت پھر اپنی محض بے اختیاری اور بہت سے معاملات
کو کافی طور پر نہ سمجھنے کی مشکل ایک سخت جانکندنی تھی جس نے بیگناہ سلطان کو اپنی مٹھی میں دبوچ
لیا تھا۔ اگرچہ سلطان حال کو اُن کے اب و جد کی شجاعت اور عالی حوصلگی کا پورا حصہ ملا تھا لیکن بے
اختیاری اور ناتجربہ کاری نے سب پر خاک ڈالدی تھی۔ باینہمہ یہ ضرور یقین کرنا پڑے گا کہ اگر قسطنطنیہ
میں مرادی گروہ اُن پر حاسدانہ نظریں نہ ڈالتا اور ہر روز سلطنت کے جگر ہی میں بغاوت کے پیدا
ہو جانے کا خیال نہ ہوتا تو سلطان ہلالی جھنڈا لیکے ضرور میدان جنگ میں نکلتا اور پھر دونوں شہنشاہ
باآسانی اپنی قسمتوں کا فیصلہ کر لیتے

دو جمشید لشکر برانگیختند — بخوں ریختن می ز کف ریختند
دو اسکندر از راہ از زندگی — بخوں کردہ پر چشمۂ زندگی
دو شمع از دو سو رخ برافروختند — نہ پروانہا خانہا سوختند
دو صیاد گوئی کہ افگندہ شست — کہ داند کہ ماہی کہ آرد بدست
دو لشکر رواں شد بمیداں کیں — بجنبش در آمد زمان و زمین
در آمد بجنبش دو فوج گراں — دو کوہ از دو سو گشتہ گوئی رواں
شہنشہ چو آمادہ کار شد — بیلغار خود ہم بیلغار شد
یکی داشت لشکر فزوں از شمار — دگر سرکشاں را بخود کردہ یار
ز سلطاں کسانیکہ سر تافتند — بپابوس او سروری یافتند

بدرگاه او در پناه آمدند | ستم کرده او و دادخواه آمدند

چو انجم ز خورشید رو تافته | به پیرامن ماه جا یافته

بدریای دینوب آمد چو شاه | بماهی گرفتن چو رخشنده ماه

بر این شور و غوغا بسلطان رسید | که سیلاب سختی بعمان رسید

بجنبید از جا در آن اضطرار | که میداشت چون حق بمرکز قرار

ز ایوان بمیدان نه رفت از شکوه | که کوه هست وی جنبد از جای کوه

بعبد الکریم از ره سروری | اشارت شد از درگه قیصری

که با لشکرے ہمچو سیل دمان | شود سوے دریا چو دریا روان

بفرمان سلطانی آن پیلتن | بدینوب چون ابر شد قطره زن

تو گوئی که شد رہنما جبرئیل | که موسے روان شد سو رود نیل

دو بد ور رسید و رسانده باوج | ز صحرا بدریا حصارے ز فوج

گرفتند تر کان چنان راه را | که دلتنگ شد زان شهنشاه را

دو فوج از دو سو گشته بیگار کوس | دو دریاے آتش در آمد بجوش

رمیده ز باران توپ و تفنگ | ز صحرا پلنگ و ز دریا نهنگ

برین جنگ و آهنگ چند گذشت | که پیر فلک آن ورق در نوشت

به بستند بر آب یکبار پل | بسیلاب دادند بسیار پل

سبک بسته آن جسر آهن سیاه | ز ترکان بشد هیچکس سنگ راه

فرو هشته رو تینه خمها بر آب | بزنجیرها بسته با هم شتاب

به پرتاب تیر آهنین تیدها | بر و راست کرده بتدبیرها

بدوم آن عمارت بپایان رسید | قضا گفت شو آسمان شد پدید

بتوپ و عراده بخیل و ستور | از و روسیان کرده ناگه عبور

ازین سوختگی و شنگی نخست | نه یک سینه خست و نه یک سر شکست

ندانم که این تازه نیرنگ چیست | سپه را ز جنگ اینهمه ننگ چیست

در اینجا بود راے زن را دو راے | که هر جاے خود هست هر یک بجاے

یکے از طمع افسران گشته کور | که افتاد در گور از صید گور

فلک حرفتی طرفه ایجاد کرد — که در جنگ زره کار پولاد کرد
دگر اینکه سالار آن رزمگاه — بدین حیله و مصلحت داده راه
که گر لشکر روس زور آورد — ازان سو بدین سو عبور آورد
چنان حمله آرند بروی شتاب — که یا غرق خون یا شود غرق آب
ولی مرد بیکار هم وقت کار — همان میکند کان کند کردگار
سپاهی که در طالعش هست اوج — نه از فوج بیمش بود نی ز موج
کسی را که اقبال شد هم رکاب — نه کوهش بود سنگ راه و نه آب
ازان پس چو روسی سپه پیش رفت — بهر جا که شد شهری از خویش رفت
چه گویم چها بر رعایا گذشت — تو گوئی ز سر آب دریا گذشت
نه برگ گلی گلشنی سوختند — پی دانه خرمنی سوختند
نگاه غضب کرده هر سوی باز — در مهر بر روی هر کس فراز
اگر کاسگی ره ببازار برد — ز زن معجر از مرد دستار برد
اگر خار کش کرده تاراج کشت — وگر مطبخی برده چوب کنشت
ستمها با هل وفا کرده شان — نه بر کس که بر خود جفا کرده شان
نه شرم از مسیح و نه ترس از خدا — نه عار از جفا و نه بیم از سزا
بدین ملک گیری جو سیری کنند — بترکان چرا خرده گیری کنند
خود این مملکت را بیغما دهند — ستم بین که تهمت بترکان نهند
اگر داور این ست وگر داد این — نه دنیا بماند بجا و نه دین
بلی پادشاهی شبانی بود — نگهبانی و گله رانی بود
ز موری که پامال دوران شود — چه دانی چها بر سلیمان رود
که کشور خدایان بود بازخواست — که کار جهان را نگردند راست
بیا ساقی آن می که زور آورد — دماغ جهان را بشور آورد
دمادم ازان می بده ساغرم — که با لشکر غم ستیز آورم

(آرمینیا)

اسوقت آرمینیا میدان جنگ بن رہا تھا لیکن موسم کی غیر معمولی سختی نے حملہ آور فوج کے رستہ مین

بہت سی دقتین پیدا کر دی تہین۔ پہاڑون پر برف جمی ہوئی تھی، رستے برف سے اٹا اٹ بھرے ہوئے تھے۔ مئی کے وسط مین اگرچہ برف پگھلنی شروع ہو گئی تھی لیکن اس سے اور بھی رستے ناقابل گزار ہو گئے تھے۔ مگر یہ تمام موانعات روسی فوجون کے سامنے کوئی حقیقت نہ رکھتے تھے۔ انجنیری سامان نے ان تمام مشکلات کو بہت ہی آسان کر دیا تھا اور روسی فوجین اپنے جوش وخروش مین برابر بڑہی چلی آتی تہین۔ اس جوش مین مذہبی جنون اور بے رحمی بھری ہوئی تھی۔ آغاز جنگ ہی سے روسی سپاہیون نے مظالم شروع کر دیئے تھے۔ بے پناہ عورتین اور معصوم بچے اُن کی بیرحم تلوارون کے نذر ہو رہے تھے۔ شائستہ فوج کی ساری شائستگی بالائے طاق ہو گئی تھی۔ ان بیجا مظالم سے تمام یورپ مین تہلکہ مچ گیا تھا۔ مکانون کا جلانا۔ عورتون اور بچون کو سخت بیرحمی سے قتل کرنا قدم قدم پر روسی فوجون کا روئیہ ہو گیا تھا جب ان شدید بیرحمیون کی حد ہو چکی اور مظلومین کی دردناک صدائین بلند ہوئین تو ترکی بیقاعدہ فوج بھی آپے کے باہر ہو گئی اور اب اس نے بھی انتقام لینا شروع کیا۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ ترکی باقاعدہ فوج اب بھی قوانین بین الاقوام کے دائرہ مین تھی اور اُس نے ایک قدم بھی ان ذلیل اور شرمناک افعال کی طرف نہین اُٹھایا تھا۔ ہان اُنہین جوش جنگ زیادہ پیدا ہو گیا اور اس جوش مین جو غیر معمولی شجاعت سے کام لیا اس سے روسیون کی آنکھین چندیا گئی تہین۔

ترکی جنگی بیڑے نے جو بحیرہ سودہ پر پڑا ہوا تھا روسیون کے بندر مسمار کرنے شروع کر دیئے تھے بہت سے بنادر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ اعلان جنگ ہوتے ہی ترک نہایت بیجگری سے روسی حد مین گھس آئے تھے اور خونریزی کا میدان گرم ہونے لگا تھا۔ بہت سے سرکیشی کوہ قاف کے ایک ملک عباسیہ نامی مین بھیجدیئے گئے تھے تاکہ روسیون کے خلاف عباسی گروہ کو برانگیختہ کرین۔ یہ ایک نہایت بہادر قوم تھی اور بحیرہ اسود کے مشرق مین آباد تھی عباسی نہایت جوشیلے مسلمان تھے اور روسیون کے دیرینہ مظالم سے سخت تنگ آ گئے تھے علمائے سرکیشی کے پہنچتے ہی وہ بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور کوہ قاف مین جنگ ہونی شروع ہو گئی، روسیون کے اس بغاوت سے ہوش اُڑ گئے اور اُنہون نے دھڑا دھڑ فوجین بھیجنی شروع کین۔ اگر یہ بغاوت بڑے حصے ملک مین ہوتی تو روسیون کو بہت کچھ چشم زخم اُٹھانی پڑتی اور دوسری طرف ترکون کو اس سے فائدہ پہنچتا۔ مگر عباسیہ ایک چھوٹا سا صوبہ تھا اور جو سوائے اس سے اور کچھ نہین کر سکتا تھا کہ کچھ روسی مارے جائین اور اُن کے سامان باربرداری پر حملہ کیا جائے اور بس۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتین اتنی عظیم جنگ مین کوئی رخنہ نہین ڈال سکتی تہین۔

۲۵ اور ۲۶ تاریخ کو بہت سخت معرکے روسی اور ترکی فوج مین ہوئے۔ روسیون نے اچھی موروثی شجاعت

کا نمونہ دکھانے مین کوئی کسر نہین رکھی تھی۔ اُن کے دھوان دھار حملون سے یہ پایا جاتا تھا کہ آرمینیا کی سرزمین اُکھیڑ کے پھینک دینگے۔ ترکون نے بڑے استقلال سے قدم جما کے اُن کے غضبناک حملون کا جواب دیا دو دن تک طرفین سے آگ برستی رہی اور کشتون کے پشتے لگ گئے۔ اخیر ۲۲ تاریخ کی شام کو ترکون نے ایک زبردست حملہ کیا۔ توپون سے بندوقون اور بندوقون سے سنگینون تلوارون پر نوبت آگئی خوب ہی کھچا کھچ سینہ بسینہ جنگ ہوئی اخیر عثمانی جوش کی برداشت نہ کرکے روسیون کے قدم اُکھڑ گئے اور وہ دُم دبا کے بھاگے۔ باطوم کے پرے تک اُنہین بھگا دیا۔ اگر ترک تعاقب کیے جاتے تو ضرور پوری کامیابی کی اُمید تھی مگر اُنہون نے اس فوری فتح پر قناعت کی اور آگے تک روسیون کو نہین دبایا۔ اس لیے اس شکست کا جیسا کہ ہونا چاہیے تھا بیّن اثر نہین پڑا۔ اِدھر ترکون نے باطوم مین آکے آرام لیا اور بیرونی تھانون کی زیادہ حفاظت نہ کی۔ اس مین تو شک نہین کہ اگر امداد پہنچانے کے ذرایع ترکون کے پاس ہوتے تو روسیون کا برسر آنا محال تھا مگر یہان یہ بات نہ تھی امدادی فوج جو مہینون کے دشوار گزار سفر سے آکے میدان جنگ مین پہنچتی تھی وہ ایسی ماندہ اور بیکار ہوجاتی تھی کہ روسیون کی تازہ دم فوج سے مقابلہ کرنا دشوار ہوجاتا تھا جنگی ذرایع کی کمی نے اور بعض ترکی افسرون کی ناقابلیتی نے روسی فوجون کو یہ موقع دیا کہ وہ باطوم کا آکے محاصرہ کرلین مقام اُتھیوان جو باطوم کے جنوب مین چالیس میل کے فاصلہ پر تھا بالکل بے پناہ چھوڑ دیا گیا تھا حالانکہ یہی ایک جگہ تھی جس پر باطوم کی حفاظت کا دارومدار تھا اگر معمولی قوت سے بھی اسے مضبوط کیا جاتا تو روسیون کی کامیابی بہت ہی محال تھی۔ ان غلط کاریون کا فطری طور پر یہ نتیجہ ہوا کہ خفیف مقابلہ کے بعد روسیون نے مقام مذکور پر قبضہ کرلیا اور ترکی فوجین دیکھتی کی دیکھتی رہ گئین پھر روسی فوج کا ایک کالم جس کے ساتھ بڑی بڑی محاصرہ کی توپین تھین۔ قارص کے راستہ سے اردہان روانہ ہوا۔ باطوم سے زیادہ قارص وہ مقام تھا جس پر قریب قریب تمام ایشیائی جنگ کا دارومدار سمجھنا چاہیے اس سے بھی بے توجہی کی گئی اور اس کی بھی اخیر وہی قسمت ہوئی جو باطوم کی ہوچکی تھی یعنی روسی حملہ آور فوج نے اس کا بھی محاصرہ کرلیا۔ اور جب غنیم کی فوجون کے دل بادل چھا گئے تو احمد مختار پاشا ایک فوج کے سرکردہ ہو کے میدان جنگ مین آئے اور ۲۵ اور ۳۰ اپریل کو سخت خونریز میدان ہوئے۔ اگرچہ ترکون نے باوجود قلیل تعداد کے نمایان کام کیے لیکن بالاقتضائے وقت روسیون کے ہاتھ رہا کیونکہ ترک اپنی کامیابی کا موقع کھو چکے تھے۔ یہ اور اس قسم کی جتنی شکستین ہوئین محض بعض غلط کاریون کی وجہ سے ہوئین جن پر روسی فخر نہین کرسکتے۔ نہ یہ دعوے ہوسکتا ہے کہ کل جنگ مین اُنہون نے ایک بھی ایمانداری کی شکست

ترکون کو دی مقام بایزید جو جنگ کی جان تھا مثل اور ضروری مقامات کے بے پناہ چھوڑ دیا گیا تھا اپریل کے اخیر مین روسیون نے اس مقام پر حملہ کیا یہان ترکی فوج صرف برائے نام چھوڑ دی گئی تھی ان مٹھی بھر ترکون نے اپنی سے دس گنی دشمن کی فوج کا بہت بیجگری سے مقابلہ کیا لیکن اخیر کہان تک وہ مغلوب ہو گئے اور یکم مئی کو اس نامور مقام پر جو کوہ ارارٹ کے دامن مین واقع ہے روسی قبضہ ہو گیا روسی تین طرف سے حملہ آور ہو رہے تھے اور عثمانی فوج کا دہنا بازو ارض روم مین قایم کیا گیا تھا کل فوج کا مرکز باطوم کو بنایا گیا تھا اور بایان بازو عثمانی فوج کا عباسیہ مین مقام سُکم کالی پر قایم کیا گیا تھا۔ اس صورت سے روسیون کی آمد و رفت کو کافی دہکی ہو سکتی تھی مگر ترکی افسرون نے زیادہ مستعدی سے کام نہین لیا ورنہ فوج کا رستہ کاٹ دینا بہت ہی آسان تھا۔ روسی فوجون کی نقل و حرکت مغرب کی طرف سے شروع ہوئی اور ان کل فوجون کا رُخ باطوم کی طرف تھا۔ ۱۱ مئی کو اس ترکی فوج سے خطروبانی کی چوٹیون پر جو مضبوطی سے مورچہ بندی کئے پڑی تھی خطرناک مقابلہ ہوا اس وقت بھی روسیون کی تعداد دگنی تھی۔ روسی فوجین اس قدر قریب پہنچ گئین کہ اخیر طرفین کی توپون پر بیتی پڑی۔ توپون کی گرج اور گولون کی بارش شروع ہوئی کئی بار روسیون نے کچ کچا کچ کچا کے حملے کئے مگر ہر بار سخت نقصان اٹھانے کے بعد شکست کھائی۔ تمام فوج کی جیل چلو اڑ گئی روسی سپاہی آسمانون پر بے پر اڑتے ہوئے نظر آ رہے تھے نہ دس کی نہ بیس کی ہزار کی گنتی تھی قتل و غارت کا بازار نہایت شدت سے گرم ہو رہا تھا۔ ملک الموت اپنی پہرتی دکھا رہی تھے فوج کا بہت بڑا حصہ پارہ پارہ کر دیا گیا تھا اور تمام میدان پر روسی خون سے افشان ہو رہی تہی جب روسی شجاعون کی بڑی تعداد کی چھچھڑے اُڑا دیئے گئے تو باقی ماندہ آدمی بے اوسان ہو کے بہاگے اور میلون پر جا کے دم لیا۔ انہین معلوم ہو گیا کہ جنگ کیون کر کیا کرتے ہین اور باوجود اس شکستہ حالت کے ترکون مین کتنا دم خم باقی ہے۔ تمام یورپ کی اس جنگ نے آنکھین کھول دین۔ ولایت کے ان اخبارون مین جن مین پچھلے دنون ترکون کو گالیان دی گئی تہین اب اُن کی شجاعت اور فنون جنگ کی تعریف ہونے لگی اور تمام یورپ پر یہ ثابت ہو گیا کہ ترکون مین اب بہی موروثی شجاعت باقی ہے اور خواہ اُن کی کیسی ہی ردی حالت ہو جائے وہ ہر حالت مین اپنی عثمانی شجاعت کا ثبوت دینے کو موجود ہین۔

اس جنگ مین روسیون نے بھی اپنی غیر معمولی شجاعت سے کام لیا تھا۔ حالانکہ قدم قدم پر اُن کا شمار ہو رہا تہا مگر وہ برابر بڑھے چلے آتے تھے اور انہین اپنے نقصان کثیر کا ذرا بھی خیال نہ تھا۔ خوب لڑے اور اچھے لڑے سپاہ گری کے فن کی عزت رکھ لی۔ روسی اور عثمانی شجاعت کا مقابلہ تہا۔ دو نون جوہرون کی خوب پرکھ ہوئی کھرے تو دو نون ہی اُترے مگر نسبت مین عثمانی شجاعت بڑھ گئی۔

ایک طرف تو یہ فاش شکست ہوئی اور دوسری طرف سے روسی فوجون نے اردہان کا محاصرہ کرلیا ترکی افسرون کی غلطی نے یہان بھی روز بد دکھایا۔ ایسا ضروری مقام کس مپرسی کی حالت مین چھوڑ دیا گیا تھا۔ نہ اُس کی قلعہ بندی اچھی طرح کی گئی تھی اور نہ اس پر عمدہ توپین چڑہائی گئی تھین جس طرح یہ مقام جنگ اور جنگی کامیابیون کی جان تھا اسی طرح اُس سے بے پروائی برتی گئی تھی ترکی فوج بیچاری کیا کرتی جب اُسکے افسر ہی ایسے بے پروا ہون جن مین قومی جمیعت کا نام نشان نہ ہو جنھین اس کی پروا نہ ہو کہ اگر ملک جاتا رہے گا تو ہم پر کیا بنے گی۔ اگر اردہان کی اچھی طرح حفاظت کرتے اور اُسے خوب مضبوط کرتے تو سخت محاصرہ کے بعد بھی اُس کا فتح ہونا محال تھا۔ اردہان کی بیرونی مورچہ بندی کی بھی یہی کیفیت تھی نہ فوج رکھی گئی تھی اور نہ توپین۔ پتھر اور زمین تو مقابلہ کرنے سے رہے آخر روسیون نے ۱۶ تاریخ کو اردہان کی بیرونی فوجی چوکیون پر قبضہ کرلیا۔ دوسرے دن جنرل لورس میلیکف نے شہر پر بذات خود حملہ کیا مٹھی بھر ترکون نے داد شجاعت دی تو بھی روسیون کی کثیر تعداد فوج کی یلغار کے آگے وہ کیا کرسکتے تھے۔ باینہمہ اُنھون نے اپنی عثمانی عظمت کے اظہار کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھار کھا اور اردہان جیسے بے پناہ مقام کو بھی بغیر سخت خونریزی کے روسیون کے سپرد نہین کیا۔

روسی جنرل نے آندہی اور مینہ کی طرح سے علے الصباح ۱۷ تاریخ شہر پر حملہ کیا۔ ترکون نے اُس کے حملہ کا جواب خطرناک دلیری سے دیا۔ خوب گھمسان کی کلہ بکلہ جنگ ہوئی۔ پہلے حملہ مین روسیون نے منہ کی کھائی اُن کی بڑہتی ہوئی رجمنٹین کاٹ ڈالی گئین اور حملہ آور فوج مین ایک کہرام برپا ہوگیا۔ کاش سپاہیون کی طرح سے ترکی افسر بھی ایمان داری سے کام لیتے تو قیامت شکست نہ ہوتی۔ مگر وہان ذاتی اغراض اور شخصی ناموری قومی خیرخواہی کی مانع تھین۔ غرض جب روسی سپاہ سالار کو فاش شکست ملی تو وہ جان بچا کے بھاگا۔ اس عرصہ مین اور تازہ امداد آگئی دوپہر کو اُس نے پھر کچا کے حملہ کیا، اور اب کے بھی مُنہ کے بل گر پڑا۔ روسی فوجون کے دھوئین اُڑا دیئے گئے اور تمام میدان روسی کشتون سے بھر گیا۔ اگر اُس وقت فوجی انتظام درست ہوتا اور ترکون کو امداد پہنچ جاتی تو روسیون کو مار ہی لیا تھا۔ مگر یہ بات نہ تھی اردہان کی مٹھی بھر فوج اُس کی قسمت اور روسیون کے رحم پر چھوڑ دی گئی تھی۔ سوائے اُن کی موروثی شجاعت اور خدا کے کوئی اُن کا مدد دینے والا نہ تھا۔ مگر فطرت باری یہ نہین ہے وہ اسی شخص کی مدد کرتا ہے جو اپنی آپ مدد کرے۔ ترکی افسرون مین اگر قومی جوش ہوتا اور وہ ایک دوسرے کی مدد کرنی اپنا فرض جانتے تو کاہے کو یہ روز بد دیکھنا پڑتا۔

تیسرے خونخوار حملہ مین جو پہلے دو حملون سے کہین زیادہ خطرناک تھا اور اب کے فوج بھی بکثرت تھی روسیون

نے اردہان پر قبضہ کر لیا - اور روسی سپاہ سالار نے قلعہ کی محفوظ فوج کو ہتھیار ڈالنے کے لئے کہا قلعہ اور شہر چھن جانے پر بھی اُنھوں نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس انکار پر لڑائی کا بازار پھر گرم ہوا اور اب ترکوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ روسی فوج باوجودیکہ فتحیاب ہو چکی تھی لیکن ترکون کو گرفتار نہ کر سکی اور وہ لڑتے ہوئے اور اپنے آپ کو بچاتے ہوئے پیچھے ہٹے چلے گئے۔

اصل وجہ اردہان کے نکل جانے کی یہ ہوئی کہ ترکی افسر روسیون سے ملگئے تھے کیون کہ جب شہر کے قریب روسی فوجین پہنچی ہین بجائے اسکے کہ وہ دلیری سے شہر کی حفاظت کرتے کمبخت بھاگ کھڑے ہوئے اور کل ترکی افسر مع اپنے عملہ کے قلعہ سے نکل کے چلدیے اور بہادر سپاہیون کو روسیون کے رحم پر چھوڑ دیا۔ فوج کے پاس نہ قلعہ رہا تھا اور نہ افسر پھر اس نے اپنے موروثی استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور میدان جنگ مین بڑی دیر تک قدم جمائے رہی۔

ترکی سپاہیون کی بہت بڑی فتح سمجھنی چاہیے کہ افسرون کی غداری پر اُس نے ہتھیار نہ ڈالے اور روسیون کی کثیر تعداد فاتح فوج اس مٹھی بھر بے سری فوج کا کچھ نہ کر سکی۔ اگر یہ ترکی فوج گرفتار ہو جاتی تو زیادہ تعجب کی بات نہ تھی مگر مرحبا ہے اس شجاعت پر کہ اپنے استقلال پر قایم رہی اور اپنی جان بچا کے دشمن کی زد سے نکل آئی۔ قسطنطنیہ مین جب افسرون کی غداری کی یہ خبر پہنچی تو ایک تہلکہ عظیم برپا ہو گیا۔ اور تمام محکمہ جنگ تھرا اُٹھا۔ جدید سلطان آبدیدہ ہوئے۔ اور قبل از وقت اپنی بالکلیہ بربادی کا نقشہ اُن کی پرنم آنکھوں کے آگے کھچ گیا۔

سلطان المعظم ملک اور فوج کے معاملہ مین ابھی بہت کم دخل دیتے تھے کیون کہ ہنوز معاملات سلطنت کو اُنھوں نے سمجھا ہی نہ تھا اور نہ زمانہ نے سمجھنے کا موقع دیا تھا وزراء جنگ ایسی غداری کو دیکھکر خاموش نہ رہ سکتے تھے فوراً احکام جاری ہوئے کہ ان غدار افسرون کا کورٹ مارشیل کیا جائے اور اُنھین کافی سزائین دیجائین مگر یہ بات کسی قدر دقت طلب تھی اول تو غدار افسرون کی تعداد بہت تھی دوسرے ایسے قیامت خیز واقعہ مین یہ امر تھا بھی مشکل۔ یہ حکم یون ہی ہوا اور رہ گیا اور خاک تعمیل نہ ہوئی۔ اگر کورٹ مارشیل ہو جاتا تو شاید ادر افسرون کی آنکھین کھلتین مگر مجبوری تھی اور وہ بھی مایوسانہ مجبوری مین کیون کر ہو سکتا تھا کہ افسرون کا ایک گروہ کثیر پکڑا جائے اور اس قیامت خیز واقعہ مین اُن کا کورٹ مارشیل ہو اور اُنھین سزا دیجائے۔

اردہان مین ترکون کی دس ہزار فوج تھی اور روسیون نے پچاس ساٹھ بلکہ ایک روایت کے بموجب ستر ہزار فوج سے حملہ کیا تھا۔ اول تو فوج کم۔ دوسرے افسر غدار تیسرے قلعہ کی فصیلین ایسی خستہ حالت مین

نہین کہ کوہ قافی توپخانہ کی بہرمار کو کچہہ عرصہ تک بہی برداشت نہ کرسکتی نہین ۔افسوس یہ ضروری شہر اس صورت سے ترکون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور سبہی شجاعان عثمانی کا ارمان دل کے دل ہی مین رہ گیا۔" اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

(ترکی فتح سکم کیلی پر)

۲۸ اپریل کو ایک نمایان فتح ترکوں نے سکم کیلی پر حاصل کی ۔چار آہن پوش جنگی جہاز چار بڑے باربرداری کے جہاز اور ایک ڈاک کا اگن بوٹ دس ہزار فوج پانچ توپخانوں اور پچاس ہزار رائفلوں کے ساتھ فضلی پاشا کی ماتحتی مین ۳۰ تاریخ کو عباسیہ کے کنارے مقام پوٹی سے چالیس میل کے فاصلہ پر لنگرانداز ہوا۔ اور فوج کو اتارنا شروع کیا سکم کیلی کے روسی گورنر نے جون ہی اس خشتناک خبر کو سنا فورًا فوجون پر فوجین روانہ کین کہ حملہ آورون کو آگے بڑہنے سے روکین مگر شب کو ترکی فوج پہر جہازون مین سوار ہو کے ۱۴ تاریخ اُس شہر کے آگے نمودار ہوئی جس پر حملہ کرنے کا مقصد تھا ۔ایک ہی حملہ مین روسی فوج کو پارہ پارہ کردیا اور حسن پاشا کی امیر بحر نے شہر کو مسمار کرنا شروع کیا ۔ اور پہر ایک ہزار سرکیشی جہازون سے اُتار کے شہر کی طرف بڑھا یہان مسلمان آبادی نے ان ایک ہزار سپاہیون کو امداد دی اور اس طرح سینہ بسینہ کی بہادرانہ جنگ ہوتے ہوتے ڈیڑہ گہنٹے مین شہر پر قبضہ کرلیا ۔چند ملا سکم کیلی مین روانہ کئے گئے تاکہ عباسیون مین بغاوت کا جوش پیدا کرین ۔شہر کے فتح ہونے سے روسی مسلمان رعایا کی بغاوت اور زیادہ بہڑک اُٹھی ۔بغاوت فرو کرنے کے لئے روسیون نے چارون طرف سے شہر پر حملہ کیا مگر ہر جانب سے اُن کی کل رجمنٹین کاٹ ڈالی گئین ۔مسلمانون نے کتون کی طرح سے روسیون کو گھسیٹ گھسیٹ کے مار ڈالا ۔

عباسی قوم اگرچہ باقاعدہ فوج بننے کے مطلب کی نہین ہے لیکن ہے بڑی بہادر نشانچی عباسی اعلےٰ درجہ کے ہوتے ہین اور ان مین مذہبی جوش بہت ہی ۔اب اگر کبہی روسیہ سے جنگ ہوئی تو انکا بہڑک جانا کوئی بات نہین ہے ۔

(ارض روم)

اردہان پر قبضہ ہونے سے روسیون کی کثیر تعداد فوج کو آزادی ہو گئی جو اردہان کے لئے اٹکی پڑی تھی اور اب کل فوجین ملکے بڑے جوش وخروش سے ارض روم پر بڑہنی شروع ہوئین یہ کل فوجین اخیر مئی کو مقام اولتی مین پہنچین یہ وہ مقام ہے جو ارض روم اور قارص کے بیچ مین واقع ہے اسی اثنا مین قارص پر بھی بڑی بیجگری سے حملہ شروع ہو چکا تھا ۔بیرونی مورچون پر کئی خونریز جنگین ہوئین اور روسیون نے کثیر تعداد فوج سے کئی بار خونی حملے کئے مگر ترکون نے جگہ سے جنبش نہ کھائی میدان

جنگ کی نذر کرکے چلے آتے تھے ۔ روسیوں کی لاشیں چیل اور کوؤں کی طرح اُڑ رہی تھیں۔ گولوں کی بھرمار نے تمام روسی فوج کا ستھراؤ کردیا۔ یہاں یہ خونریزی ہو رہی تھی اور وہاں روسی فوج کا بایاں بازو بایزیدے جانب جنوب ترکی مقام سوگہانلی داغ پر بڑھ رہا تھا۔ سوگہانلی داغ دریائے ارازس پر ہلالی صورت میں واقع ہوا ہے اور قارص کے جنوب مغرب کی طرف ہے۔ اس مقام کی مغلوبیت قارص کو جوکھوں میں ڈال سکتی تھی۔

خلیج وان کے قریب کچھ آگے کی طرف جنوب میں روسی فوجیں اپنی کارروائی میں سرگرم تھیں اور اُن ترکی دستوں کو روک رہی تھیں جو جانب شمال بڑھ رہے تھے اور جن کا ارادہ تھا کہ حملہ آور روس کے بازوئے چپ کو کاٹ ڈالیں۔

چھوٹی موٹی لڑائیاں چاروں طرف ہو رہی تھیں مگر عظیم اور انقطاعی جنگ کا دارومدار ارض روم اور قارص پر تھا۔ اور ان ہی دو مقامات کی طرف روسی ٹڈی دل فوجیں اُمڈی چلی آتی تھیں۔ قارص کا محاصرہ جنرل لورس میلیکف نے کیا تھا جس کے پاس ایک لاکھ کے قریب فوج تھی اور ڈھائی سو توپیں احمد مختار پاشا ترکی سپہ سالار نے ۳۰ اپریل کو شہر سے نکل کے ارض روم کی ایک سڑک پر مورچہ بندی کرلی تھی ۹ مئی کو اُن کے رسالہ نے روسیہ پر حملہ کیا بڑی خونریز جنگ ہوئی اور اخیر ترکوں کو ناکامی رہی۔ اب دشمن کے بقاعدہ رسالہ نے قارص سے ترکوں کو بالکل جدا کردیا تھا اور یہ امر مشتبہ ہونے لگا تھا آیا سوگہانلی داغ زیادہ عرصہ تک ترکوں کے قبضہ میں رہ سکتا ہے یا نہیں۔

احمد مختار پاشا کی نسبت قسطنطنیہ میں شبہے کئے جانے لگے کہ یہ اس جلیل القدر عہدے کے قابل بھی تھے یا نہیں۔ اس خیال یا شبہ کا وقت گزر چکا تھا۔ احمد مختار پاشا کا چال چلن مشتبہ تو ہرگز نہ تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ انہوں نے تین موقعوں پر سخت غلطی کی۔ ۳۰ اپریل کو اپنی دوسری ناکامی پر انہیں قارص جیسا مضبوط مقام چھوڑنا تھا۔ انہوں نے سوچا ہوگا کہ میں ارض روم کے رستہ پر مورچہ بند ہو کے دونوں بازو روسی فوج کے کاٹ دوں گا مگر یہ نہ سمجھے کہ امداد کی تو کہیں سے آنے کی امید نہیں ہے اگر ناکامی ہوئی تو ارض روم اور قارص کا سلسلہ آمد و رفت قطع ہو جائے گا اور پھر خود بھی قارص میں نہ جاسکیں گے پے در پے دو ناکامیوں نے مختار پاشا کو اس فکر کرنے کا موقع نہ دیا۔ بڑی دقت یہ تھی کہ اُن کے پاس فوج بہت ہی کم تھی اُن کی آیندہ جانبازیوں سے جو انہوں نے روسی فوجوں کے مقابلہ میں دکھائیں اُنکی نسبت کے کل شبہات رفع ہوگئے۔

موسم کی خرابی کا اثر طرفین کی فوجوں پر ہو رہا تھا۔ بارش کی کثرت نے مرض کی شدت پیدا کردی۔

ترکوں اور روسیوں کا ناک میں دم آگیا۔ موسلادھار سینہ برسنے نے انہیں پراگندہ کر دیا تھا۔ اس پر بھی بازار جنگ و جدال اُسی قہرناک طور پر گرم تھا اور بہادران میدان کے خون کی حرارت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی تھی۔ روسی گزشتہ کامیابیوں سے فائدہ اُٹھا کے آگے بڑھے چلے جاتے تھے اور ترکوں کا قدم پیچھے ہٹتا چلا جاتا تھا۔ جنرل ہیلیکف روسی سپاہ سالار نے اپنی فوج کا ایک حصہ قارص پر چھوڑ کے آگے قدم اُٹھایا اور ارض روم کی سیدھ میں سوغانلی داغ کی طرف بڑھا۔ اور آغاز جون میں اُس نے تمام شمال مشرقی دروں کو عبور کر لیا جو جنگ کی جان تھے اور اگر وہاں ترک جم کے لڑتے تو بہت کامیابی سے مقابلہ کر سکتے تھے۔ جب سر ہی خراب ہو تو اعضا کیا کام دے سکتے ہیں تنہا بیچارے سپاہی کیا کر سکتے تھے کیونکہ بغیر افسروں کی رہبری کے دشمن پر جا پڑتے اور کس طرح بغیر سپاہ سالار کے جنگ کرتے۔

جون کی ۲۱ تاریخ ترکی فوج کے بازوئے راست پر پوری پندرہ ہزار فوج پڑی ہوئی تھی مگر یہ کل خونخوار فوج وادئے ارارض سے دیلی بابا میں ہٹ آئی تھی جو ارض روم سے جانب شرق ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ احمد مختار پاشا نے بھی خواہ کسی غلطی سے خواہ چکما کھا کے ان دشوار گزار مقامات کو چھوڑ دیا تھا اور روسی فوجوں کو رستہ دیدیا تھا کہ وہ اندر گھسی چلی آئیں۔ اُنہوں نے سات ہزار جانبازوں کے ساتھ مقام کوپری کوئی پر مورچہ بندی کر لی تھی جو ارض روم سے بیس میل فاصلہ پر تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ احمد مختار پاشا کی اخیر یہ کیا مصلحت تھی اور کیوں نہیں اُنہوں نے دشوار گزار دروں کی حفاظت کی۔ یہ ایسا راز ہے جو سمجھ میں نہیں آتا اور جس پر خیال کرنے سے کلیجہ کانپ جاتا ہے۔ اگر احمد مختار پاشا چاہتے تو بائیس ہزار بلکہ تیس ہزار فوج سے کافی طور پر جنگ کر سکتے تھے اور مہینوں تک روسی فوجوں کو آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ ہوتا۔ یہ مانا کہ روسی فوجوں کی تعداد ایک لاکھ سے کچھ کم نہ تھی مگر جنگ مدافعت لڑنے والوں کی تعداد زیادہ ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ دس آدمی سو حملہ آوروں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بائیس تیس ہزار فوج وہ یوں ہٹالی جائے اور دشمن کو اپنے گھر میں بلا لیا جائے احمد مختار پاشا کی اس حکمت کو یا وہ خود جانتے ہیں یا خدا جانتا ہے۔

روسی فوجیں کل مقامات کو ہڑپ کرتی چلی آئیں اور آرمینیا کا بہت بڑا حصہ اُن کے قبضہ میں آگیا۔ ترکوں کی اس پہلوتہی پر تمام یورپ میں غل مچ گیا اور عام طور پر یہ خیال ہونے لگا کہ ترک صلح کرنا چاہتے ہیں بلکہ روسیہ سے اُن کا سمجھوتہ بھی ہو گیا ہے اور اُنہوں نے سلطنت ترکی کے بڑے بڑے نامور مقامات روسیہ کے حوالہ کرنے منظور کر لئے ہیں۔ تمام دنیا حیران تھی کہ ترک اور اس آسانی سے پیچھے

ہٹ جائیں اور خون کی بوند بھی نہ گرے۔ چونکہ ترکوں کی بہادری کا سارا عالم قائل تھا اس لئے اُن کے پیچھے ہٹنے سے ضلح کا شبہ ہونے لگا تھا۔ "وائے بر ما و بر حماقت ما"، ترکوں کی تاریخ میں یہ پہلی نظیر ہے کہ وہ بغیر جنگ کئے اس طرح مضبوط اور ضروری مقامات کو چھوڑتے چلے جائیں۔ انہوں نے کبھی دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی ہے اور وہ ایک ایک انچ پر لڑے ہیں جب یورپ نے یونان کو آزاد کرایا ہے اور کئی دول یورپ بغیر اعلان جنگ دئے ترکوں کے مقابلہ میں آگئی ہیں ترکوں نے تو بھی قدم پیچھے نہیں ہٹایا اور ایک ایک انچ پر اپنا خون بہا کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ جس طرح ہمارے اب وجد نے یورپ کی سرزمین فتح کی تھی اسی طرح ہم اسے ہاتھ سے دیں گے۔ مگر یہاں کا ڈھنگ تو عجیب ڈھنگ تھا جس کی فطرت مطلق سمجھ میں نہیں آتی۔ اس سے پہلے دس بارہ لڑائیوں میں جو شجاعت انہوں نے دکھائی اُس سے روسی فوجوں کے چھکے چھوٹ گئے تھے خود روسیوں کو بھی تعجب تھا کہ ابھی تو ترک اس زور شور سے جنگ کر رہے تھے اور اب پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں یہ بات ہی کیا ہے۔ ادہر احمد مختار پاشا کی طرف خیال جاتا ہے تو نمک حرامی کا ایسے جلیل القدر افسر پر شبہ تک بھی نہیں ہوتا اور پھر ترکوں کا بغیر جنگ کے پس پا ہونا دیکھا جاتا ہے تو سوائے سکوت کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا عجب گومگو کا معاملہ ہے "گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل"

اس بے مزاحمتی سے روسی فوجوں کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ غیر معمولی جوش اور اولوالعزمی سے بڑہے چلے گئے۔ وہ اپنی فتح کی اُمنگ میں مخالف مُلک کے جگر میں گھسے چلے جاتے تھے نہ انہیں دروں نے روکا۔ نہ گڑھوں اور کھائیوں نے اور قلعبند شہروں نے۔ رستہ میں بہت سے مضبوط مقامات پر ترکوں نے قلعبندیاں کر رکھی تہیں مگر ایک گولہ بھی نہیں چلا اور دشمن آندہی مینہ کی طرح سے گھسا چلا آیا اور اگر کہیں کسی مورچہ پر خفیف سا مقابلہ بھی ہوا تو یہ مقابلہ کوئی مقابلہ نہ تھا ایک آدھ توپ چلی دس بیس فیر بندوقوں کے ہوئے اور بس۔ اس سے کہیں ایک لاکھ خونخوار لشکر کی یلغار رک سکتی تھی۔ استغفر اللہ۔

دوسری غلطی ترکی افسروں کی یہ تھی کہ چاروں طرف سے انہوں نے اپنی فوجیں سمیٹ کے ایک جگہ جمع کرنی شروع کر دی تہیں۔ حالانکہ روسیوں کی فوج پہاڑوں کے مختلف راہوں کی وجہ سے اب بھی تین حصوں میں منقسم تھی اور ایسی تقسیم ہونی ضروری تھی۔ اگر ترکی فوج کی بھی یہی تقسیم ہوتی تو دشمن کو آگے بڑہنے کا کبھی حوصلہ نہ پیدا ہوتا۔ مگر وہاں تو یہ غضب تھا کہ تمام سنگین سنگین مورچوں اور دشوار گزار دروں سے فوجیں اُٹھالی گئی تہیں۔ گویا عام اجازت دیدی تھی کہ غنیم بسہولت ہمارے

گھروں میں آجائے روسی سپاہ سالار نے اپنی عقب کی فوجوں کا کامل انتظام کر لیا تھا مبادا ترک رستہ نہ کاٹ دیں اور آنکھیں بند کئے ہوئے ارض روم پر بڑھا چلا آتا تھا۔ اس وقت روسی سپاہ سالار نہایت پر شوق نظروں میں ارض روم دیکھ رہا تھا اور اُس کے مُنہ میں پانی بھرا چلا آتا تھا وہ سمجھتا تھا کہ جس طرح اور مقامات بغیر خون کی بوند گرائے میں نے فتح کر لئے ارض روم بھی اسی آسانی سے میری گود میں آپڑے گا۔ لیکن یہاں یہ بات نہ تھی۔ ترکوں کی حمیت اور جوش شجاعت میں حرارت پیدا ہو چکی تھی اور اب اُنہیں اپنی بربادی پوری دکھائی دینے لگی تھی اُنہوں نے مستقل ارادہ کر لیا تھا کہ بغیر خون بہائے ارض روم کو نہ دیں اور جب تک ہم میں بارہ برس کا بچہ بھی زندہ ہے ارض روم پر روسیوں کا قدم نہ بڑھے۔

اس خیال نے ارض روم کو مضبوط کر دیا اور اب یہ سابق مقامات کی طرح سہل الفتح نہیں رہا۔ بہت سے جوانمردوں کے خون بہیں گے بہت سا وقت ضایع ہوگا اور بکثرت روپیہ کا خرچ کیا جائے گا جب کہیں ارض روم پر دشمن قبضہ کرے گا۔ اس وقت روسیوں نے بڑی ہی بیجگری سے کام لیا اور پہلے سے کہیں زیادہ اُن میں جرأت اور جوش پایا جاتا تھا۔ روسی فوج کا ایک کالم تو سیدھا ارض روم کی طرف بڑھا اور فوج کے دوسرے حصہ نے جس کی کمان جنرل گمرف کے ہاتھ میں تھی اروہان سے اولتی کی طرف رخ کیا اور اس نے صرف دو روز میں ۷۰ میل کی دوری کو طے کیا اسی سے روسی فوج کا جوش اور خطرناک دلیری معلوم ہوتی ہے ۷۰ میل کا صرف دو روز میں طے کرنا اور پہاڑی راستوں پر اس تیزی سے چلنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ روسی انسان نہیں بلکہ دیو ہیں اور پھر ترکوں کا انہیں کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالنا عثمانیوں کی انتہائے شجاعت پر دلالت کرتا ہے۔

روسیوں کی کوشش تھی کہ ارض روم اور تبریز وند کے آمد و رفت کے راستہ کو اپنے ہاتھ میں لیلیں اور پھر بآسانی ارض روم پر اُن کا قبضہ ہو جائے مگر جنرل گمرف زیادہ اولتی میں نہیں ٹھیرا۔ ۱۹ جون کو اس نے یکایک شہر کو خالی کر دیا اور پینیاک واپس چلا آیا تاکہ ترکی بازوئے چپ سے نجات ملے اگر کچھ دن اور بھی اولتی میں ٹھیرتا تو ترکوں کے بازوئے چپ سے جان بچا کے آنا مشکل پڑ جاتا۔ اولتی کو خالی کرنے سے پہلے روسی سپاہ سالار نے بکثرت سامان حرب دریا میں ڈالدیا اور وہ سامان رسد جو اپنے ساتھ نہ لیجا سکا کسانوں میں تقسیم کر دیا۔ فوراً اس مقام پر عثمانی فوج کے جس میں چھ ٹبالین۔ دو توپخانے اور ایک ہزار سوار تھے قبضہ کر لیا اور کل سامان رسد و حرب کو لیلیا جو جنرل گمرف بھاگتے وقت چھوڑ گیا تھا۔ پینیاک میں بھی جنرل گمرف نہ ٹھیر سکا صرف تھوڑے عرصہ آرام لیکے اور زیادہ جانب شرق ہٹا چلا

آیا اب احمد مختار پاشا کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور انہیں معلوم ہوگیا تھا کہ پیچھے ہٹنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور انکی امداد کو فوج بھی آگئی تھی اور اب انہوں نے روسیوں پر حملہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ جنگ مدافعت لڑنے کا زمانہ ختم ہوگیا ہے۔ مارو اور خوب مارو اور عثمانی شجاعت کی بانگی دکھادو۔

جون کے وسط میں قارص کے سامنے بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ جنگ خونریز جنگ نے روسیوں کو پورا مزا چکھا دیا۔ جس شوق اور اولوالعزمی سے وہ بڑھے چلے آتے تھے اسی قدر ان کو مات ملی اور نہایت مایوسی سے نقصان کثیر اٹھانے کے بعد انہیں پسپا ہونا پڑا۔ ان کی فتحمندانہ یلغار میں فرق آگیا۔ اور ترکوں کے بہوا خواہ فیروں نے ان کی پوری مزاج پرسی کی یورپ کیا تو ترکوں کے پسپا ہونے پر نظر حیرت سے دیکھ رہا تھا یا اب ترکوں کی خونخواری نے اسے چونکا دیا۔ ایک غضبناک جنگ نے روسیوں پر ظاہر کر دیا کہ مجروح شیر آسانی سے قابو میں نہیں آسکتا۔

روسی سپاہ سالار نے فوج کی فنون جنگ کے مطابق ترتیب دیکے قارص کی مغربی جانب حملہ کیا۔ فوج کی کثرت۔ توپوں کی گڑگڑاہٹ۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں نے آسمان کو اپنے سر پر اٹھا لیا۔ آندھی اور مینہ کی طرح سے بڑے جوش اور شجاعت سے حملہ کیا گیا۔ عثمانی سپاہ سالار نے اس ٹڈی دل فوج کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا اور توپوں کے سلسلہ کو بھی ملاحظہ کیا جو بلائے بے درماں کی طرح بڑھا چلا آتا تھا روسی یہ جانتے تھے کہ ایک ہی بار کے حملہ میں ترکوں کو قارص کے مغربی اطراف سے نکال باہر کردیں گے ان کا یہ خیال غلط نہ تھا۔ پے درپے کی کامیابیوں نے انکی ہمت بند ہوا دی تھی اور اب وہ ترکوں کو کچھ مال نہ سمجھتے تھے۔ اس حوصلہ مندی سے انہوں نے حملہ کیا اور یہ حملہ فی الحقیقت زیادہ خطرناک اور سخت تھا۔ عثمانیوں نے روسی ٹڈی دل فوجوں کے قریب آنے پر توپوں کو حرکت دی۔ سپاہیوں کے کان کھڑے ہوئے۔ ایک عام تحریک بجلی کی طرح کل عثمانیوں میں محسوس ہوئی۔ انھیں اپنی ناکامیوں کا جو وہ ابھی اپنے قوی ترین دشمن کے مقابلہ میں اٹھا چکے تھے پورا علم تھا۔ وہ غنیم کے آگے اپنی بے سروسامانی کو بھی بخوبی جانتے تھے اور سب سے زیادہ اپنے محصور ہونے کو آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ باینہمہ ابھی تک عثمانی خون ان کی رگوں میں موجود تھا اور اس کے جوش زن ہونے کا یہی وقت تھا۔ وہ شیر غراں کی طرح گرجے اور آنکھ بند کرکے انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ مارکے دشمن پر حملہ کیا۔ بڑی ہی گھمسان کی جنگ ہوئی وہ جنگ جس کے خونی نقوش ابھی تک زمانہ کی پیشانی پر لکھے ہوئے ہیں۔ طرفین سے گولوں کی بھرمار شروع ہوئی۔ عثمانی اور روسی توپوں کی گرجیں دست وگریباں ہونے لگیں۔ اگرچہ تعداد میں روسی کہیں زیادہ تھے لیکن عثمانیوں نے انہیں آگے رکھ لیا اور اس شدت سے حملہ کیا گویا روسیوں پر قہر خدا بنکے ٹوٹ پڑے۔ صفیں کی صفیں صاف ہوگئیں۔ پرے کے پرے اڑ گئے رجمنٹوں

کی چوٹیں کاٹ ڈالی گئیں۔ غرض روسی فوجوں کے دہوئیں اُڑ گئے۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ تھوڑی ہی دیر میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ روسی فوج کی ترتیب میں عام طور پر پریشانی آگئی۔ وہ بے اوسان اپنے نامراد مقتولین کو چھوڑ کے بھاگے۔

نہ سُدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

چاروں طرف میدان جنگ میں روسیوں کے ناکام مقتولین اور مجروحین کا خوفناک نظارہ معلوم ہوتا تہا۔ جس وقت کچھ دیر کے بعد دہوئیں کی تاریکی کم ہوئی ہے اور میدان جنگ صاف نظر آنے لگا ہے اُس کا نظارہ بڑا ہی پُرخطر تہا۔ ہر طرف مردوں کے ڈہیر ہی ڈہیر نظر آرہے تھے۔ اُف کیسا دردناک منظر تہا۔ صرف زمین کے فرضی مالک بننے کے یہ نتایج تھے۔ چپہ چپہ پر دست و پا بریدہ لاشوں کا ڈہیر لگا ہوا تہا۔

جب یہ نقصان کثیر ہوا تو روسیوں میں چونکہ وہ بہی بہادر سپاہی ہیں نئی صورت سے ایک جوش پیدا ہوا اور اب اُنہوں نے چاہا کہ اس سنگین نقصان کا عثمانیوں سے پورا انتقام لیا جائے۔ اُنہوں نے نہایت بیجگہری سے شرقی جانب ایک ٹیلہ پر قبضہ کر کے اژدہا پیکر کرپ توپوں کے مورچے قایم کرنے چاہے۔ یہ دیکھ کے عثمانیوں کی مشرقی سمت کی فوج حرکت میں آئی۔ اور اُنہوں نے چاہا کہ اس مقام سے غنیم کو بہگا دیا جائے۔ روسیوں نے ایک ہی مقام پر کئی ورجن توپیں لگا دیں اور وہ بیخطر دلیری سے آگے بڑہنے شروع ہوئے۔ عثمانی افسر نے جب اُنہیں مُصِر پایا ایک جھنڈی اُڑائی جسکا مفہوم یہ تہا کہ ہاں شیروں توپوں پر بتّی پڑنے کا زمانہ آگیا۔ اس جھنڈی کے ہلتے ہی ایک آفت برپا ہو گئی وہ آفت جو دیدنی نہ شنید۔ گولوں کی بارش بناہ بخدا۔ ادہر روسیوں نے بھی اپنی کرپ توپوں سے بڑی پُھرتی کے ساتھ جواب دینے شروع کئے۔ خوب ہی جم کے لڑائی ہوئی میدان پھر سے صحن قیامت بنگیا۔ دہوئیں کے بقوں کے ساتھ لاشوں کے چیتھڑے اُڑ رہے تھے حالانکہ یہاں بھی روسی تعداد میں زیادہ تھے لیکن ترکوں نے ٹکڑے اُڑا دئے سپاہی تو ایک طرف رہے بہت سی توپوں کو بیکار کر دیا۔ مغرب میں یہ گت بنی اور مشرق میں یہ بپتا پڑی۔

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تہا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

سپاہیوں کے ساتھ توپوں کے بہی دہوئیں اُڑ گئے۔ کس کے مورچے اور کہاں کی توپوں کی سلسلہ بندی سب غت ربود ہو گئی۔ دو ترکی قلعوں سے گولوں کی بہرمار ہو رہی تہی اور وہ بہرمار جس نے روسیوں کو چنوں کی طرح بہون دیا تہا۔ بالکل اُن چنوں کی مثال تہی جو بھاڑ میں چٹر پٹر بہنتے ہیں۔ اخیر دم دبا کے بھاگے

اور ایسے بھاگے کہ میداوں پر جا کے دم لیا۔

اسی اثناء میں روسیوں کی امداد کے لئے کثیر فوج آگئی۔ یہ فوج تازہ دم بھی تھی اور فتح کے نشہ میں سرشار بھی ہو رہی تھی۔ اخیر پھر دوسرے حملہ کی مرضی ہوئی اور روسی سپاہ سالار نے خداوند مسیح کی صلیب کو آگے رکھ کے کچاچا کے حملہ کیا اس دوسرے حملہ کا اور بھی خونی نتیجہ ہوا اور اب کے پہلے سے زیادہ سنگین نقصان ہوا۔ پھر پرے کے پرے کاٹ ڈالے گئے۔ اور یہ جوشیلی فوج بھی تتر بتر ہو کے بھاگی۔

ترکوں کی غیر معمولی پھرتی سے روسیوں کا دم ناک میں آگیا۔ پے در پے کے حملوں اور پھر شکست پر شکست کھانے نے پرشور روسی سپاہ میں برپا کر دیا۔

جب روسیوں کو چاروں طرف سے پارہ پارہ کر دیا تو اب ترکی سپاہ کی نقل و حرکت جانب شرق شروع ہوئی تاکہ اُس حصہ زمین پر قبضہ کرلے جو اُس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی ترکی بیقاعدہ فوج نے جو حسن بے کی ماتحتی میں تھی روسی سرحد کو عبور کر لیا اور مقام اخالتش کے قریب پہنچ گئی۔ روسی فوج ترکی سپاہیوں کو دیکھتے ہی فرار ہوگئی۔ اور عثمانیوں کے ہاتھ بہت سے مویشی لگے۔ عباسیہ کی بغاوت جو کچھ عرصہ سے کم ہوگئی یکایک پھر بھڑک اُٹھی اور اس قدر بھڑکی کہ اُس کے شعلے دور دور پہنچنے لگے۔ کثرت سے عباسی ترکی جھنڈے کے نیچے جمع ہونے شروع ہوئے اور اخیر انکی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی جس میں سرکیشی بھی شامل تھے اور انکی امداد کو ترکی باقاعدہ فوج کی تین بٹالین مقرر کی گئی تھیں۔ سرکیشی باغیوں کی کمان شمیل کے بیٹے کے ہاتھ میں تھی جس کا اثر سرکیشیوں پر بہت تھا اور اُسکی کمان نے ایک تازہ جوش اس قوم میں پیدا کر دیا تھا۔ ۱۵۔ اور ۱۶ جون کو زیدخان پہاڑیوں کی سیدھ میں ترکی بازوئے راست اور روسی بازوئے چپ میں سخت جنگ ہوئی۔ میدان جنگ دہار کے شرق کی طرف واقع ہے اور یہیں سے سیدھی سڑک ارض روم سے بایزید کو جاتی ہے۔

پہلے دن کی لڑائی میں تو کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔ روسی شب کو اپنے مقامات میں آرام لیکے گجر دم صبح کو اپنی توپوں کی پناہ میں آگے بڑھے چھ گھنٹے کامل جنگ ہوئی اور یہ جنگ بھی کچھ کم خطرناک نہ تھی۔ اخیر ترک پیچھے ہٹ آئے کیونکہ اول تو انکی جمعیت کم تھی اور دوسرے بہت جلد مدد آنے کی امید نہ تھی۔ لیکن اُن کا یوں واپس ہونا مناسب تھا کیونکہ وہ اگر وہیں قدم جمائے رہتے تو انہیں اور بھی زیادہ نقصان پہنچتا۔ ادھر وہ واپس ہٹے اور ادھر روسیوں نے گولوں کی بھرمار کی۔ ان گولوں نے فی الحقیقت ترکوں کو نقصان پہنچایا۔ اس مقام سے پیچھے ہٹ آنے کی اصلی وجہ یہ تھی کہ گولہ باروت کا سامان اُن کے پاس ہو چکا تھا۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ پیچھے ہٹ جانا چاہئے اگر وہ وہیں ٹھہرے رہتے تو اس سے بھی زیادہ نقصان ہوتا۔ مجبوراً ترکوں نے دیلی بابا کے پیچھے قیام کیا اور روسیوں نے فوراً ان کے سامنے والے درہ پر قبضہ کر لیا اور بہت جلد اُسکی قلعبندی کر لی۔

آجاتا تو پارہ پارہ کردیا جاتا پاشائے موصوف جتنا جوشیلا تھا اُسی قدر بہادر تھا اور ایسا بہادر جس کی نظیر دنیا میں بہت ہی کم نکلے گی۔ پوری تیاری کرکے مختار پہلے سے بھی زیادہ دہشتناکی سے روسیوں پر ٹوٹ پڑے اب کے یہ حملہ سابق کے حملوں پر بھی شرف لیگیا۔ الہی تو پناہ بخدا الامان

اس وقت رسالہ نے بڑا کام دیا۔ سواروں نے سرپٹ گھوڑے دوڑا کے روسیوں پر حملہ کیا۔ حملہ بہت ہی آتش مزاجی سے کیا گیا۔ دم بھر میں ایک غضبناک آفت روسیوں کی جانوں پر ٹوٹ پڑی قتل وغارت کا بازار پہلے سے بھی زیادہ گرم ہوا۔ یہ جنگ بڑی سخت اور انقطاعی تھی۔ طرفین سے بہت ہی مستعدی دکھائی گئی اور جم جم کے حملے کئے گئے قتل وغارت نے یہاں تک طول پکڑا کہ سوائے ہلاکت اور قتل کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ روسیوں کو ایسی زبردست شکست ہوئی کہ اُن کے چھکے چھوٹ گئے اور اُنہیں مجبوراً بھاگنا پڑا۔ بھاگے ضرور لیکن اُس بھاگنے میں اس بلا کی بے اوسانی پائی جاتی تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی۔ فتحمند عثمانیوں نے بڑی سرگرمی سے اُن کا تعاقب کیا اور اُنھیں تھکا تھکا کے مارا۔ روسیوں کا نقصان اس کثرت سے ہوا کہ کسی جنگ میں اب تک نہیں ہوا تھا۔ اُن کے اعلیٰ اعلیٰ افسر کام آگئے اور بہت سے بہادر سپاہی خاک وخون میں لوٹے اس نمایاں اور شاندار فتح نے ایک تہلکہ روسی سرزمین میں برپا کردیا اور تمام روسیہ اس خونی شکست سے چونک پڑا۔ روسیوں کی اولوالعزمی میں شک نہیں اس سخت ذلت کی شکست پر بھی اُن میں جنگ کا جوش باقی تھا اور ابھی وہ اسی قسم کے بہت سے خونی میدان لڑنے کو موجود تھے۔

مختار پاشا کو اگرچہ ایسی زبردست فتح ہوئی تھی پھر بھی اُنہیں اپنی حفاظت کا خیال اُسی طرح تھا۔ اُنہیں معلوم تھا کہ مقام سوغانلی داغ اور زیون پر یعنی اُن کی فوج کے مرکز میں حملہ کیا جائے گا۔ اُن کا یہ خیال بہت صحیح تھا جس کا ظہور دوسرے ہی دن علی الصباح ہوگیا۔ ترکی سپاہ سالار نے مقابلہ کی تیاری کرنے کے لئے چند بٹالن کو اپنے بازوئے چپ سے خوف زدہ مقام پر روانہ کردیا۔ ۲۶ تاریخ کی صبح کو سولہ ہزار روسی فوج نے حملہ کیا۔ ترکوں کی تعداد کل دس ہزار تھی اور آٹھ توپیں تھیں۔ اس بڑی تعداد سے روسی حملہ آور ہوئے اُن کا حملہ اور گذشتہ حملوں سے زیادہ خطرناک تھا ترکوں نے پہلے ہی سے اچھی طرح مورچہ بندی کرلی تھی اور وہ نہایت اضطراب اور شوق سے روسیوں کے حملہ کا انتظار کررہے تھے۔ روسیوں کی توپوں کی گڑگڑاہٹ شروع ہوئی اور جب وہ ترکی مورچوں کے قریب پہنچے تو پھر خطرناک گرج نے ایک طوفان برپا کردیا۔ ترکوں نے بھی اپنی توپوں کے منہ روسی فوج کی طرف کئے اور اب گولہ چلنا شروع ہوا۔ ترکوں سے بہتر نشانچی توپچی حق میں دنیا کی کوئی قوم نہیں ہے۔ دس ہزار فوج کا سولہ ہزار فوج سے مقابلہ تھا۔ پھر بھی روسیوں کو ہر حملہ میں منہ کی کھانی پڑی اور اس قدر ضایع ہوئے کہ اخیر اُن کے قدم لڑکھڑائے اور بے اوسان ہوکے بھاگے۔

محمد علی کی شکست کی خبر سن کے احمد مختار پاشا نے رشید پاشا کو تار دیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو فوراً مدد پہنچنی چاہئے اور ۱۵ تاریخ کی صبح کو خود کمانڈر انچیف دیلی بابا پر بڑھے اُن کے ساتھ پانچ پیادہ بٹالین دو توپخانے۔ دو رجمنٹیں رسالہ کی تھیں اور کل فوج لگ کے ۱۹ بٹالین۔ تین توپخانے اور چار رجمنٹ رسالے ہوتے تھے۔ اس ساری فوج کے ساتھ ۱۱ جون کو احمد مختار پاشا قہر خدا کی طرح روسی فوجوں پر جن کا سپاہ سالار جنرل ٹرگوکسف تھا ٹوٹ پڑے۔ بڑی ہی خونریز جنگ ہوئی۔ وہ جنگ جو ابھی تک روسیوں کو نہیں بھولی ہے۔ احمد مختار پاشا اس طرح سے گرے جیسے ایک زخمی جھنجلایا ہوا شیر دوسرے شیر پر گرتا ہے اس بلا کی غضبناک جنگ ہوئی کہ الحفیظ والاماں چاروں طرف ایک آفت برپا ہوگئی اور روسیوں کا میدان جنگ صحن قیامت بنگیا۔ ایک شور روسی فوج میں اٹھا اور آسمان تک پہنچا۔ خرگوشوں کی طرح روسی ادھر اُدھر چھپتے پھرتے تھے۔ احمد مختار پاشا غضب میں بھرے ہوئے تھے محمد علی کی شکست سے اُنکی آنکھوں میں خون اُتر رہا تھا جس بلا کے حملے کئے جاتے تھے اُسی کثرت سے روسی مارے جاتے تھے۔ جس طرف ترکی توپیں رخ کرتی تھیں روسیوں کی لاشیں آسمان پر چیل کودوں کی طرح اُڑتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ صفیں صاف ہوگئیں اور بہت سے پرے کاٹ ڈالے گئے۔ اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ روسیوں کے پیر اکھڑ گئے اور وہ نہایت بدحواس ہو کے زیدی خاں کی طرف بھاگے۔
اس جنگ کے حالات پڑھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسی خطرناک جنگیں دنیا میں ہوئی تو ضرور ہیں لیکن بہت کم۔ جب علی الصباح احمد مختار پاشا روسیوں کی فوج پر بجلی کی طرح گرے ہیں تو دونوں طرف سے غضبناک آگ برسنی شروع ہوئی۔ طرفین کے جوش کو دیکھ کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ دنیا کو تہ وبالا کردیں گے۔ سپاہیوں کا جوش اور یلغار قابل دید تھی۔ ایک مقام پر ترکی فوجوں نے قبضہ کیا اور روسیوں کو مار بھگا دیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ روسیوں نے اس مقام کو پھر چھین لیا۔ ابھی روسی قابض نہونے پائے تھے کہ عثمانی شیر غرا کی طرح لپکے اور روسیوں کا بھیجہ جھاڑ کے اُس مقام کو خالی کرا لیا پھر روسیوں نے اس مقام کو لیلیا اور پھر شجاعان عثمانی نے حملہ کیا اور تمام فوج کو مار کے بھگا دیا اور قبضہ کرکے ہو بیٹھے غرض ایک ہی مقام کئی کئی بار فتح کیا گیا۔ بہادروں کی جانبازیاں۔ شہزوروں کی جرأت۔ روسیوں کی خونخواری اور عثمانیوں کی موروثی بہادری کے دیکھنے کا یہ موقع تھا۔ دیکھنے والا ان شجاعوں کو دیکھ کے کہسکتا تھا "بہادروں تمہاری ماں نے تمہیں کو جنا ہے" آخر میں ترک ہی فتحیاب رہے اور اس نمایاں فتح نے یورپ پر نئے سرے سے اُن کا سکہ جما دیا۔
۲۵ تاریخ کو پھر ایک بڑی بھاری جنگ کی تیاری احمد مختار پاشا نے کی وہ تیاری جو انقطاعی تھی اور بہت سے بہادروں کو خون کے کپڑے نہانے والی تھی۔ احمد مختار پاشا کو اگرچہ کامل فتح ہوچکی تھی پھر بھی انتقام لینے کا جوش ہنوز سرد نہیں ہوا تھا۔ فی الحقیقت مختار پاشا ایسا جنرل تھا اگر اسکو مدد پہنچ جاتی تو روسیہ بیچارہ تو کیا تھا اگر اور بھی کوئی مدد

مزید امداد کے آنے پر روسیوں نے پھر اسی زور شور سے حملہ کیا اور پھر اسی طرح اُن کا ستیاناس کر دیا گیا۔ پھر سہ بارہ حملہ کیا اور پھر اُن کے ٹکڑے اُڑا دیے گئے ان پے در پے کے حملوں میں روسیوں کی سات ہزار فوج کام آگئی یہ نقصان فی الواقع بہت ہی سنگین تھا۔ جب روسیوں کے پیر اُکھڑے ہیں تو ترک مورچوں سے باہر نکلے اور روسیوں کا تعاقب کیا اور ایک ایک روسی کو کتے کی طرح گھسیٹ گھسیٹ کے مار ڈالا۔ انکی فوجی ترتیب ساری خاک میں ملگئی تھی۔ افسر اور سپاہی بدحواسی میں ایک دوسرے کی صورت نہ پہچان سکتے تھے۔ افسر اپنی جان بچانے کی فکر میں تھے اور سپاہی اپنے لئے کونہ کھدرا تلاش کرتے پھرتے تھے اس بے ترتیبی میں ان کی جانیں اور بھی زیادہ ضائع ہوئیں۔ خوف اتنا چھایا تھا کہ اپنی بندوقیں تک پھینک دی تھیں اور نہایت بے لبی سے پناہ کی جگہ ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ اگرچہ یہ شکست کچھ بڑی تعداد فوج کی شکست نہ تھی مگر اس کے نتائج جنگ عظیم کی شکست سے بھی زیادہ خطرناک تھے۔ اس سے ایک عام مایوسی روسیکی تمام اُس فوج پر چھا گئی جو آرمینیا میں پڑی ہوئی تھی اور اخیر اُسے بھاگتے ہی بن پڑی۔

کل ارمنی فوج میں ایک زلزلہ آگیا اور یہاں تک دہشت بیٹھی کہ ساری فوج کو بھاگنا پڑا۔ بڑا تعجب تو یہ تھا کہ روسیوں کی تعداد ترکوں سے کہیں زیادہ تھی۔ ترک ہمیشہ ہی فتحیاب ہوتے اور اُنکی فتحیابی میں کوئی بھی کلام نہ تھا اگر اُن کے کل افسر احمد مختار پاشا۔ غازی عثمان پاشا اور محمد علی پاشا کی طرح ہوتے تو روسیوں کا بچکے جانا محال تھا۔ یا اگر ایشیائے کوچک کی ریل ہوئی تو بھی اس بے سروسامانی پر وہ اخیر تک روسیوں کو مارتے۔ غضب خدا کا اتنے خوفناک دشمن کا مقابلہ جو تعداد میں۔ سامان میں بدرجہا بڑھا ہوا۔ شجاعت اور فنون جنگ میں کسی طرح بھی کم نہیں اور وہاں کئی مہینے تک ترکوں کو امداد نہ پہنچے سامان حرب تو ایک طرف رہا سامان خورد نوش کا نام و نشان نہو پھر بھلا وہ کیا خاک جنگ کرتے اور اُنکی کامیابی کی کیونکر امید ہو سکتی۔ خدا جانتا ہے مجھے ترکوں پر بھروسہ ہے ترک ایک بے نظیر سپاہی ہے میں اسے دنیا بھر کی شجاعت کی روح سمجھتا ہوں۔ وہ شجیع بھی ہے اور صابر بھی ہے وہ تین وقت نہ کھانے پر بھی جنگ کر سکتا ہے وہ جتنا حلیم ہے اسی قدر دشمن کے مقابلہ میں جنگ کے وقت دہشت ناک ہے۔ وہ اپنے افسر کی ایک سعادتمند بیٹے کی طرح اطاعت کرتا ہے۔ نہایت ایماندار اور صادق الوعد ہے جو کچھ زبان پر ہے وہ ہی دل میں ہے گردن دیدیگا لیکن وعدہ کر کے نہیں پھرنے کا دنیا نے اُس سے بہتر سپاہی کسی قوم میں نہیں پیدا کیا نہ اس وقت نہ گزشتہ نہ آیندہ۔ اُسے نہ روپیہ کا لالچ ہے اور نہ کسی دوسری بات کا وہ قوم پر جان دیتا ہے اور یہی اُس کے بہت بڑے فخر کا مقام ہے۔ اُس کی فطرت میں سخت سے سخت مصائب کے برداشت کرنے کی قابلیت ہے وہ بر وقت میں کبھی استقلال کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ وہ ایک فوج کثیر کے مقابلہ میں گھر جانے پر بھی ہراساں نہیں

ہوتا۔ اگر اُس کا افسر نہ کہے گا تو وہ کبھی ہتیار نہیں ڈالنے کا اور جس جگہ کھڑا ہے وہیں جان دیدے گا۔ اسکی صفات بے انتہا ہیں اور ایسی صفات ہیں جن سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ دنیا میں اور بھی بہت سی قومیں بہادر ہیں۔ شیر دل ہیں اور جنگجو ہیں مگر یہ بات جو ترک میں ہے کسی قوم کے سپاہی میں نہیں پائی جاتی وہ صرف جنگجو اور دلیر ہی نہیں ہے بلکہ عابد اور زاہد۔ پرہیزگار اور بہت بڑا متقی ہے۔ شراب اُسے حرام مطلق ہے کسی طرف نگاہ بد سے نہیں دیکھتا یہی وجہ ہے کہ وہ تندرست رہتا ہے اور ترکی فوج کی عام صحت کا اوسط سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے وہ اسلام کا سچا شیدائی ہے اور اسلام کے نام پر جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اُسے اپنے خلیفہ سے دلی محبت ہے اور اُس کا اعتقاد ہے کہ سخت سے سخت مرض میں جس میں تمام اطبا جواب دے چکے ہوں اپنے خلیفہ کی جھوٹی روٹی کا ٹکڑا کھا لینا کامل صحت بخش دیتا ہے۔ اُس کا یہ اعتقاد بہت ہی زبردست ہے اور کسی قسم کی علمی قوت بھی اُس کے اس اعتقاد کو جنبش نہیں دے سکتی۔ وہ تمام سپاہیانہ صفات کا مجموعہ ہے اور اصل یہ ہے کہ نفس شجاعت نے اسکی ذات پر ہمیشہ فخر کیا ہے۔

روسی تعداد میں گو زیادہ تھے پھر بھی شیروں کے بن میں آنکھیں بند کر کے چلا آنا اُن کے حق میں کسی طرح بھی بہتر نہ تہا۔ اب اُن کے پاس سامان رسد بھی ٹھہر گیا تھا۔ اور وہ اپنے غرور میں ایسے اندھے ہو گئے تھے کہ اُنہوں نے اپنی فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اِدہر اُدہر پراگندہ کر دیا تہا۔ ترکوں کے یکبارگی پیچھے ہٹنے سے وہ اور بھی حوصلہ مند ہو گئے تھے ابتدائی کامیابیوں نے اُنہیں دھوکے میں رکھا۔ وہ جانتے تھے کہ ترک کوئی چیز نہیں ہیں اور اُن کا مار لینا ایک آسان کام ہے۔

جون کے اخیر میں روسی فوجوں کو مجبوراً چاروں طرف سے ہٹنا پڑا۔ وہ تو اُن کی خوش قسمتی تہی اگر کل عباسی بھڑک اُٹھتے اور بغاوت کی آگ عام طور پر پھیل جاتی تو اُن کا سلسلہ آمد و رفت خطرہ میں پڑ جاتا روسیوں نے کُل مقامات چھوڑ دئے اور اُنکی عام یلغار بالکل رک گئی اُنہوں نے واپس ہٹ کے چند مقامات اپنے لئے منتخب کر لئے اور وہاں اپنے ڈنڈے ڈیرے جمائے۔

ترک برابر غیر معمولی پھرتی سے اُن کا تعاقب کئے جاتے تھے۔ ۸ر جولائی کو مقام النجد سے ایک ترکی فوج روانہ ہوئی تاکہ دشمن کے بھاگنے کا رستہ کو کلمہ ٹ ڈالے۔ اس فوج نے دس ہزار روسیوں پر قارا کلیسا میں حملہ کیا۔ کئی گھنٹے تک لگاتار جنگ ہوتی رہی۔ اور روسیوں نے بڑی بیجگری سے مقابلہ کیا۔ ترکوں نے بھی اپنی موروثی شجاعت کا پورا نمونہ دکھا دیا۔ اس قدر روسیوں کو مارا اس قدر مارا کہ وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کے بھاگ کھڑے ہوئے ترکی افسر نے اسوقت یہ غلطی کی کہ اُن کا تعاقب مستعدی سے نہیں کیا ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ قریب کی پہاڑیوں پر مورچہ بندی کر کے پناہ لیتا۔ شب کو ترکوں نے مفتوحہ مقام پر آرام کیا کاش وہ تعاقب

کرتے تو ایک روسی سپاہی کا بچنا بھی ناممکن تھا کیونکہ خوف اُن پر طاری ہو چکا تھا اور شب کی تاریکی سے فائدہ اُٹھا کے وہ نہایت بے ترتیبی کی حالت میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ بھاگے تو سب بایزید کی طرف تھے لیکن بے سری فوج ہو کے بھاگے تھے۔ اُن کا مار لینا بہت ہی سہل تھا اور اس موقع پر تھوڑی سی ترکی فوج کام دے سکتی تھی۔ مگر ترکی افسر نے بدقسمتی سے اپنی اس لاثانی کامیابی سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اور شب کو ٹانگ پھیلا کے سو رہا ورنہ روسی اور بچکے چلے جاتے۔ استغفراللہ۔

ادھر روسی شکستہ فوجیں بایزید پہنچیں اور سُعا کردوں نے بایزید کو گھیر لیا یہ وہی کُردی فوج تھی جس نے روسی سپاہ کے بازوئے چپ کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔

ان پے درپے کی شکستوں سے جنرل میلیکف چونکا اور اب اُس کے اوسان باختہ ہوئے کہ کہیں قارص کا محاصرہ نہ اُٹھانا پڑے اُس نے فوراً ایک کالم فوج کا روانہ کیا کہ اس شہر پر قبضہ رکھے جو زیون سے جانب شمال پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ اس غرض سے کیا گیا تھا کہ مختار پاشا جو فوج اس رستہ سے بھیجیں اُسکی مزاحمت کی جائے۔ دوسرا روسی کالم جنرل کمرف کی ماتحتی میں اردہان سے بڑھا۔ اور اُس نے تین ہزار ترکوں پر ۲۸ جون کو حملہ کیا۔ ترک چونکہ تعداد میں بہت ہی کم تھے مصلحت وقت سے واپس ہٹ آئے اور مقام بطرزن پر آکے اُنھوں نے ڈنڈے ڈیرے ڈالدئے۔ پھر یہ روسی کالم اردہان واپس چلا آیا اور اس کامیابی پر روسی فوجوں میں اطمینان ظاہر کیا گیا۔

(قارص کی محصوری)

ابھی تک قارص کا محاصرہ قایم تھا۔ لیکن محاصرین کی قوت بہت ہی زایل ہو چکی تھی اور اس وقت ایک معمولی حملہ کی ضرورت تھی جو انہیں تہ وبالا کر دے۔ تمام ایشیائے کوچک میں روسی فوجوں کی حالت بہت ہی کمزور ہو گئی تھی اور اُنھیں یقین ہوتا چلا تھا کہ کامیابی تو درکنار بچ کے آنا محال ہے۔ ایک خوف تھا جو روسی سپاہ میں سپاہی سے لیکر افسر تک چھایا تھا اور سب کو اپنی جانوں کے لالے پڑے ہوئے تھے۔

قرا کلیسا کی شکست کے بعد وہ فوجیں جو جنرل ترگوکسف کی ماتحتی میں تھیں مقام اوچ کلیسا کی طرف بھاگ کے چلی گئیں اور ایسی بے اوسان ہو کے بھاگیں کہ سامان رسد باربرداری اور بے انتہا سامان حرب کے سلے جانے کی بھی خبر نہ رہی۔ یہ کل سامان کثیر ترکوں کے ہاتھ آیا۔ ترک اب بھی سخت شدت سے ان کا تعاقب کئے جا رہے تھے اور اُنھیں ایک لمحہ کا بھی وقفہ آرام کرنے کا نہیں دیا تھا۔ یہاں تک کہ اوچ کلیسا پر بھی روسیوں کو جا لیا وہ ناچار اُسی بدحواسی میں ایک بھاگ کے چلے گئے۔

بالعموم اپنی موت سامنے آنے لگی تھی۔ ۹۔ جولائی کو مختار پاشا نے قارص کی فوج قلعہ سے اپنی شمولیت کرنی چاہی
چنانچہ اس ارادہ کی فوراً تکمیل ہوگئی اور پھر پاشائے موصوف نے جیو لبقیا پر قبضہ کرلیا۔ ناچار روسی مرکز فوج کرک دارا
واپس چلا گیا جو قارص سے ۱۵ میل فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ اور یہ بالکل الکزنڈرا پول سڑک پر واقع ہے۔ یہان
روسیون نے بڑی مضبوطی سے مورچہ بندی کی۔ روسیون کا لشکرگاہ جس مین بڑا حصہ پیادہ فوج کا تھا۔ ضیم
کی طرف چلا گیا۔ جو قارص سے جانب شمال دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ مختار پاشا نے ویرانکیلی کے پاس قیام کیا
جو قارص کے جنوب مغرب سترہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ تمام قلعجات کو خلاصی دلوا کے مختار پاشا کی فوجون کی
نقل وحرکت جانب شرق شروع ہوئی اور وہ مقام سوباتن بڑھی چلی گیئن۔ جانچنے کے بعد معلوم ہوا کہ قارص
کو روسی توپون نے کچھ بھی صدمہ نہین پہنچایا حالانکہ وہ لاکھون گولون کا مینہ برسا چکے تھے مگر یہین صدمہ نہ پہنچا تھا
کہتے ہین کہ صرف چالیس ہزار گولے ایک ہی قلعہ پر روسیون نے مارے تھے۔ لیکن قلعون کی بیرونی مورچہ بندیون
کو ابھی تک روسی گولون کی خبر ہی نہ ہوئی تھی۔ نہ قارص مین سامان خورد ونوش کی کمی تھی باشندے ذرا بھی پریشان
نتھے کیونکہ ہر چیز بافراط ملتی تھی۔ اور اس قدر کافی تھی کہ سال بھر تو وہ بآرام زندگی بسر کرسکتے تھے۔ روسی فوج کے
بازوئے چپ کو رستہ مین بہت سے حادثات کا مقابلہ پڑا۔ جب وہ مقام ایگ سے روانہ ہوا ہے تو روسی سپہ
سالار ترگسف نامی شمالی پہاڑیون پر بڑھا اور ۹۔ جولائی کی شام کو اگدیر پہنچا۔ یہان اُس کے پاس سامان رسد ہو
چکا آخیر وہ وہان سے بھی چل نکلا۔ اور فوج کے ایک کالم کو جو جنرل کالبوآلی خان کی ماتحتی مین تھا اپنے ساتھ لیکے
بایزید کی طرف آیا۔ بایزید کو کچھ ترکی بے قاعدہ فوج نے گھیر رکھا تھا اس روسی سپہ سالار نے انہین شکست دیکے
بایزید کو چھڑا لیا۔ اگر یہ کثیر تعداد فوج نہ آجاتی تو ترکی بے قاعدہ فوج نے روسی فوج مقیم بایزید کو مار ہی لیا ہوتا
اس وقت روسی سپاہ سالار کے پاس پیادہ فوج کی ۱۲ بٹالین۔ رسالہ کی آٹھ رجمنٹین اور بیس میدانی توپین تھین جب
اس نے اپنے مین پوری قوت دیکھ لی تو وہ ترکی فوج کے اُس کالم پر حملہ آور ہونے کے لئے مستعد ہوا جو اسکا
تعاقب کئے چلا آتا تھا۔ اُس نے اسمٰعیل پاشا پر جو ایگ سے بڑھا چلا آتا تھا حملہ کیا۔ اسمٰعیل پاشا آندھی اور مینہ
کی طرح آرہا تھا کہ اس نے سامنے سے روسی حملہ آور فوج کو دیکھا۔ اپنی فوجون کی باقاعدہ ترتیب درست کرکے
حوصلہ مند روسی سپاہ سالار سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے بڑھا روسیون کو اپنی فتحمندی کا کامل یقین تھا کیونکہ
اُن کے پاس علاوہ فوج کثیر ہونے کے سامان حرب بھی بہت تھا۔ دونون فوجین اس قدر قریب آگئین کہ ہلالی اور
صلیبی جھنڈے فراٹے بھرتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ توپون کی گرج۔ گولیون کی شائین شائین شروع
ہوئی۔ اور ایک وسیع میدان مین دستہ دستہ فوج دست وگریبان نظر آنے لگی۔ گزشتہ خونریزیون نے ایک نیا
رنگ بہادرون کے دلون مین پیدا کردیا تھا وہی جوش تھا اور وہی ہیجگری۔ روسی دانت پیس پیس کے حملے کرتے

تھے اور یہ حملے بہت ہی سخت تھے ترکی اور روسی توپین اِدہر اُدہر میدان میں دوڑی دوڑی پھرتی تہین اور قہر آلہی گولون اور گولیون کی صورت مین سپاہیون کی جانون پر ٹوٹ پڑا تہا۔ پہر اسی خطرناکی سے جدال و قتال کا بازار گرم ہوا اور بڑی ہی گھمسان کی جنگ ہوئی تہا دریختہ پھلون کی طرح گر رہے تھے مگر بڑہے چلے آتے تھے چند گھنٹے تک توخوب ہی جمکے جنگ ہوئی۔ حملہ تو روسیون نے کیا تہا مگر اُن کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے اُن کی کثیر تعداد فوج پارہ پارہ کردی گئی۔ اُن کے کالم کاٹ ڈالے گئے۔ اُن کی توپین بیکار کردی گئین اُنکے جوش عثمانی شجاعت کے آگے سرد پڑ گئے۔ کوہ قافی خونخواری اور روسی دیوزادی سب خاک مین مل گئی۔ عثمانیون نے اس قدر مارا اس قدر مارا کہ روسی سپاہ سالار اور بڑے بڑے افسرون کے اوسان باختہ ہوگئے اخیر وہ بہاگا اور بے ترتیبی سے بولا کے بہاگا۔ لاکھون پونڈ کا سامان حرب۔ رسد اور باربرداری ترکون کے ہاتھ لگا۔ بیچارے روسی اپنی بدحواسی مین مجبوراً سرحد کی طرف بہاگ گئے۔ غنیمت ہے جان بچی لاکھون پائے۔ اُنکی بے اوسانی کی کافی دلیل یہ کہ اپنے مجروحین کو بہی دشمن کے رحم پر چھوڑ دیا۔

آرمینیا مین جتنی شکستین روسیون کو ہوئین کہین نہ ہوئی تہین اب اُنہین اپنے حملہ آور ہونے کا پورا مزا آگیا تہا اور وہ سمجھ گئے تھے کہ اگر ہم نے فتح بہی پائی تو یہ فتح لاکھون کا خون بہا کے لینے پڑے گی۔ حملہ آورون کے اصلی منشا پر پانی پہر گیا تہا۔ کل روسی فوجین سمٹ سمٹا کے اپنی سرحدون مین خراب خستہ واپس چلی گئی تہین اور اب موسم گرما کا بہت بڑا حصہ گزر چکا تہا۔ یہ بات مشتبہ ہوگئی تہی آیا آغاز موسم سرما سے پہلے روسیون مین حملہ کرنے کا دم باقی ہے اور آیا وہ ترکی حدات کی طرف ایک قدم بھی اُٹھا سکین گے یا نہین۔ اب ہم تھوڑی دیر کے لئے دونون لشکرون کو اپنی اپنی جگہ چھوڑتے ہین اور دوسرے مقامات اور اُن کے معرکہ جنگ کا ذکر کرتے ہین موسم گرما مین چند بحری لڑائیان خاص بحر اسود پر ہوئین لیکن وہ لڑائیان ایسی نہ تہین کہ اُن سے کوئی اہم نتیجہ نکل سکتا۔ آغاز جنگ مین ترکی جنگی بیڑے نے ایک لرزہ روسی سلطنت کے اندام مین پیدا کردیا تہا جبکہ یہ یقینی ہوچکا تھا کہ ترکی جہاز اڈیسہ کو خاک سیاہ کردینگے۔ وقتاً فوقتاً ترکی جنگی جہازون نے کارنمایان کئے کاش اُن کے امیر بحر اعلےٰ درجہ کے ہوتے تو ایک جہاز بہی بچکے نہ جا سکتا اور سینٹ پٹرسبرگ ترکی بحری توپون کی زد پر رکھ لیا جاتا مگر یہ بات نہ تھی اور نہ کی امیر بحر ایسے نہ تھے جن کی اس سنگین وقت مین ضرورت تھی۔ اس ناقابلیتی پر بھی اُنہون نے بہت سے نمایان کام کئے یعنی ترکی اگن بوٹون نے ۲۹ جون اس روسی رصد گاہ کو جلا کے خاکستر کردیا جو روسیون نے مقام کیلا دہانہ ڈنیوب پر بنائی تہی تاکہ وہ ترکی جنگی جہازون کی وہان سے نقل و حرکت اچھی طرح دیکھ سکین چند اگن بوٹون نے اس رصد گاہ ہی کو برباد نہین کیا بلکہ قصبہ کیلا کو بھی جلا کے خاکستر کردیا۔ اور مقام زبربامی کو بھی برباد کردیا۔ پہر جنگی بیڑا اسد ہا اڈیسہ روانہ ہوا جو بحر اسود کے شمالی کنارہ پر آباد ہے۔ ترکی جنگی بیڑے کے پہنچتے ہی سخت

پریشانی اڈیسہ پر چھاگئی اور چارون طرف نالہ وبکا کی صدائین بلند ہوئین لیکن افسوس ہے کہ ترکی امیر بحر نے موقع کو ہاتھ سے دیدیا اور کسی قسم کی گولہ باری اڈیسہ پر نہ کی۔ یہ راز سمجھہ مین نہین آتا کہ کیون ایسا ہوا آیا ترکی امیر بحر نے کوئی غلطی کی یا عمداً اس سے چشم پوشی کی یا اُسے اڈیسہ کے اُڑا دینے کی ضرورت ہی محسوس نہین ہوئی غرض کچہہ ہو ہوئی بہت ہی قہرناک بے عنوانی اور ایسی فروگذاشت جس کی تلافی ممکن نہین۔ اڈیسہ کا قبضہ مین آجانا بہت ہی آسان تھا اور جب اڈیسہ قبضہ مین آجاتا تو ایک حد تک کل بحر اسود پر قابو ہو سکتا تھا جس وقت ترکی بیڑا اڈیسہ کے سامنے پہنچا ہے شہر کے باشندون پر ایک آفت ٹوٹ پڑی تھی اور وہ ادسا ہو کے شہر مالڈونکا بھاگ بھاگ کے جانے لگے یہ مقام کنارہ سے بہت ہی دور فاصلہ پر آباد ہے۔ جون ہی یہ خبرین پہنچین کہ مقامات زیریامی اور سبالا بو لو کا ترکون نے برباد کردیئے تو اور بھی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور عام طور پر سب نے شہر اڈیسہ کو چھوڑ کے دور و دراز مقام مین ڈنڈے ڈیرے ڈالدیئے۔ اڈیسہ کی فوج قلعہ فوراً طلب کی گئی اور تمام روسی لشکر جو قریب قریب گاؤن مین مقیم تہا سب شہر مین طلب کرلیا گیا۔ اس صورت سے ایک پورا ڈیویژن معہ توپخانہ فوج پیادہ اور سوارون کے آراستہ ہوگیا۔ توپخانے تیار کرلیئے گئی کہ ضرورت کے وقت صرف بتی پڑنے کی کسر رہے شب کو بندرگاہ بجلی کی روشنی سے تابناک کیا گیا۔ اس تیاری پر بھی چند گھنٹے تک روسیون پر دہشت چھائی رہی دوسرے دن صبح کو روسی روشنی خانہ کے محافظ نے بذریعہ جھنڈی روسی فوج قلعہ کو اطلاع دی کہ ترکی بیڑا اڈیسہ سے روانہ ہوگیا اور اب وہ سیاسٹول (کریمیا) کی طرف جارہا ہے جب سیاسٹول پہنچا وہان بھی ترکی امیر بحر نے کچہہ بھی نہ کیا تارپیڈو کشتیو نکی کمی پر نظر کرتا رہا اور بالآخر ایک دور کے مقام پر بحفاظت چلا گیا۔ یہ دیکھہ کے اپنی ہی بوٹیان چبانے کو جی چاہتا ہے کہ کیون ایسا کیا گیا اڈیسہ اور سیاسٹول کو کیون نہین اُڑا دیا۔ ترکی کی بحری قوت روسیہ سے ہر طرح بڑہی ہوئی تھی اگر امیر بحر اچھے ہوتے تو یہ روز بد ترکی کو کیون دیکھنا پڑتا جو اُس نے اختتام جنگ پر دیکھا۔ خود کردہ را علاجے نیست جب خود ہی اپنے پیرین کلہاڑی ماری پہر اُسکی شکایت کیا۔ تیرہ سو برس کی تاریخ موجود ہے کہ مسلمانون نے دنیا مین خود اپنے کو مٹایا کوئی قوم خواہ وہ کیسی ہی قوی اور متمدن ہوئی مسلمانون کا بال بیکا بہی نہ کرسکی۔ یہ بدبخت خود ہی لڑتے لڑتے برباد ہوگئے اور جب ان کی جنگجوئی کی قوت سلب ہوگئی تو باہمی نااتفاقی نے انہین برباد کردیا۔ وائے برما و برحماقت ما۔ کچہہ ہم ہی ترکی جنگی بیڑے کے تعطل پر افسوس نہین کرتے بلکہ یورپ کے کل مورخ یکزبان ہوکے کہتے ہین کہ اس معاملہ مین ہم دم بخود ہین اور ہمین کوئی اطمینان بخش توضیح اُس کی نہین معلوم ہوتی کہ اتنا بڑا زبردست بیڑا جس کے جہاز بھی اعلےٰ درجہ کے ہون اور جسکا سلمان حرب بھی ضرورت سے زیادہ کافی ہو وہ زمانہ جنگ مین یون بیکار رہے اور اپنی قومی عظمت کو اس طرح بے پروائی اور سنگدلی سے اپنے پیرون سے کچل ڈالے مختلف مصنفون نے اس فروگزاشت کی نسبت

نئی تاویلین کی ہین مگر اکثر کا اتفاق اس پر ہے کہ "بدوز و طمع دیدہ ہوشمند" ان ناہنجار ترکی بحری افسرون نے چند پیون
کے لئے روسیون کے ہاتھ اپنی قومی عظمت کو فروخت کر ڈالا اور اسطرح ابدالآباد تک لعنتون کا طوق اپنی گردن مین
پہنا۔ قدرتی طور پر یہ کل نمکحرام مٹا دیئے گئے اور اُن کے رشوت کے روپیہ نے مٹتے وقت اُنہین کچھ بھی سہارا
نہین دیا بحری افسرون کی اس نمکحرامی پر ہم یہ دعوی سے کہسکتے ہین کہ روسیون نے سو برس کے عرصہ مین ایک بھی بامایہ
کی شکست ترکون کو نہین دی۔ اخیر جو فتح اُنہین حاصل ہوئی محض بعض نمکحرام افسرون کی بدکرداری سے روسی اپنی بہادری
اور جنگجوئی کا ہرگز فخر نہین کر سکتے۔ روسی بیڑا ترکی بیڑے کے آگے بالکل بے حقیقت تہا باوجودیکہ روسیون نے ترکی
بحری افسرون کو ملا لیا تہا پہر بھی وہ ترکی بندرون کا کچہ نہ کر سکے اور ہر مقام پر اُنہین ذلت نصیب ہوئی۔ چونکہ روسی
جنگی بیڑا محض بے حقیقت تہا اس لئے اُسے کھُلے سمندر مین ترکی جہازون کے مقابلہ مین آنا محال تہا۔ باوجودیکہ
ترکی بعض افسر نمکحرامی کے تاریک غار مین پڑے ہوئے تھے پھر بھی روسی بیڑے کو قدم آگے بڑہانے کی جرأت نہوئی تہی
۱۸۷۷ء کی جنگ یہ توصحیح ہے کہ بحری جنگ نہ تہی لیکن پہر بھی بہت سے کام نکلتے اور ترکی بیڑا کاش اُسکے افسر
اچھے ہوتے تو روسیون کو پورا مزا چکہاتا۔

پانچواں باب

جنگ ڈینیوب

جنگ کا دار و مدار جس طرح شاہوں کی تدابیر پہ ہے اسی طرح قدرت کے راستوں پر موقوف ہے۔ ۱۸۷۷ء میں شہنشاہ روسیہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ آغاز مئی میں ڈینیوب کو عبور کر جائیں لیکن دریا کی کیفیت ایسی سخت ہوگئی کہ اس کی آرزوؤں پر خاک پڑ گئی اور کئی سمندروں کا مالک شہنشاہ دریائے ڈینیوب کی طغیانی پر غالب نہ آسکا۔ موسم بہار کی بارش سے دریا بہت ہی چڑھ آیا تھا۔ اب نہ پیپوں کا پل قائم ہو سکتا تھا اور نہ کوئی اور تدبیر کی جاسکتی تھی اور نہ اتنی کثیر تعداد فوج کے لئے بار برداری کا سامان ہو سکتا تھا۔ روسی سپاہ سالاروں کی جان پر بنی ہوئی تھی وہ رومینیا والوں کی خوشامد کر رہے تھے تاکہ وہ ان سے بالکل گٹھ جائیں اور پھر ہر طرح کا اطمینان ہو جائے۔ روسیوں کا دار و مدار ترکی کی نمک حرام ریاستوں کی سازش پر تھا اگر یہ ریاستیں نہ مل جاتیں تو محض ناممکن تھا کہ روسیہ کسی صورت سے بھی کامیاب ہوتا۔

یہاں موسم کی خرابی نے یہ کارروائی کر رکھی تھی اور وہاں روسی فوج اپنی جنگی ترکیب کر رہی تھی اور تمام انتظامات کی درستی ہو رہی تھی۔ یہ ضرور ہوا کہ کچھ روسی فوج دوبروڈشا میں اتار دی گئی یہ ایک بڑی دلدل کا مقام ہے جہاں دریائے ڈینیوب گرتا ہے۔ اور جنوبی طرف دریا کے واقع ہے۔ اس سے چنداں فائدہ نہ ہوا۔

جنگ کی تمام آئندہ صورت پہلے ہی سے خیال کر لیگئی تھی اور اب روسی فوجیں موقع کے انتظار میں بےچین ہو رہی تھیں۔ وہ شہر جو ڈینیوب کے سامنے آباد تھے اُن میں لوکا جھوکی شروع ہوگئی تھی اور ہر طرف سے برابر فیروں کی آواز مسموع ہو رہی تھی۔ ۶۔ مئی کو عثمانیوں نے رومینیا میں بیکیٹ نامی بندر پر بہت سخت حملہ کیا تھا۔ چونکہ ترکوں نے یہ انتظام کر دیا تھا کہ باسفورس اور درہ دانیال کے راستوں سے کوئی نہ آنے پائے۔ اور روسی حکام نے اپنے اُن امیرِ بحروں کو جو گلاٹز اور دوسرے بندروں پر لنگر انداز تھے یہ احکام جاری کر دیئے کہ عنقریب اُنہیں مقام مقصود چھوڑنے پر مجبور کیا جائیگا۔ اور وہ ۷۔ مئی سے آگے تک نہیں رہ سکتے کیونکہ ۷ر تاریخ ڈینیوب کی جہاز رانی بند کر دی جائے گی۔ ایسے اعلان کے شائع کر دینے کا حق نہایت مشتبہ نظروں سے دیکھا گیا۔ ۱۸۵۶ء کے معاہدہ پیرس کی رو سے ڈینیوب آزاد شمار ہوا تھا۔ اور اب فیصل طلب یہ امر تھا آیا دول یورپ کا فیصلہ اس جنگ سے برقرار رہا یا غتر بود ہو گیا۔ روز بروز مغربی جانب سے روسیوں کی یلغار دریا کے شمالی کنارہ پر شروع ہوئی اور مئی کے وسط میں قریب دو لاکھ روسی رومینیا میں داخل ہو گئے تھے۔ لشکر گاہ تبدیل کر دی گئی تھی۔ کسچنف سے (لبر یبایں) پلوئیستی

میں فوجوں کا ہیڈ کوارٹر قرار پایا۔ بلولیتی مقام بوچرسٹ کے جانب شمال چالیس میل کے فاصلہ پر ہے اب یہاں سے یہ تیاریاں ہونے لگیں کہ فوجی لین کو سترو با تک وسعت دینا چاہئے۔ لیکن اس ارادہ کی تکمیل نہ ہوسکی اور فوجی لین کو وسعت دینے کا خیال سخت ناکامی کے ساتھ روسیوں کے منہ پر پڑا۔ ترکی جنگی بوٹوں نے جو چاروں طرف چکر لگا رہے تھے روسیوں پر گولوں کا مینھ برسا دیا اور رومانی کنارے پر تو بھاڑ بھون رہا تھا اور ترکی توپوں نے ایک آفت برپا کر دی تھی۔ بعد ازاں ۱۱۔ مئی کو ایک ترکی جہاز جو اسٹیم شین سے چلایا جاتا تھا اپنے ساتھ دو اگن بوٹ لیکے آیا اور اس نے اپنے کو اس جزیرے کی آڑ میں کھڑا کیا جو جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ درخت ہی درخت معلوم ہو رہے تھے مگر جہاز کے اوپر کا حصہ اس سے صاف نظر آتا تھا۔ روسیوں نے اپنے توپخانہ سے گولہ باری شروع کی خوب زور اور تیزی کے ساتھ گولے مارے جاتے تھے مگر ابھی تک کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا۔ اخیر دو جگادری توپیں زد کے مقام پر نصب کی گئیں ایک فیر تو اُن توپوں کا خالی گیا اور دوسرا گولہ ترکی جہاز کی ڈک پر پڑا اُس سے تمام سامان حرب میں آگ لگ گئی اور فوراً جہاز پارہ پارہ ہوگیا۔ سفید دھوئیں کے بُقّوں نے بادلوں کے دل بادل سمندر پر بنا دیئے۔ جہاز کے اُڑنے کی خطرناک آوازیں اور دھوئیں کے بُقّوں کا اُٹھنا ایک خطرناک منظر بنا رہا تھا۔ اسی سفید دھوئیں کے بادلوں میں سے آگ کے شعلے اُٹھ رہے تھے۔ جب دھواں صاف ہوا تو تبر کے سوختہ جہاز نظر آیا جس پر اب بھی ترکی پھریرا اُڑ رہا تھا۔ ترکی بحری کپتان اور ملاحوں نے بڑا کام دیا۔ انہوں نے جہاز کو بالکلیہ بربادی سے بچا لیا اور عثمانی جھنڈے کی توہین نہونے دی یعنی اُسے اُسی طرح سلامت و برقرار رکھا یا۔ یہ فی الحقیقت تعجب کی بات ہے کہ جہاز کا میگزین اڑ جائے اور جہاز کی حالت اُس قدر درست رہے کہ پھر وہ سمندر میں جانے کے قابل ہو چنانچہ ترکی بحری کپتان آہستہ آہستہ اپنے سوختہ جہاز کو دشمن کے زبردست گولوں سے محفوظ کر کے صاف بچا لیگیا۔ دو روسی جنگی جہازوں نے اس سوختہ جہاز کا تعاقب کیا اور سوائے چند ڈھیریوں اور ایک کوئلے جھونکنے والے اور ایک انجنیر کے اور کچھ حاصل نہ کرسکے۔ وہ بھی یوں ہوا کہ جب روسی جہاز پہنچے ہیں تو کوئلے جھونکنے والا اور انجنیر ڈھیریاں جمع کر رہے تھے کہ انھیں روسیوں نے گھیر لیا۔ طرفین سے گولیوں کے فیر ہوئے اور بیچارے دو ترک سخت مجروح ہونیکے بعد روسیوں کے ہتے چڑھ گئے ان میں سے ایک شہید ہوگیا اور دوسرا زندہ و سلامت رہا۔ طرف اس جہاز کو صدمہ پہنچا کے روسی پھولے نہیں سمائے۔ ایک دوسرے کے آگے شیخی مارتے تھے کہ یہ جہاز ہم نے اُڑایا ہے۔ حالانکہ تحقیق کے بعد یہ ساری شیخیاں کرکری ہوگئیں اور حقیقت

نکل گئی کہ روسیوں کے لوگوں نے جہاز کو مطلق صدمہ نہیں پہنچایا بلکہ ترکی اسٹور کیپر کی ایک فاش غلطی سے ایسا ہوا۔ دو دن کے بعد ترکوں کے دوسرے اگن بوٹ کو بھی یہی صدمہ پہنچا۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ یہ ترکی اگن بوٹ ابھی مقام ہیتس میں بنکے تیار ہوا تھا اور یہ رشطک جاتا تھا تاکہ اسلاح وغیرہ سے درست ہو کہ راہ میں اس پر حادثہ عظیم گذرا۔ ۱۲ مئی کو جب کلافت سے گزر رہا تھا کہ ٹھیک آدھی رات کو رومانی کنارہ سے روسیوں نے اپنے مخبروں کے ذریعہ سے اس کی اطلاع پائی کہ غیر مسلح ترکی اگن بوٹ جا رہا ہے۔ مقام ڈون میں ترکوں کو غلطی ہوئی اگر انہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ روسیوں کے مخبر یہ خبر لگالیں گے تو وہ ضرور ہوشیار ہو جاتے۔ ۱۳ مئی کی صبح کو رومینیا والوں نے جہاز کو گولوں کی انتہا درجہ بارش کرنیکے بعد گرفتار کر لیا۔

جہاز پر نہ توپیں تھیں اور نہ سامان حرب تھا وہ تو رشطک اسی لئے جاتا تھا تاکہ مسلح کیا جاوے کہ رستہ میں اس پر یہ بپتا پڑی۔ اس اگن بوٹ کی گرفتاری پر اگرچہ رومانی بہت ہی اُچھلے کودے۔ مگر ان کا فخر کرنا محض بے بنیاد تھا ایک غیر مسلح جہاز کو جگادری توپوں کے ذریعہ سے گرفتار کر لینا کوئی بڑی جوانمردی کا کام نہ تھا۔ ۲۶ مئی کو ایک ترکی چھوٹا جہاز ابریلیا کے پاس ایک تارپیڈو بوٹ سے ڈبو دیا گیا۔ اس کی اصلیت یہ ہے کہ رومینی اور روسی سپاہ ترکی وردیاں پہنکر ڈینیوب کے شمالی کنارہ سے روانہ ہوئی اور مقام پیٹرا اینٹی پر پڑی۔ شب کی تاریکی سے فائدہ اُٹھاکے اس فوج نے مچین پر گولہ باری شروع کی۔ صدہا گولہ برستا رہا اور کوئی نقصان ترکی جہاز کو نہ پہنچا۔ گولہ باری کے وقت چند روسی سپاہی دریا میں کود پڑے اور تارپیڈو بوٹ کو چپکے چپکے لیجاکے ترکی جہاز کے پاس پہنچا آئے۔ اور خاموشی سے چلے آئے صبح کو اس تارپیڈو سے آگ لگ گئی اور یہ ترکی جہاز معہ افسروں اور سپاہیوں کے پانی میں غرق ہو گیا۔ جس وقت اس ترکی جہاز پر یہ آفت برپا ہو رہی تھی دوسرا ترکی جہاز جو ذرا فاصلہ پر کھڑا تھا یہ دیکھ کے گھبرایا اُس گھبراہٹ میں اُسے یہ خبر نہ ہوئی کہ آیا یہ معاملہ کیا ہے کس کے جہاز پر آفت آئی اور کیا ہوا اس نے اپنے ہی جہاز پر گولہ باری شروع کی ادھر تو یہ آفت اور اُدھر گولوں کی بھرمار نے ایک آفت برپا کر دی۔ گولے چونکہ پریشانی سے مارے جا رہے تھے اس لئے روسی جہازوں پر بھی پڑ رہے تھے مگر انھیں زیادہ نقصان نہ پہنچا سکتے تھے۔ روسیوں نے جب اس پریشانی کو دیکھا تو اس سے فائدہ اُٹھاکے اس ترکیب سے دوسری تارپیڈو کشتی اس پریشان ترکی جہاز کے پاس پہنچاکے پھر بجلی کے ذریعہ سے آگ دیدی آگ کا دیدینا تھا کہ جہاز پارہ پارہ ہو گیا اور اُس کے ٹکڑے سمندر پر اُڑتے ہوئے نظر آئے اور کل جہاز غرق ہو گیا۔ اس عرصہ میں دو اور ترکی جہاز پہنچ گئے مگر یہ بھی اس غضبناک وقت میں کچھ

بکر سکے اگر ان دو جہازوں کے کپتان ذرا ہوشیاری سے کام لیتے تو ایک دو روسی جہازوں میں ایک جہاز بھی بچکے نہ جاتا۔ ترکی جدید جہازوں کے آنے سے اُن میں پریشانی پیدا ہوگئی تھی مگر کوئی کارروائی ایسی نہیں کی گئی کہ جس سے پورا انتقام لیا جاتا۔ ترکی جہازوں کے غرق ہونے کی کیفیت سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ روسیوں نے جنگ شدید کرکے ایک بھی ترکی جہاز کو صدمہ نہیں پہنچایا۔ محض فریب اور دغابازی سے اور سب سے زیادہ ترکی غفلت سے فائدہ اُٹھاکے یہ کامیابی حاصل کی۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس قسم کی کارروائی جنگ میں بجائے عیب کے ہنر تسلیم کی گئی ہے مگر اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ رُوسی بحری طاقت نے کچھ کام نہ دیا اور اگر ترکی بحری افسر ہوشیاری سے کام کرتے تو ہرگز یہ چشم زخم نہ اٹھانی پڑتی۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ترکی بحری قوت روسیوں سے بدرجہا اچھی تھی اگر وہ بدنصیب ہوشیاری اور عقلمندی سے کام لیتے تو ایک روسی جہاز بھی بچکے نہ جاتا مگر خدا کو یہی منظور تھا اور قدرت نے سامان کرلیا تھا کہ ترکوں کو اُن کی غفلت اور باہمی لوکاچوکی کی کافی سزا دی جاوے۔ چنانچہ قدرت کا فیصلہ اخیر ناطق ہوا اور غافل ترکوں کو انکی غفلت کی پوری سزا دی گئی۔

ہاربرٹ پاشا سے سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوسکا کہ اس نے ترکوں کے بڑے بڑے جہازوں کو بچالیا ورنہ اُنھیں بھی اسی طرح صدمہ پہنچنے کا خیال تھا۔ غرض اس تمام کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ترکی جنگی جہاز ڈینیوب سے غائب ہوگئے۔ اور دریا کو روسی لشکر کے عبور کرنیکے لئے بالکل آزاد چھوڑ دیا۔ برّی اور بحری جنگ میں ترکوں نے بعض موقعوں پر وہ کارروائی کی جو اُن کی قوم اور اصلی شجاعت کے کبھی شایان شان نہ تھی۔ بعض شرمناک سازشیں بھی ہوئیں جس سے اُن کی پُرجلال قوم بدنام ہوئی اور بعض ایسی سستیاں ہوئیں جنھوں نے رہا سہا ڈبو دیا۔

ہم ہی یہ نہیں کہتے بلکہ یورپ کے بڑے بڑے مؤرخ ہمارے ہمزبان ہیں اور سب اسی بات کو پیٹتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ گذشتہ بات پر افسوس کرنا فضول ہوتا ہے لیکن آیندہ کے لئے تنبیہ ضرور ہوجاتی ہے ہمیں صرف دکھانا یہ ہے کہ روسیوں نے اپنی شجاعت اپنی کثیر تعدادی اور اپنے کثیر سامان حرب بلکہ بعض دول یورپ کی امداد سے بھی ترکوں پر فتح نہیں پائی۔ منہ پر بات آکے پھر نہیں رُکتی ہمنے بڑے غور اور توجہ کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر ترکوں کے بعض نمکحرام افسر پہلوتہی نہ کرتے اور روقت پر باب عالی کو دھوکا نہ دیتے تو اس تیاری پر بھی فتح پانا محال تھا۔ انشاءاللہ وہ دن قریب ہے کہ عثمانیوں اور روسیوں کے دو دو ہاتھ ہوں۔ اور الحمدللہ کہ اب ترکی افسروں کی طرف سے اطمینان ہے تو پھر ہم دکھاوینگے کہ روسیوں سے مظالم بلغاریہ کا کس شدومد سے انتقام لیا جاتا ہے اور روسیوں کی یہ خونخواری کہاں رفوچکر ہوجاتی ہے۔

ان ناکامیوں سے قسطنطنیہ میں ایک جوش پیدا ہوگیا اور سب سے زیادہ صوفتہ لوگ بھڑک اوٹھے
۲۴- مئی کو انھوں نے ترکی پارلیمنٹ کو گھیر لیا اور غل مچامچا کے کہا کہ وزیر جنگ کو فوراً بدل دیا جائے -
یہ گروہ قسطنطنیہ میں ایک بڑا جوشیلا گروہ ہے اور اسی کے شور و واویلہ کا باعث تھا کہ سلطان عبد العزیز
شہید معزول کئے گئے تھے - انھوں نے چاہا کہ ردیف پاشا اور محمود وامات پاشا موجودہ سلطان المعظم
کا بہنوئی علیحدہ کر دیا جائے - یہ پُرجوش لوگ باہر ہی نہیں کھڑے رہے بلکہ اندر چلے آئے - اس کی خبر
نہیں کہ وہ زبردستی اندر گھس آئے تھے یا انھیں اندر جانے کی اجازت مل گئی تھی - احمد فایق جو ممبر
کا بیر مجلس تھا اُس نے معاً اُن سے درخواست کی کہ ردیف پاشا کی علیحدگی کی تم باقاعدہ تجویز پیش کرو -
انھوں نے متفق اللفظ ہو کے یہ تجویز پیش کی اُس پر فایق پاشا نے کہا تمہارا فرض ہے جو کچھ گورنمنٹ سے فیصلہ
پا جائے اُس پر سر تسلیم خم کرو - اگرچہ سلطان المعظم ہمیشہ عامۂ خلایق کے پسندیدہ خیالات کا لحاظ کرتے ہیں مگر
جنگ کی حالت کو جس مبالغہ آمیزی سے سمجھ لیا گیا ہے اُس کی انھیں بہت کم پرواہ ہوتی ہے - بہت سے صوفتہ
فوراً گرفتار کر لئے گئے اور اُس کے بعد ایک جنگی کونسل کا انعقاد ہوا جس کو جنگ کرنے اور سیاہ سفید کرنے کے
کل اختیارات دیئے گئے -

اسوقت روسیوں کی کامیابی ہو رہی تھی اور انھیں اپنی کامیابی کے قدرتی ذرائع حاصل ہو گئے تھے - روسیوں
کے حوصلے پھر بہت بڑھ گئے تھے اور اب انھیں اپنی القطاعی کامیابی کی پوری امید ہونے لگی تھی - اسی اثناد
میں ایک پادری نے شہنشاہ روسیہ کی موجودگی میں ایک سرمن پڑھا جس کا مضمون یہ ہے (شہنشاہ روسیہ
کی طرف خطاب کر کے) آپ کی بڑی خوش اقبالی ہے کہ مصلوب خداوند یسوع مسیح کی صلیب نے ہلال کو
ڈینوب کے پرے تک جھکا دیا ہے - اب مسلمان کچل دیئے جائیں گے اور مقدس صلیب اُن کا ستیاناس
کر دے گی - مسیحی رعایا کے کل حقوق کا دارومدار محض مقدس صلیب ہی پر موقوف ہے - جب آپ
وہاں تشریف لیجائیں گے تو گزشتہ شہنشاہوں کی روحیں خوشیاں مناتی ہوئی آپ کے ساتھ ساتھ
ہونگی - شہنشاہان اولیگ - اگور - سوی اسلف - قیصر اور قیصر بیگمیں - پیٹر اعظم اور ملکہ کیتھرائن
الکزینڈر - بہادر نکولس - رومونفس - سوارفس اور کٹفس بڑے طمطراق سے اپنی پاک روحوں
کے ساتھ تیری کامیابی پر شادیانے بجاتے ہوئے دکھائی دیں گے - روسیہ کے یہ بہادر اکثر بار اپنے
زبردست ہتیاروں سے قسطنطنیہ کے نیچے تک ہو آئے ہیں اپنی دانائی اور شجاعت سے
انھوں نے روسی سلطنت کو بے انتہا وسعت دی ہے اور ترکوں کے بہت سے ملک اپنے زیر نگیں
کئے ہیں - اے جنگجوؤں تمہاری پرجلال یادگاریں کیسی برقرار رہیں جو ابھی تک نہیں بھولی ہیں" - پھر

یکایک پادری زار کی طرف مخاطب ہوا اور یہ کہنے لگا "اے راسخ الاعتقاد زار ہمارے آقا روسی گروہ کثیر کے رہنما تیری موجودگی میں میں لشکر کو برکت دیتا ہوں۔ تجھ میں میں مصلوب خداوند کی پاک روح دیکھتا ہوں میری دعا ہے کہ خداوند یسوع مسیح ہمیشہ تیرے ساتھ ہو تو ہی مسیح مذہب کی عظمت برقرار رکھنے والا ہے۔ خداوند مسیح کے صدقہ سے تیرے تاج پر فتحمندیاں نچھاور ہوتی رہیں۔ پھر گرانڈ ڈیوک نکولس سپاہ سالار افواج روسیہ کی طرف خطاب کر کے یہ کہا۔ اے رہنما اے سردار اے خداوند مسیح کے پیارے ہر لوویٹیز کی پاک روح اور خدا کی روحانی ماں اور مہربان کے مقدس ناموں سے میں تجھے برکت دیتا ہوں اور اس برکت میں تیرے تمام جنگجو ساتھیوں کو شریک کرتا ہوں میں تجھے آسمان کی بادشاہزادی کی حفاظت میں سونپتا ہوں میں دعا کرتا ہوں اور ہمیشہ دعا کرتا رہوں گا کہ تیری رہنمائی ایک شجاعانہ کام سے شجاعانہ کام کی طرف کرے گی اور تجھے فتح پر فتح دلوائے گی تو صحیح وسالم نیک نامیوں اور فتحمندیوں کا تاج پہن کر واپس آئے گا"

یہ تعجب انگیز بات تھی کہ طرفین سے مذہبی جوش پیدا کرنے کے لئے فوجوں کے سامنے خطبے پڑھے جاتے تھے۔ متعصب مورخوں نے جو مسلمانوں پر اکثر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ ہر جنگ کو مذہبی جنگ کا جامہ پہنا دیتے ہیں اُن کے اقوال کی روسی پادریوں کے اس سرمن سے تکذیب ہو جائے گی۔ جو مظالم روسی سپاہیوں نے کئے ہیں اگر مذہبی تعصب انہیں اندھا نہ کر دیتا تو ہرگز یہ ظلم نہ ہوتے۔ مذہبی تعصب جتنا روسیوں میں ہے شاید اور قوموں میں مشکل سے نکلیگا۔ اس کی صدہا بلکہ ہزارہا شہادتیں موجود ہیں اور جنکو کوئی نہیں جھٹلا سکتا وہ عثمانی فوج جو مقام سکم کالی روانہ کی گئی تھی اُس کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے یہ لکھ کے بھیجا تھا۔ یعنی خود سلطان آل عثمان اپنے سپاہیوں کو خطاب کر کے کہتا ہے۔

"سپاہیوں تم انصاف اور امن کی سلطنت قایم کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو تاکہ تم مظلومین کے بامن ہو اور وہ تمہاری امداد سے اپنے حقوق حاصل کرلیں۔ سوائے اس کے اور کونسا موقع تمہیں اپنا نام روشن کرنیکا مل سکتا ہے تم وہ بات کرو جس سے تمہاری غیرفانی یادگار اس عالم میں رہجائے۔ نجات ابدی کی کنجی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم اس وقت جنگ کے میدان میں نہ صرف عثمانی جھنڈے کے سایہ کے نیچے نیچے چل رہے ہو بلکہ اسلام کے سایہ کے نیچے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے نکلے ہو۔ تمہیں اس غرض سے جنگ کے لئے بھیجا گیا ہے تاکہ تم اپنے مذہب اور عثمانی عظمت کی دشمن کے آگے لاج رکھ لو۔ حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنی طرف تمام فتحمندانہ تلواروں سے بہشت خرید لوگے۔ خدائے عزوجل تمہاری امداد کرے گا اور نبی معصوم و برحق کی پاک روح

اُن دو باتوں میں سے ایک بات میں ضرور تمہیں مطمئن کر دے گی۔ کیا تو تم اپنی مبارک جانوں کو اپنے ستم رسیدہ بھائیوں کی خلاصی کے لئے قربان کر دو گے اور اس طرح خدائے قادر مطلق کی بجا آوری احکام کر کے اُس کے برگزیدہ بندوں میں ہو گے اور اگر اللہ نے بچا لیا تو فتحمند غازی بنجاؤ گے۔ تمہیں دونوں صورتوں میں رب الافواج کی عالی بارگاہ سے ثواب دارین حاصل ہوگا۔"

۶۔ جون کو زار۔ زارینہ۔ گرانڈ ڈیوکس ولادی میر اور سرجیس۔ شہزادی گورچکف۔ بیرن۔ جومینی اور اسی طرح سے اور سرکاری افسر مقام "پلولیستی" میں پہنچے جو روسی فوجوں کا لشکرگاہ بنا ہوا تھا۔ یہاں جنرل فلوریسکو اور مینوسپل کمیٹی کے ممبر زار کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن کے ساتھ بہت بلغاری بھی تھے جنھوں نے نہایت جوشانہ طور پر یہ اشعار پڑھے جو ۱۸۶۸ء کی بغاوت میں موزوں کئے گئے تھے۔ جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"ہم بہت کچھ مظالم اُٹھا چکے اب ہمیں ایک دوسرے سے صدق دلی سے مل جانا چاہئے۔ اے روسیۂ اعظم اور اے ہماری بہن سرویا تو ہمیں کیوں بھول گئی۔ تم آ کے ہماری مدد کیوں نہیں کرتے؟"

بس اسی مضمون کے سب اشعار ہیں جو بلغاریوں نے زار کے آگے بڑھ کے گائے تھے۔ پھر دوسری قوم کے اور بھی چار ہزار آدمی آئے جنھوں نے نئی طرح سے گانا شروع کیا۔ پھر دو مینوسپل ممبروں نے چاندی کی رکابی میں روٹی اور نمک زار کے آگے پیش کیا۔ اس رکابی پر مفصلہ ذیل الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

"ہم خوشی میں پھولے نہیں سماتے ہم حضور کی ذات پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور ہم تیرے نام کا عشق رکھتے ہیں۔"

۷۔ تاریخ کو شہزادہ چارس رومینا پلولیستی پہنچ گیا۔ اور ریلوے اسٹیشن پر گرانڈ ڈیوک نکولس کے بڑے بیٹے نے اُس کا استقبال کیا۔ شاہی مکان میں وہ شہنشاہ روسیہ سے ملنے آیا اور پھر زار نے بخوریسٹ میں اُس سے بازدید کی ملاقات کی۔ رومینا کے پائے تخت کی شاہراہیں آدمیوں سے ٹھسا ٹھس بھر رہی تھیں۔ مکانوں کی چھتوں پر بھی یہی ہجوم لوگوں کا تھا۔ کہیں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ شہنشاہ روسیہ اور شہزادہ میں معاملات سیاسی پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور یہ گفتگو بلاشک رومینا کے حقوق پر تھی جو بعد جنگ کے قایم ہونے والے تھے۔ بخوریسٹ تو بالکل روسی بنتا جاتا تھا۔ تمام روسی سپاہی چاروں طرف دکھائی دیتے تھے۔ دکانوں کی پیشانی پر روسی زبان کے الفاظ نظر آتے تھے۔ دریائے ڈینوب کے کناروں پر صدہا یورپی نمائندے جمع ہو گئے تھے اور تین سو بیس اخباروں کے نامہ نگار اس وقت موجود تھے تاکہ آیندہ جنگ کے حالات قلمبند کریں۔

سرویا میں بھی رومینیا کی تقلید کا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ شہزادہ میلان والئے سرویا نے یہ دریافت کیا آیا شہنشاہ روسیہ پلوستی کے اسٹیشن پر اُس کا استقبال کریگا یا نہیں۔ اسوقت زار کو ضرورت ہی یہ آپڑی تھی کہ اسٹیشن پر استقبال کرتا تو ایک طرف اگر اُس سے کہا جاتا تو وہ سرویا کے پائتخت تک شہزادہ میلان کو لینے آتا۔ چنانچہ یہاں سے اس بات کو قبول کیا اور یہ جواب پاتے ہی شہزادہ میلان مع اپنے جنگی اور ملکی وزرا کے ۱۳ ارجون کو وہاں پہنچا۔ باب عالی کو سرکاری طور پر اس ناجائز ملاقات کی بابت اطلاع دی گئی۔ اس پر باب عالی نے "ایم کریسٹک" سرویٔن ایجنٹ متعینہ قسطنطنیہ سے جواب طلب کیا کہ تم اس کا کوئی معقول جواب رکھتے ہو کہ کیوں ایک ماتحت ریاست کے رئیس نے خلاف معاہدہ ایسا کیا اُس نے اس ملاقات کی معمولی توضیحات کر کے بیان کیا کہ محض اخلاقی طور پر شہزادۂ میلان شہنشاہ روسیہ سے ملنے گیا ہے کیونکہ عہدنامہ پیرس کے بموجب اُسے یہ اختیارات حاصل ہیں۔ ایجنٹ سرویا نے یہ تو قبول کر لیا کہ سرویا میں ایک گروہ ہے جو جنگ کی خواہش رکھتا ہے اور اُسے ڈر ہے کہ مبادا رومینیا مطلب حاصل نہ کرے اور وہ دیکھتا کا دیکھتا رہجائے۔ اس سے میں بالکل انکار کرتا ہوں کہ میری گورنمنٹ کا خیال باب عالی سے جنگ کرنے کا ہے اور یہ جو خبریں آئی ہیں کہ الکزینیٹس میں جنگی سامان کیا جا رہا ہے محض غلط ہیں۔ گزشتہ جنگ میں سرویا کی صرف یہ خواہش تھی کہ ہرزیگوینا میں مقام ببرنشانک اُس کی ریاست کو وسعت ہو جائے اُس نے ترکی سے آزاد ہونے کی کبھی کوئی تدبیر نہیں کی۔ اور اس بات کو سرویا خوب سمجھتی ہے کہ ترکی کی سرپرستی اُس کی ترقی کی بہت بڑی ضامن ہے اور اگر سرویا آزاد ہو گئی تو اُسے کیا تو روسیہ اور کیا آسٹریا ہڑپ کر جائیں گی ۔۔

اس میں شبہ نہیں کہ شہزادہ میلان اور اُس کی گورنمنٹ کا پہلے یہی خیال تھا مگر اب حالت بدل گئی تھی اور وہ اپنے آقا سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کر رہا تھا سرویا کے ایجنٹ سے جو کچھ ہو سکا اُس نے باب عالی کا شک مٹانے میں کوئی کسر نہیں کی مگر معاملہ اس قدر لاینحل ہو گیا تھا کہ ان معمولی باتوں سے اُس کی عقدہ کشائی ممکن نہ تھی یہ بالکل بدیہی تھا کہ جو کچھ شہزادہ سرویا کر رہا ہے اُس کا منشا یہ ہے کہ کسی طرح میں خود مختار ہو جاؤں اور شہنشاہ روسیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے یہی معنی تھے کہ اُس کا مدعائے دلی کسی صورت سے حاصل ہو جائے۔

بلغاریہ کی حالت اُس وقت بہت ہی خطرناک ہو رہی تھی وہ جنگ پر آمادہ تھے اور پائے تخت صوبہ تو گویا جامرہ کا شہر بن رہا تھا۔ ہر بلغاری کے میان سے تلوار نکلی پڑتی تھی اور وہ ترکوں سے جنگ کرنیکے لئے بیتاب ہو رہا تھا۔ ردیف پاشا وزیر جنگ ترکی نے یہ اعلان شائع کر دیا کہ وہ تمام بلغاری اور وہ تمام روسی جو اس مجنونانہ جوش کے بیجان ہیں یک لخت

چارون طرف سے ترکون کو خوف محسوس ہونے لگا تھا اُنھون نے اِس نظر سے کہ مباد اقسطنطنیہ پر کوئی آفت آئے ایڈریانوپل کی قلعبندی شروع کردی تھی۔ لیکن اِس قلعبندی مین دولت علیہ عثمانیہ کی پریشانی ملی ہوئی تھی۔ قلعبندی کے احکام تو جاری ہو گئے تھے۔ لیکن اُن پر عملدرآمد ہونا محالات سے تھا۔ جس سلطنت کا شہنشاہ شہید کرڈالا گیا ہو۔ اور جس کے بحری اور برّی جنگی افسر قتل ہوچکے ہون جہان دو شاہون کی تبدیلی ہوچکی ہو اور جسپر تین سال سے جنگ کی آفت نازل ہو اور سب سے زیادہ جس کا خزانہ خالی ہو اور جو دیوالیہ پن تک پُہنچ گئی ہو اُس کے احکام واجب التعمیل نہین ہوسکتے ایڈریانوپل کی قلعبندی سب سے اہم اور ضروری تھی مگر اسکے لیئے اطمینان اور روپیہ کی ضرورت تھی اور یہ دونون چیزین فی الحال عنقا صفت ہو گئی تھین۔

اِسی اثنا مین روسی دولت کی طرف سے بلغاریہ مین ایک اعلان جاری ہُوا جس کا مضمون یہ تھا "اے بلغاریون تم اُٹھ کھڑے ہو اور روسیون سے آکے ملجاؤ۔ اور اِس بات کو یقین کرلو کہ اِس صوبہ مین ترکون کی حکومت کا عنقریب خاتمہ ہونے والا ہے"۔ اِس اعلان مین اہلِ بلغاریہ کی امداد نہایت خوشامدانہ طور پر روسیہ نے طلب کی۔ اور ایسے جوشیلے الفاظ لکھے تھے کہ ایک مردہ دل عیسائی بھی آناً فاناً مین بھڑک اُٹھے۔ ماہ مئی ۱۸۷۶ء کے واقعات سے بلغاریہ مین ترکون کے خلاف پہلے ہی آگ لگ چکی تھی۔ اور اُس آگ کا سلسلہ ابھی ختم نہوا تھا کہ روسیہ نے اور بھی اِسپر تیل ڈالدیا۔ روسیہ کے دخل دینے سے پہلے بلغاری اپنی قسمتون پر صابر و شاکر اپنی مذہبی آزادی مین غنی۔ آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ ترکون کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرنے کا اُنھین خیال مین بھی نہ تھا۔ مگر جب سے ظالم روسیہ نے اُبھارنا شروع کیا بلغاری ترکون کے خوفناک دشمن بنگئے اور ایسے خوفناک دشمن کہ بغیر خونریزی کے اُنھین چین ہی نہ پڑا۔ ڈینیوب کے دوسرے کنارے پر روسی فوجون کی موجودگی نے اور بھی بلغاریون کو بھڑکا دیا۔ اور عام طور پر یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ یہی موقع ترکون کے زیر و زبر کرنے کا ہے۔ یہان سے گویا تمک حرام بلغاریون کی تاریخ کا نیا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اور یہ ایسا شرمناک زمانہ ہے کہ نہ کسی نے دیکھا اور نہ آئیندہ دیکھنے کی اُمید۔

مانٹی نگرو والون سے بھی جنگ شروع ہوچکی تھی۔ سلیمان پاشا عثمانی فوجون کے ساتھ نیس کو خلاصی دلوانے کیلئے روانہ ہوچکے تھے۔ مانٹی نگرو والون نے کثیر تعداد فوج سے سلیمان پاشا کی فوج پر حملہ کیا

ترکی فوج سے اُنکی تعداد تگنی تھی اور اُنھین یقین تھا کہ ہم ترکون کو کچل ڈالین گے۔ سلیمان پاشانے بڑی دلیری سے اُن کے شدید حملہ کا جواب دیا اور یہ ایسا جواب تھا کہ جس نے مانٹی نگرو والون کا گھمنڈ نکال دیا۔ توپون سے بندوقون اور بندوقون سے سنگینون پر نوبت پہنچ گئی۔ مانٹی نگرو والے بڑے جسیم اور قوی ہیکل پہاڑی ہین۔ اور اُن کی خونخواری اسی سے عیان ہے کہ وہ ہمیشہ جنگ وجدل مین آمادہ ہین جس وقت دست بدست جنگ عثمانی بچون سے ہوئی تو اُنھین حقیقت کھُل گئی۔ اُنکی تمام خونخواری اور تمام جسمانی قوت اور تمام مذہبی جوش غت ربود ہو گیا۔ ترکون نے مار کے ٹکڑے اُڑا دیئے۔ اور ایسے ٹکڑے اُڑائے کہ وہ کھیرے ککڑیون کی طرح کاٹ ڈالے گئے۔ بے تحاشہ پریشان ہو کے بھاگے اور ایسے بھاگے کہ اُنھین اپنی سُدھ بُدھ نہ رہی۔ ایک تہلکۂ عظیم مانٹی نگرو والون مین برپا ہو گیا۔ اور وہ ایسا تہلکہ تھا کہ اگر بدبخت روسیہ اُنکی معاونت نکرتا تو وہ ہمیشہ کے لیئے پیس دیئے گئے ہوتے۔ باغیون کی کل فوج نے درۂ ڈنگا پر جا کے دم لیا۔ اور یہان بڑی بڑی توپین مورچون پر چڑھا کے ترکون کے حملہ کے منتظر رہے۔

یہان پہاڑیون نے بڑے بڑے سامان کیئے تھے۔ اور درہ کا دشوار گزار راستہ اُنھین تھپک رہا تھا کہ ترک اس سنگین مقام کو فتح نہین کر سکتے۔ کثیر تعداد جگادری توپون کی جو اس درہ مین لگائی گئی تھین اِس امر کی شہادت دیتی تھین کہ ترکون کی حملہ آور فوج بھُون ڈالی جائے گی۔ اور اتنی بڑی بڑی توپون اور اس کثیر تعداد جوشیلے عیسائیون اور اس سنگین مقام سے بازی لیجانا محال سے بھی بڑھ کے محال ہے۔ جن نامہ نگارون نے ان سنگین مورچون کو دیکھا تھا وہ بیان کرتے ہین کہ جس اولوالعزمی اور جوش سے مانٹی نگرو والون نے سامان کیا تھا۔ اور جیسی قلعہ شکن توپین مورچون پر چڑھائی تھین۔ اُن سے یہ اُمید بندھتی تھی کہ ترک چھ مہینے تک تو اس درہ کو عبور نہین کر سکتے۔ اس مین کسیطرح کا بھی کلام نہین کہ فوجی نامہ نگارون کا یہ خیال بہت ہی درست تھا۔ اور وہ صورتِ حال دیکھ کے جو کچھ حکم لگاتے تھے اُسمین کسی طرح کا بھی کلام نہ تھا۔ مگر ترک برابر بڑھتے چلے آتے تھے۔ اور درہ کی اتنی مضبوطی کی اُنھین کچھ پروا نہ تھی۔ چنانچہ ترکی پیادہ فوج بڑھی اور اُسنے کئی ہزار گز کے فاصلہ پر اپنے ڈنڈے ڈیرے جمائے۔ سلیمان پاشا نے جنگ کے تمام پہلوؤن پر غور کر کے ترکی پیادہ فوج کو درہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ترکی فوج کے عقب مین توپخانہ تھا جسکے فیر شروع ہوئے۔ مانٹی نگرو والون کی جگادری توپون پر بھی تپی پڑی۔ طرفین کی توپون کی گرج نے اُس حصۂ زمین کو سر پر اُٹھا لیا جہان میدان جنگ

گرم ہو رہا تھا۔ توپوں کی گرج اور بندوقوں کی کڑک نے بہادروں کے خون میں نیا جوش پیدا کر دیا۔ اب ترک درہ پر بڑھنے شروع ہوئے۔ مانٹی نگرو والے بڑی مستعدی سے توپیں مار رہے تھے۔ اور برابر گولے اور گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ مگر ترک اپنی شجاعت کے نشہ میں سرخوش گردنیں نیچی کیے ہوئے آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ وہ اپنا آبائی مفتوحہ ملک بچانے جاتے تھے۔ اور باغیوں کی سرکوبی اُن کی خاص غرض تھی۔ کہدینا بہت آسان ہے۔ لیکن یہ خیال کرنا کہ مخالف طرف سے گولوں اور گولیوں کی بارش ہو رہی ہو اور باطمینان سپاہ آگے بڑھی چلی جائے۔ یہاں تک کہ ترک درہ کے قریب پہنچ گئے مانٹی نگرو والوں نے بڑی دلیری سے بڑھتے ہوئے ترکوں پر حملہ کیا۔ اور اب دست بدست جنگ کی آ ٹھیری۔ اسمیں شک نہیں کہ باغیوں نے ذرا بھی کمی نہیں کی اور اس شجاعت سے لڑے کہ ترکوں نے بھی شاباش دی۔ مگر عثمانی بچوں کے آگے ذرا ٹھیرنا مشکل تھا اور اُن پُر جلال سپاہیوں کے مقابلہ میں جنسے بہتر سپاہی قدرت نے نہیں پیدا کیا بازی لیجانا محال تھا۔ ترکوں نے باغیوں کے پرے کے پروں کو کاٹ ڈالا اُن کے سپاہ سالار عین میدان جنگ میں مارے گئے۔ بڑے بڑے گرانڈیل نوجوان پہاڑی خاک و خون میں لتھڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ صفیں کی صفیں اوندھی ہو گئیں۔ غوج کا بڑا حصہ کاٹ ڈالا گیا اخیر یہ پہاڑی بے اوسان ہو گے بھاگے اور اپنا کل سامان اپنے آقاؤں کے حوالہ کر گئے۔

سلیمان پاشا نے پہاڑیوں کو بھگا کے درہ پر قبضہ کر لیا۔ اِس درہ سے مقام نیسس کا راستہ صاف نکل آیا تھا۔ مانٹی نگرو والوں کو مقام مذکور کے لینے کے دینے پڑ گئے۔ کیونکہ یہی وہ مقام تھا جہاں سے مانٹی نگرو کی سرحدوں پر شمال کی طرف سے قابو ہو سکتا تھا۔ اِس قلعہ میں تھوڑی سی ترکی فوج پہاڑیوں نے گھیر رکھی تھی اُسکے پاس سامان رسد ہو چکا تھا اور وہ بیتابی سے سلیمان پاشا کی فوجوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اور سلیمان پاشا نے باوجودیکہ وہ اسقدر کامیاب ہوئے تھے لیکن سخت غلطی کی اور نیسس کا محاصرہ نہ توڑ سکے۔ اُنھوں نے دوسری اطراف میں جنگ شروع کر دی۔ جو اسوقت کسیطرح بھی ضروری نہ تھی۔ اُنھوں نے مقام کولیس پر حملہ کیا۔ اُسے زیر و زبر کر کے آگے بڑھے اور پھر مقام اسپیزا پر حملہ آور ہوئے جو جانب جنوب واقع ہے۔ کون شبہہ کر سکتا ہے کہ ہر مقام پر مانٹی نگرو والوں کو اچھا سبق ملتا رہا۔ مگر جب سپاہ سالار کی تجویز ہی درست نہو تو کامیابی کیونکر ہو سکتی ہے۔ مگر اُن ترکوں کو شاباش ہے جو قلیل تعداد پر بھی نیسس میں پر جمے رہے۔ اور مانٹی نگرو والوں کے دھواں دھار حملوں کا جواب دیتے رہے۔

ہرزیگونیا۔ بوسینیا اور کریٹ مین جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی تھی۔ اور بڑی بڑی لڑائیان ہو چکی تھین۔ چارون طرف ایک آگ لگ رہی تھی۔ اور یہ ایسی خطرناک آگ تھی کہ تمام دنیا نے غل مچا دیا تھا کہ اس آگ سے ترکون کا بچنا محال ہے۔ کسی سلطنت کا اگر ایک ہی صوبہ بگڑ جائے تو اُسکو سنبھالنا مشکل پڑ جاتا ہے۔ نہ کہ تمام صوبے بغاوت کر رہے ہون یورپ کے مطالبات جاری ہون اور اعلان جنگ روس کی طرف سے دیا جا چکا ہو۔ بدنصیب سلطنت کے بادشاہ ناکارہ ہون افسرون مین قومیت نہو سپاہ بھوکی ہو ایسی خطرناک حالت سے ترکون کا بچ جانا اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ضرور ایک پوشیدہ قوت ہے جس کے ہاتھ مین تمام کائنات کی باگ ہے اور جسکے خلاف مرضی پتہ تک جنبش نہین کھاتا۔ یورپی ترکی کی یہ کیفیت تھی جبکہ روسی فوجین ڈینیوب کے ساکن ہونے کا راستہ دیکھ رہی تھین کہ کسیطرح دریا اترے اور ہم اپنی فوجین کو شمال سے جنوبی کنارہ پر لیجائین۔ اس التوائے جنگ مین لڑائی کی بابت بڑی سرگرمی سے انگلستان مین بحثین ہوتی رہین۔ اور ان بحثون مین بڑا جوش ظاہر کیا گیا تھا۔ ۱۶ مئی کو لارڈ ڈربی نے گورنمنٹ انگلستان کی طرف سے ایک خط شہزادہ گورشکف کو روانہ کیا جسمین صاف طور پر اطلاع دی گئی کہ ہماری طرف سے تم بالکل مطمئن رہو۔ ہمنے بابعالی کو لکھدیا ہے کہ ہمسے امداد کی کوئی امید نہ رکھی جائے۔ ہم نے باب عالی کو یہ لکھ کے اپنی غیر طرفدارانہ حکمت عملی کا ثبوت دیدیا۔ مگر یہ جتائے دیتے ہین کہ ہم اس حد تک خاموش رہنا چاہتے ہین۔ جبتک ہمارے مقاصد مین کچھ خرابی آکے واقع نہو۔ اور اگر ہمارے حقوق پر کچھ صدمہ پہنچا تو ہم ضرور اپنے حقوق کی حفاظت کرینگے۔ مثلاً اگر اس جنگ مین نہر سویز کا رستہ بند کر دیا تو اس سے ہندوستان کی تجارت پر برا اثر پڑیگا اور پھر ہم اس کی حفاظت پر آمادہ ہو جائینگے۔ نہ مصر پر حملہ ہو سکیگا۔ اور نہ حملہ ہونیکے بعد اُسپر عارضی قبضہ کیا جا سکیگا۔ اس کے بعد لارڈ ڈربی لکھتے ہین ”واقعات کی صورت حال یہ ہے کہ خلیج فارس سے بھی ہم اپنے مقاصد وابستہ سمجھتے ہین اس پر ہمارا فرض ہوگا کہ ہم اُنکی بھی حفاظت کرین۔ اُمید تو یہی ہے کہ جن حدود تک مناسب ہے جنگ محدود رہیگی۔ اور اگر خلاف اُمید آگے بڑھی تو پھر دولت روسیہ کو ہماری کل باتون پر غور کر لینا چاہیے“

شہزادہ گرشکف نے اس چٹھی کا ۳۰ مئی کو یہ جواب دیا۔ ”روسیہ نہ تو کینیل کا رستہ بند کریگا اور نہ اسمین حارج ہوگا۔ نہ جہازرانی کو روکیگا۔ رہا مصر سے جنگ کرنیکی بابت اُس کا یہ جواب ہے کہ مصر عثمانی سلطنت کا ایک حصہ ہے اور مصر کی کنٹنجنٹ فوج ضرور عثمانی فوجکے ساتھ جنگ کرے گی اسپر بھی روسی فوجین مصر

حملہ آور نہو نگی۔ اور نہ اُسے میدان کارزار بنائیں گی۔ سب سے زیادہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکی گفتگو ہے اور یہی بہت اہم معاملہ ہے ہر حالت میں قسطنطنیہ کے مقاصد عام خیال کیے جائینگے اور جب تک کہ کل دول یورپ کی رائے متحد نہو گی اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اور جب قسطنطنیہ کے قبضہ کی گفتگو ہوگی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی دولت یورپ اس پر قبضہ نہیں کر سکتی اب رہا اسٹریٹ کا معاملہ اسکی بابت یہ عرض ہے کہ اسی کی وجہ سے دولتوں کا وزن برابر رکھا گیا ہے اور یہی صلح امن کے بہت بڑے ضامن ہیں۔ اسکی بابت جب کوئی فیصلہ ہوگا۔ وہ دول یورپ کی متفقہ مرضی سے ہوگا۔ اور تنہا اسکا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ہم اُن حدود سے ہرگز جنگ آگے نہ بڑھائینگے جو ہم نے ٹھیرالی ہیں۔ ہمارے شہنشاہ اعظم نے محض مجبوری کی حالت میں تلوار اُٹھائی ہے اور اُسکی ہرگز مرضی نہیں ہے کہ کسی دولت کے مقاصد کو صدمہ پہنچے اور کسی سے کشیدگی پیدا ہو۔ اِسکے مقابل میں گورنمنٹ انگلستان کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی روسی مقاصد کا لحاظ رکھے اور بالخصوص اُن مقاصد کا جنکو وہ اپنا خون بہا کے حاصل کریگا۔ مقصد یہ ہے کہ اُن مظالم کا قطعی فیصلہ کر دینا چاہیئے جو ترکی میں عیسائیوں پر کیئے جاتے ہیں۔ اور اُس بے عنوانی کا بھی خاتمہ ہونا چاہیئے جسمیں مدت سے ٹرکی مبتلا ہے۔ اِس سے روسیہ کی اندرونی و بیرونی حالت پر پورا اثر پڑا ہے اور اُس کے بین الاقوامی تعلقات۔ اُسکی تجارت۔ خزانہ اور عیسائیوں پر ایسا بُرا اثر پڑا ہے کہ اُسنے بمجبوری یہ بوجھ اپنے سر پر لیا ہے۔ کبھی اُن نقصانات سے میری گورنمنٹ سبکدوش نہیں ہو سکتی جب تک کہ عیسائیوں کے جان و مال کی پوری حفاظت نہو۔ اور شہنشاہ اعظم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ جبتک یہ ساری باتیں حاصل نہو جائیں ہرگز تلوار میان میں نکریں۔

یہ بیانات تھے جو نہایت تدبر اور دانائی سے روسی چینسلر نے دولت انگلستان کو لکھے تھے ایک طرح سے تو یہ بیانات بہت قابل اطمینان تھے اور دوسری صورت سے جنگ میں دخل دینے سے انگریزوں کو صاف روکا گیا تھا اگرچہ گورنمنٹ روسیہ نے ہر طرح سے اطمینان دیدیا تھا پھر بھی اعلان جنگ ہوتے ہی ایک بےچینی سی انگلستان میں پیدا ہو گئی تھی۔ اور اِس بےچینی کی وجہ یہ تھی کہ ایک شخصی حکومت کبھی اپنے وعدوں کو پُورا نہیں کر سکتی۔

ناظرین تعجب سے نظر کرینگے کہ شہنشاہ بھی جُھوٹ بولتے اور دھوکا دیتے ہیں۔ اور مثل ایک عام آدمی کے اپنے دلی مقاصد کے چھپانیکے لیئے کیا کیا مکر و فریب کے پہلو اختیار کرتے ہیں۔ دلی خواہش تو یہ تھی کہ ٹرکی کو جھوجرا کرکے اپنا باجگزار بنا لیا جائے تاکہ روزمرہ کا یہ کھٹکا جاتا رہے مگر اس خونریز حکمت عملی کو روسی شہنشاہ نے ہمدردی اور عیسوی مذہب کی حمایت کا جامہ پہنا دیا اور اپنی بیغرضی کا ثبوت دینے کیلئے اُسنے دروغگوئی کا کوئی درجہ نہیں چھوڑا۔ ایسی صریحی بے ایمانی ایک شہنشاہ کیلئے کسیطرح بھی جائز نہیں ہے مگر روسی گورنمنٹ نے ہمیشہ اِن باتوں کا بہت کم لحاظ کیا ہے

چھٹا باب

بحری جنگ۔ روسی مظالم

خدا کی شان ہے یا وہ زمانہ تھا کہ روسیوں کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اور ترکوں کے نام سے روسیوں کی جان نکلتی تھی یا اب وہ زمانہ آگیا کہ روسی فوجیں عثمانی حدود عثمانی دریاؤں کو عبور کر رہی ہیں اور ٹرکی افسروں کی نادانی سے دولت عثمانیہ روسیوں کے قدموں کے نیچے پائمال ہو رہی ہے۔ سلطنت روسیہ کچھ ایسی زبردست سلطنت نہ تھی مگر مسلمانوں کی غفلت یا دیرینہ غلطی نے اُسکو اتنا قوی بنا دیا کہ اب وہ ترکی کو کچھ مال نہ سمجھکے اُسپر حملہ آور ہوئی اور بڑی حد تک اُس کو صدمہ پہنچایا۔

ماہ جون ۱۸۷۷ء میں جب روسی دریائے ڈینیوب پر خیمہ زن ہوئے تو اُنھوں نے اپنے سامنے ایک وسیع سلطنت دیکھی۔ جس کی آبادی باستثنا ماتحت باغی ریاستوں کے تین ساڑھے تین کروڑ تھی جس میں بائیس ملین مسلمان آباد تھے۔ اور اُس زمانہ میں روسیہ کی کُل آبادی آٹھ کروڑ ساٹھ لاکھ تھی۔ اِس آبادی پر خیال کرکے طرفین کی

اب ہم چاہتے ہیں کہ اِن دو عظیم جنگجو قوموں کی قدیم تاریخ بھی ساتھ ساتھ لکھدیں تاکہ ناظرین کو علاوہ ۱۸۷۷ء کے واقعات کے پورا علم ہو جاوے۔ اور وہ روسی اور رومی ابتدائی حالات کو سمجھ لیں۔ بغیر قدیم حالات جانے موجودہ واقعات سے موازنہ کرنے کا لطف نہیں آسکتا۔ بتلایا جائے گا کہ ترکی اور روسیہ کی ابتدائی حالت کیا تھی۔ کیونکر ترقی ہوئی۔ کون کون نامور بادشاہ ہوئے اور ترکی فتوحات کی لین ڈوری کہاں تک پہنچ گئی تھی۔ روسیوں کو کیونکر ترقی ہوئی۔ اور کس نے اُنھیں ایسا قوی بنا دیا۔ یہ بیانات جسقدر مختصر ہونگے۔ اُسیقدر جامع ہونگے۔ اور ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین کو کئی صدیوں کی تاریخ کا علم جدید واقعات کے ساتھ ساتھ ہوتا جائے گا۔ ایک سنگدل سے سنگدل شخص کو بھی رونا آجائے گا۔ جب وہ پڑھے گا کہ ترکوں نے کیونکر ترقی کی کیا ترقی کی یورپ میں اُنکی کیا قدر و منزلت تھی اور پھر کیونکر تنزل کیا۔ اور اخیر اُن کا درجہ کہاں تک پہنچگیا اور وہ یورپ میں کس نگاہ دیکھے جانے لگے۔

روسیہ کی کیا ہستی تھی اور اُس نے خواہ اپنی خوش تدبیری خواہ مسیحی شاہوں کی عنایت اور خواہ سب سے زیادہ ترکی غفلت اور خطاکاریوں سے فائدہ اُٹھاکے اپنے کو کتنا قوی بنالیا کہ آج اِس زمانہ میں اُسکی زبردست جنگی سلطنت سمجھی جاتی ہے۔ اور اُسکی دوستی پر ہر دولت یورپ کو فخر حاصل ہے جو وقعت کہ روسیہ کی آج ہے وہ کبھی

قوت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی نہ سہی بڑی بات جو روسیہ کو حاصل تھی وہ یہ تھی کہ دنیا کے ہر گوشہ سے اُس کی تائید ہو رہی تھی اور اُس تائید سے گزر کے ترکی کی ماتحت ریاستیں اُس سے ملگئی تھیں۔ ایک حملہ آور فوجکے ساتھ خواہ وہ کتنی ہی کمزور ہو اگر سلطنت کے باغی صوبے ملجائیں تو اُسکی قوت دُگنی ہو جاتی ہے۔ روپیہ کے لحاظ سے دونوں سلطنتوں کی حالت بہتر نہ تھی۔ اور اندرونی خوفوں سے دونوں کے اندام پر رعشہ پڑ رہا تھا اگرچہ ترکی کی حالت حد سے زیادہ زبونی تک پہنچ گئی تھی تمام حالات کا مقابلہ کرنیکے پر یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ روسیہ ترکوں سے کہیں زیادہ قوی تھا۔ بدنظمی دونوں میں برابر تھی۔ مگر ترکی بدنظمی میں خون اور کرب و بلا ملی ہوئی تھی۔ جس سے بار بار سلطنت کے مٹ جانیکا خوف تھا۔ ایک انگریزی مصنف نے جسکا نام مسٹر ناسو ڈبلیو سنیئر تھا ترکی کی حالت اسطرح لکھی ہے "اگر تم ترکی پر نظر کرو گے تو تمہیں تعجب ہو گا کہ کتنے بڑے بڑے اضلاع ویران پڑے ہوئے ہیں۔ قدیم زمانہ میں یہاں دنیا کی متمدن قومیں آباد تھیں اور جن کا کھوج اب بھی ملتا ہے۔ سرحد پر ایک شہر ہے یہاں ایک زمانہ میں چھ لاکھ آدمی آباد تھے۔ لیکن اب وہ بالکل خالی پڑا ہوا ہے۔ ترکی افسروں کی کاہلی اور بدکاری نے یہ نتیجہ دکھایا ہے۔ اور ساتھ ہی مذہبی تعصب نے بھی بہت بُرا اثر کیا ہے" تو بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ترکی پر جو الزام لگائے گئے ہیں۔ اُن میں مبالغہ بہت ہے۔ اور یہ الزام اُن لوگوں

بلکہ اس سے کہیں زیادہ ترکی کی زمانہ قدیم میں تھی اور وقعت کی انتہا یہ تھی کہ شاہان یورپ کی عرضیاں بابعالی میں گزرا کرتی تھیں برابر کا نوشتہ لکھنے یا خط بھیجنے کی کسیکو مجال نہ تھی۔

وہ بھی زمانہ تھا کہ سلطان ترکی جب کسی سفیر پر ناراض ہوتا تھا اُسے اپنے ہی محل میں قید کر دیا کرتا تھا کیا مجال تھی کسی یورپی سلطنت کی جو ذرا بھی کان ہلا سکے۔ استغفر اللہ۔ بلکہ جو جرمانہ اُسپر کیا جاتا تھا وہ اُسکی سلطنت فوراً ادا کر دیتی تھی۔ اور اسمیں ذرا بھی پس و پیش نہوتا تھا۔ یہ ہرتی پھرتی چھاؤں ہے۔ اسمیں ہرگز شک نہیں کہ ہزاروں قومیں ہوئیں اور مٹ گئیں اسیطرح سے جبتک دنیا قایم ہے۔ یہی نشیب و فراز ہوتا چلا جائے گا۔ مگر پھر بھی برباد شدہ قوموں سے ایک نصیحت ضرور حاصل ہوتی ہے۔ اور عاقل اُن اسباب کا پتہ لگا لیتا ہے جو ہمیشہ بربادی کے پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ جس قوم کو اُن اسباب سے بھی عبرت حاصل نہو اور وہ اپنی حالت درست نکرے تو اُسکو کل کے فنا ہونے کے آج فنا ہو جانا چاہیئے۔ اور اُسکا ایک دم بھی دنیا میں رہنا انسانی نسل کے لیئے زہر ہلاہل ہے۔ الحمد للہ ترکوں کی یہ حالت نہیں ہو۔ وہ پیدا ہوئے۔ پھر تنزل کیا۔ اور اخیر اپنی بداعمالی کی پوری سزا بھگت کے بربادی کی حد تک پہنچ گئے۔ لیکن زمانہ کے ہچکولوں سے پھر جاگے اور اب اپنی حالت درست کر رہے ہیں۔ وہ بھی بڑا عقلمند گنا جاتا ہے

کے تراشے ہوئے ہیں جو ترکی کے خداواسطے دشمن ہیں۔ جنکی آنکھوں میں ترکی کے ہنر بھی عیب معلوم ہوتے ہیں بہت سی باتوں میں ترک روسیوں سے ہزار درجہ اچھے ہیں۔ ترک آزادانہ تجارت کے بہت ہی مؤید ہیں برخلاف روسیوں کے کہ وہ غیر ممالک کی تجارت سے جلتے ہیں۔ انتظام میں نظام دولت میں۔ ٹیکسوں کی قرارداد اور وصول کرنے میں تعلیم اور مذہبی آزادی میں روسیوں سے ترک کہیں بہتر ہیں ۱۸۵۶ء سلطانی فرمان کے بموجب جو جنگ کریمیا کے ختم ہوتے ہی جاری ہوا تھا عیسائیوں کو بڑے بڑے حقوق بخشے گئے تھے اور عام حکم دیدیا تھا کہ وہ اپنی تمام تقریبات مذہبی بآزادی ادا کر سکتے ہیں" کرنیل جیمس بیکر کا قول ہے کہ جدید قوانین کے تدوین کرنے کی کیا ضرورت ہے جو قوانین کہ اسوقت جاری ہیں ان ہی پر عملدرآمد ہونا کافی ہے۔ ایک دانا ترک نے کرنیل مذکور سے کہا تھا "کرنیل صاحب ہمارے ملک کو اندرونی معاملات میں جتنے انصاف کی ضرورت ہے۔ اسیقدر بیرونی طور پر بھی ہم انصاف کے خواہشمند ہیں یعنی دول یورپ کو چاہیئے کہ ہمارے ساتھ بانصاف پیش آئیں"۔ ترکی میں اگر کوئی برائی ہے تو وہ افسروں کی خود غرضی کی ہے۔ اگر اسکا انتظام ہوجائے تو پھر ترکی تمام برائیوں سے پاک ہے"۔

پھر مسٹر باسورتھ اسمتھ لکھتے ہیں۔ "شریف عثمانیوں میں بہت سے قومی اور تمدنی جوہر ہیں۔ وہ اپنے وعدے کا بہت پکا ہے

جو ٹھوکر کھاکے سنبھل جائے اور پھر ٹھوکر نہ کھائے۔ روس و روم جبتک دنیا میں موجود ہیں۔ اُن کی برابر جنگ ہوتی رہے گی۔ اور یہی دو جنگجو قومیں ہیں جو کبھی چین سے نہیں بیٹھی ہیں۔ اب ہم چند صدی پیچھے جاتے ہیں اور ان دو عظیم سلطنتوں کی حالت پر بحث کرتے ہیں کہ پہلے یہ کیا تھیں اور کیا ہوگئیں۔ پہلے ہم روسیہ کا حال شروع کرتے ہیں بہت ہی اخیر شمال میں جسکو قدیمی یونانی اور رومینس مطلق نہیں جانتے تھے سیتیا وہ وسیع مقام تھا جکی حدود بہت بڑی تھیں اور اسکو تیر ان کو گنیٹا کہتے تھے۔ اسکے حالات بالکل چھپے ہوئے تھے اور برفی سمندروں کو پھلانگ کے اُسمیں کوئی نہیں آسکتا تھا۔ جسکو اب خاص روس کہتے ہیں وہ پہلے یورپی سارمیٹیا میں شریک تھا یہ بالکل ویران اور بے آب گیاہ جنگل تھا اور اس مقام میں جنوب کی شایستہ قومیں کبھی داخل ہونیکا خیال تک نکرتی تھیں۔ معتبر مورخوں نے سرماٹیوں کو جنگجو۔ وحشی اور خونخوار آدمی لکھا ہے۔ اور وحشی اقوام کے ساتھ اُس قوم نے بھی رومتہ الکبریٰ کو بہت صدمہ پہنچایا۔ اور قیصروں کے زمانہ زوال میں یہ رومتہ الکبریٰ میں گھس آئی اور تمدن کو اُس سے سخت صدمہ ہوا سوائے جنگجوئی کے اُسمیں اور کچھ صفات نہ تھیں۔ اور یہ مثل درندہ جانوروں کے تھی اس وحشی قوم میں سے ایک گروہ کا نام روز ولینی تھا۔ اِسی سے روسی لفظ نکلا ہے۔ بلاشبہ لفظ روسیہ یا روسی کا مادہ روزولینی ہے۔ روسی لفظ کی اصل

گردن اُڑ جائے لیکن وعدہ سے نہیں پھرتا۔ اسکا ایک لفظ اُسکے لیئے ایک دستاویز ہے۔ اور اُس کی یہ دستاویز اول درجہ کی ضمانت ہو۔ وہ نہایت صابر۔ زاہد۔ اولوالعزم اور دلیر ہے۔ ہاں اگر اُسے اشتعال دلواؤ تو اُس سے زیادہ خوفناک کوئی نہیں۔ ورنہ یوں وہ نہایت حلیم الطبع۔ مہمان نواز اور انسان ہے۔ کثرت ازدواج میں بھی مائیں اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دیتی ہیں۔ اگر ہم اُن کا مقابلہ عیسائی دنیا سے کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان صفات میں ترکوں کے آگے کل لداؤ جانوروں کے برابر ہیں۔ یہ کسی مسلمان کا قول نہیں ہے بلکہ ایک عیسائی کا قول ہو۔ اور وہ عیسائی بھی پادری ہے۔ کرنیل جیمس بیکر نے اپنی تاریخ ترکی اِن یورپ میں اس قول کو نقل کیا ہے۔ اسی قسم کے اور بھی اقوال ہیں۔ مگر ہم انہیں غیر ضروری سمجھ کے نقل نہیں کرتے۔ اِن کی گزشتہ یا موجودہ حالت خود ان کی بھلائی یا بُرائی کرنیکے لیئے کافی ہے۔ جو کچھ اُنھوں نے کیا اچھا یا بُرا دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔ اور ایک زمانہ اُن کے اوصاف اور بہادریوں کا قایل ہے۔

دریائے ڈینیوب ہمیشہ ذرا دیر سے پایاب ہوا کرتا ہے۔ ایک بار چڑھنے کے بعد اس کا اُترنا بہت آہستہ آہستہ کم ہوتا ہے جون کے وسط میں بھی یہ پُورا پایاب نہیں ہوا تھا۔ اسی لیئے روسی فوجیں مدت تک شمالی کنارے پر

کچھ ہی کیوں نہو مگر یہ گروہ اِس زمین کا مالک نہ تھا۔ وہ لوگ اسکال وونٹن تھے جو ڈینیوب سے جانب شمال کوطو ور کے وولگا کے جنوبی حصہ میں پہنچے اور یورپی سمارٹا کے لشدی یا فنس کے حصہ کو فتح کر کے سنہ عیسوی کے آغاز میں اپنی سلطنت کیساتھ اُسکو شامل کر لیا۔ کئی صدی تک اُن کا کچھ حال سُننے میں نہیں آیا۔ اور روسی تاریخ کا سنہ ۸۶۲ء سے پہلے مطلق کھوج نہیں ملتا۔ اِس سنہ میں بالٹک کی ایک مشہور و معروف ڈاکو نے جس کا نام ریورک تھا۔ ایک خاندان کی بنیاد ڈالی جو سنہ ۱۵۹۸ء تک قایم رہا۔ اِس سے چند سال پہلے ریورک یعنی روسی (جو اِسوقت مشہور ہے) یورپ کے جنوبی اور مغربی حصوں میں شہرت پکڑ گیا تھا۔ اور اِس گروہ کا ایک سفیر شہنشاہ مشرق لوئیس اول اور شہنشاہ مغرب تھیوفیلس کے پاس آیا تھا۔ جب سفارت کا معاملہ ختم ہوگیا تو اُنھوں نے شاہ فرانس سے استدعا کی کہ ہمیں براہ سمندر ہمارے وطن پہنچادے۔ کیونکہ اگر ہم خشکی کی راہ سے جائیں گے تو ہمیں قسطنطنیہ سے جانا پڑے گا رستہ میں بہت سی مخالف قومیں ملیں گی۔ اُن سے جانبری محال ہوجائے گی۔ شاہ فرانس نے ان کی اِس استدعا کو منظور کر لیا۔ اور یہ لوگ سنہ ۸۳۹ء میں شمال واپس چلے آئے۔ اِس کے چند روز بعد ریورک بالٹک کے مشرقی کناروں کا مالک بن بیٹھا۔ اس سے پہلے روسیہ چھوٹے چھوٹے مختلف گروہوں میں منقسم تھا۔ اور اُن کے پائے تخت کیف اور نووگورود

بیکار پڑی رہیں۔ بارش اب بھی دھواں دھار ہو رہی تھی۔ قریب کے پہاڑوں کی برف پگھل پگھل کے آرہی تھی سے پانی میں اور بھی طغیانی پیدا ہو گئی تھی۔ بظاہر یہ امید تھی کہ ڈینیوب اپنی معمولی رفتار سے زیادہ دیر میں اتر ہفتہ پر ہفتہ گزرا چلا جاتا تھا۔ دریا اترنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ اس دیری سے روسیوں کو بہت بڑا فائدہ ہو تھا وہ اپنی تیاری میں اسیطرح سرگرم تھے اور اپنی ناکامل چیزوں کی تکمیل کر رہے تھے۔ افسوس ہے کہ ترکوں اس وقفہ سے کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ وہ آنکھیں پھاڑے ہوئے دریا کے مد و جزر کو تک رہے تھے۔ اس موقع پر اگر وہ اپنی موروثی اولوالعزمی سے کام لیتے تو بہت کچھ کر سکتے تھے۔ مگر انھوں نے کچھ نہیں کیا۔ اور دشمن کو پہلے سے بھی زیادہ قوی ہونیکا موقع دیدیا۔ روسی فوجوں میں روز بروز قوت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ مگر ترک افواج اپنی ایک ہی حالت پر تھیں۔ روسیوں نے پوشیدہ پوشیدہ فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ اور انہیں ایسے موقع پر پوشیدہ کیا کہ ترک یہ نہ جان سکے کہ وہ کس طرف سے آگرینگے۔

اسکی بابت قسطنطنیہ میں بہت سے شبہے کئے گئے تھے۔ اور بعد ازاں ان شبہوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ سپاہ سالار کو سزائے موت دیگئی۔ مگر یہ سزائے موت اس عظیم نقصان کا ہرگز معاوضہ نہیں ہو سکتی تھی جو ان افسروں کی

تھے۔ ریورک جو قوم روسیہ کا بانی مبانی ہوا ہے اُسنے اپنی جنگی قوت سے بہت کچھ نمود حاصل کرلی۔ اور ملک کو زیادہ وسعت دی۔ اور تمام مختلف گروہوں کو ایک رسّی میں جکڑ دیا۔ اور خود سب کا افسر بن بیٹھا۔ ریورک کے مرنیکے بعد اگور تخت نشیں ہوا اور کیف کو اپنا پائے تخت بنایا۔ دسویں صدی عیسوی میں ریورک کا خاندان ماسکو کا مالک بن گیا۔ اور اسطرح یہ وحشی سلطنت نہایت قوی ہو گئی۔ رفتہ رفتہ اس خاندان نے یورپ کے شمالی ملکوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا اور جنوب میں وہ بحر اسود تک بڑھ گئے۔ اس ابتدائی زمانہ میں بھی روسی ایسے خطرناک ہو گئے کہ قسطنطنیہ کے حکمران ان سے کانپنے لگے۔ اُن کے جد امجد نے شہر بنیر پر حملہ کر کے سلطنت مشرقی یا بائی زین کے شہنشاہوں کو اور بھی دہلا دیا۔ کشتیوں کا ایک ایسا بیڑا بنا کے چار بار بورستھنس میں اُتر آئے۔ نویں دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں کریمیا کے جانب شمال مغرب بحر اسود میں کئی کئی بار گھسے چلے آئے اور رفتہ رفتہ باسفورس پر بھی ان کا قابو ہو گیا۔ یہ یقین ہو گیا تھا کہ ایک نہ ایک دن روسیہ کا قبضہ قسطنطنیہ پر ہو جائیگا۔ اس پیشین گوئی سے روسیوں کی کمر اور مضبوط ہو گئی تھی اور اُن کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور وہ لگاتار کوششیں قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکی کر رہے تھے۔

غفلت یا سیاہ کاری سے دولت علیہ عثمانیہ کو پہنچا۔ کاش عثمان پاشا یا محمد علی پاشا جیسے افسر ہوتے تو روسی فوجیں دریائے ڈینیوب کو اس آسانی سے ہرگز عبور نکر سکتیں۔ بحری قوت بھی روسیہ سے کم نہ تھی۔ مگر اس سے کام لینے والا کون تھا۔ بالکل طوائف الملوکی ہو رہی تھی۔ اور کوئی مستقل سرگروہ جو تجربہ کار اور دردمند بھی ہو ترکی میں فی الحال عنقا صفت ہو گیا تھا۔ سلطان جدید یعنے عبد الحمید غازی بالکل ناتجربہ کار تھے۔ اور لو فرضنا وہ تجربہ کار بھی ہوتے تو بھی محال عقل تھا کہ اس قیامت خیز موقع پر وہ وزراء، امراء اور سب سے زیادہ افسران فوج پر پورا قابو کر سکتے۔ یہ تمام بے عنوانیاں اُنہیں محسوس ضرور ہوتی تھیں مگر ان کا علاج اُن کے پاس کچھہ نہ تھا کرتے تو کیا کرتے۔

ابتداے جنگ میں اُنہوں نے فوجکی کمان لینے کا خود ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ شہنشاہ روسیہ کی طرح میں بھی اپنی فوجوں کا سرگروہ بنکے میدان جنگ میں آؤں۔ لیکن قسطنطنیہ کی موجودہ حالت نے اُنہیں اس ارادہ سے باز رکھا۔ مراد معزول ہو چکے تھے۔ اور اُن کے داد خواہوں کا بہت بڑا گروہ قسطنطنیہ میں موجود تھا۔ وہ سلطان عبد الحمید کو بُری نظروں سے دیکھتا تھا اور اُسکا مقولہ تھا۔ کہ مراد ایسے دیوانے نہ تھے کہ تخت سے

قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا مقصد سوا اسکے اور کچھہ نہیں تھا کہ یہ دولت مند شہر لوٹ لیا جائے کوئی سیاسی پہلو نہ تھا جس سے وہ قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہوں۔ سیاسی معاملات کی وقعت کرنیکا زمانہ ابھی نہیں آیا تھا۔ روسیوں کو لوٹ کا شوق تھا۔ اور اسی غارتگری کے لیئے وہ بحر اسود تک پہنچگئے تھے اور اُن کی وحشی فوجوں کی لین ڈوری باسفورس تک جا پہنچی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ مشرقی قیصروں کے محلات میں سونا چاندی اور جواہرات بھرے ہوئے ہیں اُنپر قبضہ کرکے اپنے کو دولتمند بنائیں۔ بحر اسود کے مشرقی ساحل تک چلے جانیسے وہ پھولے نہیں سماتے تھے۔ اسی اثنا میں سلطنت مشرقی کے لوگوں اور روسیوں میں آمدورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور یہ آمدورفت مخالفانہ نہ تھی۔ روسیوں کو اس میل جول سے فائدہ پہنچا۔ اُنہیں شایستگی آنے لگی۔ اور اب آدمیت کی خوبو نے اُن میں اثر کیا۔ اور اخیر روسی عیسائی ہو گئے۔ روسیوں کے عیسائی ہونیکی یہ تاریخ ہے۔ چونکہ قیصر مشرقی یا یونانی عیسائیت کے پیرو تھے اس لیئے شہزادی اولگا جو اِگور کی بی بی تھی بجاے مغربی یا لاطینی عیسائیت کی قبول کرنیکے ۹۵۵ء میں مقام کیف سے قسطنطنیہ روانہ ہوئی۔ جہاں اُسے اصطباغ دیا گیا۔ اگرچہ شہزادی عیسائی ہو گئی تھی۔ لیکن اُسکی قوم کا بڑا حصہ ابھی تک بُت پرست تھا جو دو پشت کے بعد جاکے عیسائی ہُوا۔ اولگا خود مختار حکمران تھی

کار دینے کے قابل ہوتے۔ اِدھر وہ موجودہ طرز حکومت کو بُری نظروں سے دیکھتے تھے۔ اور اُن کے خیال میں کل افسر خائن تھے۔ پھر صوفتہ تھے جو ایک آتشین عنصر سلطنت علیہ عثمانیہ کے تھے اور وہ سخت جوش میں آ رہے تھے اور اُن کا مصمم قصد تھا کہ کل عیسائیوں کو قسطنطنیہ کی شاہراہوں میں قتل کر ڈالیں۔ ان تمام آفتوں کے علاوہ بڑی آفت یہ تھی کہ وزرائے سلطنت میں ناچاقی تھی اور وہ یک تن ہو کے کام نہ کرتے تھے۔ بایں ہمہ سلطان عبدالحمید میدان جنگ میں جانا چاہتے تھے اور ہمیں ہرگز شک نہیں۔ اگر یہ کل موانع نہ ہوتے اور سلطان میدان جنگ میں جاتے تو ضرور فائدہ ہوتا۔ اور جنگ کا رنگ بدلجاتا۔ فوج میں نئی روح پھونک جاتی۔ اور ترکی موروثی اولوالعزمی نئی صورت سے ترکی افسروں میں عود کر آتی۔ مگر نہیں یہ نہیں ہوا اور سلطان کو مجبور کیا گیا کہ وہ محل کی چاردیواری کے باہر قدم نہ رکھیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سلطان قسطنطنیہ کے باہر نکلتے تو کن فوجوں کی کمان کرتے۔ ایشیا میں جاتے یا یورپ میں۔ دونوں مقامات کی حالت ابتر تھی۔ یورپ میں محمد علی نے کچھ کم کامیابی حاصل نہیں کی تھی۔ مگر جب بلی بھگت کا معاملہ ہو تو کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جدید سلطان فنون سپاہ سالاری سے محض ناتجربہ کار تھے اور اُنہیں کبھی جنگ میں جانیکا اتفاق نہوا تھا پھر وہ کیونکر ایسی عظیم جنگ میں

اور اُس نے مدت تک روسیوں پر حکومت کی۔ اُس کے مرنیکے بعد اُس کا بیٹا سیواٹفلس جانشین ہوا یہ بہت ہی جنگجو اور خونخوار تھا۔ اُس نے وولگا اور ڈینیوب کی کل قوموں کو فتح کر کے بلغاریہ اور ایڈریانوپل پر قبضہ کر لیا اور خود شہنشاہی شہر یعنی قسطنطنیہ کو بھی دھمکی دینی شروع کی۔ مگر شہنشاہ جان جیمس کی عقلمندی اور اعلیٰ تدبیری سے روسی سردار بہت خفیف معاوضہ سے راضی ہو گیا۔ اور پھر بورس تھینس کے رستہ سے کیف واپس چلا آیا کیف کے قریب ہی پہنچا تھا کہ چند باغی اقوام نے ۹۷۲ء میں اُسے قتل کر ڈالا۔

اسکی سلطنت اُس کے تین بیٹوں میں تقسیم ہو گئی۔ جن میں سے دو بیٹے تو ملکی لڑائی میں مارے گئے اور تیسرا بیٹا ولادی میر تمام سلطنت روسیہ کا ۹۸۰ء میں بادشاہ ہوا۔ ابتدائے عمر میں یہ بہت بڑا بت پرست تھا۔ لیکن یونانی پادریوں کی کوشش سے اخیر وہ عیسائی ہو گیا۔ عیسائی ہونے کا سبب پادریوں کی تلقین نہ تھی بلکہ شہنشاہ زادی آنا جو قسطنطین ہشتم کی بیٹی تھی اُسکے نکاح میں دیدی گئی۔ اصل میں یہ حسین شہنشاہ زادی اُس کے تبدیل مذہب کی بہت بڑی باعث ہوئی۔

ولادی میر جدید مذہب اختیار کر کے بہت ہی متعصب عیسائی بنا۔ اپنے مشرقی حصہ ملک میں اُسے مسلمانوں اور

فوجوں کو باقاعدہ لڑا سکتے تو بھی میدان جنگ میں سلطان کی موجودگی بہت بڑا کام دیسکتی تھی۔ اور یہ ضرور تھا کہ ترکی افسر جن پر نمکحرامی کا بعد ازاں الزام قایم کیا گیا اِس الزام سے بری رہتے۔ بہر حال جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔ اسمیں بھی خدا کی کچھ حکمت تھی۔ آیندہ بہتری کے سامان ہونے تھے۔ اور وہ زمانہ نے آنکھوں سے دیکھ لیے۔ کون خیال کر سکتا تھا کہ عبد الحمید جو ایسے پرخطر وقت میں تخت سلطنت پر بیٹھے ہیں اور جنکی آنکھوں کے آگے سلطنت کا کچومر نکل چکا ہے آیندہ ایسی ترقی کرکے دکھائیں گے۔ اُس زمانہ کی زبون ترین حالت دیکھکے سب کو مایوسی ہوگئی تھی اور یہ مایوسی تھی بھی سچی۔ مگر خدائے توانا و بزرگ کو یہی منظور تھا کہ دم توڑتی ہوئی سلطنت کے نیم مردہ جسم میں عبد الحمید کے ذریعہ سے روح پھونکی جائے اور اپنی قدرت کاملہ کا ایک ادنی نمونہ اپنی سرکش مخلوق کو دکھا دیا جائے۔

اخیر ۱۲۔ جون سے روسیوں کی نقل وحرکت شروع ہوئی۔ چند اگن بوٹ پیادہ فوج بھر کے گلاٹاز سے برڈشا کی شمال مغربی سواحل کی طرف روانہ ہوئے۔ اول ہی اول جو لوگ روانہ ہوئے وہ ۱۸۰۰ تھے۔ اُن کی کمان میجر جنرل انکف کے سپرد تھی۔ اور یہ برگیڈ ۱۸ ویں انفنٹری ڈویژن کا تھا۔ عام طور پر یہ خیال تھا کہ گرگیوہ اور ترنا میں ہوکے روسی بڑھیں گے۔ ترک بھی اِسی بات پر جمے ہوئے تھے۔ اور اسی بنا پر ترکوں نے نکوپولس اور رشطک کے بیچ میں فوج کشیہ

یہودیوں سے واسطہ پڑا۔ اپنے مغربی حصہ ملک یعنی پولینڈ کی جانب اُسے رومی پادریوں سے مقابلہ پیش آیا۔ اور جنوبی ملک کی درمیانی حصوں میں یونانی پادریوں سے بحث ومباحث کرتا رہا۔ گرانڈ ڈیوک کا رجحان بالکل اسلام کیطرف تھا اور وہ اسلام پر دل سے فدا تھا۔ مگر وقت یہ آپڑی تھی کہ یہ شہزادہ شراب کا بہت ہی عادی تھا۔ اور اُسکی مرضی تھی کہ اسلام میں شراب نوشی کی عام اجازت دیجائے اور یہ بات ممکن نہوئی۔ ولادی میر کا رجحان بھی اسلام کیطرف تھا۔ اور اگر یہ مسلمان ہوجاتا تو اسکی ساری رعایا اسلام قبول کرلیتی۔ اور مسئلہ مشرقی کا کبھی ظہور نہوتا۔ جب یہ خبریں گرم ہوئیں کہ ولادی میر مسلمان ہونا چاہتا ہے تو قسطنطنیہ میں بے چینی سی پیدا ہوگئی اور لگاتار کوشش کی گئی کہ اسے اصطباغ دیا جائے۔ چنانچہ سلطنت مشرقی کامیاب ہوئی اور سر دار روسیہ یونانی عیسائی بنایا گیا۔ قاعدہ ہے جب کوئی شخص نیا مذہب اختیار کرتا ہے تو اُسمیں خواہ مخواہ شدت آجاتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس نے بڑی سرگرمی سے اپنی رعایا کو عیسائی بنانا شروع کیا۔ ہزاروں آدمیوں نے عیسائی مذہب کو اپنے آقا کی خاطر قبول کرلیا۔ خاص پائے تخت میں کئی یونانی گرجے بھی تعمیر ہوئے اور کیف میں کئی مدرسے بھی کھل گئے۔ اِس سے پہلے تعلیم کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اور لوگ انتہائے جہالت میں پڑے ہوئے تھے۔

ڈال دی تھی۔ مگر انہیں بدقسمتی سے ترکوں نے بڑا دھوکا کھایا۔ اگر ترک یہ دھوکا نہ کھاتے تو میدان جنگ کا رنگ ہی بدل جاتا۔ چند روز تک تو روسی ابریلیا کے پل بنانے میں مشغول رہے ماچن میں ترکی فوجیں پڑی ہوئیں یہ تماشہ دیکھ رہی تھیں کہ روسی کس پھرتی سے پل بنا رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ انھوں نے اسکا کچھ بھی تدارک نہیں کیا۔ اب یہاں سے ترکی بدقسمتی کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ اس کا تو کچھ علاج ہی نہیں ہے کہ ترک آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور کمبخت ہوں تک نہیں کرتے۔ ترکوں کی قدرت میں سب کچھ تھا۔ وہ آناً فاناً میں پل کو مسمار کر سکتے تھے۔ مگر انھوں نے مطلق پروا نہیں کی۔ اب اس کے کیا معنی سمجھ میں آتے ہیں۔ سوا اسکے کچھ نہیں کہ خود ترکی افسروں نے دولت علیہ عثمانیہ کے مٹانے کا سامان کر لیا تھا۔ اور بدنصیبوں نے تھوڑے سے لالچ میں آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی تھی۔ بے ایمانی کی شکست اسی کو کہتے ہیں۔ یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ سو برس کے عرصہ میں ترکوں نے کبھی ایمانداری کی شکست نہیں کھائی۔

یہ بالکل سچ ہے کہ دریائے ڈینیوب پر بدنصیب ترکی افسروں نے کچھ نہیں کیا۔ جنگ کے تمام پہلوؤں پر غور کرنیکے بعد اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ اگر ترکی افسر چاہتے تو روسی فوجیں قیامت تک دریا پار نہ ہو سکتی تھیں مگر سازش اور وہ بھی شرمناک سازش نے ترکی کو یہ روز بد دکھایا۔ چند حسین لڑکیوں اور چند جواہرات کی کشتیوں نے اس قوی اثر کو ان لائق

ولادی میر اس میں شبہ نہیں کہ بہت بڑا بادشاہ تھا اور رعایا کی نگاہوں میں اس کا بہت بڑا وقار تھا۔ اس کے زمانہ کی برائیاں اور وحشتیں اس کی ذات میں موجود تھیں لیکن اسکی قوت اور شان و شوکت مسلم تھی۔ اسنے اپنی حکومت بالٹک سے بحر اسود تک قایم کی اور پولینڈ سے لیتھونیا تک سارا ملک اسی کے زیر نگیں تھا۔ کریمیا بھی وہ فتح کر چکا تھا۔ اور قریب کے بلند حصوں میں بھی اسی کو شہنشاہ تسلیم کیا جاتا تھا۔

اس عظیم سلطنت پر کیف کی یکساں حکومت تھی۔ سلطنت کے دور و دراز حصص میں بہت سی ریاستیں خود مختار تھیں اور وہاں مستقل حکمران تھے۔ اگرچہ کیف کو سالانہ خراج ادا کرتے تھے۔ اور اپنے کو علی الاعلان کیف کا مطیع کہتے تھے۔ عیسائی ہونیکے بعد ولادی میر کی طبیعت میں عجیب نرمی پیدا ہو گئی تھی سخت سے سخت اور سنگین سے سنگین جرائم میں بھی وہ کبھی سزائے موت نہ دیتا تھا۔ صرف ایسے مجرموں پر معمولی جرمانہ کر دیا کرتا تھا۔ انجیل نے ایک طرف تو اس پر یہ اثر کیا تھا دوسری طرف اسکی یہ کیفیت تھی کہ اسے اول درجہ کا دغاباز اور فریبی بنا دیا۔ اس خداترس عیسائی بادشاہ نے اپنے سگے بھائی کو محض دغابازی سے قتل کر ڈالا تھا۔ اور جب وہ بت پرست تھا تو صدہا آدمیوں کی قربانی اپنے سنگی دیوتاؤں کے قدموں پر کر دی تھی اور روزمرہ بتوں پر آدمیوں کی بھینٹ چڑھایا کرتا تھا۔ اور ساتھ ہی

ترکی سرداروں کے خون سے سلب کرلیا جو پشتہا پشت سے بطور ورثہ ان میں ودیعت ہوا تھا۔ اخیر جب روسی فوجیں سر پر آگئیں تو مقام سیچین کے نیچے نو میل کے فاصلہ پر چار ہزار پیادہ فوج تین سو سواروں اور صرف دو توپوں کے ساتھ شرباشرمی مقابلہ پر آئی۔ لیکن اصل میں یہ جنگ زرگری تھی۔ بظاہر تو مقابلہ کے لئے آمادگی دکھائی گئی تھی۔ لیکن جنگ کرنیکا مقصود نہ تھا۔ دریا میں ابھی تک کچھ کچھ طغیانی موجود تھی اور بلغاری کنارہ پر کیچڑ وغیرہ اس کثرت سے تھی اور اسپر اتنا پانی چڑھا ہوا تھا کہ گزرنا مشکل تھا۔ یہاں بوٹ تو چل ہی نہ سکتے تھے اور نہ جنگ کرسکتے تھے۔ روسیوں نے بہت اطمینان سے جہازوں سے اترنا شروع کیا اور اب وہ پانی میں تیر تیر کے کنارے پر آنے لگے محض دکھانیکے لیے ترکی افسروں نے فیروں کا حکم دیا سپاہیوں نے فیر کرنے شروع کیے۔ سپاہیوں کی ایمانداری اور وفاشعاری میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ بیچارے اپنے افسروں سے مجبور تھے جن کی مثل اپنے باپ کے اطاعت کرتے تھے۔ اور تمام ترکی سپاہی دنیا بھر میں اس بات سے نامور ہیں کہ وہ جسقدر شجیع ہیں اسیقدر اپنے افسروں کی مثل بچوں کے اطاعت کرتے ہیں۔ ترکی توپوں سے روسی جہازوں کا فاصلہ صرف تین میل تھا۔ اگر ترکی افسر چاہتے تو کل جہازوں کو جو زد پر تھے با آسانی اڑا سکتے تھے۔ مگر خدا اس بے ایمانی کو غارت کرے کہ ان پر بچا بچا کے گولے مارے گئے۔ جہازوں سے کئی کئی گز کے فاصلے پر گولے پڑ رہے تھے اور ایک گولہ بھی

آپ عیاش بھی بہت بڑے تھے۔ ایسے عیاش جن کی نظیر روسی تاریخ میں مشکل سے نکلے گی۔ اسکی آخری عمر میں سلطنت میں سخت خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اور حکومت بے انتہا کمزور ہوگئی تھی۔ اخیر شہر نووگوروڈ نے سالانہ خراج دینے سے انکار کردیا۔ اور اس کا ایک بیٹا باغی گروہ کا سرغنہ بنکے اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ بوڑھا عیاش بادشاہ ایک کثیر فوج کا سرغنہ بن کے باغیوں پر بڑھا۔ مگر رستہ ہی میں ۳۵ سال کی سلطنت کے بعد مرگیا۔ یہ سنہ ۱۰۱۵ع کا ذکر ہے کہ روسی قوم نے یورپ کے ایک حصہ میں بھی اپنا عملہ دخلہ کرلیا تھا۔ اگرچہ مغرب میں ابھی تک اس قوم کی شہرت عام نہ ہوئی تھی۔ روسی چرچ نے ولادی میر کو ولی تسلیم کیا۔ اور اسے حضرت مسیح علیہ السلام کے حوارین کے برابر درجہ دیا گیا۔ یہ ہیں روسی اولیا جنہوں نے ابتدائے عمر میں ہزارہا بندگان خدا کو بتوں کے قدموں پر ذبح کرڈالا۔ اور جنہوں نے اخیر عمر میں عیسائی ہوکے نہ صرف اپنی بھائیوں اور بیٹوں کو دغابازی سے قتل کرادیا بلکہ عیاشی اور وہ بھی شرمناک عیاشی کی تکمیل کردی۔ ولادی میر نے مرنے سے پہلے اپنی سلطنت کو اپنے بارہ بیٹوں میں تقسیم کردیا تھا۔ مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ مرنے سے پہلے بغاوتیں شروع ہوجاینگی اور بیٹے اپنے متوفی باپ کی تقسیم ورثہ پر صابر و شاکر نہیں ہونیکے۔ غرض اسکے مرتے ہی ملکی جنگ شروع ہوگئی پولینڈ جو روس سے بھی زیادہ زبردست ملک تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاکے بھڑک اٹھا اور وہاں آناً فاناً میں طوائف الملوکی

کسی روسی جہاز پر نہ پڑتا تھا۔ جہاز مشرق میں جارہا ہے تو گولہ مغرب میں پڑرہا تھا غرض اس تمام کارروائی سے ترکی افسروں کی نمک حرامی کا ایک عجیب عبرتناک منظر آنکھوں کے سامنے موجود تھا۔

ترکی افسروں کی نمک حرامی سے فائدہ اٹھاکے روسیوں نے جنوب مغرب کی طرف رخ کیا اور اب انکی جنگ ہونی شروع ہوئی۔ مگر یہ جنگ بھی مثل پہلی جنگ کے زرگری تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ روسیوں نے بآسانی چٹانوں پر قبضہ کرلیا۔ اس جنگ زرگری میں بھی ترکی سپاہیوں نے اپنے نمک حرام افسروں کے خلاف صدہا روسیوں کو پیوند زمین کردیا لیکن وہ بیچارے کیا کرتے۔ اور جب سنگین مقامات اُن کے ہاتھ سے نکل چکے تھے تو وہ کیوں کر اپنی جگہ پر قدم جماکے دشمن سے مقابلہ کرتے۔ روسیوں کا دوسرا ڈویژن بھی آپہنچا جو جنرل زرمین کی ماتحتی میں بڑھ رہا تھا۔ اُسکے ساتھ بہت بڑا توپخانہ اور کثرت سے سوار تھے۔ زرمین نے آتے ہی اپنے سامنے کی بلندیوں پر حملہ کیا۔ چند گھنٹہ تک اونچی زمین پر جنگ ہوتی رہی۔ مگر ترکی سپاہیوں کا نقشہ بالکل یہ تھا کہ جیسے سپاہی کے ہتیار چھین کے اُسے میدان جنگ میں بھیجدیا ہو وہ کیسا ہی بہادر ہو مگر بے اسلح کیا کرسکتا ہے۔ ترکی افسر روسیوں سے سازش کرچکے تھے اور اُنھوں نے اس سازش کی بدولت اچھے اچھے موقعے اپنے ہاتھ سے کھودئے تھے اور اپنے سپاہیوں کو ایسے مقامات پر جنگ کی اجازت دی تھی جہاں

پیدا ہوگئی۔ پولش شاہ نے کیف پر حملہ کیا۔ اُسے زیر وزبر کیا۔ اور بہت سا حصہ فتح کرکے اپنے ملک کے ساتھ ملالیا۔ باہم بیٹوں میں خوب کتا چھنی ہوئی اور آخیر یارسلف سب بھائیوں کو زیر کرکے کل سلطنت کا مالک بن بیٹھا اُس نے انتظام کی یہ ابتری دیکھ کے ایک قانون کی تدوین کی جسکے بہت بڑے حصہ پر روسیہ میں اب بھی عمل کیا جاتا ہے اس بادشاہ کی بڑی تعریف کی گئی ہے اور اُسے مثل جسٹینین کے بیان کیا گیا ہے یہ بھی لکھا گیا ہے کہ یہ بادشاہ نہایت فیاض اور عاقل تھا۔ مگر اُسنے بھی اپنے باپ کی نادانی کی تقلید کرکے اپنی سلطنت کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کردیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ طوائف الملوکی شروع ہوگئی اور سلطنت کے ہر حصہ سے قتل وغارت کا رنگ پھر پیدا ہونے لگا اور ملک کو اس دوسری بغاوت سے پورس نے مزید صدمہ پہنچایا۔ ان فسادات اور خونریزی کے زمانہ میں ایک عجیب وغریب شخص کا ظہور ہوا اس کا نام ولدیمر مانوموکس شہزادہ اعظم کیف تھا یروسلف کا پوتا اور روسی عظمت کا بانی تھا۔ اسمیں کلام نہیں مذکور شہزادہ نے روسیہ کو بے انتہا قوی بنادیا۔ اسکی ماں شہنشاہ یونان قسطنطنین مانوموکس کی بیٹی تھی اور سنہ ۵۲ء میں پیدا ہوا تھا۔ بچپن میں اپنے رشتہ دار شاہ پولینڈ کے جھنڈے کے نیچے لڑا تھا اور سنہ ۷۶ء میں بوہیمیا کی جنگ میں اُس نے کارنمایاں دکھائے تھے۔ وہ اپنی جنگی قابلیتوں کی وجہ سے فوراً اپنے وطن بلالیا گیا جہاں اُسے باغی شہزادوں سے ایک عام جنگ لڑنی پڑی

شکست پانا لازمی امر تھا۔ چنانچہ جنگ ہوئی اور ترکوں نے قدم پیچھے ہٹانے شروع کیئے تو بھی یہ تعجب سے دیکھا جاتا تھا کہ اس بے سر سامانی پر بھی ترکی سپاہیوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ اگر ان کے افسر اچھے ہوں تو وہ قیامت تک شکست نہیں پا سکتے۔ قدم قدم پر چٹان چٹان پر۔ پہاڑی پہاڑی پر اونچی نیچی زمینوں پر۔ پشتے پشتے پر اِس طرح کٹ کٹ کے لڑے کہ روسیوں کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔ ہر موقع پر بندوقوں سے گزر کے تلواروں اور سنگینوں پر نوبت پہنچ پہنچ گئی تھی۔ واہ رے بہادرو۔ تمہاری ماؤں نے تمہیں کو جنا ہے نہ توپ پر بند نہ تلوار پر بند۔ چکاچک ہو رہی تھی اور چٹانوں سے شرشر خون بہہ رہے تھے۔ مگر یہ عثمانی بہادر برابر جنگ کر رہے تھے اور ایسی جنگ کر رہے تھے کہ روسی افسروں سے مرحبا و صد مرحبا کی صدائیں بلند تھیں۔ ڈیلی نیوز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ "روسیوں نے بتدریج ترکوں کو ایک چٹان سے دوسری چٹان تک پس پا کرنا شروع کیا اور اخیر روسی زیر زلا کی بلندی پر پہنچ گئے جہاں انھوں نے آرام لیا اور دن بھر کی کوفت سے اُنہیں آسایش ملی"۔ روسیوں کی سرکاری رپورٹ میں اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ترک بڑی ہی بے جگری سے لڑے علی التواتر سنگینوں کے حملوں اور دست بدست جنگ پر بھی اُنہوں نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھائی۔ سرکیشیا کے سواروں نے اِسی عرصہ میں ایک روسی دستہ کو گھیر لیا اور ایک ایک کو پارہ پارہ کر دیا۔ سرکیشیا کے سوار جوش میں بھر گئے

اُس کا باپ کیف کا گرانڈ ڈیوک تھا جو بہت سی گروہوں پر اب بھی سرداری کا دعوے کرتا تھا اس وقت کیف کی سرداری برائے نام رہگئی تھی اور اسکا فیصلہ صرف تلوار پر تھا۔ جنگ شروع ہوئی اور ولیڈیمیر مونوماچس نے اپنا پورا وحشی پن دکھا دیا اس نے مقام منسک کو فتح کر کے اُس کے تمام باشندگان کو یکساں قتل کر ڈالا۔ اُس بیرحمانہ قتل عام پر بھی اُسکی حکومت کا سکہ نہ بیٹھا جو قوت اُس کے باپ کی زندگی میں تھی اُسمیں نمایاں تنزل پیدا ہو گیا تھا۔ روسیوں میں یہ دستور تھا کہ بیٹا باپ کا جانشین نہوتا تھا بلکہ شہزادوں میں تخت اُسکو ملتا تھا جو زیادہ عمر کا ہوتا تھا۔ اسی لحاظ سے ولڈیمیر کے باپ کے بعد اُس کا بھتیجا شہزادہ ٹرووسواٹوپوک جانشین ہوا۔ مذکور شہزادہ نے کچھ بڑی کامیابی سے سلطنت نہیں کی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اُسنے وسط ایشیا کی اُن قوموں کو شکست دی جنھوں نے پے در پے حملے کر کے روسی شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ ساٹھ برس کی عمر میں سواٹوپوک مر گیا اسکی جگہ ولڈیمیر مونوماچس تخت نشیں ہوا۔ اور تیرہ سال حکومت کر کے سنہ ۱۱۲۵ء میں مر گیا۔

ولڈیمیر اپنے باپ داداؤں کیطرح بڑا مشہور و معروف ہوا ہے اور اُس نے اپنے زمانہ سلطنت میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اُسکی سلطنت میں ملک کے اندرونی حصص میں امن ہو چکا تھا۔ خارجی دشمن پس پا کر دیئے گئے تھے۔ جدید

تھے۔حالانکہ اُن پر گولوں اور گولیوں کی بارش ہو رہی تھی تو بھی اُنہوں نے اِسکی پروا نہیں کی وہ اپنے گھوڑوں پر سے اُتر پڑے اور اُنہوں نے روسیوں کے ناک کان کاٹ کے اُن کا قیمہ قیمہ کر دیا۔اِس سے زیادہ خونخوار ایک فوج کیا ہو سکتی ہے۔کاش اُسکے افسر اچھے ہوتے تو بہت کچھ کامیابی کی امید ہو سکتی تھی۔وہ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ روسیہ اُن پر کتنی زیادتی کر چکا تھا۔اور اُن کی قوم۔ملک اور مذہب کو اُس نے صدمہ پہنچانیکی کہاں تک ٹھان لی تھی اِس لحاظ سے اُن کا جوش بیجا نہ تھا اور اِسی پر قانع نہ تھے کہ روسیوں کو قتل کر ڈالیں بلکہ یہ بھی چاہتے تھے کہ اُن کے پسندے بنائیں اُن کا بھرتا کریں اور اُنھیں خاک سیاہ کر دیں۔اگرچہ یہ فعل قوانین جنگ کے مطابق نازیبا تھا لیکن اُس ظالم دشمن کے مقابلہ میں کیا گیا تھا۔جس کی تلواروں نے معصوم بچوں۔حاملہ عورتوں۔اور بوڑھوں پر بھی رحم نہیں کھایا۔روسیوں کی جن تلواروں نے اپاہج اور لولوں لنگڑوں کو مارا اُن ہی تلواروں نے ننھے ننھے بچوں اور بے پناہ خواتین کو قتل کیا۔

زیبریلا سے ترک ہٹ چکے تھے اور مقام سیچن کو بھی اُنھوں نے اُسی روز خالی کر دیا تھا۔اِسی شب کاسکوں نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اہل شہر نے جنرل زمرمین اور اُس کے افسروں کا بڑی شان سے استقبال کیا۔اہل شہر کے پاس صلیبی جھنڈے اور

شہروں کی تعمیر شروع ہو گئی تھی۔اور روسیہ کو دنیا کی قوموں میں بہ نسبت سابق کے زیادہ رتبہ حاصل ہو گیا تھا۔مرض الموت میں جو وصیت اُس نے اپنے بچوں کو کی تھی اُس سے دانائی اور فیاضی پائی جاتی ہے اور وہ وصیت بلفظہ یہ ہے

" اے میرے بچو۔خدا سے محبت کرو اور اُسکی مخلوق سے پیار رکھو۔گوشہ نشینی اور صومعہ میں رہنا "
" تمہیں نہیں بچا سکتا۔ہاں نیک اعمال تمہاری حفاظت کر سکتے ہیں۔غریبوں کو نہ بھولو۔انکو کھانا کھلاؤ "
" اور سمجھ لو کہ کل چیزیں خدا ہی کی ملک ہیں۔زمین کے تہ خانوں میں اپنے خزانوں کو نہ چھپانا۔کیونکہ "
" مسیحی مذہب کے یہ بالکل خلاف ہے۔یتیموں کے باپ بنو۔بیواؤں کی دستگیری کرو۔اور کبھی ظالم کو غربا "
" پر ظلم کرنے دو۔خواہ گنہگار ہو یا بے گناہ۔کبھی اُسے جان سے نہ مارو۔ایک عیسائی کی زندگی اور روح "
" پاک ہوتی ہے۔"
" اپنے گھر میں ہر چیز کی آپ ہی نگرانی کرو۔اور اپنے ملازمین پر کوئی بات نہ چھوڑو۔جب تمہاری نگرانی "
" رہے گی تو تمہارے مہمانوں کو کوئی شکایت کھانے اور گھر کے انتظام کی نہ رہیگی۔وقت جنگ چاق و "
" چست رہو۔اور اپنے افسروں کیلئے نمونہ بنو۔اور جنگ کو دل لگی اور مذاق سمجھو جب تک شب کو "

گرجاؤں کی مقدس تصویریں تھیں۔ پادریوں کا ایک غول باشندگان شہر کے آگے آگے تھا۔ جوں ہی وہ جنرل کے قریب آئے حضرت مسیح علیہ السلام کے انہوں نے کچھ بھجن گائے اور زمرمین کو دعائیں دیں۔ زمرمین نے اپنی ٹوپی اتار لی اور چھوٹی سی کاٹ کی صلیب پر بوسہ دیا۔ پادریوں نے اُس پر مقدس پانی کے قطرے جو سبز پتوں میں لائے تھے چھڑکے اور اس صورت سے اہل شہر نے اپنی اطاعت کا ثبوت دیا۔

روسیوں کی اس کامیابی نے نمکحرام ترکی افسروں کیلئے ایک بہانہ کر دیا۔ اسا کچا۔ اور تلچا کے سپاہ سالاروں نے بغیر کسی جنگ کے اپنے مقامات چھوڑنے شروع کر دیئے۔ اگر یہ ان مقامات سے قدم پیچھے نہ ہٹاتے تو انہیں صدمہ عظیم پہنچتا۔ کیونکہ ان ترکی مقامات کی مضبوطی سے مورچہ بندی ہوئی تھی۔ کل ترکی فوجیں مقام ڈابرُوشا کے شمالی جانب سے واپس چلی آئیں اور سب نے قراجن کی فصیلوں کے پاس ڈنڈے ڈیرے ڈالے۔ اب روسی فوجوں کے دلبادل ڈینیوب سے پار ہو رہے تھے اور ۲۴ جون کو زمرمین کا ایک حصہ فوج ہرسوداکو عبور کر کے مقام بیچن کے چالیس میل جنوب کی طرف پہنچ گیا تھا۔ ۲۴۔ اور ۲۵ تاریخ کو روسیوں نے رشطک پر جو بلغاری دریا کے ساحل پر واقع تھا سخت گولہ باری کی تھی۔ یہ قلعہ بہت ہی نامور اور مضبوط تھا۔ یہیں سے وارنا کی ریلوں اور بہت سے اندرونی راستوں پر قابو ہو سکتا

" دیکھ بھال کر لو آرام سے بستر خواب پر نہ جاؤ۔ اپنے ہتیاروں کو نہ کھو ورنہ تمام فوج برباد ہو جائے گی "

" اور ذرا بھی خوف محسوس ہو تو فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ ایک اجنبی کا ہر صورت سے لحاظ کرنا چاہیے "

" خواہ وہ بڑا آدمی ہو یا معمولی تاجر ہو یا ایلچی۔ اگر تم اُسے ہدیے نہ دے سکو تو اُسے گوشت کھلا کے "

" اور شراب پلا کے مطمئن کر دو۔ کیونکہ یہی مسافر ممالک خارجہ میں جا کے بُری بھلی خبریں پہنچاتے ہیں جس "

" شخص سے ملو اُسے سلام کرو۔ اپنی بیویوں سے محبت رکھو۔ لیکن اس بات کا خیال رکھو کہ وہ تم پر قابو "

" نہ حاصل کریں۔ ہر نیک بات جو تم سیکھو اُسکو یاد رکھو اور جس چیز کو نہیں جانتے اُسکا علم حاصل کرو۔ مذہب "

" کا ادب کرو اور نیک زندگی کا لحاظ رکھو "

اس وصیت سے مشرقی یورپ کے اُس زمانہ کے شہزادوں کی عادات کا دلچسپ علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ادنیٰ ادنیٰ کاموں کے کرنے کا کیسا اصرار کرتے تھے۔ کیونکہ ولادیمیر خود اپنی تحریر میں یہ بیان کرتا ہے " میں کبھی اپنے ملازم کا محتاج نہیں ہوا جو کام اُسکے کرنے کا ہوتا تھا اُسکو میں خود کر لیتا تھا۔ شکار میں دن اور رات گرمی اور سردی میں میں نے کبھی آرام نہیں کیا۔ میں نے افسروں اور مجسٹریٹوں کو مطلق اطمینان نہیں ہونے دیا۔ میں نے غریبوں اور بیواؤں پر زبردستوں کا دست تعدی

تھا۔ روسی توپخانے مقامات گیورگیوو اور سلوبوسیو سے گولہ باری کر رہے تھے جن سے شدید نقصانات پہنچ رہے
تھے مگر انہیں ابھی تک یہ خبر نہ تھی کہ ہمنے ترکی قلعہ کو کتنا نقصان پہنچایا وہ آنکھیں بند کیئے گولہ باری کیئے جاتے تھے
ایک عمارت جسمیں شفاخانہ تھا اور جس پر ریڈ کریسینٹ کا پھریرا اُڑ رہا تھا۔ اُسکو بھی نہیں بخشا۔ ۲۹ جون لنڈن
ٹیمس کے نامہ نگار نے شملہ سے لکھا کہ ”گرگیوو میں کل روسی اس بات سے پورے واقف تھے کہ رشلطک میں مفید قطع
زمین پر ریڈ کریسینٹ کا شفاخانہ بنا ہوا ہے تو بھی انھوں نے اسکی پروا نہیں کی اور خصوصیت سے اسی عمارت پر گولہ
باری کی۔ اخیر یہ عمارت بالکل برباد ہوگئی۔ مریضوں کو باہر نکال لیا گیا اور خالی زمین پر ڈالدیا گیا لیکن وہاں بھی برابر
گولے پر گولہ پڑ رہا تھا۔ اُس وقت اُن کی حالت بہت ہی خطرناک ہوگئی تھی۔ اس عمارت میں بھی آگ لگ گئی تھی
جہاں دول خارجہ کے کونسل رہتے تھے۔ انگریزی سفارت خانہ پر چار گولے پڑے اور اُس کا ستیاناس کردیا۔ اسیطرح
فرانسیسی کونسل خانہ کو بھی نقصان پہنچا۔ ترک بھی برابر جواب دے رہے تھے اور اُنہوں نے بھی گرگیوو کو سخت نقصان
پہنچایا تھا۔ تو بھی ترکی نقصان بڑھا ہوا تھا۔ باب عالی نے ایک سرکاری مراسلہ تمام دول خارجہ کے نام روسیوں کی
شکایت کا روانہ کیا کہ انہوں نے بغیر کسی جنگی ضرورت کے ایسے تر و تازہ شہر کا ستیاناس کردیا اور اہل شہر پر جو جنگی

کبھی دراز نہیں ہونے دیا۔ گرجوں کا میں نے بذاتہ انتظام کیا اور ربانی خدمات کی ہمیشہ انجام دہی کی اصطبل اور شکاری جانور
کی بھی میں خود نگرانی کرتا رہا۔“ اسمیں شبہ نہیں کہ بادشاہت کی تو اصلی معنی یہی ہیں۔ بادشاہ کے یہی معنی ہیں کہ ہر بات
کا علم رکھے۔ اپنے علم سے کام لے۔ قوت دانائی اور چستی اُسکی ذات میں موجود ہو۔ بادشاہت اگرچہ موروثی تھی لیکن قیام
اُسی شاہ کو ہوتا تھا جو اولوالعزم دانا اور باخبر ہو۔
بارہویں صدی میں مغربی یورپ کے شاہوں کی یہ کیفیت نہ تھی۔ صرف مشرق ہی میں ان باتوں کا زیادہ خیال کیا جاتا تھا
یہاں کی زندگی سادہ عادات پسندیدہ تھے۔ یہ لوگ نمائشی تمدن میں ابھی تک نہیں پڑے تھے۔ ولادیمیر شاہان روس کا
ایسے زمانہ میں نمونہ تھا کہ جب اُسکی حکمرانی حدود یورپ تک پہنچ چکی تھی۔ اور مشرق کے صحرائے عظیم تک اُسکا سکہ چلتا تھا
جو کچھ زبان سے کہتا تھا وہی کرتا بھی تھا۔ اُسکی اس نیک عادت پر روسی مورخ جتنا فخر کریں کم ہے۔ اس بادشاہ کو تراسی
مہمیں اُسکی زندگی میں واقع ہوئیں۔ اُسنے پولوو ٹزیز سے اُنیس عہدنامے متواتر کیے اُسنے سو سے زیادہ اُسکے اعلے درجہ
کے سرداروں کو گرفتار کرلیا جنہیں بعد ازاں چھوڑ چھوڑ دیا۔ دو سو سے زیادہ افسروں کو کیا تو دریا میں ڈبو دیا یا سخت سخت
سزائیں دیں۔ صبح اور شام سو میل سے کم کبھی دورہ نہ کرتا تھا۔ گنجان جھاڑیوں کو تنہا چیرتا ہوا نکل جاتا کئی بار درندے جانوروں

مورچوں سے علیحدہ تھی گولہ باری کرکے سخت آفت برپا کردی یورپ کے انصاف اور انسانیت سے یہ اپیل کیگئی تھی اور اسی قسم کی شکائتیں ایشیا میں بھی روسی فوج کی کیگئی تھیں کہ اُنھوں نے نہایت وحشت اور نا انسانیت سے ترکی مستورات کی آبروریزی کی۔ اسیطرح جسوقت روسیوں نے ترکی جہاز اُڑایا ہے مغروقین کیساتھ بھی ایسا ہی قصائی پنے کا برتاؤ کیا تھا۔ روسیوں نے اِن الزامات سے اپنے کو بالکل بری بتایا لیکن روسی توضیحات اخیر میں غلط نکلیں اور عام طور پر تمام یورپ میں یہ ثابت ہوگیا کہ روسیوں سے ایسے ایسے مظالم وقوع میں آئے تھے۔ رشطک کے شفاخانہ کو عمداً اڑایا گیا تھا۔ ہم اُسے اتفاقی ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ توپیں بہت فاصلے پر نصب نہیں کیگئی تھیں۔ روسی توپچی بھی بُرے نہ تھے پھر یہ کیونکر خیال میں آسکتا ہے کہ کئی گھنٹے تک اتفاقی گولے شفاخانہ پر پڑتے رہے اور عمداً ایک گولہ بھی نہ مارا گیا۔

اِدہر یہ مظالم ہورہے تھے اور اُدہر شہنشاہ روسیہ نے بلغاریہ میں ایک اعلان جاری کیا جس کا مضمون یہ تھا۔ "وقت اور حالت نے اُس ہمدردی کو جو روسی اپنے مسیحی بھائیوں کیساتھ رکھتے ہیں ابھی تک نہیں بدلا ہے جزیرہ نمائے بلقان کے مسیحی خاندانوں سے روسیہ اب بھی وہی محبت اور عشق رکھتا ہے۔ شہنشاہ نے اپنی فوجوں کو اسی

کے حملوں سے بال بال بچا۔ اُس کا قول تھا جب موت آتی ہے۔ نہ باپ نہ ماں نہ بھائی کوئی نہیں بچا سکتا۔" ولادیمیر بہت بڑا جنگجو تھا۔ اور وہ دنیا کے خطرناک جنگ آوروں کا رہنما بننے کے قابل تھا۔ انگلستان سے اُسکی رشتہ داری بھی تھی صدیوں تک سوائے اسکے اور کچھ نہیں ملتا کہ روسیوں کی اپنی ہمسائے کی وحشی سرداروں سے قتل وغارت ہوتی رہی۔ جو دلیری اور خونریزی کو انسان کی نیکی شمار کرتے تھے۔ سالہا سال تک تلواروں کی چھنکار اور زرہ بکتر اور خود فولادی کی چمک ہی تاریخوں میں معلوم ہوتی رہی۔ سوائے اِسکے اور کسی جدیدبات کا تذکرہ روسی تاریخ میں نہیں ملتا۔ تمدن کی ترقی کی رفتار اس عرصہ میں بہت ہی سُست رہی۔ تجارت کا بازار بھی چوپٹ رہا۔ کیونکہ شاہوں اور امراء کی خودمختارانہ حکومت نے تجارت کی ترقی کو مطلق نہیں بڑھنے دیا۔ آزادی کی ہوا سب سے پہلے شہر نووو گورد کو لگی جو دریائے وولکف پر سینٹ پیٹرسبرگ سے جنوب مشرقی جانب بیس میل فاصلے سے واقع ہے۔ بارھویں صدی کے وسط میں اِس شہر کی بلحاظ تمدن اور تہذیب ترقی شروع ہوئی۔ یہاں برائے نام ایک جمہوری سلطنت قایم ہوئی۔ اِس جمہوری سلطنت کا سردار ایک مجسٹریٹ ہوتا تھا گرچہ یہ عہدہ موروثی تھا۔ لیکن اختیارات محدود تھے۔ نووو گورڈ ایک تجارتی شہر تھا اور اِس کا تعلق ایک جرمنی انجمن سے بالخصوص اس غرض سے ہوگیا تھا کہ سوئڈس اور ڈینس کے حقوق کی حفاظت کیجائے شہر مذکور کے باشندونکے خیال میں جنگ

غرض سے میدان جنگ میں بھیجا ہے تاکہ وہ بلغاری قومیت کے پاک حقوق کی حفاظت کریں جنپر بہت دنوں سے مصیبت آرہی ہے۔" پھر خود شہنشاہ کہتا ہے۔ "اے بلغاریہ کے لوگوں! روسیہ کا ارادہ بنالینے کا ہے نہ کہ برباد کرنے کا۔ خداوند تعالی نے مجھے یہاں بھیجا ہے تاکہ میں بلغاریہ کی سرزمین کو پاک کروں اور ہر قوم وملت کے لوگوں کو امن دوں۔ کسی قسم کی تکلیف انہیں نہیں دیجاے گی۔ ہاں مجرموں کو سزا ملیگی۔ ہر عیسائی کی زندگی آزادی عزت اور مال کی پوری حفاظت کیجائے گی۔ انتقام کی خواہش نے ہمیں یہاں تک نہیں پہنچایا ہے صرف ہم اس غرض سے یہاں آئے ہیں تاکہ اس پریشانی اور آپادھاپی میں قانون اور امن قایم کریں۔ اے مسلمانان بلغاریہ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ میرے لئے یہ امر بہت ہی تکلیف دہ ہے کہ میں تم میں سے اُن مجرموں کو سزا دوں جنھوں نے بے پناہ غریب عیسائیوں کو قتل کیا ہے۔ یہ خطرناک افعال کبھی نہیں فراموش ہو سکتے باقاعدہ اور غیر طرفدارانہ طور پر مجرموں کو بلاشک سزا دی جائیگی۔ اگرچہ اب تک تمہیں اُسکی سزا نہیں ملی ہے حالانکہ تم میں سے مجرموں کے نام گورنمنٹ اچھی طرح جانتی ہے۔ خدا کے انصاف کا اعتراف کرو جو تم تک آپہنچا ہے فی الحال تمہیں حکام کے ارشاد کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ تم پُرامن باشندے بنجاؤ۔ تاکہ تمہیں بھی انتظام اور امن کے فوائد

ترقی کا لازمی نتیجہ نہیں تھی۔ وہ اِس بات کو جانتے تھے کہ شمشیر بدست ہونے کا کونسا وقت ہے ۱۴۷۸ء میں اس شہر کو نیوا کے ساحلوں کے پاس سوئڈس پر نمایاں فتوحات حاصل ہوچکی تھیں اور اخیر میں اُس کی قوت کی ایسی دھاک بندھی کہ یہ مقولہ زبان زد عام ہوگیا۔ "جسطرح خدائے برتر و اعظم کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسیطرح نووو گورڈ والوں کے مقابلہ کی تاب کوئی نہیں لا سکتا۔"

پندرھویں صدی عیسوی میں اس روسی شہر کی آبادی چار لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور اُس زمانہ میں بہ نسبت لنڈن کے یہ شہر ناموری میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ مثل وینس اور ملک کے نشیبی شہروں کے نووو گورڈ کے وسیع مقبوضات تھے۔ اُسکی حکومت لیتھونیا اور فِنلینڈ کی حدود تک پھیلی ہوئی تھی اور آرخنجل کا ایک حصہ بھی اُسمیں شریک تھا۔ یہانتک کہ سائبیریا کی حدود تک اُسکی حکومت کی لین ڈوری پہنچ چکی تھی۔ اخیر پندرھویں صدی میں اِسکی قوت اور شان و شوکت سے روسی قیصروں کو حسد ہونے لگا۔ اور یہ ایوان ثالث کے قبضہ میں آگیا۔ پھر ایوان رابع نے اِس شہر کو زیر وزبر کیا اور یہاں سے وہ بڑا گھنٹا لیگیا جسپر اہل شہر بہت فخر کرتے تھے۔ اُس بادشاہ نے جرمنیوں کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ خود جرمنی تاجروں کو قید کرلیا۔ اِس خوف سے باقیماندہ جرمنی بھاگ کے چلے گئے اور وہ تجارتی انجمن اِس صورت سے پارہ پارہ ہوگئی۔ شہر کی

حاصل ہوں۔ تمہاری زندگی تمہارا مال ومتاع اور تمہارے خاندانوں کی حرمت کا ہم مسیحی پاس و لحاظ کرینگے۔" پھر بلغاریوں کیطرف خطاب کیا گیا ہے کہ تمہیں مسلمانوں کے خونخوار راج سے نجات ملگئی۔ شہنشاہ روسیہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "دنیا پر مسیحی محبت کی ایک مثال قایم کردو۔ اپنی اندرونی حالت درست کرو۔ ہر قوم کے قانونی حقوق کا لحاظ رکھو۔ مذہب میں سب ایک ہوجاؤ۔ باہم بھائی چارہ کی رسی میں بندھ جاؤ۔ روسی جھنڈی کے نیچے بخندہ پیشانی آجاؤ۔ جسکی فتوحات نے اکثر اوقات ڈینیوب کو چوکنا کردیا ہے۔ بلغاریوں! جہاں جہاں روسی فوجیں جاتی ہیں تر کی عملداری میں انتظام ہوتا جاتا ہے۔ اور اہل شہر خوشی خوشی نئی حکومت کو قبول کرتے جاتے ہیں۔ بلغاری فوجکی خدمات صرف یہ مقرر کیگئی ہیں کہ وہ شہروں کا انتظام کرے اور امن قایم رکھے۔ جس طرح تم نے روسیہ سے وفاداری کا برتاؤ کیا ہے اور قدم قدم پر اُسکی اطاعت کی ہے دنیا پر ظاہر ہوگیا کہ تم روسیہ کی امداد کے قابل تھے جس نے صرف تمہاری ہی لیے اپنی کثیر تعداد جانوں کو قربان کردیا ہے اور جو صرف تمہاری حفاظت کیلئے شمشیر بدست ہوا ہے۔ روسی حکام کی دل سے اطاعت کرو اور جو حکم وہ دیں اُن کی ایمانداری سے تعمیل کرو کیونکہ اُن ہی کی اطاعت پر تمہاری حفاظت اور قوت منحصر ہے۔"

سرسبزی کیلئے گویا یہ بہت بڑا دھچکا تھا اسکی آزادی خود اسکے سرداروں کی نااتفاقی سے برباد ہوچکی تھی توبھی یہ شہر تمام روسیہ میں اپنی تجارت کی لحاظ سے بہت ہی مشہور و معروف رہا۔ مگر اسوقت سوائے کھنڈروں کے اسمیں کچھ نہیں رکھا بربادی۔ اُداسی۔ ویرانی اور انتہا درجہ نکبت اس پر چھارہی ہے۔ اور اب صرف اٹھارہ ہزار آبادی بمشکل پائی جائے گی قدیم گرجوں کے طلائی بروج ابھی تک دکھائی دیتے ہیں۔ ایک سیاح شہر کی حدود میں داخل ہوکے سب سے پہلے یہ مشیدہ بروج دیکھتا ہے تو اُسکی طبیعت میں اُسکی عظمت کا نقشہ جم جاتا ہی مگر جب وہ خوشی خوشی اندر جاتا ہے تو اُسے سخت تاسف ہوتا ہی کہ سوائے کھنڈروں اور چھوٹے چھوٹے مکانات کی کچھ نہیں رکھا۔ اس شہر کو یونانی شاہان قسطنطنیہ نے گیارھویں صدی عیسوی میں تعمیر کیا تھا۔ اور اسے سینٹ صوفیہ کے ساتھ معنون کردیا تھا جو آج کل مسجد ہی اور ایا صوفیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس گرجہ میں کانسی کے زینہ سے داخل ہوتے ہیں اور اسپر کچھ قدیم کتبے ہیں اور کچھ تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اس کام سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت مشرقی کے صناعوں نے اسے بنایا ہے۔

ملوائف الملوکی نے روسی سلطنت کی تقسیم کردی۔ یہاں یہ کیفیت دیکھ کے تاتاری مغل حملہ آور ہوئے۔ چنگیز خاں کے بیٹے نے ۱۲۲۳ء میں بحر آزف کی قرب وجوار میں روسیوں پر حملہ کیا اور اخیر ۱۲۳۶ء میں چنگیز خاں کے پوتے نے تمام

جون کے اختتام تک ڈینیوب پر برابر گولہ باری ہوتی رہی ۲۶-کو رومینیا والوں نے قلعہ ودن پر گولہ باری شروع کی اور دوسرے روز ٹرنا مگوریلی سے نکوپولس پر بہت شدید حملہ کیا گیا۔گولہ باری کی غرض یہ تھی تاکہ ترک شبہہ میں رہیں اور اُنہیں یہ نہ معلوم ہو کہ روسی فوجیں کس طرف سے عبور کرینگی۔ابھی تک روسی فوجیں بلغاریہ کے اُس حصہ میں داخل ہوئی تھیں جو ڈبروڈشا تک چلا گیا ہے۔بہت ہی طوالانی اور تنگ راستہ ہی۔جانب شرق تو بحر اسود پر واقع ہے اور مغرب و شمال کی طرف سے ڈینیوب کے چکر دار راستہ پر آباد ہے۔مگر یہ راستہ جو قسطنطنیہ پر بڑھنے کا روسیہ نے اختیار کیا تھا ٹھیک نہ تھا۔ڈبروڈشا ایک محدود اور ریتلا مقام ہے اور بحری راستہ کو وارنا کے مضبوط قلعہ نے بند کر رکھا تھا اس لحاظ سے روسیوں نے یہ ضرور سمجھا کہ کثیر تعداد فوج دریا کے وسطی حصہ میں ڈال دیجائے اور غنیم سے یہ بات پوشیدہ رکھی جائے کہ وہ کس طرف سے دریا پار ہوگا۔جو فوجیں اس مدعا کے پورا کرنیکے لیئے نامزد کیگئی تھیں ڈینیوب کے جنوبی کنارہ کیطرف سے روانہ ہوئیں۔ترکی سپاہیوں کی چھوٹی سی چھاؤنی اسکے قریب قائم تھی اور اُس چھاؤنی کی پشت پر جگا دری توپیں لگی ہوئی تھیں۔اور توپیں شہر کی دوسری اطراف میں نصب کیگئی تھیں اور جانب راست معمولی سی دُھس بندی ہو رہی تھی۔رومینی جانب کی زمین بھی بلند تھی۔لیکن مقام سمنٹزا اور ڈینیوب کے بیچ میں بڑا حصہ دلدل کا ہی۔اور ہر مقام

روسیوں کو زیر و زبر کر کے ملک پر قبضہ کر لیا۔تاتاریوں کا یہ خونخوار گروہ پرآشوب سیلاب کی طرح ممالک پر ممالک فتح کرتا ہوا یورپ کے جنوب مشرقی حصص میں بھی جا پہنچا۔اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہڑپ کرتا ہوا چلا گیا مگر شمال اور مغرب کے ممالک ان حملہ آوروں سے بچگئے تو بھی اُن کے اندام میں لرزہ ضرور پڑ گیا۔گبن مورخ اعظم اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ "مغلوں نے روسیوں کا مار کے ستیاناس کر دیا تھا۔اور اُس زمانہ میں روسیوں کو کہیں پناہ نہ تھی"۔ ڈھائی صدی تک روسیہ مسلمانوں کی باجگزار ریاست بنا رہا۔مسلمان حملہ آور بحر کیسپین سے وولگا تک پھیلے ہوئے تھے اور مغلوں کا پائے تخت اس بڑے دریا پر بنا ہوا تھا۔جو یورپی روسیہ کے جگر میں ہو کے گزرتا تھا اور بحر استراخوان میں جا کے گرتا تھا۔اندرونی ملک میں اب بھی دیسی شہزادے حکومت کرتے تھے۔مگر وہ سب مغلوں کے باجگزار تھے۔اور مغل جسکو چاہتے تھے تخت پر بٹھاتے تھے۔کیف کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی سنہ ۱۲۳۹ء میں مغلوں نے کیف کو فتح کر لیا اس صورت سے بورس تھیڈس یا دلیبر کی جہازرانی روسی شہزادوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔کیونکہ وہ سمندر اور مسیحی دنیا سے علیحدہ کر دیئے گئے تھے اور ناچار بادل ناخواستہ اُنہیں مغلوں کی اطاعت کرنی پڑی تھی۔ماسکو جسکی بنیاد بارھویں صدی کے وسط میں ڈالی گئی تھی سنہ ۱۳۲۸ء میں ایوان اول نے اُسے روسی پائے تخت بنایا۔

بکثرت جھاڑیاں اور دریا کی ریت بہی پائی جاتی ہے۔ ڈینیوب کا تنگ بازو اُس جھاڑی دار حصہ اور شہر سمنٹزا میں سے ہوکے نکل گیا ہے۔ اِس صورت سے دلدل کی زمین جزیرہ کے اندر واقع ہے۔ ایک بلند ٹرک اور بہت بڑا پل جہاں اُتر کے ڈینیوب کی زمین مین اُتر سکتے تھے۔ طوفان سے برباد ہوچکا تھا۔ روسیوں نے پیپوں کا پل بنا کے دریا کو عبور کیا اور ساحل تک پہنچ گئے اگرچہ دریا پندرہ روز میں بہت کچھ اُتر چکا تھا۔ پھر بھی پانی باقی تھا سوائے درختوں کے اور کوئی مقام ایسا نہ تھا جو اُنکے بڑہنے کو چھپا سکتا۔ یہ تصفیہ پالیا کہ ۲۶۔ جون کی شام دریا کو عبور کیا جائے جو فوج اسکے لیئے منتخب ہوئی تہی وہ آٹھویں آرمی کور کا چوتھا ڈیویژن تہا اور اِن کا سردار جنرل ریڈٹسکی تہا۔ اور جس افسر کے پاس یکلخت آگے بڑہنے کا حکم پہنچا تہا۔ اُس کا نام ڈراگومیرف تہا۔ گرانڈ ڈیوک نکولس نے حکم دیدیا کہ خواہ کتنی قدر جانیں اور روپیہ برباد ہوجائے۔ مگر جس صورت سے ہو عبور دریا کرنا چاہیئے۔ جنرل مرسکی اسلیئے مقرر کیا گیا تہا کہ اگر لیبیا سے ترک حملہ آور ہوں تو اُنہیں روکے رکھے۔ غرض روسیوں نے چاروں طرف کا انتظام کرلیا تہا۔

۲۶۔ جون شام ہوتے ہی حملے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ بلندی پر میدانی توپیں نصب کی گئیں کہ کنارہ کی طرف دشمن کی فوجوں کو نہ آنے دیں۔ ادہر پیادہ فوج کی پلٹنیں جنگل میں اِدہر اُدہر چھپا دی گئیں۔ رات بہت ہی تاریک تھی اور

کیف کی ریاست سنہ ۱۲۲۱ء میں قایم ہوئی۔ بعد ازاں روسیوں نے بہت جلد ماسکو کو روسی سلطنت کا خاص شہر نامزد کیا سنہ ۱۳۶۳ء میں شہزادہ ڈیمیٹری گرانڈ ڈیوک ماسکو نے اتنا زور پکڑا کہ مغل چوکنے ہوئے اور اُنہوں نے خفظ ماتقدم کیلئے خراج مقررہ میں زیادتی کردی اور حکم دیا کہ ڈیمیٹری نیازمندانہ طور پر خود حاضر دربار ہوکے مزید خراج پیش کرے۔ شہزادہ روسینے انکار کردیا۔ اور جنگ کی تیاری شروع ہوگئی۔ مغلوں کی اب وہ قوت نہ رہی تھی جو اس سے ایک صدی پہلے تھی ڈیمیٹر کثیر تعداد فوج ساتھ لیکے دریائے ڈون پر بڑھا۔ اِس دریا کے جنوبی ساحل خالی پڑے تھے اور مغلوں کی فوجیں یہاں سے کبھی کی اُٹھ چکی تھیں۔ اِسوقت روسیوں میں بڑا جوش پیدا ہوگیا تہا اور وہ موت یا فتح کی آرزو کررہے تھے۔ جنگ ہوئی اور اُسمیں روسیوں کو کامیابی ہوئی۔ مگر سنہ ۱۳۸۲ء میں پہر مغلوں نے سنبھالا لیا۔ وہ ماسکو پر حملہ آور ہوئے۔ اُسے فتح کرلیا۔ شہر میں قتل عام کیا۔ لوٹا اور اُسکا بڑا حصّہ جلا دیا۔ سنہ ۱۳۹۵ء میں مغلوں نے تیمور لنگ کی سرکردگی میں پہر تازہ حملے شروع کیئے۔ لیکن اِن مغلوں نے اپنی کوئی سلطنت قایم نہیں کی۔ تیمور روسیوں کو پارہ پارہ کرکے اپنے وطن مالوفہ میں واپس چلا آیا۔ کاش وہ کوئی سلطنت قایم کرلیتا تو پہر روسی قیامت تک نہ اُبھرتے۔ مگر خدا کو یہ منظور نہ تہا۔ چنانچہ تیمور کے واپس آتے ہی روسیوں میں جان پڑنے لگی اور پہر اُن کی قومیت عود کر آئی۔ ابھی تک جنوب مشرق میں مغل

رستہ میں بہت سی مشکلات حائل تھیں۔ ۲۷ جون کی صبح کی اُسوقت پہنچی جب کل تیاریاں روسی فوج کی مکمل ہوچکی تھیں۔ دریا کے سواحل پر متعدد بوٹ موجود تھے۔ جن میں فی بوٹ پچاس سے چالیس آدمیوں تک تھے یہ بوٹ کیچڑ میں پھنس گئے تھے۔ بڑی دقت سے انہیں نکالا گیا اور بلغاری سمت میں لیگئے۔ جہاں ترکی چھاؤنی پڑی ہوئی..... سسٹووا کی نگرانی کررہی تھی۔ ترک جب روسی سر پر آگئے تو چوکنے ہوئے۔ انہوں نے جہازوں کو ادہر اُدہر آتے ہوئے دیکھا۔ اور روسی افواج کے ولبادل بھی ملاحظہ کئے جو کالی گھٹا کی طرح اُمڈے آرہے تھے جب کالی گھٹا سر پر آگئی تو ناچار ترکوں کی توپوں پر بتی پڑی۔ ہنوز اس گولہ باری کا اثر زمین کے نشیب و فراز ہونیکی وجہ سے مراد کے موافق نہوا تھا کہ یہ روسی فوجیں میجر جنرل یولچائن کی ماتحتی میں بڑھ رہی تھیں اُسکے برگیڈ میں ۵۳ اور ۵۴ رجمنٹیں لائن کی شریک تھیں۔ بوٹ سے اُترتے ہی اُس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ کیچڑ میں لیٹ جائیں۔ پھر فیر کرنیکا حکم دیا تاکہ بوٹوں کی کامل حفاظت ہو سکے۔ اِسی صورت سے کل فوج اُتر آئی۔ اُسکے بعد میجر یولچائن نے حکم دیا کہ اپنی سنگینیں سیدہی کرکے افسروں کے پیچھے پیچھے ہولیں۔ چنانچہ تالیاں بجاتے ہوئے اِس حکم کی تعمیل کی گئی ترکوں نے ایک فیر کرکے رستہ دیدیا۔ ترک اب بھی گولہ باری کرتے جاتے تھے۔ ترکی گولندازنے ایک گولہ مار کے روسی

موجود تھے۔ اِسی اثنا میں اُن میں خودنا اتفاقی پیدا ہوگئی۔ جس سے اُن کی قوت کو بہت ہی صدمہ پہنچا۔ اور وہ روز بروز ضعیف ہوتے گئے۔ اُنہیں ضعف ہورہا تھا۔ اور مسیحی قوت برابر بڑھ رہی تھی۔ زمانہ عروج میں مغلوں کی سلطنت بڑے حصے دنیا پر بڑی شان و شوکت سے قایم تہی اور تمام دنیا بالخصوص یورپ اُن کے نام سے کانپتا تھا۔ اُنھوں نے اپنے زمانہ عروج میں بہت سے شہروں کی بنیاد ڈالی جن میں سے ایک شہر سرائے نامی کل شہروں پر فوق لیگیا تھا۔ گو اِسوقت اِس کا نام و نشان مٹ گیا اور ایسا مٹا کہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ یہ شہر کہاں آباد تھا۔ لیکن مشہور سیاح ابن بطوطا اپنی چودہویں صدی کے سفرنامہ میں اِس شہر کی آبادی۔ گھماگھمی۔ اور کثرت تجارت کی بڑی تعریف لکھتا ہے۔ وہ خود اِس شہر میں گیا تھا اور اُسکا مقولہ ہے کہ "اِس سے زیادہ خوبصورت شہر میں نے اور کوئی نہیں دیکھا۔ عالیشان مساجد۔ بروج مشیدہ۔ دسیع بازار۔ اور فراخ و مصفا سڑکیں۔ عظیم الشان دوکانیں۔ بابل۔ مصر۔ شام۔ اور دوسرے ممالک کے مال تجارت سے بہری ہوئی شہر کی عظمت ظاہر کرتی ہیں۔ یہ مغل پہلے بودھ مذہب رکہتے تھے۔ لیکن اب مُسلمان ہوگئے ہیں اور اِنکی سلطنت میں عیسائیوں کو بہت ہی آزادی ہے۔ ایک مغل بادشاہ نے عیسائیوں کو اپنے محل کے پاس گرجا بنانیکی اجازت دیدی ہے اور دوسرا بادشاہ علی الاعلان عیسائیوں کی مذہبی تقریبات میں شریک ہوتا ہے۔ بعض تاتاریوں نے مسیحی مذہب ہی قبول کرلیا ہے

الگنبوٹ کو ڈبو دیا۔ اِس الگنبوٹ میں دو توپیں لگی ہوئی تہیں۔ اور چند سپاہی بہی تھے۔ اِس جہاز کا پھر پتہ نہ لگا دریا کے دونوں ساحلوں پر بھی روسی صفیں کی صفیں صاف ہو گئیں مگر نتیجہ یہ ہوا کہ روسیوں نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور ۷ بجے صبحکو روسی توپ خانہ جنوبی ساحل پر نصب کیا گیا۔ سب کے بعد وڑدگومیف معرکہ جنگ میں پہنچگیا۔

ترکی توپ خانہ کے خاموش کرنیکے لیئے دریا پار روسیوں نے گولہ باری شروع کی۔ اُن کے گولوں کی بھرمار سستووا تک برابر ہو رہی تہی۔ کچھ عرصہ تک ترک زور و شور سے اُس کا جواب دیتے رہے چند گھنٹے تک جنگ رہی۔ روسیوں کے بہت سپاہی کام آئے۔ دن چڑہتے ہی شہزادہ مرسکی کو حکم ہوا کہ وہ فوراً آگے بڑہ جائے۔ حکم ہوتے ہی ایک عام نقل و حرکت شروع ہوئی۔ روسی فوجوں کے دلبادل ساحل کیطرف بڑہ رہے تھے۔ کہ اسی اثنا میں غل مچا کہ ایک ترکی جنگی جہاز قریب آلگا ہے۔ مگر یہ خبر اخیر میں غلط نکلی۔ روسیوں کو کوئی روکنے والا نہ تہا۔ وہ یلغار کرتے ہوئے بڑھے چلے جاتے تھے۔ اور سستووا سے اگر ترکی توپوں سے گولے بھی پڑتے تھے۔ خدا کی شان ہے ایک گولہ بھی کسی روسی سپاہی کے نہ لگتا تھا۔ اخیر بڑہتے بڑہتے روسی کنارہ تک پہنچ گئے۔ اور یہاں ترکوں نے ایسی گھُنّی سادہی کہ خبر تک نہوے جب سر پر روسی توپیں گرجنے لگیں تو ترکی فوج نے حرکت کی اور ایک ہی حملہ میں روسیوں کو مار کے کنارہ تک پہنچا دیا

اور روسیوں کے اولیا میں ایک تاتاری شخص بہی ہے"۔ مغلوں نے مسلمان ہو کے بہی عیسائیوں کو اِتنی آزادی دی کہ اُنہیں کبہی نہ ملی تھی عیسائیوں نے انتہا درجہ تعصّب ہر مقام پر مُسلمانوں سے برتا۔ مگر مُسلمانوں نے اتنی آزادی دیدی تہی کہ خود اُنہیں اپنی سلطنتوں میں بہی نہ تہی۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اخیر عیسائیوں کی بدسلوکی سے مسلمان بہی بھڑک اُٹھے اور پھر اُن میں بجائے اتحاد اور محبت کے دشمنی قایم ہو گئی۔ قطع نظر مذہب کے مغلوں کا خیال بدقسمت روسیوں کی طرف سے درست نہ تہا اور وہ سخت حقارت سے پیش آتے تھے۔ مغلوں کا ایلچی جب کسی روسی بادشاہ کے پاس جاتا تہا تو اُس بادشاہ کا فرض ہوتا تھا کہ وہ اِس کے گھوڑے کے نیچے اونی غالیچوں کا فرش کرے اور آپ گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کے اور ہاتھ باندھ کے آگے گھگیا کے عرض معروض کرے۔ ایلچی اپنے بادشاہ کا نامہ گھوڑے پر سوار ہو کے پڑھا کرتا تہا۔ اِس وقت سفیر کو گھوڑی کا دودھ پلایا جاتا تہا لوگ برتن لیئے کھڑے رہتے تہے کہ گھوڑے کی پسینہ کا کوئی قطرہ زمین پر نہ گرنے پائے۔ روسی بادشاہ اِس حالت کو نہایت سختی سے برداشت کرتے تھے۔ کئی صدیاں اسی میں گزر گئیں۔ جب مغلوں میں باہمی ناچاقی سے فساد ہوا تو اُن کی بن آئی اور اُنہوں نے اِس غلامی سے آزاد ہونے کیلئے مقابلہ کیا۔ اِس مقابلہ میں جو کچھ اُن سے بن آتا تہا اپنے آقاؤں کی فرمانبرداری میں کوئی کسر نہیں رکھتے تھے۔ جو

مگر یہ نمرا دکھاوا ہی تھا۔ ترک خود بخود پیچھے ہٹ گئے اور روسیوں نے موقع پاکر تمام بلندیوں پر قبضہ کرلیا۔ اور اب سِستُووا اُن کی زد پر تھا۔ جہاں ترکی پیادہ فوج پس پا ہونے کی کوشش کررہی تھی۔

اِسطرح سے حملہ آور بخوشی و خورمی ڈینیوب کے جنوبی ساحلوں تک پہنچ گئے اور اب شمالی ساحلوں پر پہنچنے کیلئے اُنھوں نے پلیوں کے پُل بنانے شروع کردیئے اور ۲۷۔ تاریخ کی شب کو فوج نے دریا سے عبور کرنا شروع کیا۔ ہرچند ترکی پیادہ فوج نے سِستُووا میں چلا جانا چاہا۔ لیکن یہاں روسیوں نے راستہ بند کررکھا تھا ناچار ترکوں نے رستطک کا رخ کیا اور وہ دریا سے بہت دور مشرق میں چلے گئے شب کو جنرل ڈراگو میرف نے توپخانہ کیساتھ ترکوں کا تعاقب کیا اور باقی ماندہ روسی فوجوں نے پہاڑیوں کے نیچے مورچے جمائے۔ اخیر ۲۷۔ تاریخ کو روسیوں نے قلعہ سِستُووا پر قبضہ کرلیا۔ یہاں ترکوں نے کچھ بھی مقابلہ نہیں کیا۔ یہ ساری ملی بھگت تھی۔ جس نے ترکوں کا اتنا عظیم نقصان کرایا۔ اتنا مضبوط قلعہ اور وہ یوں آسانی سے دشمن کے حوالہ کردیا جائے۔ سخت ماتم کرنے کا مقام ہے۔ چند افسروں کی نمک حرامی نے ترکوں کو یہ روزِ بد دکھایا۔ اگر یہ کمبخت نمکحرامی نہ کرتے۔ اور اپنے پورے قومی جوش سے لڑتے تو روسیوں کا پار ہوجانا ناممکن تھا۔ اور لو فرضنا وہ ڈینیوب کو عبور بھی کرلیتے پھر بھی آگے نہ بڑھ سکتے تھے۔ قلعہ سِستُووا بڑے

روسی شہزادہ اپنے کو دولتمند اور وقیع کرنا چاہتا تھا مغلوں کی فوج میں ملازمت کرلیتا تھا پھر اُسکے ہمسائے شہزادے اُس سے کانپتے تھے اور وہ بہت کچھ ناجائز فوائد اُن سے حاصل کرلیتا تھا۔ بہت سی روسی شہزادیوں نے مغل شہزادوں سے شادی کرلی تھی۔ جب مغلوں کی طاقت کو ضعف ہوا اور روسی چیرہ دست ہونے لگے۔ تو پھر روسیوں نے قدیمی عداوت نکالنی شروع کی۔ اور جو ذلتیں اُنہیں ہوچکی تھیں اُن کا عوض لینے لگے۔

ایوان ثالث کیوقت میں مغلوں کی طاقت کو بالکلیہ تنزل ہوچکا تھا۔ یہ بادشاہ پہلا تھا جس نے سیزر کا لقب اختیار کیا اس سے پہلے کل روسی حکمران گرانڈ ڈیوک کہلاتے تھے۔ اس بادشاہ کی دوسری بیوی کا نام صوفیہ تھا جو تھامس پیلی لی ٹولس یونانی شاہ قسطنطنیہ کی بیٹی تھی جسے عثمانی ترکوں نے مار کے نکالدیا تھا اور جسنے اِسی لیئے روسی بادشاہ کو اپنی بیٹی دی تھی کہ ترکوں کے خلاف اُسے کامیابی نصیب ہو۔ اسی عورت نے مغلوں کے خلاف اپنے خاوند کو اُبھارا اور کثیر تعداد فوج جمع کرکے ۱۴۷۸ء میں قازان پر حملہ کیا۔ یہاں رکھا ہی کیا تھا۔ مغلوں نے باہمی مخالفت سے اپنے کو ضعیف کرلیا تھا۔ اور اب مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ خدا کی شان ہے ایک خونریز جنگ لڑکے اُنھوں نے روسیوں کی اطاعت قبول کی اور جن سے وہ خراج لیتے تھے۔ اُنہیں اُلٹا خراج دینا منظور کیا۔ یہ پھل تھا جو اُنہیں نااتفاقی کی

بڑے موقع سے بنا ہوا تھا۔ یہاں سے اگر توپوں کی بھرمار کیجاتی تو کم سے کم نصف فوج کا تو صفایا ہو جاتا۔ مگر نہیں کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ فرضی طور پر گولے مارے۔ اور اِسصورت سے مارے کہ روسیوں کو مطلق ضرر نہ پہنچے۔ وائے بربائے برحماقت ما۔ اس سے زیادہ بدقسمت اور کون ہو سکتا ہے جو چند پیسوں کے لیئے بیگناہ سپاہیوں کی جان اور کل ترکی قسمت کو فروخت کرڈالے۔ ان نمکحرام افسروں کو خاتمہ جنگ پر سزائے موت ضرور دیگئی۔ لیکن یہ سزا ان کیلیے کافی نہ تھی۔ اگر انہیں دیرپا جسمانی عقوبتوں سے مارا جاتا تو بہت ہی مناسب تھا۔

سسٹووا پر قبضہ کرکے پھر روسی فوجیں شہر میں داخل ہوئیں تمام شہر کا دورہ کیا گیا۔ اور مشتبہ مکانات کی خوب جانچ پڑتال کیگئی۔ روسیوں کی حماقت تھی کہ اُنھوں نے اتنی دیکھ بھال کی تکلیف بھی برداشت کی۔ یہاں معاملہ ہی کچھ نہ تھا۔ اور بالکل صاف مطلع تھا۔ ایک ترکی بھی سسٹووا میں نہ رہا تھا۔ یہ مضبوط مقام جو غنیم کو روکنے کی جان تھا۔ اس طرح آسانی سے خالی کردیا گیا تھا۔ بعد ازاں روسی فوج کا ایک حصہ بلغاری پل کی حفاظت کیلیے تعینات کردیا گیا

اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار روسیوں کی بابت یہ لکھتا ہے "جب ہم آگے بڑھے۔ میں نے بیس سپاہی دیکھے جو خون میں نہائے ہوئے پڑے تھے۔ ایک سپاہی نے مجھ سے التجا کی کہ میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں چاہتا کہ مجھے کسی سپاہی کی

وجہ سے حاصل ہوا تھا۔ ایوان ثالث کے اخیر زمانہ حکومت میں جو ۴۳ سال کے بعد ۱۴۸۰ء میں تمام ہوا مغلوں نے اپنی قدیم شوکت حاصل کرنیکی دوبارہ کوشش کی۔ لیکن اُنکی یہ کوشش اور بھی بربادی بخش ثابت ہوئی اور اب وہ بالکل برباد کردیئے گئے۔ ایوان نے چھوٹی چھوٹی روسی ریاستوں کو اپنی سلطنت میں ملانا شروع کردیا اگرچہ لیتھونیا اور لیوونیا میں وہ ناکام رہا۔ اُس نے اپنا لقب "غرور" رکھا تھا۔ اور جو جو مظالم خود روسی شہزادوں پر اس نے کیئے ہیں۔ اُن سے کلیجہ کانپتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اُس نے ایک زبردست سلطنت کی صورت قایم کردی۔ اس کے عہد میں جرمنی پولینڈ وینس اور ریاستہائے پاپل سے ایلچی آنے لگے تھے۔ اُس نے غیر ملکیوں کو روسیہ میں آباد ہونے اور کاروبار تجارت کرنے کی اجازت دی۔ سکہ بھی اسی کی سلطنت میں بنا۔ بارود اور توپ سازی بھی اسی کے عہد میں شروع ہوئی۔

اس لائق شاہ کا بیٹا واسیلی ایوانووچ اپنے باپ سے بالکل مختلف تھا۔ مغل اگرچہ برباد ہو گئے تھے۔ لیکن خار کھائے ہوئے موقع کی تاک میں بیٹھے تھے۔ اس بادشاہ کی سلطنت میں وہ پھر اُٹھ بیٹھے اور اُنھوں نے ماسکو پر حملہ کیا۔ قتل کرتے ہوئے شہر میں گھس آئے اور شاہی محل کو گھیر لیا۔ ایوانووچ نے ایک بہت بڑا زر فدیہ دیکے صلح کی اور ساتھ ہی اطاعت کا بھی اقرار کیا۔ مغل واپس چلے گئے لیکن ہزار ہا روسی گرفتار کرکے لیگئے۔ جنہیں انہوں نے ترکوں کے ہاتھ فروخت کرڈالا۔

قبر میں دفن کردیا جائے۔ پھر آگے بڑھے تو ایک نوجوان افسر دکھائی دیا جس کی ایک ٹانگ اُڑ گئی تھی اور جو درد سے کراہ رہا تھا۔ جوں ہی اس مجروح جوان نے اپنے جنرل کو دیکھا بڑی دقت سے اُٹھا اور اُسے سلام کیا۔ جب میں پاس گیا تو مجھ سے بالتجا کہنے لگا کہ میرے دوستوں کو یہ تار دیدینا کہ مجھے کوئی خوفناک زخم نہیں آیا ہے۔ پھر میں اور آگے بڑھا۔ تو میں نے بکثرت روسی سپاہیوں کو مجروح دیکھا۔ جو ترکی گولوں سے زخمی ہوئے تھے۔ لیکن اس وقت ترکی توپیں بالکل خاموش ہوگئی تھیں یہاں میں روسی شفاخانہ کی گاڑیوں کی تعریف کرتا ہوں جو نہایت عمدہ طور پر کام کر رہی تھیں۔ شفاخانہ کی گاڑیوں کیساتھ ایک زبردست روسی فوج تھی جو شل گھنٹے کے ہر وقت کام کرنے پر مستعد تھی۔ نوجوان سرجن اور ڈاکٹر وغیرہ سب جنگی آدمی تھے۔ ایک سپاہی جسے گولی لگی تھی۔ اس وقت موجود تھا وہ زخم کھا کے میدان جنگ سے دو ایک آدمیوں کے سہارے پر شفاخانے پہنچا تھا۔ غرض یہ انتظام بہمہ وجوہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا اور میں اسکی تعریف نہیں بیان کر سکتا۔"

۲۸- جون کی صبح کو زار اور اُس کا بیٹا زار دچ سمنٹزا میں پہنچے۔ اور اُسیوقت شہنشاہ روسیہ زار مجروحین کے پاس گیا جنکی تعداد چار سو تھی۔ سہ پہر کو اُسنے ڈینیوب سے عبور کیا۔ اور سسٹووا میں اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا۔ یہاں بڑے جوش خروش سے اُس کا استقبال کیا گیا۔ شہنشاہ نے جنرل ڈریگومیرف کو گلے سے لگا کے اس غیر معمولی کامیابی پر مبارکباد دی اور

مگر ایوان رابع نے مغلوں پر پھر حملہ کیا۔ اور بہت سے مقامات اُن سے لیلئے۔ یہ بادشاہ انتہا درجہ کا ظالم اور خونخوار تھا معمولی سزاؤں پر سر دربار گردن مروا دیا کرتا۔ اپنے دو قابل وزیروں کو بے خطا اپنے سامنے قتل کروا دیا۔ غصہ آجاتا تو جانے تھا۔ پھر نہ دس پر ختم ہوتا تھا نہ بیس نہ ہزار پر۔

۲۶- سال تک اس خونریز حکومت کا دور دورہ رہا۔ اخیر مرض اور بڑھاپے کی وجہ سے اسمیں کمی آگئی۔ اور آیوان دنیا سے ایسا بیزار ہوا کہ ۱۵۶۶ء میں ایلگزینڈر دوسکی کے قلعہ میں جو نہایت تاریک جنگل میں تعمیر تھا رہنا اختیار کیا۔ اور تمام امرائے سلطنت کو جمع کرکے کہا کہ میں سلطنت سے مستعفی ہوتا ہوں۔ رعایا طوائف الملوکی سے گھبرا گئی تھی اور اسلیئے اس خطرناک خود مختارانہ حکومت ہی کو بہتر جانتی تھی۔ نہایت التجا سے اپنے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ خداوند یسوع مسیح کا واسطہ دیکے کہتے ہیں کہ آپ اپنا یہ ارادہ ملتوی کر دیں اور ہمارے سروں پر سے ہاتھ نہ اُٹھائیں۔ ہماری جانیں اور ہمارا مال حاضر ہے اور حضور اِن دونوں چیزوں کے ہر طرح مختار ہیں۔ بادشاہ نے نہ مانا اور قلعہ مذکور میں جا رہا۔ پھر کل رعایا روتی ہوئی گئی اور اُس نے بڑا اصرار کیا۔ ناچار شہنشاہ تاریک جنگل کو چھوڑ کے پھر ماسکو واپس چلا آیا۔ اور نہایت درشتی سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اب پہلے سے بھی زیادہ ظلم کرنے لگا۔ اصل میں یہ دیوانہ ہوگیا تھا۔ اور جنون کی بہت سی علامتیں اس میں

درجہ کا سینٹ جارج کا تمغہ اپنے ہاتھ سے پہنایا۔ سپاہیوں کی بڑی بھاری تعریف کی۔ اور پھر شہنشاہ سسٹووا کے ایک بلغاری گرجے میں گیا۔ یہاں عورتوں اور بچوں نے اُسپر پھول برسائے۔ پادریوں نے شہنشاہ کو برکت دی۔ شام کو پھر سمنٹہرا واپس چلا آیا۔ یہاں مغربی سمت پر ترنا نگوریلی کے عبور کرنے پر مشورہ ہوتا رہا۔ لیکن شہنشاہ روسیہ کی ہمت نہ پڑی کیونکہ ترکوں کو یہ خبر لگ گئی تھی کہ روسی فوجیں ادہر سے عبور کرنا چاہتی ہیں۔ یہاں ترکوں نے کثیر تعداد فوج کنارے پر ڈالدی تھی۔ فوجوں کو دیکھ کے شہنشاہ روسیہ ہچکچا گیا۔ اور اپنا ارادہ ملتوی کردیا۔ روسیوں نے اس دریا پر ایک پل بنانا شروع کیا۔ بہت سے بوٹ بھی موقع پر لائے گئے تو بھی دریا کا عبور اُسوقت ہو سکتا تھا کہ ترک خود رستہ دیدیں یا اُنکی تعداد ہی کنارہ پر اتنی ہو کہ وہ روسیوں کی فوج کو نہ روک سکیں۔

نکوپولس کے شہر پر جو قرنا کے اِس پار آباد تھا۔ روسیوں نے گولہ باری شروع کردی تھی اور شہر مذکور کے کئی گھروں میں روسی گولوں سے آگ بھی لگ چکی تھی۔ روسیوں نے اِسطرف بجلی کی روشنی کی تھی تا کہ وہ ترکی جانب کا پورا پورا حال دیکھ سکیں اس روشنی سے فائدہ اُٹھا کے اُنھوں نے تین سمت سے نکوپولس پر گولہ باری کی۔ اسی شدت سے ترکی توپوں نے بھی جواب دیا۔ روسیوں نے ایک پُل جنوب سے شمال کیطرف بنا کے تیار کیا۔ لیکن ترکوں نے آناً فاناً میں اُسے برباد کردیا۔

پائی جاتی تھیں۔ ایک روسی مورخ نے لکھا ہے کہ شاہ ایوان صرف ایک مہینہ قلعہ میں جا کے رہا تھا۔ اُسکی صورت کچھ ایسی بدل گئی تھی کہ مطلق نہ پہچانی جاتی تھی۔ ہزاروں کی گردنیں اُڑوا دیں۔ ہزاروں کو برسرِ دربار زہر کا پیالہ پلایا گیا اور ہزاروں کو صلیب دیدی۔ اپنی بیبیوں اور کل رشتہ داروں کو محل سے نکال دیا۔ اور اُن پر بڑے بڑے ظلم کیئے۔ غضب تو یہ تھا کہ معمولی شبہہ میں آبادی کی آبادی کو قتل کرا ڈالتا تھا۔ بارہا لوگوں نے اِسکے خلاف سازش کی اور خبر ہوتے ہی اُس نے اُن کے زن و بچہ کو کولھو میں پلوا دیا۔ اُسے شبہہ ہُوا کہ شہر نوووگورڈ کے باشندے شاہ پولینڈ سے خط و کتابت رکھتے ہیں فوراً شہر کے دروازہ پر جا بیٹھا اور حکم دیا کہ سب کو قتل کرڈالو۔ چنانچہ بلا امتیاز کل مرد و زن۔ بچے۔ لنگڑے لُولے مار ڈالے گئے۔ اُسکے بعد کسی دوسرے شہر کے کئی ہزار آدمیوں کو ڈبوا دیا تھا۔ اِس قتل و غارت سے روسی سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں اور جو سرسبزی اُس نے ایوان کے ابتدائی راج میں حاصل کی سب برباد ہوگئی۔ ۱۵۷۱ء میں سخت طاعون نمودار ہوا۔ مغل پھر بیدار ہوئے۔ اور جنوبی حصص روسیہ میں اُنھوں نے حملے کرنے شروع کیئے۔ پھر وہ ماسکو پر بڑھے اور اُنھوں نے روسی فوجوں کو پائے تخت سے ۱۸ میل فاصلہ پر پارہ پارہ کردیا۔ ظالم ایوان کل دولت سمیٹ کے اپنے دو بیٹوں کے ساتھ ایک محفوظ قلعہ میں بند ہوگیا۔ مغل ماسکو میں داخل ہوئے امرا اور دولتمندوں کو لوٹ لیا۔ شہر کو آگ لگادی اور ہزاروں روسیوں کو

دہانۂ الوٹا پر ترکی جنگی جہاز سے جنگ ہوئی۔ ترکوں کا ایک جہاز تہا۔ اور روسیوں کے چار تارپیڈو بوٹ تھے۔ اس ایک ہی جہاز نے روسی توپخانہ کے دُہرّے اُڑا دیئے۔ اور اُن کا تمام بنا بنایا سامان برباد کردیا۔ یہ دیکھ کے امید ہوتی تہی کہ اگر اب بھی ترکوں نے پورے قومی جوش سے کام لیا تو روسیوں کو جان بچانی مشکل پڑ جائے گی۔ اور جنگ کا بہت جلد خاتمہ ہوجائے گا چاروں تارپیڈو بوٹ روسیوں نے ایک جزیرہ کی آڑ میں چھپا دیئے۔ اور وہ ترکی جہاز کی تاک میں لگ گئے۔ جوں ہی ترکی جہاز اپنی غضبناک گولہ باری سے آفت برپا کرتا ہوا اُن کے پاس سے نکلا۔ فوراً چاروں نے اس پر حملہ کیا۔ ترکی جہاز نے بڑی شدت سے جنگ کی اور چاہا کہ چاروں بوٹوں کو ڈبو دوں اسمیں کامیابی نہوئی۔ کیونکہ روسی بوٹ بھاگ کے بہت دور نکل گئے تھے پھر بھی ترکی جہاز نے بڑا نقصان پہنچایا۔ اور چاروں طرف سے ترکی بحری قابلیت کی واہ واہ ہوگئی۔ یہ جنگ بہت دیر تک ہوتی رہی۔ کنارے پر سے محض خاموشانہ حالت میں جنگ کا معائنہ کیا جارہا تہا۔ ہرچند روسی بوٹوں نے ترکی جہاز کے پاس پہنچنا چاہا۔ مگر جہاز بجلی کی طرح کوندرہا۔ کبھی مشرق میں کبھی مغرب میں کبھی جنوب میں تو کبھی شمال میں۔ کبھی پھرکی کیطرح چکر کھاتا تھا۔ اور کبھی بغلی ڈوبکے سامنے آکھڑا ہوتا تھا۔ کبھی مقابلہ میں ہے تو کبھی پشت پر۔ روسیوں کے دانت کھٹے ہوگئے اور وہ کچھ بھی نکرسکے۔ پھر اور کئی جہاز ترکی جہاز کے مقابلہ میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک جہاز تو لگ بھگ ہوگیا۔ اور اتفاق ریب ہوکے

تہ تیغ کیا۔ ۸ سال کے بعد شاہ پولینڈ نے روسیوں کو اعلان جنگ دیدیا۔ شاہ سوئیڈن کی شرکت میں نروانیوا کو فتح کرکے تمام لیوونیا پر قبضہ کرلیا۔ روسیوں نے بادشاہ سے جاکے عرض کیا۔ اگر آپ میدان جنگ میں نہیں آتے تو اپنے بڑے بیٹے کو فوج کا سرکردہ بناکے حملہ آوروں کے مقابلہ میں بھیجئے۔ ایوان اپنے بیٹے سے صاف نہیں تہا۔ اُسے شبہہ ہوا کہ میرا بیٹا امرائے ملگیا ہے فوراً عرض کرنے والوں پر لوٹ پڑا۔ اور بہت کچھ دہمکایا پھر اپنے بیٹے کو بُلاکے کہا کہ یہ ساری تیری شرارت معلوم ہوتی ہے۔ تو نے ہی اُمرا کو اُبہار کے بھیجا ہے اُس نے انکار کیا۔ شاہ کو غصہ آیا۔ اِس زور سے لوہے کا پنجہ مارا کہ نوجوان شہزادہ چکرا گیا۔ درباری اُسے بیہوشی کیحالت میں اُٹھاکے لیگئے۔ چار روز کے بعد بے گناہ شہزادہ مر گیا۔ شاہ کو پھر کچھہ خیال آگیا۔ اور کچھہ فوج جمع کرکے مغلوں کے مقابلہ کے لیئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ خوب جم جم کے لڑائیاں ہوئیں۔ اخیر مغلوں نے اُسکی فوجوں کو پارہ پارہ کردیا۔ اور شاہ ایوان ایسا عاجز ہوا کہ نہایت ذلیل شرطوں کے بعد راضی نامہ ہوگیا۔

اِس صریح ناکامی کے بعد جب ماسکو واپس آیا تو اُسے اپنی گزشتہ غلط کاریوں کا خیال آیا۔ وہ خونریزیاں جو اُسنے کی تہیں اب اُسکو دَہلانے لگیں۔ وہ سمجھہ گیا کہ عمر کا پیمانہ بھر گیا ہے۔ اب اخیر عمر میں کچھہ ایسا کرنا چاہیئے کہ خاتمہ بخیر ہو۔ اُس نے بھاری بھاری ٹیکس معاف کردیئے اور بہت سے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اخیر ۱۵۸۴ء میں اِس ظالم بادشاہ کا خاتمہ ہوگیا۔ ۵۴ برس کی عمر تہی

کہ روسی افسر نے ترکی کپتان کو تپنچہ مارا تین فیر پے در پے کیے مگر ایک گولی بھی ترکی کپتان کو نہ لگی۔ بڑی گلچپکے بعد ترکی جہاز سخت نقصان پہنچا کے نگاہ سے غائب ہوگیا۔ اور اخیر روسی جہاز اُس کا تعاقب نہ کر سکے۔

یکم جولائی کی صبح کو گرانڈ ڈیوک نکولس جنرل نپوکوجسکی اور عملہ کے چند افسروں کی ہمراہی میں برائے ملاحظہ ڈینیوب کے پار ہوا صرف سستووا ہی کو نہیں دیکھا بلکہ شہر کے جنوب مغرب کیطرف بھی دورہ کیا۔ ترک اپنے مکانات بالکل خالی کر کے چلے گئے تھے اور بلغاریوں نے اُن کے گھروں کو منہدم کر دیا تھا۔ ہر سمت بربادی اور روسی مظالم کے نمونے معلوم ہو رہے تھے سستووا کی آٹھ مسجدوں کو بہت ہی نقصان پہنچایا گیا۔ ترکی بازار اور دوکانیں وحشی اور ناخدا ترس روسیوں نے لوٹ کے برباد کر دی تھیں۔ کیا اسی وحشی پن پر مذہب عیسائیت فخر کر سکتی ہے۔ ان نامردوں سے پوچھا جائے کہ مساجد۔ مکانات۔ بازاروں اور دوکانوں نے تمہارا کیا کیا تھا۔ غضب خدا کا روسیہ کی شائستہ فوج بھی اس وحشیانہ کام میں مشغول تھی۔ زبانی جمع خرچ کے سوا یورپی مصنفوں کے پاس اور کچھ نہیں رکھا۔ روسیوں کے مظالم کو اول تو چباچبا کے دبے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ اُسے غیر رحمانہ فعل نہیں خیال کیا۔ بلکہ بعض دلچلے مصنفوں نے اس وحشت اور سفاکی کی داد دی ہے۔ سستووا کوئی معمولی شہر نہ تھا۔ بڑی بڑی عالیشان حویلیاں اور لاکھوں روپیہ کی کوٹھیاں ترکی عظمت کو ظاہر کرتی تھیں۔ مگر وحشی

جب اُسکی جان قبض ہوئی ہے۔ اُسکے مظالم سے صفحے کے صفحے سیاہ ہیں اور اُسکے نام سے روسی باشندے صدیوں تک خوف کھایا کیے ہیں۔

اسکی جگہ ایوان چہارم تخت نشین ہوا۔ یہ بالکل اس ظالم شاہ کا ضد تھا۔ اس نے روسی سلطنت کو وسعت ہی نہیں دی بلکہ بہت سی سرسبزی اُسکے لیے پیدا کی۔ اُس نے فوج میں قواعد کا بھی رواج دیا۔ اور اُس نے ایک مستقل ملیشا بھی قایم کی۔ تجارت اور علم کو ترقی دینے کی غرض سے شہنشاہ چارلس پنجم کے پاس ایلچی بھیجا۔ اور کچھ صناع اور انجنیر بلائے۔ ایک چھاپہ خانہ بھی ایک انگریز نے ماسکو میں کھولا گیا۔ ایک قانون بھی بنایا گیا جس سے رعایا کی مصیبتیں بہت کم ہوگئیں۔ انگریزوں کو اجازت دیگئی کہ وہ کارخانے ماسکو میں بنالیں۔ مذہبی آزادی بھی دیگئی۔ اور استراخان کی فتوحات سے بحر کیسپین کی تجارت روس کیلیے کھل گئی۔ روسیہ اور انگلستان میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ ایوان کے دوستانہ تعلقات ملکہ الیزبتھ سے برقرار ہوگئے ایوان کے اخیر زمانہ سلطنت میں مشکلات پیدا ہوگئیں۔ اس خیال سے مبادا اُسے برباد ہونا پڑے۔ اُس نے ملکہ انگلستان کو کہہ کے بھیجا کہ کیا آپ اپنی سلطنت میں مجھے پناہ دے سکتی ہیں۔ ۱۵۵۳ء میں ایڈورڈ رابع نے شمال مشرقی راستہ کی حفاظت کیلئے ایک مہم روانہ کی کہ چین اور ہندوستان کے راستہ کی حفاظت کرے۔ اس مہم کے کمان افسر سر ہگ وِلفبی

سپاہیوں نے اُنکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور اِس نالایق کام کو کئی روز تک جاری رکھا۔ مظلومین کا سامان لوٹ لیا گیا۔ اور تن کے کپڑے تک اُتار لیئے۔ جب یورپ میں اِسکا تہلکہ مچا تو فوراً ایک سرکاری فرمان جاری ہوا کہ آیندہ سے مکانات اور بازاروں کا انہدم کرنا موقوف ہو۔ اور جن لوگوں نے شہریوں کا سامان لوٹا ہے وہ سب پولس کے سپرد کردیں تاکہ مالکوں کو دیدیا جائے۔ پہلے حکم کی تو تعمیل ہوگئی۔ اور وحشی لٹیرے سپاہیوں سے کل مال لیلیا گیا۔ مگر وہ پولس ہی کے پاس رہا اور کسی کو ایک چیتھڑا بھی نہ دیا گیا۔ یہ ہے روس کی شایستگی جسکو یورپی مصنفوں نے مغربی تمدن سے مالامال کردیا ہے۔ اور یہ اعلے درجہ کی عیسائیت جسپر روسی عیسائی جتنا فخر کریں کم ہے۔

یکم جولائی کو ڈینیوب کا پُل تیار ہوگیا۔ اور دوسرے دن فوج۔ گھوڑے۔ توپخانہ سامان عرب۔ سامان باربرداری کے چھکڑے مریضوں کی گاڑیاں باسانی گزر گئیں۔ مگر پُل اسقدر مضبوط نہ تھا کہ اُسپر اتنا بڑا سامان گزرجاتا ایک ہفتہ کے بعد کئی مقامات سے پُل ٹوٹ گیا۔ اور اُسکی مرمت کرنے میں بڑی دقتیں ہوئیں۔ تو بھی ساتویں جولائی تک کئی ڈیویژن روسی فوج کے پُل سے گزر گئے۔ اور بہت سے ڈیویژن ابھی تک شمالی ساحل پر باقی تھے۔ یہاں یہ سامان ہورہے تھے اور یہ سرگرمی دکھائی جارہی تھی۔ اور وہاں خدا غارت کرے اِس بے حمیتی کو کہ ترکی افسر سکتہ میں اِس روسی یلغار کو دیکھ رہے تھے۔ اور ان نیک نہادوں نے

اور ریچوڑ جینیلر ولف بی تھے۔ بہت سے لوگ جہم میں مرگئے۔ لیکن جینیلر سیدہا بحرابیض کیطرف چلا گیا۔ اور خلیج دیوان میں اُس نے قیام کیا۔ جہاں شہر آرکنجل کی بنیاد پڑی۔ روسی تاجروں کی ایک کمپنی لنڈنیں کھلی اور انگریزی کارخانے بحرابیض کے کناروں پر کھولے گئے۔ سب سے پُرانا جغرافیہ داں پیٹر ہیلین لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں انگریز روسیع سلطنت کے کل حصوں میں پھیل گئے تھے۔ پھر یہی فاضل لکھتا ہے "دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جسکا ربط و ضبط روسیوں سے اسقدر بڑھا ہوا ہو گو ایک جان اور دو قالب ہوگئے ہیں۔ یہ صرف ہماری ملکہ ایلزبتھ کا صدقہ ہے کہ اُسنے وحشیوں پر مہربانیاں کرکے اُنہیں اپنا گرویدہ بنالیا۔"

روسیہ میں واقعات کا عجیب دور تھا۔ ایک بادشاہ زبردست طبیعت کا تخت پر بیٹھتا تھا تو دوسرا انتہا درجہ کا کمزور۔ پہلا سلطنت کو بناتا تھا اور دوسرا اُسکا بنا بنایا کام بگاڑ دیتا تھا۔

چارلمجی لوئیس کی جگہ تخت نشین ہوا اور ایڈورڈ اول کی جگہ ایڈورڈ ثانی ایوان کی جگہ فوڈر۔ (تھوڈور) اول تخت نشین ہوا جو انتہا درجہ کا نرم مزاج تھا اور ہرگز حکمرانی کے قابل نہ تھا۔ اُسکے باپنے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے کی کمزوری دیکھ کے امرائے ملک کی ایک کونسل منعقد کی تھی تاکہ معاملات سلطنت میں یہ اُسکی امداد کرے۔ مگر وقت پر کونسل کچھ بھی نہ کرسکی اور سلطنت

ذرا بھی جنبش نہیں کی۔ اِن بدنصیب ترکی افسروں نے مدافعت کا پہلا راستہ بغیر کسی جنگ کے چھوڑ دیا تھا اور یہ وہ راستہ تھا جو بلغاریہ سے ولاچیا کو جدا کرتا تھا۔ جنگ مدافعت لڑنے کا یہ موقع جان تھا۔ مگر اِس بے ایمانی کا کوئی علاج نہ تھا کہ دشمن کو اپنے گھر میں بلا لیا۔ اور اپنی قومی عزت۔ سلطنت۔ اور بے گناہ ترکوں کو اُسکے قدموں پر نثار کر دیا۔ تمام یورپی مورخ انگشت بدنداں ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ اور ترکوں نے یہ کیا ستم کیا۔ اکثر مستند مورخوں کی یہ رائے ہے کہ جنگ کا بہت بڑا راز اِس میں ہے جسکی توضیح محال ہے۔ چند پیسوں پر اِن ناخدا ترس ظالموں نے اپنی قومی عظمت کو فروخت کر ڈالا۔ اگر یہ شوم و بداختر افسر اپنی دیرینہ قومی حمیت سے کام لیتے تو روسیہ کا کیا مقدور تھا کہ وہ اِس آسانی سے عثمانی سرزمین میں چلا آتا۔ کم سے کم اتنا تو ضرور ہوتا کہ اُسکی ہزاروں سپاہ اور کروڑہا روپیہ کا سامان غرق آب کر دیا جاتا۔ اور وہ اگر کنارہ پر پہنچتا بھی تو ادموا ہو کے پہنچتا اور اِس حالت میں اُس کا مار لینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ آغاز جولائی میں ایک کثیر تعداد روسی حملہ آور فوج بلغاری زمین میں نظر آتی تھی۔ اگر ترکی سپاہ سالار معمولی جرأت اور غیرت سے بھی کام لیتے تو اِس فوج کثیر کو ترکی سرزمین میں آنا نصیب نہ ہوتا۔

میں سخت پریشانی پیدا ہو گئی۔ سیزر کے بہنوئی نے جو قوم کا مغل تھا جب شاہ کو ایسا کمزور پایا تو خود ملک دبا بیٹھا۔ اور اپنے کل رقیبوں کو قتل کر دیا۔ اور بعض کو جلاوطن۔ ملک کو دبانے کی تدبیر یہ کی کہ سیزر کے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر نو سال کی تھی اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکے اگلچ میں چلا گیا۔ یہ شہر ماسکو کے قریب تھا۔ مگر ۵ امئی ۱۵۹۱ء میں یہ لڑکا قتل کر ڈالا گیا جوں ہی اُسکی ماں کو خبر ہوئی وہ روتی پیٹتی دوڑتی ہوئی آئی اور اپنے بچہ کا گلا کٹا ہوا دیکھ کے ماتم کرنے لگی اِس شبہ میں کہ اُس کے بچہ کو بورس آدمیوں نے قتل کر دیا ہے اُس نے حکم دیا کہ تمام بورس مار ڈالے جائیں۔ چنانچہ اُسکے مصاحبوں نے بورسوں کو قتل کر ڈالا۔ مگر اِس قتل کی سرکاری طور پر تحقیق کی گئی تو یہ معلوم ہوا کہ بچہ نے خود کشی کر لی تھی۔ پھر کیا تھا تمام غصہ بیگم پر ٹوٹ پڑا۔ اور وہ اِس بات پر ملزم بنائی گئی کہ اُس نے بلاتحقیق کیوں بورس (ورثائے سلطنت) کا خون کرا دیا۔ گوڈونوف نے بڑی فوج کے ساتھ ملکہ کو گھیر لیا اور مجبور کیا کہ کیا تو اپنے بھائی کو حوالہ کر دیا اُسے جلاوطن کر کے سائبیریا روانہ کر دیا۔ آج تک خبر نہیں ہے اِسکے بعد مورخوں کا کچھ ایسا اختلاف ہے کہ یہ مطلق نہیں کھلتا کہ بیگم کیساتھ کیا کیا گیا اُسکا بھائی کہاں گیا اور بیگم پر فوج کشی کا کیا نتیجہ ہوا۔

سات برس تک فیوڈر حکمرانی کرتا رہا۔ لیکن حکومت بورس کے ہاتھ میں رہی۔ اِس شاہ نے اخیر ماسکو میں آگ لگا دی اور اُسے خاکستر کر دیا۔ اور پھر رعایا سے بڑے فیاضانہ طور پر پیش آیا۔ تاکہ لوگ اُسکی طرف رجوع کریں۔ مغلوں نے پھر روسیہ پر حملہ کیا اور ماسکو تک چلے آئے۔ جب فیوڈر سے درخواست کی گئی کہ آپ فوج کے سرگروہ بنکے نکلیں تو اُس نے یہ جواب دیا

ساتواں باب

بحری جنگ روسی مظالم

گرمی کا نصف موسم گزر چکا تہا اور روسی فوجیں ڈینیوب کو عبور کر چکی تہیں۔ موسم معتدل ہوگیا تہا اور جنگ کی جان تہا۔ بلغاریوں نے اپنے شمالی ہمسایوں کا بڑے تپاک سے استقبال کیا، اور وہ روسیوں کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے تھے۔ لیکن روسیوں کو ابھی تک اسمیں شبہہ تہا۔ آیا کل بلغاری رعایا اُنکی دوست ہی یا نہیں خفیف علامتوں سے جب پادریوں نے مقدس پانی کے قطروں اور لڑکیوں نے پہولوں کے گلدستوں سے کیں۔ کیقدر روسیوں کو تسکین ہوئی تہی لیکن پہر بہی عام بلغاریوں کیطرف سے شہنشاہ کبہی مطمئن نہ تہا اور وہ مشتبہ نظروں سے عام بلغاری رعایا کو دیکھتا تہا۔

روسیہ کی یہ کیفیت تہی اور ادہر ترک اپنی عظمت کو روسیکے ہاتھ فروخت کر چکے تہے۔ روسی فوجیں دریا کے راستہ سے ترکی سرزمین میں داخل ہو چکی ہیں۔ میدانِ جنگ کا رنگ بالکل بدلگیا ہے اور ترکی فوجوں کی اُمیدوں پر پانی پہر چکا ہے۔ ترکی عزت اور

"جن اولیاؤں نے ملک کو آجتک بچایا ہے وہی اولیا ملک کی اب بہی حفاظت کرینگے۔ مجھے فوج کی کمان لینے کی کیا ضرورت ہی"۔ ناچار بورس فوجکے سر گروہ بنکے نکلے۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ مغلوں کو شکست ہوئی اور روسیہ نے سرے سے پہر باوقعت سلطنت بنگئی۔ بورس نے فتح پانیکے بعد اُن اُمرا کو جلاوطن کر دیا جو اُن کی مخالفت میں تلے ہوئے تھے۔ اور انتظام کی نئی صورت پیدا کی۔ بورس کے زمانہ میں روسیہ کو بہت ترقی ہوئی۔ سوئیڈس کو شکست ملی اور سلطنت کے اندرونی معاملات سے وہ بالکل خارج کر دیئے گئے۔ ۱۵۹۸ء میں فیوڈر مرگیا۔ یہ بادشاہ خاندان ریورک کا آخری بادشاہ تہا۔ جس خاندان نے ۷۳۶ سال حکومت کی۔ اور ۵۶ بادشاہ تخت نشین ہوئے۔ بورس نے فیوڈر کو زہر دیکے مار ڈالا تہا۔ شاہ نے بستر مرگ پر اپنا عصا جو گویا سلطنت کی ایک علامت تہا۔ اپنے رشتہ داروں کو دیا۔ اُنہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ شاہ کو غصہ آیا اور اُسنے اُس عصا کو زمین پر پہینک دیا۔ بورس نے فوراً اُس عصا کو اُٹھالیا۔ ناچار اُسنے بیگم آرینی کیلئے وصیت کی کہ بعدِ مرگ یہ بیگم تخت نشیں ہو۔ بیگم تخت نشیں کیگئی۔ لیکن اُسنے چند ہی روز بعد گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ ماسکو میں سخت پریشانی پیدا ہوئی کہ کس کو شاہ بنایا جائے۔ چنانچہ کل اُمرا اور پادری جمع ہوئے اور اسکی بابت تجویزیں کرنے لگے گوڈونف نے اپنی بہن کے ساتھ گوشہ نشینی اختیار کرلی تہی، اور اسکے سوا کوئی شخص مستحق سلطنت نہیں بن سکتا تہا۔

جبروت کا آفتاب ترکی افسروں ہی کے ہاتھوں لب بام پہنچ چکا ہے اور اُس کے غروب ہونے کا خونی منظر افق پر دکھائی دے رہا ہے ترکی ہمدرد سر پیٹ رہے ہیں اور دشمنوں کے ہاں گھی کے چل گئے ہیں۔ خوش قسمتی اور ظفر کبھی کا پہلو تہی کر چکی ہے اور سلطان عبدالحمید خاں جدید سلطان کے آگے عثمانی سلطنت کی بربادی کا پورا نقشہ جم چکا ہے۔ بڑے بڑے مُدبران ترکی نے ہاتھ پیر چھوڑ دیئے ہیں اور اب اُنھیں دولت علیہ عثمانیہ کے بچاؤ کی کوئی امید نہیں رہی ہے۔ ترکی کے در و دیوار ماتم کر رہے ہیں اور چاروں طرف سے واویلہ وبُکا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ ترکی اور اُس کا ہر فرد بشر سلطان اور اُس کی کُل رعایا فوج اور اُس کی بے نظیر شجاعت پکار پکار کے زبان حال سے یہ کہہ رہی ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم + کہ بامن انچہ کرد آں آشنا کرد

اب ترکی سرزمین ماں اُسی کے لاڈلے بچے ذبح کئے جائیں گے۔ خانہ ویرانی ہوگی۔ بیگناہ عثمانی خاک و خوں میں لوٹیں گے۔ آسمان سے خون برسے گا۔ کربلا کا سا مزا آجائے گا ستم رسیدوں کی آوازیں سنائی دیں گی۔ معصوم بچے تڑپ تڑپ کے اپنی مقتول ماؤں کی گودیوں میں جان دیں گے ضعیف اور اپاہج بوڑھوں کو سِسکا

---

۲۰ فروری ۱۵۹۸ء بورس کی ایک سفارت اُس کے پاس گئی اور عرض کیا کہ کل لوگوں نے آپ کو شاہ تسلیم کیا ہے۔ گوڈونف نے صاف انکار کیا کہ مجھے سلطنت لینی منظور نہیں ہے سفارت مایوس ہوکے واپس چلی آئی دوسرے روز بطریق اعظم معہ کل پادریوں اور امراء کے گیا اور باصرار التجا کی کہ آپ تخت سلطنت قبول فرمائیں اس پر بھی گوڈونف نے انکار کیا پھر تیسرے روز کل پادری پہنچے اور جاتے ہی گوڈونف کے قدموں پر گر پڑے اور کہا جب تک آپ سلطنت قبول نہ کرلیں گے ہم ہرگز قدموں پر سے نہ اُٹھیں گے۔ بطریق اعظم نے رو رو کے ملکہ سے کہا لِللہ آپ اپنے بھائی کو سمجھائیں کہ وہ تخت سے انکار نہ کریں۔ ناچار بیگم نے اپنے بھائی کو سمجھایا گوڈونف انکار کرتا رہا آخیر بڑی قیل و قال کے بعد اس شرط پر راضی ہوا "کہ اگر تم مجھے تخت پر بٹھانا چاہتے ہو تو سب سے پہلے تمہارا فرض یہ ہوگا کہ تم مسلح ہوکے میرے ساتھ مغلوں سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ" سب نے قسمیں کھائیں اور کہا ہم جان دینے کو حاضر ہیں۔ چنانچہ گوڈونف تخت پر بیٹھا۔ تخت نشین ہوتے ہی گوڈونف نے کثیر فوج کے ساتھ مغلوں پر حملہ کیا۔ کئی خونریز میدان ہوئے اور آخیر صلح ہوگئی۔ شاہ نے ترکوں کے خلاف آسٹریا اور ایران کو ابھارا مگر ان دونوں سلطنتوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ ہم ترکوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھا سکتے۔ اس بادشاہ کی انتظامی حالت بُری نہیں تھی اس نے

سپہ کا کے مارا جائے گا اور کئی لاکھ عورتیں اور بچے ظالم روسیوں کی تلواروں کے نذر ہوں گے۔ صدائے ماتم اُٹھے گی اور آسمان صحن قیامت بن جائے گا۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کل مظالم کا عذاب کس کس کی گردنوں پر ہو گا تو ہم بیساختہ یہی جواب دیں گے کہ اُن کور باطن۔ نمک حرام۔ مُرتشی۔ بے حمیت۔ نالائق۔ غدار۔ ذلیل اور نامراد افسروں کی گردنوں پر جنہوں نے چند ماہرویان روسیہ اور کچھ جواہرات پر اپنے بہادر سپاہیوں کی ہزارہا جانیں اور اپنی بیکس مستورات کی عزت اور اپنی سلطنت کی شوکت کو فروخت کر دیا۔ اور ناخدا ترس قصائیوں کو ذرا بھی خوف نہیں آیا۔

تفو باد چرخ گرداں تفو

قیامت کے دن یہ نمک حرام ترکی افسر میدان میں لائے جائیں گے اور ہزاروں بہادر سپاہی۔ لاکھوں معصوم بچے اور بیگناہ خواتین اور خود عثمانی عظمت اُن کا گریبان پکڑ کے خدائے رب العرش کے حضور میں فریاد کریں گے کہ روسیوں نے نہیں بلکہ انھوں نے ہم پر ظلم کئے اُس وقت قہر خدا کو حرکت ہو گی اور یہ دوزخ کے کندے سخت ترین عذابوں کا مزا چکھیں گے۔

۱۸ نوجوان شخصوں کو جرمنی۔ فرانس اور انگلستان میں تعلیم پانے کے لئے روانہ کیا۔ غیر ملکی صناعوں اور علماء کی بہت خاطر داری کی۔ اس بادشاہ کی حکومت۔ فیاضی اور سختی دو عنصروں سے ملی ہوئی تھی۔ شراب کا سخت مخالف تھا اور رواج میں یہاں تک سختی تھی کہ شرابی کو بغیر سزائے موت دیئے نہیں چھوڑتا تھا۔

غلامی کا طریقہ بہت شدت سے جاری ہوا اور لوگوں کی گرفتاریاں شروع ہوئیں مظلوم کاشتکار بھاگ بھاگ کے کوہ قاف جانے لگے تاکہ مظالم روسیہ سے اُنھیں امن ملے۔ بورس نے ایک فرمان جاری کیا کہ جو شخص کاشتکار کو پناہ دے گا اُس پر سخت ترین عقوبتیں توڑی جائیں گی۔ مصائب کی تکمیل کرنے کے لئے سنہ ۱۶۰۱ء میں قحط پڑا جو تین سال متواتر رہا۔ حکمراں گردوں نے بڑا غضب یہ کیا کہ ماسکو میں غلّہ کی آمد بند کر دی۔ پانچ لاکھ آدمی تو اسی شہر میں بھوک سے تڑپ تڑپ کے مر گئے۔ اُن لوگوں کا کچھ حساب نہیں ہے جو یہاں سے بھاگ کے گئے تھے اور جنگل میں زاغ و زغن کا طعمہ بنے۔ تمام ملکی معاملات اس عام بربادی اور مصیبت سے درہم برہم ہو گئے۔ قزاق اور رہزن سے تمام ملک پُر ہو گیا ان قزاقوں کا اس قدر زور ہوا کہ شاہ روسیہ نے فوج کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ ماسکو کے گرد نواح میں بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ قزاقوں کے سرغنہ کو شکست ملی اور وہ گرفتار کر لیا گیا۔ پھر یکایک افواج

ہم اس ماتمی حادثہ کا کہاں تک ذکر کریں اب ہم اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ روسیہ کا شبہہ بلغاری رعایا کی طرف بیان ہو چکا ہے اور روسی فوجیں دریا کو عبور کر چکی ہیں ترکی مسیحی رعایا کے خیالات کا اظہار اس چٹھی سے ہوتا ہے جو مسٹر لیبارڈ نے ۱۲ مئی کو تھریپیا سے لارڈ ڈربی وزیر خارجہ انگلستان کو لکھی تھی کاتب خط ڈاکٹر واشبرن پرنسپل رابرٹ کالج ایک امریکی تعلیم گاہ کے تھے اور اس کالج میں ترکی عملداری کے مختلف حصص کے طلبہ پڑھتے تھے اور وہ سب عثمانی رعایا میں سے تھے۔ ڈاکٹر واشبرن کی خط کتابت اُن طلبہ سے تھی جو کالج سے نکل کے مختلف بلاد ترکی میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس جنٹلمین نے بھی مسٹر لیبارڈ کی پوری پوری تائید کی اور کہا جو کچھ مسٹر موصوف نے بیان کیا ہے بالکل صحیح ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمام مسیحی طلبہ کا یہ خیال واثق ہے کہ ترکی سلطنت میں خواہ کسی قدر بُرائیاں کیوں نہ ہوں پھر بھی ہم اسی راج میں ہر قسم کی مذہبی اور دُنیاوی ترقی کر سکتے ہیں اور روسیہ کی سلطنت سے ہمیں کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچنے کا۔ مسٹر لیبارڈ لکھتے ہیں" حالانکہ یہ عام طور پر یقین کر لیا گیا ہے کہ روسیہ نے محض عیسائیوں کی بہتری کے لئے ترکوں کے خلاف تلوار اُٹھائی ہے تو بھی تمام بلغاری طلبہ جو اس کالج میں پڑھتے ہیں اور جو نہایت معقول فیصلہ کر سکتے ہیں وہ صاف صاف

اُڑی کہ وہ لڑکا جس کی خودکشی یا قتل کی خبر اُڑی تھی زندہ ہے اور اب وہ پولینڈ میں دوبارہ تخت حاصل کرنے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ اصل میں یہ ایک چالاکی تھی چند آدمیوں نے روسی تخت دبانے کے لئے یہ سازش کی تھی کہ ایک شخص مقتول لڑکا بن جائے اور نئے سرے سے بازار قتل و غارت گرم ہو اور کسی طرح سے روسی تخت ہاتھ میں آجائے۔ اس وحشتناک خبر سے اہل ماسکو میں سخت پریشانی چھا گئی۔

اس دعوئے وراثت پر نئی نئی باتیں بنائی گئیں ۱۶۰۳ء میں پولینڈ میں ایک پردیسی شخص مر گیا مرتے وقت اُس نے یہ بیان کیا کہ میں روسی تاج و تخت کا وارث تھا۔ یہ بھی خبر مشہور ہوئی کہ مقتول شہزادہ جس کا نام ڈیمی ٹری تھا شاہ پولینڈ کے حضور میں مثل غلاموں کے رہتا تھا ایک دن اس نے شاہ سے کہا اگر میں اپنا نام بتادوں تو آپ سخت متحیر ہو جائیں۔ شاہ حیران ہو کے پوچھنے لگا بتا تیرا کیا نام ہے اُس لڑکے نے کہا کہ میں زار دچہ ہوں میرا نام ڈیمی ٹری ہے اور میں اپنے شہزادہ ہونے کی علامت ہیرے کی صلیب رکھتا ہوں۔ شاہ نے اس بچہ کو گلے سے لگا لیا اور کہا بیشک تو شہزادہ ہے ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں ہم تجھے چالیس ہزار فلارنس کی پنشن دیں گے۔ تو ہمارا دوست اور مہمان ہے ہمنے تجھے اجازت دی کہ تو ہماری رعایا پر حکمرانی کر۔

اپنے اُن ہموطنوں کی حقارت کرتے ہیں جو روسیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور جنہوں نے ترکی کے خلاف سازشیں کی ہیں۔ اُن کا مقولہ ہے کہ جو کچھ قتل و غارت ہوئی وہ سب بلغاریوں کی سازش سے ہوئی اگر یہ سازشی انجمنیں نہ کرتے تو یہ نوبت ہی کبھی نہ آتی۔ ڈاکٹر واشبرن کی تحریر کے مطابق بلغاری لوگوں کا بڑا گروہ یہ سمجھتا ہے کہ روسیہ فی الحقیقت ہمیں دہوکا دے رہا ہے اور اسی طرح دول خارجہ کے وہ لوگ جنہوں نے ترکی کے خلاف ہمیں اُبھارا ہے ہمسے چال چل رہے ہیں۔ ترک تو ہمیشہ ہمپر مہربانی کرتے رہے اور اب بھی مہربانی کر رہے ہیں۔ معزز ترک ہمارا بہت لحاظ کرتے ہیں اور ہمیں اُن سے کچھ شکایت نہیں ہے۔ لیکن جب ہم نے اُن سے بغاوت کی تو وہ شکستہ خاطر ہو گئے اور ناچار ترکوں نے بھی ہم سے مخالفانہ کارروائی شروع کی۔ اور ہماری بے گناہ مستورات اور معصوم بچوں کو مار ڈالا۔

اس شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلغاری بالکل ہی روسیوں کے مؤید نہ تھے۔ ۱۹ اپریل فلیپی پوس کے بشپ رئیسوں اور بلغاریا والوں کے بڑے بڑے سرداروں نے گورنر شہر مذکور کے ذریعہ سے ایک ایڈریس باب عالی کی خدمت میں روانہ کیا کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اور جو خلاف انصاف حملہ روسیہ نے کیا ہے اُسے حقارت

اہل پولینڈ اس نئے وارث کے پیدا ہونے سے بہت خوش ہوئے اور اُنھیں یقین ہو گیا کہ ایک نہ ایک دن ہم روسی تخت کے وارث بن جائیں گے اس لئے وہ رومی چرچ میں داخل ہوئے اور یونانی مذہب اختیار کر لیا۔ شاہ پولینڈ نے اس بنا پر ایک چھوٹے سے لشکر کی ترتیب دی اور ۱۶۰۴ء کے اخیر میں روسیہ پر حملہ کیا۔ بورس نے بہتیرا چاہا کہ شہزادہ پر قبضہ کر لیں یا کسی صورت سے اُسے قتل کر ڈالیں مگر کامیاب نہیں ہوئے۔ جب یہ شہزادہ جس کا نام ڈیمی ٹری تھا ماسکو کی سرزمین میں داخل ہوا تو کل چار ہزار فوج اس کے ساتھ تھی مگر کوہ قاقی ایک بڑی تعداد سے اس کے ساتھ شریک ہو گئے کیونکہ بیچارے بورس کے ظلم و تعدی سے تنگ آ گئے تھے۔ سیزر شاہ روسیہ نے نام نہاد شہزادہ کے مقابلہ کے لئے فوج بھیجی لیکن یہ فوج سب کی سب پارہ پارہ کر دی گئی۔ روز بروز شہزادہ کی سپاہ میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ اور روسیہ کی فوجیں شکست کھا کھا کے پس پا ہو رہی تھیں۔ اس خبر نے ایک تہلکہ عظیم روسی سرزمین میں پیدا کر دیا کہ بورس کا سرغنہ جب چاروں طرف سے مایوس ہو گیا اور اس کا اپنے دشمن پر قابو نہیں چلا تو اس نے زہر کھا کے خودکشی کر لی۔ یہ واقعہ ۱۶۰۵ء کا ہے۔ اس کے مرتے ہی اس کا بیٹا فوڈر نامی تخت نشین ہوا اس کی عمر صرف ۱۸ سال کی تھی اور یہ بہت ہی کمزور دماغ کا تھا۔ اس کا زمانہ

نظر سے دیکھتے ہیں- روسیہ کی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں اور بلغاریوں میں تفرقہ پیدا کر دے- اور اِس صورت سے اپنا مطلب نکالے- مسٹر لیبارڈ کہتے ہیں یہ ایڈرس جو بلغاریوں نے دیا تھا اوپری دل سے نہ تھا بلکہ ترکی پارلیمنٹ میں اُن کے وکلا کی موجودگی اس بات کی شہادت دے رہی تھی کہ وہ نہایت خلوص سے ترکی کے ساتھ پیش آرہے ہیں- ۳۰ مئی کو جو مراسلہ لارڈ ڈربی کی خدمت میں مسٹر لیبارڈ نے بھیجا تھا اُس کا یہ مضمون تھا "ترکی کی تمام مسیحی رعایا روسی حملہ کو پر خوف نظروں سے دیکھ رہی ہے- اور دول یورپ نے جو بیجا دباؤ ترکی پر ڈالا ہے اُس سے وہ موافق نہیں ہیں- اُن کا مقولہ ہے کہ ترکی پارلیمنٹ ہوگئی ہے- ہم اپنی تکلیفوں کو ہمیشہ بآزادی بیان کرتے رہینگے- اور آئندہ ہمیں بہبودی حاصل ہونیکی بہت بڑی امیدیں ہیں- روسی فتوحات سے موجودہ آزادی بھی جاتی رہے گی اور پھر ہمکو غلام بن کے رہنا پڑے گا- ایک روسی شریف شخص نے اُسی زمانہ میں مسٹر لیبارڈ سے یہ کہا تھا" روسیہ ترکی پارلیمنٹ کو حاسدانہ نظروں سے دیکھ رہا ہے اور وہ یقین کرتا ہے کہ اگر پارلیمنٹ قایم رہی تو میرا مطلب فوت ہوجائے گا- ہم خود چاہتے ہیں کہ یورپ میں کوئی سلطنت بغیر پارلیمنٹ کے باقی نہ رہے لیکن جب خود ہمارے ہاں پارلیمنٹ نہیں ہے تو ہم ترکی میں کبھی پارلیمنٹ کا وجود نہیں دیکھ سکتے" یہ روسی

سلطنت جتنا تھوڑا ہے اُسیقدر پر خوف ہے- نوجوان شہزادہ نے تخت پر بیٹھتے ہی سلطنت کے کل گورنروں سے اپنی ہواخواہی کی قسمیں لینی شروع کیں- لیکن وقت پر اِن قسموں نے کچھ کام نہ دیا- نام نہاد ڈیمی ٹری کا تمام روسیہ دم بھر رہا تھا- یہاں تک کہ ماسکو میں [illegible] کی تائید میں روسیوں نے غدر کر دیا- فوڈر مع اپنے کنبہ کے گرفتار کر لیا گیا اور اُسے قیدخانہ میں ڈالدیا گیا- اور پھر چند روز کے بعد وہ قتل ہوگیا۔

روسی فوجوں کا کمان افسر ڈیمی ٹری کے پاس پہنچا اور اپنی اطاعت سے آگاہ کیا- اور اِس نام نہاد شہزادہ کو بڑی شان و شوکت سے لیکے ماسکو میں داخل ہوا- بیگم میریا ایوان ظالم کی بیوہ قیدخانہ سے نکالی گئی- اور اُس عورت نے اعلان جاری کیا کہ شہزادہ ڈیمی ٹری میرا بیٹا اور وارث تاج و تخت ہے- ماسکو کے بڑے گرجے میں شاہانہ جلوس کیساتھ اُس کے سر پر تاج رکھا گیا- گو اِس شہزادہ نے رعایا اور فوج کی تالیف قلوب بہت کی اور وہ لوگ اُس سے خوش بھی تھے لیکن چند روز کے بعد عام طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ اِس شہزادہ کی عادات روسی عادات ہرگز نہیں ہیں- اور یہ روسی خون کبھی نہیں ہوسکتا- ہر وقت اُس کے گرد پولینڈ والے گھیرے رہتے تھے- اور جو گارڈ محل کے باہر اُسکی حفاظت کیا کرتا تھا وہ بھی روسیوں کا نہ تھا- نام نہاد شہزادہ کا اصلی مذہب چھپا ہوا تھا- بظاہر وہ یونانی چرچ کا احترام کیا کرتا تھا

خیالات تھے اور یہ منشا تھا کہ جو چیز ہمیں حاصل نہیں ہے وہ ترکی کو کیوں حاصل ہو۔ اور ترکی ہمارے مقابلہ میں کیوں ترقی کرے۔

روسیہ کو چھوڑ کے اگر ہم تمام یورپ پر نظر ڈالیں گے تو ۱۸۷۶ء میں یورپ کی ہر دولت یہی چاہ رہی تھی کہ ترکی کو پیس دیا جائے کہ تسمہ تک لگا نہ رہے۔ بلغاریوں کا قتل عام اور ترکی بے انتظامی یہ ساری کہانیاں تھیں واقعات سوا اسے کچھ بحث نہ تھی فرضی باتیں بنا بنا کے محض ایک بہانہ ڈھونڈا جاتا تھا۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے   جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

عیسائی تو کہہ رہے ہیں ہم خوش ہمارا خداوند خوش۔ ہم روسیوں کی امداد نہیں چاہتے۔ مگر روسیہ اور اسکے ساتھ کل یورپ کہہ رہا ہے کہ ترکی اپنی مسیحی رعایا پر ظلم کرتی ہے۔ اسکو اس مصیبت سے خلاصی دلوانا چاہیے مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

غرض اسمیں بالکل شبہ نہیں کہ بلغاریوں کا ایک حصہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ روسیہ بڑھے۔ اسمیں کلام نہیں کہ شہنشاہ روسیہ نے بلغاریوں کو اپنا بنانے کی بڑی بڑی کوششیں کیں اور کثرت سے روپیہ خرچ کیا۔ وہ جانتا تھا

شہزادی میرینا سے شادی ہونے پر بھی لوگوں کے شبہے اُسکی طرف سے کم نہیں ہوئے۔ ۱۶۰۶ء میں مذکورہ شہزادی روسی پائے تخت میں داخل ہوئی۔ شہزادی کے داخل ہوتے ہی ایک عام مایوسی لوگوں پر چھا گئی۔ کیونکہ اس شہزادی کا مذہب رومن کیتھلک تھا۔ ڈیمی ٹری لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنیکے لیئے بہت کچھ واضح رکھتا تھا۔ لیکن ناراضی بڑھتی جاتی تھی۔ اخیر یہ چرچہ شروع ہونے لگا کہ ڈیمی ٹری کافر بھی ہے اور غاصب بھی ہے۔ اور ہم ترک کو اس سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ شہزادہ زسکی نے ایک گروہ کا سرگردہ ہو کے اُسکی سلطنت کے خلاف سازش کی۔ بھید کھلنے پر یہ شہزادہ مع اپنے معاونین کے گرفتار ہوا۔ اور وزرائے سلطنت نے اُنکے قتل کا حکم دیا۔ مگر ڈیمی ٹری نے نہایت ہی مہربانی سے اُنہیں چھوڑ دیا۔ لیکن اب وہ ملک کی سازشوں سے چوکنا بہت ہو گیا۔ زسکی نے قید سے رہا ہوکے بہت سے روسیوں کو پوشیدہ خط بھیجے کہ ۲۸ مئی کو تم خاموشی سے میرے محل میں جمع ہونا اور اس ہوشیاری سے آنا کہ کسی کو خبر نہو۔ اگر اسکی بھنک بھی ڈیمی ٹری کے کان تک پہنچ گئی تو ہم سب کو قتل کر ڈالیگا۔ وقت مقررہ پر روسی جمع ہوئے شہزادہ زسکی نے حکم دیا کہ ماسکو کا بڑا گھنٹہ بجایا جائے جسکے معنی یہ ہیں کہ حکمران گروہ سے عام بغاوت ہو گئی۔ جب یہ گھنٹہ بجیگا تو اور گھنٹے بھی ضرور اسکا جواب دیں گے۔

کہ بلغاریہ والے بگڑ گئے تو اس رستہ سے قسطنطنیہ پر حملہ ہو سکے گا۔ اسی نظر سے اُس نے ۱۸۵۹ء میں ایک کمیٹی قایم کی تھی۔ اور یہ نہایت رازدارانہ کمیٹی تھی۔ جسکا یہ منشا تھا کہ بلغاریوں کے دلمیں ترکی کیطرف سے ناراضی پیدا کرے اور تمام بلغاریہ کو روسیہ کی گود میں ڈالدے کہ چاہے وہ کچھ ہی سیاہ سفید کرے۔ اس سوسائٹی کو بعد ازاں ظاہر کردیا تھا اور اسکی رپورٹیں شائع ہو گئی تھیں۔ غرض صرف یہ ظاہر کی گئی تھی کہ محتاجوں کو امداد دی جاتی ہے۔ اور غریبوں میں تعلیم پھیلانے کی کوشش کرتی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اس سے زیادہ نامور واقعہ کوئی نہیں ہوا جیسا اِس کمیٹی کا ہوا۔ ۲۳ مئی ۱۸۷۵ء کے سرکاری گزٹ میں وہ اسپیچ شائع ہوئی جو وزیر داخلہ نے بحیثیت میر مجلس کے اِس کمیٹی میں دی۔ اُس اسپیچ کا خلاصہ یہ ہے۔ ”مدت سے یہ انجمن کوشش کررہی ہے کہ جسطرح ہو آگ بھڑکائی جائے اور راکھ میں سے چنگاری کرید کے نکالی جائے اب ہم بڑی خوشی سے دیکھ رہے ہیں کہ کمیٹی کی کوششیں بارآور ہوئیں۔ ممبروں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ شعلے حسب دلخواہ لگ چکے ہیں۔ اِسکی شاخیں کیف اور سینٹ پیٹرسبرگ میں قائم ہو گئی ہیں۔ یہ کمیٹی کا ظہور تھا کہ سلاوونٹن کانگریس میں جو ماسکو میں منعقد ہوئی تھی اور جسمیں تمام سلاوی قوموں کے لوگ آئے تھے کس طرح سگے بھائیوں کیطرح باہم ملے تھے اور اس کمیٹی کا

عین وقت پر تین ہزار گھنٹوں نے کرہ باد کو بھردیا۔ ڈیمی ٹری نے جب یہ خوفناک آوازیں سُنیں تو بہت گھبرایا کہ یہ آفت کیا ہے فوراً شہزادہ زسکی کے بھائی کے پاس آدمی دوڑایا کہ یہ کیا غضب ہے اور کیوں یہ گھنٹے بجائے گئے ہیں لیکن بسمالف قیصر کا سب [illegible] ظاہر ہیں بغاوت ہوگئی۔ تمام آبادی شمشیر بدست ہے۔ مذہبی اور قومی جوش میں بھر کے روسی غیر ملکیوں پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور پکار رہے ہیں [illegible] کو مارو“ جنرل شاہ سے عرض ہی کررہا تھا کہ ہزاروں آدمی پہرائیوں کو قتل کرکے محل میں گھس آئے۔ بادشاہ یہ آفت دیکھکر بھاگا اِس کمرے کا اُس کمرے میں۔ اور اس دالان کا اُس دالان میں۔ باغی برابر تعاقب کیئے گئے۔ اخیر ڈیمیٹری ۳۰ فٹ بلندی سے ایک کھڑکی میں سے نیچے کود پڑا۔ یہاں بھی بدبخت کا پیچھا نہیں چھوڑا وہ بھاگنا چاہتا تھا کہ اُسے گھیر لیا۔ اور لوگوں نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس نے اب بھی اسیطرح جواب دیا کہ میں سیزر ہوں اور ایوان کا بیٹا ہوں۔ مگر اُس جوش میں کون سنتا تھا۔ مغویوں نے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔ پھر جو قتل عام شروع ہوا ہے الحفیظ الامان بلا مبالغہ ماسکو کی گلیاں خون سے افشاں ہو گئی تھیں۔ اور لاشوں کے ڈھیر بلا امتیاز مرد و زن ہر طرف نظر آتے تھے ڈیمیٹری بیچارے نے کچھ زیادہ دن تک حکومت بھی نہیں کی وہ اپنی یادگار یہ چھوڑ گیا کہ کل روسی ابھی تک اُسے

صدقہ ہے کہ پراگو میں ایک بہت بڑا گرجہ تعمیر ہوا۔ میں موجودہ واقعات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کیونکہ اسے بچہ بچہ جانتا ہے کہ جنگ کی آگ محض اس کمیٹی نے لگائی ہے۔ روسی جھنڈا روسی حدود کے پار اسوقت فرائے بھر رہا ہے۔ اور یہ جھنڈا محض آزادی۔ انسانی حقوق۔ مظلوموں کی دادرسی اور عاجزوں کی حمایت کیلئے کھڑا کیا گیا ہے۔ غنودہ مشرق جاگ رہا ہے۔ نہ صرف جزیرہ نمائے بلقان میں آتش فتنہ و فساد بھڑک رہی ہے بلکہ تمام اسلامی دنیا کی یہی حالت ہے۔ جدید رقبہ قریب آتا جاتا ہے۔ ہماری ترقی کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔"

وزیر معاملہ داخلہ روسیہ کی یہ اسپیچ ہے۔ اس اسپیچ کو پڑھکے وہ لوگ ضرور شرمائیں گے جو ترکوں کی برائی پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اور جو کچھ قتل و غارت ہوئی اور صوبے آزاد ہوئے اُنہیں ترکوں کی بے انتظامی اور مظالم کی وجہ بتاتے ہیں۔ جہاں اس قسم کی کارروائیاں ہوتی ہوں جہاں دیواروں میں اتنی مدت سے نقب لگ رہی ہو۔ جہاں یہ خطرناک سازشیں ہو رہی ہوں وہاں امن کیونکر رہ سکتا ہے۔ مزا یہ ہے کہ یورپ کی آنکھوں کے آگے یہ سب کچھ ہوا مگر کسی نے ہوں تک نہیں کی۔ اور دول یورپ کے وکلا اخیر تک ترکی پر ہی زور دیتے رہے کہ بلا چون و چرا ہر بات کو تسلیم کرلے۔ جانتے تھے کہ روسیہ ظلم کر رہا ہے۔ جانتے تھے کہ یہ غدر سازش سے کرایا گیا ہے جانتے تھے کہ ترکوں

[illegible] متعصب۔ ظالم اور کافر کہتے ہیں۔ تمام روسی مورخ اس سے انکار کرتے ہیں کہ وہ ایوان کا بیٹا تھا۔ اور ممالک کے مورخین کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اس کے بعد شہزادہ زسکی تخت نشین ہوا لیکن اُسنے اپنے سامنے تمام دنیا کی مصیبتوں کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ یکایک یہ خبر اُڑی کہ ڈیمیٹری زندہ ہے اور [illegible] ہی بیماری لر رہا ہے۔ [illegible] کی خبر دی۔ اس نے علی الاعلان کہنا شروع کیا کہ میں سیزر ہوں اور ایوان میرا باپ تھا پھر اُسنے کسی ترکیب سے سیزر نیاسیزر کی بیٹی کو پکڑ لیا اور زبردستی اپنے تصرف میں لاکے اُسے مجبور کیا کہ مجھے اپنا خاوند کہے یہ شخص اصل میں بہت بڑا ڈاکو تھا اور ہزارہا قزاق اُسکے ساتھ ہو گئے تھے۔ اُس نے زور پکڑ کے ماسکو کا محاصرہ کر لیا اور ۱۸ مہینے تک برابر محاصرہ رکھا۔ چار سال تک اس ڈاکو کی وجہ سے روسیہ میں طوائف الملوکی رہی۔ اخیر ۱۶۱۰ء میں ایک مغل سردار نے اُسے قتل کر ڈالا۔ لیکن اس واقعہ سے پہلے پولس سے زسکی شکست کھا چکا تھا۔ اور ناچار تنگ آکے استعفا بھی دیدیا تھا۔ اس انقلاب کی وجہ سے تمام روسیہ پر ایک آفت سی چھاگئی۔ اور تہلکہ عظیم برپا ہوگیا۔ امرا نے اس بربادی کو دیکھ کے مجبوراً سولہ برس کے ایک لڑکے کو تخت پر بٹھایا۔ اس لڑکے کی ماں ریورک کے خاندان کی تھی۔ اور خود لڑکا خاندان رومانف سے تعلق رکھتا تھا۔ دو اور ڈیمیٹری نامی اشخاص مختلف اوقات میں اُٹھے

کی بے انتظامی کیوجہ سے یہ بغاوت نہیں ہوئی ہے۔ مگر واہ رے انصاف پھر بھی اُمید کا گلا دباتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اُسے بالکل چھوجرا کر دیں اور ایسا کچومر نکالدیں کہ ترکی پھر کسی کام کی نہ رہے اور مثل مراکو یا مصر کے ہوجائے مخالفت کا دریا چاروں طرف سے موجزن تھا اور سوائے خدا کے کوئی بھی مددگار نہ تھا۔ اخیر اُسی خدا نے بچالیا اور یہاں تک کہ مردہ کو زندہ کر کے دکھادیا۔

یہ بات حکومت کی اُسی ہی کو سزا ہے ۔۔۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہے گا کرے گا
بنجر کو اُسی نے ہی تروتازہ کیا ہے ۔۔۔ گل خار کو اور خار کو گل اُس نے بنایا۔

برباد شدہ سلطنت کی اصلاح ہوجانی یہ ایک معجزہ ہے جسکی گہرائی سمجھ میں نہیں آتی۔ کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔ اور کسے معلوم ہے کہ عمر وہ وعدے پورے کرے گی جو اُس نے ہمسے بچپن میں کیے ہیں۔ تدبرانہ خیالات نے یورپ کو بہت برباد کر دیا ہے۔ لیکن خدائے قادر مطلق کا جلال اب بھی چمک رہا ہے۔ اور تھوڑا سا غبار مطلع شمس کو میلا نہیں کر سکتا۔

انگریزی سفیر متعینہ سینٹ پٹیرسبرگ نے اسکی وجہ بیان کی کہ کیوں یہ سوسائٹی گورنمنٹ کی سرپرستی میں آگئی اور اس نے

لیکن نامور واقعات کا اُن کے زمانہ میں کچھ ظہور نہیں ہوا۔

میکائیل فوڈوروچ موجودہ خاندان روسیہ کا بانی سنہ ۱۶۱۳ء میں تخت نشین ہوا اور سنہ ۱۶۴۵ء تک سلطنت کی۔ جب پٹیر ہیلن نے اپنے جغرافیے کی ترتیب دی ہے اِسوقت میکائیل روسیہ پر حکومت کرتا تھا۔ پٹیر ہیلن اپنے جغرافیے میں لکھتا ہے کہ میکائیل بڑے قدوقامت کا بادشاہ ہے اور یہ بات اِس میں نئی ہے کہ اِسنے مغلوں۔ ترکوں۔ پولینوں۔ سوتھلینڈرول سے اتحاد کر رکھا ہے۔ میکائیل کی سلطنت روسی تاریخ میں زیادہ نامور نہیں شمار کیجاتی۔ مدت کی خرابی کے بعد کسیقدر سکون ہوا تھا اور سنہ ۱۶۲۳ء میں انگلستان اور فرانس کے ساتھ چند تجارتی عہدنامے بھی ہوئے تھے۔ اہل پول کو کئی بار شکست مل چکی تھی۔ لیکن سویڈن نے فنلینڈ کو فتح کر لیا۔ میکائیل کے بعد اِسکا بیٹا الیکزس تخت نشین ہوا جسکی نمود پولینڈ سے دو خونریز جنگ لڑنے میں ہوگئی۔ اسمیں روسیوں کے ہاتھ بہت بڑا ملک بھی لگا۔ اِسی اثنا میں زیپوریز کا سکس نے پول سے بغاوت کی۔ اور محمد رابع سے جو ترکی کا حکمران تھا معاہدہ کر لیا۔ سلطان ترکی نے بطورِ عطیہ صوبہ اکرینی مذکورہ بالا گروہ کو دیدیا۔ اِسی بنا پر پولس اور روسیہ نے ترکی کو اعلان جنگ دیدیا۔ بڑی خونریز لڑائی شروع ہوئی۔ ایک طرف پولس اور روسی اور ایک طرف ترکی خود شہنشاہ روس میدان جنگ میں نکلا۔ مدت تک لڑائی رہی۔ اخیر ۱۔ فروری سنہ ۱۶۷۶ء

اپنے زمانۂ انعقاد سے کیا کیا کارگزاریاں کیں۔ اسنے سب سے پہلے لاکھوں وولینڈ بہم پہنچائے جنہیں باقاعدہ ہتیار دیئے گئے اور جو اہل سرویا کی امداد پر روانہ کیئے گئے۔ اِسی کمیٹی نے روسی فوجوں کے لیئے بلغاریہ کے رستہ کو صاف کیا جو لوگ کہ روسیوں کی اِس ظالمانہ اور قوانین بین الاقوام کے خلاف کارروائی سے انکار کرتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ اُنھیں روسی گورنمنٹ کے اعتراف سے بھی انکار ہے۔ یعنی گورنمنٹ روسیہ اقرار کرتی جاتی ہے کہ ایسا ہوا لیکن وہ اپنے انکار پر تُلے ہوئے ہیں اور یہ کہے جاتے ہیں کہ روسی گورنمنٹ جھوٹی ہے ایسے لوگوں کا کوئی علاج نہیں ہے سنہ ۱۸۷۷-۷۸ء کی جنگ ختم ہوتے ہی جب یونان کے ترکی صوبوں نے بغاوت کی ہے تو اصل میں اس بغاوت کی تحریک بھی اسی کمیٹی کیطرف سے ہوئی تھی۔ مسٹر بھوم ایک روسی تاجر نے لنڈن کے ایک اخبار کو یہ لکھہ کے بھیجا تھا "تمام روسیہ شاہ یونان کی اس کارروائی کو کہ وہ اپنی سرحدات بڑھانا چاہتا ہے بہت ہی محبت کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ اور خود گورنمنٹ روسیہ کی یہ خواہش ہے کہ باایمان اور راسخ الاعتقاد مسیحیوں کو ترکی راج سے سبکدوشی ہو جانی چاہیئے روسیئے یہ انتظام کر لیا تھا کہ شہزادی اولگا گرانڈ ڈیوک کنسٹین ٹائن کی بیٹی کو قسطنطنیہ کے تخت پر بٹھایا جائے گا اور یونان سے کہدیا تھا تو اطمینان رکھ قدیمی پیشینگوئی اب پوری ہو جائے گی۔

میں شہنشاہ روسیہ کا انتقال ہو گیا۔ لڑائی ابھی تک جاری تھی۔ ایلیزکس کے مرنیکے بعد اُس کا بیٹا فوڈر جو پہلی بیوی کے بطن سے تھا۔ تخت نشین ہوا۔ تخت پر بیٹھتے ہی وہ بھی ترکوں سے آمادہ پیکار ہو گیا۔ بڑے بڑے میدان ہوئے اخیر صلح ہو گئی۔ دو برس کے بعد شہنشاہ بھی مر گیا۔ اور اُسکا مختلف البطن بھائی پیٹر تخت کیلیئے نامزد کیا گیا کیونکہ اس کا سگا بھائی ایوان نہایت کمزور فطرۃً اور کم عقل تھا۔ شہزادی صوفیہ ایوان کی بہن اِس انتظام سے مطمئن نہیں ہوئی۔ اُسنے کہا تم ایوان کو تخت پہ بٹھا دو۔ وہ برائے نام تخت پر بیٹھیگا۔ اصل میں میں حکومت کرونگی۔ اسکی بڑی شورش مچی اخیر شہزادی صوفیہ کامیاب ہوئی۔ اور اُمراءِ نے پیٹر اور ایوان کو مشترکہ شہنشاہ قبول کیا اور صوفیہ کو بطور ریجنٹ کے مانا شہزادی صوفیہ کا خاص ایجنٹ وزیر اعظم شہزادہ گیرپٹیرن تھا۔ جو نہایت قابل قدر اور جری شخص تھا جب پیٹر نے سترہ برس کی عمر میں بوئر فرودر کی لڑکی سے شادی کی تو شہزادہ گیرپٹیرن اُسوقت موجود نہ تھا۔ اِس شادی سے شہزادہ کی جماعت میں ایسی ناراضی پیدا ہوئی۔ کہ ایک نئی بغاوت کی آگ لگ گئی مگر شہزادہ گیرپٹیرن آپہنچا بھیجا گیا۔ اور اُسنے فوراً تمام بغاوت کو مٹا دیا۔ شہزادی صوفیہ قید کر دی گئی۔ اور وہ بیچاری سنہ ۱۷۰۴ء میں قید خانہ ہی میں مر گئی۔ یہ دوسری بغاوت سنہ ۱۶۸۹ء میں ہوئی تھی اسکے بعد پیٹر نے روسیہ کو نیا جنم دیدیا اور مغربی دنیا سے بہت سی باتوں میں ہم آہنگ بنا دیا۔ ابھی تک

جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں اس سے یہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ جب روسی فوجیں بلغاریہ میں داخل ہوئیں تو سب سے پہلے اُس شہر میں پہنچیں جہاں یہ شبہہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ آیا عامہ خلائق بھی اس فوجی نقل وحرکت کی مؤید ہے یا نہیں ایسی مشتبہ حالت میں بھی روسی ادھر تو اپنی فوجی قوت کے گھمنڈ پر تھے دوسرے اُنہیں یقین تھا کہ بلغاری اگر دل سے مدد دینگے تو ظاہرداری پر ہماری مخالفت نکرینگے۔ بڑے بڑے افسروں کو مستثنے کرکے تمام روسی سپاہیوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ وہ بلغاریوں کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اسی وجہ سے بلغاری بھی اُنسے نفرت کرتے تھے۔ بماہ نومبر ۱۸۷۷ء رسالہ نائینٹینتھ سینچری میں مسٹر ارکسی بالڈ فوربس نے ایک طول طویل مضمون روسی اور بلغاریوں کے خیالات کی بابت شائع کرایا تھا۔ اور اسمیں روسی افسر کے خیالات بلغاریوں کی نسبت بیان کیئے تھے۔ روسی افسر کی تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ بلغاری ایک قوم ہے۔ اِن کے دلمیں کوئی حب الوطنی کی آگ نہیں بھڑکا سکتا۔ دنیا کی کسی قوم کی ایسی ٹھنڈی مٹی نہیں ہے جیسی کہ بلغاریوں کی ہے اور یہ اتنی قابلیت نہیں رکھتے کہ انہیں امداد دیجائے یا اُنسے ہمدردی کیجائے تو یہ اُسکی قدر کریں۔ مجھے اُسکے تعجب ہوا باوجودیکہ ہم اُنکے لیے اپنا خون اور روپیہ برباد کر رہے ہیں مگر اُنکے خیالات ہماری طرف سے مخالفانہ ہیں۔ ایک ادنےٰ قلی کو میں نے کہتے ہوئے سُنا کہ

روسی سلطنت میں مشرقی بوباس پائی جاتی تھی مگر پیٹر نے اسے یورپی طرز و انداز میں بدل دینے کی کوشش کی۔ اگرچہ اسکے خیالات بہت ہی اودنے اودنے کاموں کی طرف تھے تو بھی جو اصلاحیں اسنے اپنے ملک کی کی ہیں انکو فروگذاشت نہیں کیا جاسکتا۔ بلاشبہہ پیٹر ایک نہایت ہی زبردست اور مشہور و معروف شخص تھا۔ اسمیں ایک دانا کی سی قابلیتیں اور وحشیوں کی سی عادتیں تھیں۔ اگرچہ بالکل کندۂ ناتراش تھا۔ پھر بھی ایک زبردست حکمران اور قوت امتیازیہ رکھنے والا۔ اپنی مرضی کا پابند۔ عجیب و غریب قوت کا طرز و انداز اسمیں پایا جاتا تھا۔ اسمیں جسمانی قوت بھی بہت تھی۔ اور اپنی جسمانی قوت سے سخت سے سخت کام بعض اوقات اپنے ہاتھ ہی سے کرلیتا تھا۔ جب وہ انگلستان میں تھا ساری ساری رات مارکوئیس آف کاربرتھن کے ساتھ بیٹھ کے برانڈی میں کالی مرچیں ملا کے پیتا تھا۔ ٹاور ہل کے پاس ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں روسیوں کا شہنشاہ بیٹھا ہوا پائپ پیا کرتا تھا۔ اور اُسے مطلق خیال نہ آتا تھا کہ میں نہایت ادنےٰ مکان میں بیٹھکے پائپ پیتا ہوں۔ اُسے گاڑی کھینچنے میں بھی عار نہ تھی دربار سٹیس میں آزادانہ گاڑی کھینچا کرتا تھا غرض اسے پروا نہ تھی کہ میں شہنشاہ ہوکے کیا کر رہا ہوں۔ سخت سے سخت محنت جو انسان کرسکتا ہے اُسنے کبھی اُس کے کرنے میں عار نہیں کی۔ وہ انتہا درجہ کا تیز مزاج بھی تھا۔ جب کوئی حکم دیتا تھا تو فوراً اسکی تعمیل چاہتا تھا ممکن نہ تھا

روسی نجات دہندہ سے ہمارے لیے ظالم ترک ہی بہتر ہے۔ ہم ترکوں کے ہاتھ مر جانا پسند کرتے ہیں لیکن روسیوں کے ہاتھ سے نجات پانا ناگوار ہے۔ جنوبی اور شمالی بلقان میں ترکوں کے خلاف بغاوت پھیلی۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ باغی ترکوں سے ناراض تھے بلکہ گورنمنٹ بلقان کی طرف سے مجبور کردیئے گئے تھے کہ ترکوں کے خلاف ہتیار نہ اٹھائے تو برباد کردیے جائینگے۔ سب سے زیادہ ان پوشیدہ کمیٹیوں کی ریشہ دوانی تھی۔ جو قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکا سبز باغ دکھا رہی تھیں اور بعض کندہ ناتراش جاہل یہ سمجھے کہ ہمیں تخت قسطنطنیہ ملجائیگا۔ ترکوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تھے ترکوں کی مہربانیاں بلغاریوں پر معمولی نہیں تھیں۔ جو رحیمانہ برتاؤ ترکوں نے بلغاریوں کے ساتھ کیا۔ اُسکی نظیر نہیں ملتی۔ لندن کے اُسی مشہور و معروف ماہواری رسالہ میں جسکا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں یعنے نائنٹینتھ سینچری میں جو ۱۸۷۷ء ماہ نومبر شائع ہوا مسٹر فوربس لکھتے ہیں کہ جب روسی ڈینیوب کے جنوبی ساحل پر پہنچے۔ عثمانی لشکر نے سسٹوگا کو خالی کرتے وقت ایک بھی بلغاری کے گھر پر نظر اُٹھا کے ندیکھا۔ یہاں تک کہ ایک بط یا ایک انڈا تک بلغاریوں کا نہیں لیا۔ یہی حالت اور مقامات میں بھی ہوئی۔ ترکی مقامی حکام نے بڑا ہی عمدہ انتظام کیا تھا۔ ہم روسی افواج کے کل مظالم کا حال اس باب میں بالتفصیل بیان کرنا نہیں چاہتے۔ انشاءاللہ کسی علیحدہ باب میں اسکا ذکر آئے گا۔ مگر بعض چیدہ واقعات کا درج کرنا ضروری

ایک سکنڈ کی دیر لگے۔ حالانکہ اُسکے باپ نے بیرونی ممالک سے صدہا صناع اور عالم بُلا کے اپنے ملک کی وحشت کو دور کیا تھا۔ تو بھی عام جہالت چھا رہی تھی اور تمام روسیہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب مغلوں کی یہاں حکومت تھی تو روسیہ کا جاہ وجلال بہت ہی بڑھ گیا تھا۔ اور اب جسے دو تین صدیاں ہو گئی تھیں اُس جاہ وجلال کا پرتو بھی نہ تھا۔ پیٹر کی خواہش تھی کہ روسیہ کو دنیا کی عظیم سلطنتوں میں بنادوں اور مغلوں کے زمانہ کا جاہ وجلال اسمیں پھر عود کر آئے۔ طوائف الملوکی ابھی تک روسیہ کے کونہ کونہ میں موجود تھی۔ دربار بہت بڑا تھا لیکن سب ناپاک۔ اُمرا بہت بڑے بڑے دولتمند تھے لیکن جاہل۔ زندگی کی معقولیت جو یورپ میں پیدا ہوگئی تھی روسیہ میں اُسکا نام ونشان بھی نہ تھا۔ شاہ ایوان خونریز نے ایک پریس جاری کیا تھا۔ لیکن وہ کبھی کا ستیاناس ہوچکا تھا۔ جلد سازی تک تو کوئی روسیہ میں جانتا ہی نہ تھا۔ ٹائپ کا وجود عنقا صفت تھا۔ پڑھنے لکھنے سے غرض ایک عام بے پروائی تھی۔ میکالے نے اپنی تاریخ انگلستان کے باب ۲۲ میں ایک روسی سفیر کا حال بیان کیا ہے۔ جو دربار انگلستان میں مع اپنے مصاحبین کے آیا تھا۔ جنگل کے کیڑے مکوڑوں کی ہڈیاں اور موتی اُن کے گلوں میں لٹک رہے تھے اور اُن کے لباس اور اُنکی طرز وانداز سے صحرائی بو آتی تھی خود پیٹر بھی اپنے اہل ملک سے کچھ بہت بہتر نہ تھا۔ وہ معمولی باتوں میں کبھی تو اتنا خوش ہو جاتا تھا کہ اُسکی خوشی کی انتہا ہی

سمجھتے ہیں۔ مثلاً اخبار اسٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے ۲۵ جون کو روسی افواج کی معاشرت کی بابت یہ تحریر کیا ہے۔ بڑی بات روسی فوج میں دیکھنے کی یہ ہے کہ ادنے سپاہی سے لیکر فیلڈ مارشل تک سب نہایت ہی چُست وچالاک اور جان دینے والے نظر آئیں گے۔ میں ایک میخانہ میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا کہ دو نوں جوان سپاہی میخانہ میں آئے۔ بہت ہی تھکے ہوئے تھے اور پاس پیسہ نہ تھا لیکن چہرہ سے ہشاش بشاش معلوم ہوتے تھے۔ میں نے اُن سے باتیں کیں تو معلوم ہوا کہ وہ ماسکو کے کسان ہیں۔ ان کو کھانا بہت ہی ادنےٰ درجہ کا اور خراب دیا جاتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ اکثر ہماری رجمنٹ میں آدمی بیمار ہیں اور بعض مجبوراً اہسپتال میں چلے گئے ہیں ان میں سے چھوٹی عمر والے سپاہی نے ایک کہانی بیان کی اگر وہ کہانی سچّی ہو تو معلوم ہوسکتا ہے کہ روسی جنگی سلسلہ کیسی بیرحمی کا ہے وہ بیان کرنے لگا کہ ایک شخص ہماری کمپنی کا مرگیا اور ڈاکٹر اُسے دوسرے دن ہسپتال میں لیگئے۔ ہسپتال کا بیوقوف ڈاکٹر چابک ہاتھ میں لیکر نکلا اور کہا کہ یہ نہیں مرا۔ پھر اس نے ٹانگوں کے پاس سے اس مُردہ کو کاٹ ڈالا اور یہی کہتا رہا کہ یہ زندہ ہے حالانکہ یہ بدنصیب کبھی کا مرچکا تھا ہر شخص ڈاکٹر کی اس احمقانہ حرکت پر ہنستا تھا۔ میں نے اُس نوجوان سپاہی سے بیان کیا کہ تم ہر ایک کے آگے یہ روایت نہ بیان کرنا کیونکہ اس کو عام طور پر تشدّد پر محمول کیا جائے گا۔ دو نوں سپاہیوں نے چونک کے کہا

نہ رہتی تھی کبھی ایک اشارہ سے اتنا غصہ ہوجاتا تھا کہ تمام دربار کانپ جاتا تھا۔ اس کے انداز واطوار میں وحشت کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی اور اس کا چلنا پھرنا سب وحشیانہ تھا۔ پیٹر کے حالات زندگی ٹھیک ٹھیک لکھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اُس میں بالکل متضاد صفتیں آکے واقع ہوئی تھیں قوی بھی ایسا ہی تھا کمزور دل بھی ایسا ہی تھا۔ اولوالعزم بھی بہت بڑا تھا اور بعض اوقات کمینہ پن کی عادتیں اس میں پائی جاتی تھیں۔ غرض برائیوں اور نیکیوں کا خلاصہ مجموعہ تھا۔ پیٹر نے سب سے پہلے لشکر کی اصلاح شروع کی علاوہ ممالک خارجہ کے جنرلوں کے بڑی امداد جنرل لیفورٹ اور جنرل بٹرک گارڈن نے دی پھر اُس نے ایک بحری بیڑا تیار کرنے کا ارادہ کیا بحر بالٹک پر روسیوں کے پاس کوئی بندرگاہ نہ تھا۔ اُس کی بحری تجارت ارچنجل میں سے ہوکے ہوتی تھی۔ روسی جانتے ہی نہ تھے کہ بحری جنگی جہاز کیسے ہوتے ہیں۔ یہ پیٹر ہی کے دم کا ظہور تھا کہ اُس نے جنگی جہازوں کو بہم پہنچایا جب وہ مرا ہے تو چالیس جنگی جہاز اور چار سو چھوٹی چھوٹی کشتیاں روسیہ میں موجود تھیں۔ پیٹر کو اپنے ارادہ کی تکمیل میں بڑی بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مشکل یہ تھی کہ اُس کے پاس کوئی سمندر ایسا نہ تھا کہ وہ جنگی جہازوں کا بیڑا رکھ سکتا۔ بحر ابیض تمام تجارتی مرکزوں سے بہت دور تھا اور اس میں یہ آفت تھی کہ سال کے بڑے حصہ میں جہازرانی ہوسکتی تھی۔ بحر ایکزائن اور کیسپئن بھی ترک کی جھیلوں کی وجہ سے محض بیکار

تشدّد آپ نے یہ کیا کہا خدا جانتا ہے یہ تشدّد ہے یا نہیں۔ اجی حضرت ڈاکٹر صاحب کی تو یہ کیفیت ہے کہ ہسپتال میں گئے اور انہوں نے کوڑا سنبھالا بغیر گالی اور کوڑے کے تو بات ہی نہیں کرتے۔ سپاہیوں کی یہ روایتیں ہرگز غلط نہیں ہیں مجھے خود اس کا ذاتی تجربہ ہے کہ عام طور سے روسیہ میں سزا کے وحشیانہ قاعدے ابھی تک جاری ہیں طریقہ غلامی جو سالہا سال سے بطور ورثہ انہیں پہنچا ہے ان میں زائل نہیں ہوا ہے۔ اعلےٰ طبقہ کے لوگ ادنےٰ درجہ کے لوگوں کو مثل غلاموں کے سمجھتے ہیں اور اُن سے ویسا ہی برتاؤ کرتے ہیں۔ کسی کو کوڑا مار دینا یا گالی دیدینی کوئی بات نہیں ہے۔

روسیہ کے اعلےٰ افسروں کا طریقہ بھی اس شائستگی پر جو اس وقت یورپی تمدّن کو حاصل ہے ٹھیک نہیں ہے تعلقات پیدا ہونے کے بعد کھلجاتا ہے کہ روسی بڑے بڑے افسر کس قدر وحشی ہیں اور کیسا ناانسانیت کا برتاؤ کرتے ہیں چنانچہ لیفٹننٹ کرنیل فریڈرک ولسلی جب لندن سے انگریزی سفارت متعینہ سینٹ پیٹرسبرگ کے جنگی اٹاچی بناکے بھیجے گئے تو گرانڈ ڈیوک نکولس نے جب وہ رومانیا میں تھا اُن سے نہایت ناانسانیت کا برتاؤ کیا تھا۔ ۲۵ رجون یہ معاملہ پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ لارڈ ڈورشتر نے جو اُس وقت ارل اف ڈربی تھے مجبوراً اس خبر کی صداقت کو تسلیم کیا۔ انگلستان کے

ہو گئے تھے اُن کے راستے بھی اکثر اوقات بند رہتے تھے۔ تو بھی پیٹر اعظم اس بات پر تُلا ہوا تھا کہ جس طرح ہو روسیہ کو بحری قوت بنا دیا جائے۔ اس نے ڈچ اور وینیٹین جہاز رانوں سے اپنے ارادہ کی تکمیل میں مدد لی۔ اور وہ آرخنجل گیا جہاں اس نے گرمیوں کے دو موسم انگریزوں اور ڈچوں کے جہازوں پر گزارے تاکہ بحری زندگی کا پورا تجربہ حاصل ہو اور جہاز رانی کے قواعد معلوم ہوں۔ اس نے بہت سے نوجوان روسیوں کو وینس۔ لیگھورن اور ہالینڈ بھیجا تاکہ وہ جہاز بنانا سیکھیں۔ اور خود بھی پیٹر نے مغرب کے خاص خاص ممالک میں جانے کا ارادہ کیا تاکہ جو کچھ بن آئے اپنے ہاتھ سے کرے اور سب ہنر جہاز رانی کے خود سیکھے۔

سب سے پہلے وہ ہالینڈ پہنچا اور یہاں اُس کی بہت بڑی آؤ بھگت ہوئی وہ ۱۶۹۷ء میں بطور سفیر اعظم کے داخل ہوا مگر مقام سٹرڈم میں اُس نے مثل معمولی مزدوروں کے کام کیا۔ ایک کوٹھری میں رہتا تھا۔ مزدوروں کے سے پہنے ہوئے کپڑے پہنتا تھا۔ سادی روٹی کھاتا تھا اور اپنی محنت کی مالک کارخانہ سے عام لوگوں کی طرح مزدوری لیتا تھا۔ مزدور بیچارے یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا ساتھی ایک وسیع سلطنت کا خود مختار حکمراں ہے اور اس کی سلطنت قدیم روۃ الکبریٰ سے بھی وسعت میں بڑی ہے۔ پیٹر نے کمال یہ کیا کہ کوئی شخص اُسے نہ پہچان سکا کہ یہ علاوہ مزدور کے

وزیر خارجہ نے اس معاملہ کی بابت روسیہ سے خط کتابت کی۔ اس خبر کی اصلیت یہ تھی کہ کرنیل ولسلی نے یہ سمجھکے کہ فوجی آزاد ہوتے ہیں آزادی کا برتاؤ فوجی افسروں کے ساتھہ کرنا شروع کیا اور ان سے ہر معاملہ میں باتیں بھی اسی آزادی کی کیں اس پر روسی شہزادہ نے کرنیل صاحب سے کہا آپ ذرا دیکھ بھال کے باتیں بنایا کیجے سادا معاملات کی دوسری صورت پیدا ہو۔ یہ کلمہ کرنیل صاحب کو بہت برا لگا انہوں نے فوراً اپنے عہدہ کی وردی اُتار ڈالی سادا لباس پہن لیا اور بوچرسٹ میں آکے لندن شکایت لکھ بھیجی۔

جب بلغاری سرزمین پر جنگ شروع ہوی تو روسیہ نے اپنا مقصد یہ ظاہر کیا تھا کہ اسکلاوونک قوم کو ترکوں کے ہاتھوں سے آزادی دلوانا چاہتا ہوں اس نظر سے یہ بات اغلب تھی کہ سرویا میں بھی جنگی روح پھک جائے اور وہ بھی ترکوں کے خلاف روسیہ کا ساتھہ دینے کے لئے اُٹھ کھڑی ہو۔ ۱۸۷۶ء میں اس نے اپنی جنگی روح کی آن بان دکھائی تھی لیکن ترکوں نے اپنی خاراشگاف تلوار سے اس کا پورا مزا چکھا دیا تھا۔ اگر یورپ بیچ میں نہ کود پڑتا تو سرویا ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے شادی جاتی۔ اس وقت روسیہ نے علانیہ اور پوشیدہ اُس کی امداد کی تھی مگر کچھ بھی نہ ہوا اور سرویا کی فوجیں معہ روسی فوجوں کے پارہ پارہ کردی گئی تھیں۔ اب نیا رنگ پیدا ہو گیا تھا روسی فوجیں ڈینیوب کو عبور کر چکی تھیں اور یہ بات معلوم ہونے

کوئی اور شخص ہے۔ اس نے ویسی ہی عادتیں کرلی تھیں اور جب مزدوروں میں چھٹی کے وقت بیٹھتا تو ویسی ہی باتیں کیا کرتا تھا۔

ہالینڈ سے پیٹر ۱۶۹۸ء میں انگلستان چلا گیا۔ یہاں اس نے بہروپ نہیں بدلا بلکہ یہاں وہ بہ حیثیت شہنشاہ کے داخل ہوا لاکھوں آدمی اُس کے دیکھنے کے لئے آئے اور خوب دھوم دھام سے اُس کی دعوتیں کی گئیں۔ تو بھی مقام ردوتھ ہیتی میں جہاں اُس کے لئے جہاز بن رہا تھا وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتا تھا اور اُسے بہ حیثیت ایک شہنشاہ کچھ شرم نہ تھی۔ بماہ اپریل وہ انگلستان سے چلا گیا اور اپنے ساتھ چند سائنس جاننے والے اور بحری و بری فوج کے چند افسر لیگیا۔ جب ہالینڈ میں دوبارہ گیا ہے تو بہت قلیل عرصہ قیام کیا تھا پھر یہاں سے وائنا چلا گیا تاکہ شہنشاہ آسٹریا کے لشکر کا طرز و انداز ملاحظہ کرے یہاں سے وہ اطالیہ جانے کو تھا کہ اُسے اپنے باڈی گارڈ کی بغاوت کی خبر لگی۔ وہ فوراً سترہ مہینے کی غیر حاضری کے بعد ماسکو واپس آیا۔ ماسکو میں پہنچکر اُس نے دیکھا کہ جنرل گارڈن نے تمام بغاوت کو ٹھنڈا کردیا ہے۔ باغیوں کو سزائیں دی جارہی ہیں اور ہر طرح سے امن آمان ہے۔ اب اصلاحات روسیہ کا زمانہ آیا پیٹر نے ہر صیغہ میں اصلاحیں کرنی شروع کیں۔ ابھی تک روسیہ میں نصف مشرقی طرز کا لباس رائج تھا اور کُل روسی داڑہی

لگی تھی کہ یہ ریاست پھر آمادہ پرخاش ہو جائے گی۔ ۲- جولائی کو سرویا کی پارلیمنٹ کا نیا جلسہ ہوا اور اس کی افتتاحی اسپیچ
شہزادہ سیلان نے دی جو اسپیچ ہموئی ہوئی تھی۔ شہزادہ نے بیان کیا ہم باطمینان موجودہ جنگ کے نتیجہ کا انتظار کرتے
ہیں جس جنگ میں شرقی عیسائیوں کی حفاظت کے لئے بے انتہا خون بہایا گیا ہے۔ اس جنگ کے نتیجہ پر سرویا کی آیندہ
قسمت کا دارومدار ہے۔ میں نے نیشنل اسمبلی کے کہنے پر صلح کر لی ہے لیکن میں نے اپنی قوم کو مطلع کر دیا ہے کہ عیسائیوں
کی قسمت مجھ سے زیادہ ایک زبردست ہاتھ میں ہے اور وہ ایسا قوی ہے کہ جبتک اس خونریزی کا نتیجہ نہ نکل آئے
برابر جنگ جاری رکھی جائے گی۔ فتحمند قیصر کا جھنڈا سرویا کی سرزمین پر فراٹے بھر رہا ہے۔ جب مجھے شہنشاہ روسیہ کے
حضور میں شرف ملازمت حاصل ہوا ہے تو شہنشاہ نے مجھے اطمینان دیدیا تھا کہ میں ہر طرح سے سرویا کے حقوق کی
حفاظت کروں گا۔ شہزادہ سیلان نے شہنشاہ روسیہ کی اس اسپیچ کا مطلق اشارہ نہیں کیا جو اس نے ۱۰- نومبر
۱۸۷۶ء میں شہر ماسکو میں دی تھی۔ جس اسپیچ میں اس نے صاف طور پر بیان کر دیا تھا کہ سرویا کے کل باشندے انتہا
درجہ بزدل ہیں اس سبب سے کہ سلطانی فوجوں نے ان کا بھرکس نکالدیا۔ تعجب ہے کہ شہنشاہ روسیہ نے سرویا اور
اہل سرویا کو علانیہ گالیاں دیں مگر شہزادہ سیلان کی عالی ظرفی پر آفرین ہے کہ وہ اس اسپیچ کو جیتی مکھی کی طرح نگل گیا اور

رکھتے تھے مگر پیٹر نے اس لباس اور ڈاڑھی کو بالکل اڑا دیا اور کہا کہ یورپ کے تمدن کے بالکل خلاف ہے۔ ۱۷۰۳ء
میں جب اس نے چاہا کہ ارض مقدس (یعنی ماسکو کیونکہ کل روسی اس شہر کو ارض مقدس ہی کے نام سے پکارتے تھے)
سے اپنا پائے تخت ایک وحشی اور ویران مقام خلیج فنلینڈ کے کنارہ پر آباد کروں تو ایک شور برپا ہو گیا۔ اخیر بڑی
کشمکش کے بعد یہ شہر سینٹ پیٹرسبرگ آباد ہوا۔ اس کے شمال میں فنلینڈ اور لیپلینڈ رہیں اور ہمیشہ بحر آرکٹک کی
موجیں اس شہر کو بہت نقصان پہنچایا کرتی ہیں اب بھی جب دریا چڑھ آتا ہے تو شہر کا بہت سا حصہ ڈوب جاتا ہے
اور صدہا جانوں کا نقصان ہوتا ہے۔ نو برس میں ماسکو سے پائے تخت کا تبادلہ ہوا۔ نئی عمارتوں کے بنانے میں ایک
لاکھ فوج اور مزدوروں کی جانیں برف کی وجہ سے ضائع ہوئیں۔ آج قریب ڈیڑھ صدی کے عرصہ ہوا حالانکہ بڑی
بڑی پرشوکت عمارتیں بن گئی ہیں لیکن پھر بھی ایک وحشت سی معلوم ہوتی ہے۔ جاڑا تو ایسا خوفناک ہوتا ہے کہ لالان
وہ خونی برف پڑتی ہے کہ صدہا غریب مر جاتے ہیں۔ سال کے بڑے حصہ میں جاڑا رہتا ہے۔ اس کی راہیں برف سے
بند ہو جاتی ہیں۔ سڑکوں پر برف ہی برف نظر آتی ہے۔ جب موسم بہار آتا ہے تو بمشکل وہ برف پگھلنی شروع ہوتی ہے۔ اب بھی
اکثر اوقات بھیڑیئے شہر میں چلے آتے ہیں اور سال کے بڑے حصہ میں ایک برفستانی پرخوف ملک کا مزا آتا ہے۔

اس کا ذرا بھی خیال نہ کیا شہنشاہ روسیہ کا یہ کہنا کہ سرویا نے چونکہ ترکی فوج سے شکست کھائی اس لئے وہ نامرد ہیں محض ایک غلط منطق ہے۔ خود روسی لشکر کی بارہا ترکی فوجوں کے ہاتھ سے کیا گت بنی اظہر من الشمس ہے ہاں اگر وہ اس بنا پر سرویا والوں کو نامرد کہتا کہ انھوں نے اپنے قدیمی آقا کے خلاف تلوار اٹھائی تو یہ درست بھی ہوتا اس کے بعد شہزادہ میلان نے یہ کہا "اگرچہ سرویا میں اس وقت کامل امن ہے اور اس امن کو برقرار نہ رکھنے کے یہ معنی سمجھ میں آتے ہیں کہ سرویا ہمیشہ کے لئے برباد ہو جائے" اِن فقروں کے معنی یہ تھے کہ سرویا اب کسی جنگ میں مبتلا ہونا نہیں چاہتی۔ مگر ہاں کوئی موقع ہوا تو وہ بھی جنگ کی طرف قدم اُٹھائے گی۔

واقعات کے طول پکڑ جانے سے قسطنطنیہ کی حالت بہت ہی خطرناک ہوتی جاتی تھی رعایا میں سخت جوش پیدا ہو رہا تھا اگرچہ گورنمنٹ ترکی نے اپنی دانائی سے روسیہ کے عبور ڈینیوب کے واقعہ کو خفیف کرکے رعایا کے آگے پیش کیا تھا لیکن خلق اللہ کی بےچینی میں روز بروز ترقی ہو رہی تھی اور ایک عام پریشانی سب پر چھاگئی تھی۔ تمام ایشیائے کوچک تمام عرب اور تمام مصر کی یہی کیفیت تھی وہ جوش میں بھرے ہوئے تھے اور سرگرداں تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے کیوں روسیہ کو ڈینیوب کے پار ہونے دیا اور اب اُسے آگے بڑھنے سے کیوں نہیں روکا جاتا۔ تمام

پیٹر اعظم کے وقت میں کئی بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں جن میں روسیہ نے فتح بھی پائی اور شکست بھی۔ وہ لڑائی بہت بڑی تھی جو ۱۷۱۱ء میں ترکوں سے ہوئی تھی۔ پیٹر نے حوصلہ پاکے خود ترکوں کو اعلان جنگ دیا تھا۔ اور ابھی اعلان جنگ باب عالی میں پیش نہ ہوا تھا کہ پیٹر نے جھنجلا کے ترکوں پر حملہ کر دیا۔ بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ روسیوں کی فوجیں پارہ پارہ کر دی گئیں۔ اور اخیر نتیجہ یہ ہوا کہ کل روسی فوجیں گھیر لی گئیں جن میں پیٹر بھی شریک تھا۔ اب کل روسیہ ترکوں کے رحم پر تھا ترک اگر چاہتے تو روسیہ کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹا سکتے تھے۔ اس موقع پر ترکی وزیر اعظم کی حماقت اور غرور نے روسیوں کو نجات دیدی۔ ملکہ کیتھرائن جو پیٹر کی دوسری بی بی اور اصل میں نہایت ہی ادنےٰ درجہ کی عورت تھی اس خطرہ سے خبردار ہوئی پیٹر کے تو حواس باختہ ہو گئے تھے اور اُسے کوئی بات نہ سوجھتی تھی ملکہ نے بڑی چالاکی سے بکثرت جواہرات جمع کئے اور کشتیوں میں بھر کے ترکی وزیر اعظم کی خدمت میں بھیجے اور ایک عرضی بھیجی کہ صلح ہو جائے۔ ترکی وزیر کی نسبت یہ خیال تو مشکل سے آسکتا ہے کہ اُس نے ملکہ سے رشوت لیلی لیکن ہاں اُس کی حماقت میں کلام نہیں کہ یقینی دشمن کو گرفتار کرکے اور اُس پر قابو پاکے اِس طرح سے چھوڑ دیا اگر وزیر ترکی ہوشیار ہوتا تو کبھی بھی اس موقع کو اپنے ہاتھ سے نہ دیتا اور اپنے قوی دشمن کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیتا۔

ترکی صوبجات سے جنگجو قسطنطنیہ میں چلے آتے تھے پولس نگرانی کر رہی تھی جہاں ایک گروہ شامیوں۔ عربوں
یا مصریوں کا جمع ہوا اور پولس نے اُسے میدان جنگ روانہ کیا اس خیال سے مبادا عیسائیوں کے خلاف قسطنطنیہ
میں غدر ہو جائے اور پھر سلطنت کے جگر میں خون کے دریا بہنے لگیں۔

مصری کنٹنجنٹ جس میں چھ ہزار پیدل اور ایک ہزار توپخانہ کے سپاہی تھے شہزادہ حسن کی کمان میں تھی شہزادہ
موصوف خدیو کا دوسرا بیٹا تھا اور یہی وزیر جنگ بھی تھا شہزادہ کی چونکہ ۲۴ سال کی عمر تھی اس لئے یہ مشکل
سے یقین ہو سکتا تھا آیا شہزادہ بہ حیثیت ایک سپاہ سالار یا بہ حیثیت ایک وزیر جنگ کے کوئی نمایاں کام کر
دکھائے گا وہ ابھی جنگ حبش میں لڑ چکا تھا اور وہاں اُس نے کوئی کامیابی نہیں حاصل کی تھی اس کے علاوہ
مصری فوج ترکی لشکر کے مقابل میں زیادہ قیمتی نہ تھی۔ مصری فوج صرف ایک ہزار رمنگٹن ریفل۔ دس لاکھ کار…
ایک توپخانہ اور تین اسٹیم لانچیز دریائے ڈینیوب میں کام کرنے کے لئے اپنے ساتھ لائی تھی۔ روسیوں نے جب ڈینیوب
دوبارہ آسمنٹزا سے عبور کیا ہے تو اُس کے کچھ عرصہ کے بعد یہ فوج پہنچی تھی۔ اسے یہاں پہنچ کے معلوم ہوا کہ روسیوں
نے شمالی بلغاریہ پر کامل تصرف کر لیا ہے اور ترکی سپاہ سالار برابر پہلو تہی کر کر کے ہٹے چلے جاتے ہیں۔ یہ خبر…

اگر اسی وقت روسیہ کا تیا پانچا ہو جاتا تو محض ناممکن تھا کہ آج روسیہ اس عروج اور قوت کے ساتھ صفحہ…
پر دکھائی دیتا۔ اپنی ٹانگ میں آپ کلہاڑی مارنے کا کوئی بھی علاج نہیں۔ پیٹر اور اُس کی فوج کو وزیر ترکی…
نہیں چھوڑا بلکہ اپنی سلطنت کی بربادی کی ہمیشہ کے لئے بنیاد ڈال دی۔ اور وہ بنیاد ایسی ہے کہ خدا ہی بچائے
تو بچے۔ پیٹر کی اس جنگ سے آنکھیں کھل گئی تھیں اور وہ سمجھ گیا تھا کہ اگر روسیہ کو بہت جلد نہ سنبھالا گیا تو
ترک ایک نہ ایک روز اُسے ہضم کر جائیں گے۔ اس ذلیل شکست نے اور ترکی وزیر کی غیر شریفانہ کارروائی نے
روسیوں میں انتقام لینے کی قوت پوری پیدا کر دی اُنھوں نے کئی بار انتقام لیا اور اچھا انتقام لیا۔ ترکی کو جو
کچھ نقصان بعد ازاں روسیہ سے پہنچا اُس کا عذاب بے وقوف ترکی وزیر کی گردن پر قیامت تک رہے گا۔
پیٹر نے اپنے زمانہ سلطنت میں کئی فتوحات سوئیڈن پر حاصل کیں ۱۷۲۱ء میں جو معاہدہ سوئیڈن اور روسیہ
میں ہوا اُس کی رو سے سوئیڈن کی طرف سے صوبجات لیوونیا۔ ایسٹہونیا۔ انگریا۔ کیریلیا۔ وی برگ اور
کئی جزائر دیئے گئے سوئیڈن پر فتح پانے سے روسیہ کی حالت بہت سنبھل گئی اور اب پیٹر دنیا کے قوی ترین
بادشاہوں میں ہو گیا شہنشاہ روسیہ کا لقب پیٹر ہی کے وقت سے ایجاد ہوا۔ پیٹر بعض اوقات…

وہ دم بخود ہوگئی اور سوائے کسی آئندہ موقع کے انتظار کے وہ اور کیا کر سکتی تھی۔

روسی فوجیں ڈینیوب کو خفیف مقابلہ کے بعد عبور کر چکی تہیں لیکن جب وہ دریا کے جنوبی حصّہ پر پہنچیں اور بلقان پر بڑھنا چاہا تو اُن کی تیزی میں سستی آگئی تہی۔ حملہ آوروں کے لئے اس بات کی ضرورت تہی کہ وہ ایسی سرزمین میں جہاں چار زبردست قلعوں سے حفاظت کی جاتی ہو پہوک پہوک کے قدم رکھیں۔ اِن چار قلعوں کا نام رسطک ۔ سلسبڑیا۔ وارنا اور شملہ تھا۔ ان قلعوں پر عقب سے بہی حملہ نہ ہوسکتا تہا۔ اس بنا پر روسی فوجوں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تہا کہ بغیر ان قلعوں کے فتح کئے آگے نہ بڑہنا چاہئے۔ اِن قلعوں کے فتح کرنے کے لئے ایک لشکر کثیر کی ضرورت تہی اور روسیہ فی الحال اس کثرت سے رجمنٹیں نہ لا سکتا تھا۔ بعض صورتوں میں بے انتظامی بہی بہت بڑہی ہوئی تہی کوئی کوشش ایسی نہیں کی گئی کہ پس پاشدہ دشمن کو نظر میں رکہا جاتا کہ یہ کدہر پس پا ہوا کہاں جاتا ہے اور اس کا ارادہ کیا ہے۔ حملہ آور فوج کا سامان آمد و رفت ناکافی تھا۔ ڈینیوب پر بوٹوں کا پُل بہی غیر محفوظ تہا۔ کمسریٹ میں اس قدر کمی تہی کہ ڈینیوب کی جنوبی ساحل سے شمالی ساحل والے فوجی افسر کو کھانا بہیجا جاتا تہا۔ جب ڈینیوب کو عبور کیا ہے تو سامان خورونوش مطلق ہوچکا تھا اگر کمبخت نامراد اور ناشدنی ترکی افسر

درجہ خلیق اور فیاض دل بن جاتا تھا اور بعض اوقات اول درجہ کا تنگ دل اور ظالم ہو جاتا تھا چنانچہ اس نے اپنی ایک بی بی پر اتنا ظلم کیا کہ وہ ۱۷۱۵ء میں شکستہ خاطر ہو کے مر گئی۔ یہ بی بی کیتھے رائن تہی جس نے سلطنت روسیہ کو برباد ہونے سے بچا لیا تہا۔ اس پر وہ شدید ظلم کئے کہ بیچاری قبل از وقت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ اپنے پیچھے ایک لڑکا چھوڑ گئی جس نے ہوش سنبھالتے ہی وارث تاج و تخت ہونے کا دعوے کیا۔ پیٹر نے اُسے قید کرنا چاہا لیکن وہ بھاگ کے شہنشاہ چارلس کے پاس وائنا چلا گیا۔ پھر اُسے نیپلس میں بہیج دیا گیا۔ پیٹر نے اپنے باغی بیٹے کو لکھا کہ تو ماسکو واپس چلا آ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ میں نے تیری خطائیں معاف کر دی ہیں۔ یہ کمبخت نوجوان شہزادہ ماسکو چلا آیا۔ پیٹر نے اس پر مقدمہ قائم کیا اور بڑے بڑے پادریوں اور ججوں کی ایک کمیشن مقرر کی کہ باقاعدہ طور پر اُس کے جرائم کی تحقیقات کرے کمیشن نے تحقیقات کی اور دو جرم اُس پر عاید کئے ایک تو باپ سے بغاوت دوسرے تخت روسیہ غصب کرنے کی سازش کی گئی۔ کمیشن نے اس نوجوان شہزادہ کے لئے سزائے موت تجویز کی۔ چنانچہ ۲۶ - جولائی ۱۷۱۸ء کو سزائے موت کا حکم شہزادہ کو سنایا گیا لیکن دوسرے روز یہ خبر آئی کہ سزائے موت کی خبر سن کے اُس کے ہاتھ پیروں میں تشنج پیدا ہو گیا ہے۔ خود پیٹر اپنے لخت جگر کو دیکھنے آیا۔ باپ کو دیکھتے ہی

صریح صریح کھلی ہوئی غلطیاں نہ کرتے تو محض ناممکن تھا کہ روسی جانبر ہو سکتے وہ ڈینیوب کے ہر ساحل پر برباد کر دیئے جاتے اور اس بار بھی اُن کی معقول گت بنائی جا سکتی تھی - مگر اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں دانت پیسو اور اپنی بوٹیاں آپ چباؤ اور بس جو ہونا تھا وہ ہو چکا - خون اُڑانے اور پھبتیاں باندھنے سے کچھ نتیجہ نہیں ہو سکتا حفظانِ صحت کا انتظام بھی بہت خراب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو صدی گزشتہ کی فوج آگئی ہے - اختتام جون پر موا دبھری چلنے لگی اور ادھر موسم گرما شروع ہونے لگا - کوئیں خراب ہوگئے تھے - سپاہی نصف کیچڑ اور نصف پانی پیتے تھے کیمپ میں کوئی ایسا آلہ بھی تو نہ تھا کہ پانی صاف ہو سکتا - اس میں کلام نہیں کہ روسیوں نے اپنے کاموں میں کوئی پھرتی اور عمدگی نہیں دکھائی اُن کی تقدیر سے اُن کا دشمن اُن سے گٹھ گیا تھا ورنہ انہیں ترکی سرزمین میں ضرور چھٹی کا کھایا یاد آجاتا - جولائی کے دوسرے ہفتہ میں جا کے کہیں پل تیار کیا گیا - اور اب روسی فوجوں میں پہلی کی نسبت پھرتی نظر آنے لگی تھی - دریا کے ہر طرف انجن کام کرتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے اور خوب جوش اور پھرتی سے سڑک درست ہو رہی تھی تاکہ پیادے - رسالہ اور توپخانہ گزر جائے - روسیوں نے مقام بیلا پر جو دریائے جسترا پر ایک ترکی بلغاری شہر ہے فتح کر لیا - یہ شہر ۲۰ میل کے فاصلہ پر ڈینیوب کے جنوب میں رسٹک کی بڑے راستہ پر واقع ہے - ۱۵ - جولائی

نوجوان شہزادہ رونے لگا اور معافی مانگی - پیٹر نے گلے سے لگالیا اور نہایت خوشی سے معافی دی - اور اُسے فوراً قید سے چھوڑ دیا لیکن یہ گلے لگانا اور معافی دینا محض مصنوعی تھا کمبخت ظالم باپ نے اپنے بیٹے کو زہر دلوا کے چند ہی روز کے بعد مار ڈالا - اور پھر لوگوں کے شبہہ اور نفرت سے بچنے کے لئے اُس کے تمام ساتھیوں کی گردن ماری اس جرم میں کہ انھوں نے شہزادہ کو زہر دیا ہے -

۲۸ - جنوری ۱۷۲۵ء میں خاص جدید پائے تخت میں پیٹر کا انتقال ہوگیا - کل ۵۳ سال کی عمر تھی - اس وقت ایک ایسے شاہ کی ضرورت تھی جو نہایت قوی دل ہو جو لوہے کے پنجوں سے حکومت کرے اور بہت بڑا دلیر ہو - مگر ایسا ہونا محال تھا پیٹر خود سری اور شخصی حکومت کی طرز مستقل طور پر کچھ ایسی قائم کر گیا تھا کہ اُس حکمت عملی سے جتنا نقصان روسیہ کو پہنچا وہ اُس کے اصلاحی فوائد سے کہیں زیادہ تھا - ماسکو میں ظالمانہ عنصر اس قدر آمیز ہو گیا کہ اُس کی جھلک ابھی تک پائی جاتی ہے یورپ نے اس سے بہت کچھ نقصان اُٹھایا اور خود ماسکو کی اس طریقہ جہانداری سے وقتاً فوقتاً نقصانات پہنچتے رہے - پیٹر کی سلطنت میں صرف دو عنصر ملے ہوئے تھے ایک جبر اور دوسرا فریب - اس اصول جہانداری نے گورنمنٹ اور عامہ خلایق کی ایمانداری میں بہت بڑا

سہ پہر کے وقت روسی رسالہ شہر میں داخل ہوا۔ ترک اس شہر سے پہلے ہی نکل چکے تھے۔ چونکہ ترکی افسروں کی بلی بھگت تھی اس لئے نہ تو اُنھوں نے شہر کو کوئی نقصان پہنچایا اور نہ رستوں کو خراب کیا بیرنگ واپس ہٹ گئے۔ اِدھر ترکوں نے پیٹھ موڑی اور اُدھر بلغاریوں نے اپنے قدیم آقاؤں کے مکانات پر حملہ کیا۔ ان بزدل عیسائیوں نے مسجدوں پر بھی حملہ کیا اور اُن کی توہین کی بلغاری ترکی مساجد اور مکانات وغیرہ کو لوٹ رہے تھے کہ اتنے میں روسی فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں بس پھر کیا تھا ایک قیامت برپا ہو گئی اور اب روسی فوج شہر پر گری اور بلا امتیاز ترک و بلغاری ماسکو والوں نے لوٹنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کے بلغاریوں کی آنکھیں کھُلیں اور اب وہ ترکوں کو یاد کر کر کے رونے لگے اب پچھتائے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔ بلغاریوں کے مکانات خوب آزادی سے لوٹے گئے اور بلغاری سچی عورتیں اپنے عیسائی بھائی روسیوں کے کام آئیں۔ بلغاریوں کی کل دکانیں لوٹ لی گئیں اور شراب خانے توڑ ڈالے گئے اور خوب سرمست ہو ہو کے روسی سپاہیوں نے مفت کی شراب اڑانی شروع کی۔ جب یہ تمام فحش ناروا اور بے عزتی کی باتیں ہو چکیں تو جنگی پولس دکھائی دی اور اُس نے ان شرمناک افعال کا خاتمہ کیا۔

حملہ آور فوج اب تین کالم میں تقسیم کر دی گئی۔ ان میں سے ایک کالم مقام سیلا کی راہ سے جانب شمال مشرق

نقص پیدا کر دیا۔ پیٹر کا ذاتی اثر بہت ہی خراب تھا۔ وہ وحشیانہ ظالمانہ اور غیر شریفانہ طور پر اپنے اُمراء سے پیش آیا کرتا تھا یہ وحشی اور ظالم بادشاہ بر سرِ دربار اپنے ہاتھ سے اُمراء کو کوڑے مارا کرتا تھا۔ روسیہ کی ابتدائی تاریخ میں بھی یہ پتہ نہیں لگتا کہ کسی ظالم سے ظالم شاہ نے ایسا کیا ہو کہ عام دربار میں کسی وزیر یا رکن سلطنت کو مارا ہو۔ پیٹر سے پہلے اُمراء اور عوام کا اثر سلطنت میں بہت بڑا تھا لیکن جب سے روسیہ حکومت ایک خودسر۔ ظالم۔ وحشی اور خونی شاہ کے ہاتھ میں آئی تمام اثر جاتا رہا۔

پیٹر کی طرزِ حکومت کا اثر روسیہ کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر گیا ہے۔ بچہ بچہ کی ظالمانہ روح ہے گورنمنٹ انتہا درجہ شدید اور جفاکار ہے۔ بظاہر ہم یہ دیکھ کے خوش ہوتے ہیں کہ مغربی اصول اور تمدن سے حکومت کی جاتی ہے مگر روسیہ حکومت کی دیواروں میں جب بجائے پانی کے انسانی خون ملایا گیا ہے تو اُس کا اثر کسی طرح بھی زائل نہیں ہو سکتا روسی انتہا درجہ سیاہ کار ظالم اور ناخدا ترس ہوتے ہیں اور اُن میں سے ہنوز ابتدائی صدیوں کا جنگلی پن نہیں گیا ہے یہ وحشی پیٹر کا اثر ہے جو ابھی تک چلا آتا ہے اور حکومت روسیہ کسی حالت میں بھی اُس سے پہلو نہیں بچا سکی۔

پیٹر کے بعد اُس کی جورو کیتھرائن ثانی تخت نشین ہوئی۔ یہ عورت ایک سوئڈن کے شخص کی جورو تھی جس پر پیٹر عاشق

رسنظک پر بڑھ رہا تھا۔ دوسرا کالم جانب نکوپولس اور پلونا پر بھیجا گیا تھا جو سسٹووا کے جنوب مغرب کی طرف ہے۔ تیسرا کالم ٹرنووا اور گبرووا پر قدم زن تھا۔ ۸ جولائی کو ٹرنووا پر روسیوں کے ڈوبر گیڈ۔ رسالہ اور توپخانے نے قبضہ کرلیا تھا۔ یہاں دو ہزار ردیف ترکی فوج قابض تھی جب اُس نے روسیہ فوجوں کو آتے دیکھا تو بغیر جنگ کئے پیچھے ہٹ گئی۔ یہ عجیب رازدارانہ معاملہ تھا۔ ترک اور اس آسانی سے خون کی ایک بوند گرائے واپس ہٹ جائیں ترکوں کی تاریخ میں ایسے واقعات کا کبھی ظہور نہیں ہوا۔ افسروں کی نمک حرامی نے ترکوں کو یہ روز بد دکھایا۔ یہ مقام اگرچہ کسی عظیم جنگ کے لئے موزوں نہ تھا لیکن بلقان کے شمالی حصّہ کو طے کرنے کے لئے بہت موزوں تھا۔ ۱۰ جولائی کی صبح کو پورے چھ بجے کے بعد سسٹووا سے ایک مہم روانہ ہوئی اس مہم کا کمان افسر جنرل گورکو تھا۔ فوج نے دریا میں ہو کے اپنا راستہ کیا اُس کے بعد جَو کا کھیت آیا جس کی بالیں لمبی لمبی کھڑی ہوئی تھیں اور بغیر کسی بٹیا کے فوج نے اپنا راستہ اسی کھیت میں ہو کے بنایا۔ جب روسیہ فوجیں کھیت میں ہو کے بڑھ رہی تھیں تو روسی مخبر پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ گئے تھے تاکہ ارد گرد کے تمام مقامات کو جنھیں فوج نہ دیکھ سکتی تھی اچھی طرح معائنہ کرتے رہیں۔ راستہ میں کچھ ترک ملے اُن سے فوراً ہتیار لے لئے گئے۔ چلتے چلتے یکایک روسیہ فوجیں ٹھٹکیں ادہر مخبروں نے جھنڈیوں سے

ہوگیا تھا اور آخیر زبردستی اس عورت کو چھین لیا تھا یہ عورت صرف دو ہی برس تک پیٹر کے پاس رہی کیوں کہ اُس کے بعد پیٹر مرگیا تھا مگر دو ہی برس میں پیٹر کا دل کچھ ایسا ہاتھ میں لیا کہ پیٹر جیسا ظالم بادشاہ اس چالاک خوبصورت عورت کا بے داموں کا غلام بن گیا اور اُس کا دم بھرنے لگا یہاں تک کہ اُس کے مرنے کے بعد یہ عورت تخت پر بٹھائی گئی۔ کوئی نیا واقعہ اس عورت کی سلطنت میں نہیں ہوا اور چند ہی روز کے بعد یہ تخت سے اُتاردی گئی۔ اس کے بعد مقتول شہزادہ کا بیٹا تخت نشین ہوا لیکن اس کا راج بھی تین ہی سال میں ختم ہوگیا اور کوئی مشہور واقعہ اس کے زمانہ سلطنت میں نہیں واقع ہوا۔ ۱۷۳۰ء میں تخت سے اُتار دیا گیا۔ اور تاج سلطنت کورلینڈ کی شہزادی اینی نامی کے سر پر رکھا گیا۔ یہ شہزادی ایوان پنجم کی بیٹی تھی جو پیٹر اعظم کا بڑا بھائی تھا۔ اس شہزادی نے پہلے پولینڈ کی طرف اپنی توجہ کی اور پھر مغلوں پر حملہ کیا۔ مغلوں سے شہزادی کو کامیابی نہیں ہوئی اُس کے بعد کریمیا پر حملہ کیا یہاں ترکوں سے کئی خونریز میدان ہوئے۔ مگر اس خونی جنگ کا کوئی بیّن نتیجہ نہیں نکلا۔ یہ دلیر اور دل چلی شہزادی ۱۷۴۰ء اکتوبر میں مرگئی لیکن مرنے سے پہلے اپنا جانشین ایوان ششم کو بنا دیا تھا جو پیٹر اعظم کا پوتا تھا۔ ابھی یہ بہت ہی صغیر سن تھا اس لئے یہ بدقسمت بادشاہ برائے نام حکمراں رہا۔ اس کمبخت بچّے کے خلاف ایک بڑی سازش کی گئی آخیر اسے عمر

ایسی علامتیں ظاہر کیں گویا یہاں کچھ خوف محسوس ہو رہا ہے۔ دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ ایک مضبوط مقام پر ترکی فوج معہ توپخانہ کے مقیم ہے اور چاروں طرف مضبوطی سے مورچہ بندی ہو رہی ہے۔ یہ مقام ایسا زبردست تھا کہ اگر ترک جم کے لڑتے تو روسیوں کا بہت کچھ نقصان کر سکتے تھے لیکن اُنھوں نے کچھ دیر بھی قدم نہیں جمایا اِدہر کوہ قافی رسالے نے اُن پر حملہ کیا اور اُدہر وہ ایسا زبردست مقام چھوڑ کے بھاگ گئے۔

اب کیا تھا روسیوں کے دل بڑھ گئے تھے اور اُن کی نگاہ میں ترک ذلیل ہو گئے تھے اور وہ برابر آندھی اور مینہ کی طرح آگے بڑھے چلے آتے تھے۔ اپنے عقب میں خاص خاص مقامات کو مورچہ بند کرتے چلے آ رہے تھے۔ یہ موقع ترکوں کے لئے بہت ہی بہتر تھا لندن ٹائمس کا نامہ نگار نہایت افسوس سے لکھتا ہے "اگر ترک اپنی معمولی جرأت سے بھی کام لیتے تو روسیوں کو کامل شکست مل سکتی تھی"۔ یہ فقرہ ایک واقفکار جنگی نامہ نگار کا ہے۔ ترکی سلطنت کے ضعف اور بے سروسامانی کی داستانیں محض خیالی رہجاتی ہیں۔ ترک سپاہی اگرچہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بہت ہی کم تعداد تھے تو بھی اُنکے افسر اچھے ہوتے تو روسیہ ہمیشہ کے لئے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے سے تائب ہو جاتا۔ اے کاش یہ کیا اچھا موقع ترکوں نے اپنے ہاتھ سے کہو دیا۔ ورنہ روسی اور ترکی عملداری میں اس طرح چلے آئٹس۔ ترک اور وہ بھی فوجی ترک

قیدی کر دیا گیا۔ اور ۱۷۴۱ء میں پیٹر اعظم کی لڑکی ایلزبتہ تخت نشین ہوئی۔

قیدخانہ میں مُدت تک رہنے کے بعد اخیر ایوان ۱۷۶۴ء میں قتل کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد ایلزبتہ تخت نشین ہوئی یہ ایک قوی دل اور روشن ضمیر خاتون تہی اور اس نے بڑی دہوم دہام سے سلطنت کی۔ اس ملکہ کی سلطنت میں جنگ آسٹریا میں روسیہ نے میریا تہریسا سے معاہدہ کیا اور ۳۶ ہزار روسی پناہ گزیں مقام راہن میں نمودار ہوئے گویا یہاں سے روسیہ سے مغربی تعلقات کا زمانہ شروع ہوتا ہے سات برس کی طول طویل جنگ میں روسیہ نے آسٹریا کی امداد پر جرمنی پر حملہ کیا اور دو بار فریڈرک اعظم کو شکست دی۔ پہر اسی خاتون کی سلطنت میں ۱۷۶۰ء میں روسیہ نے برلن کو فتح کر لیا اور ایک فوج پولینڈ میں مستقل قایم کر دی۔ ۱۷۶۲ء میں ایلزبتہ مر گئی اور اس کی جگہہ ڈیوک آف ہولسٹین گوٹاریپ تخت نشین ہوا۔ اور اس جدید شاہ نے اپنا لقب پیٹر ثالث رکھا۔ یہ نہایت ہی کمزور دل و دماغ کا حکمران تہا اور اس کی سلطنت صرف چند مہینے رہکے ختم ہو گئی۔ مرا نہیں کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ تخت سے اُتار دیا گیا اور بجائے اس کے ملکہ کیتھرائن ثالث تخت نشین ہوئی۔ اس کے عہد کے مشہور واقعے بہت سے ہیں اور گویا روسی تاریخ کا نیا باب اسی کے زمانہ سلطنت سے شروع ہوتا ہے۔

بغیر جنگ اس طرح پیچھے ہٹتے چلے جائیں۔ روسی حملہ آور فوج پورے چالیس میل میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے اُسکی حالت بہت ہی کمزور ہوگئی تھی۔ ترک ہر مقام سے اُسے پارہ پارہ کر سکتے تھے۔ روسی خود اپنی کمزوری کو جانتے تھے مگر ترکوں کی ملی بھگت سے وہ بہت مستغنی تھے اور آنکھ بند کرکے اس طرح بڑھے چلے جاتے تھے گویا وہ اپنے ملک میں جارہے ہیں یا اُنہیں کسی دوست کی عملداری میں دعوت دینے کے لئے بلایا گیا ہے۔

اِس میں کلام نہیں کہ سلطان المعظم سخت بیتابی اور اضطراب سے روسیہ کی نقل وحرکت کو دیکھ رہے تھے لیکن آپ بالکل مجبور تھے۔ تخت پر تو بیشک بٹھا دیئے گئے تھے لیکن آپ کو کوئی اقتدار حاصل نہیں تھا اور نہ وُزرا یا فوجی افسرون آپ پوری قدرت رکھتے تھے۔ تو بھی آپ برابر سلسلہ جنبانی کر رہے تھے اور اپنے اضطراب کا پے در پے اظہار کر رہے تھے جب کمانڈر انچیف عبدالکریم پاشا نے سلطان المعظم کو بدظن اور پریشان پایا تو یہ لکھ کے بھیجا "میں حضور عالی جاہ کی خدمت میں التجا کرتا ہوں کہ اپنی طبع اقدس کو پریشان نکریں۔ سعستوداامیں روسیہ کے آنے سے کوئی پریشانی نہیں ہے میں نے ایک اعلیٰ درجہ کی تدبیر کی ہے جس سے روسیہ کو کامل شکست ملیگی اور وہ بالکل برباد کردیئے جائیں گے اور جو روسی ہماری سرحد میں آگیا ہے وہ کبھی زندہ اپنے مُلک واپس نہیں جاسکتا۔"

دوسرا باب

کیتھیرائن ثالث اور بعض نامور واقعات

یہ شہنشاہ بیگم شہزادہ انہلٹ کی بیٹی تھی جو جرمنی کی چھوٹی سی ریاست کا رئیس تھا۔ ۱۷۴۵ء میں اس کی شادی پیٹر ثالث سے ہوئی اس خاتون کی عمر اس وقت صرف سولہ برس کی تھی۔ مگر یہ شہزادی اس شادی سے کچھ زیادہ خوش نہیں تھی۔ روسی دربار اس زمانہ میں تمام یورپ میں مشہور ہورہا تھا۔ یہاں سازشیں خوب چلتی تھیں اور دغا فریب دھوکے کی مشق علانیہ کی جاتی تھی۔ یورپ کی یوں تو کوئی سلطنت سازشوں سے خالی نہ تھی مگر اُنکی اس سازشی کارروائی پر پردہ پڑا ہوا تھا لیکن یہاں کھُلم کھُلا سازشیں کی جاتی تھیں اور انہیں بڑا ہنر سمجھا جاتا تھا۔ کمبخت پیٹر ثالث ان چالبازیوں اور سازشوں کو مطلق نہ سمجھتا تھا وہ ایک بیوقوف سا حکمراں تھا کیتھیرائن اول اول اپنے خاوند کی ایسی عادتوں سے بہت خوش تھی کہ میرا خاوند اخلاقی کمزوری کی طرف نفرت سے دیکھتا ہے مگر شہنشاہ بیگم الیزبتھ کے مرنے سے پہلے ان میں شکر رنجی پیدا ہوگئی اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ پیٹر ثالث

یہ حملے اور یہ بشارتیں کسی طرح بھی قابل اطمینان نہیں ہوسکتی تھیں کیونکہ دشمن دریا کی رَو کی طرح ترکی علداری میں گھسا چلا آتا تھا اور اُس نے بہت سا حصّہ ترکی ملک کا اپنے قبضہ میں کرلیا تھا اس بڑی کامیابی کی صورت میں ایک وہمی تدبیر سے کامیابی حاصل کرنا خلاف عقل معلوم ہوتا تھا۔ جنگی فنون کے ماہر ایسی تدبیروں کو بنظر طفلیہ وہ تدبیریں بھی ہوں وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نیت کا حال خدا کو معلوم ہے کہ عبدالکریم پاشا کیا کرنا چاہتے تھے لیکن تمام ظاہری باتیں ملی بھگت کی شہادت دیتی تھیں اور اخیر میں ان ناروا باتوں کا یقین بھی ہوگیا تھا سنہ ١٨٧٠ء کی جنگ فرانس و جرمنی میں سپاہ سالار ٹروچو نے بھی پیرس کی حفاظت کی بہت اعلیٰ درجہ کی تدبیر سوچی تھی اور وہ تدبیر اُس کی اخیر میں کامیاب ہوگئی۔ اس نے ایسی چال کی تھی کہ جرمنی فاقہ کشی کر کرکے مرجائیں اور پیرس کے فتح ہونے تک ایک بسکٹ بھی اُن کے پاس نہ رہے۔ اس کی تدبیر میں حُب وطن اور جوشِ قومی کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا مگر عبدالکریم پاشا کی یہ تدبیر تھی کہ اخیر ترکی گورنمنٹ روسیہ کی گود میں جا پڑے۔ یہ بالکل بدیہی امر تھا کہ ان باتوں سے سلطان المعظم کو کبھی اطمینان نہیں ہوسکتا تھا۔ جب پانی سر سے گزر گیا تو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے ترکی لشکر گاہ کی طرف خود روانہ ہونا چاہا آپ نے اپنے جانے کی بالکل تیاری

اپنے بھتیجے گرانڈ ڈیوک کے خلاف اس شہزادی کی تائید کرتا تھا۔ جب نادان پیٹر ثالث تخت نشین ہوا تو علانیہ یہ کہنے لگا کہ میں تو کیتھے رائن کو طلاق دوں گا۔ اس کہنے ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ اپنی ایک آشنا شہزادی دور نزف سے شادی بھی کرلی۔ اس حرکت سے ایک زبردست گروہ دربار ہی میں اُس کے برخلاف پیدا ہوگیا اپنے زمانہ حکومت میں اس نے نہ تو فوج کی طرف توجہ کی تھی اور نہ چرچ کی طرف۔ خود اجنبی تھا اس لئے اجنبیوں کو پسند کرتا تھا اور وہی اسے ہر وقت گھیرے رہتے تھے۔ روسی امرا مشتبہ نظروں سے اس کی حرکات کو دیکھنے لگے۔ یہ صحیح ہے کہ کیتھے رائن بھی نسلاً اس کے بالکل اجنبی تھی اور اُس کی رگوں میں روسی خون کا نام بھی نہ تھا پھر بھی اُس کی ترکیب یہ تھی کہ روسیوں کی خوشامد درآمد کرکے اُنھیں گانٹھ رکھا تھا اور وہ ایسے گرویدہ ہوگئے تھے کہ کیتھے رائن کو اپنی ملکہ سمجھتے تھے اور اپنے ہی خون میں سے خیال کرتے تھے۔ کیتھے رائن کو جب اُس کے خاوند نے قید کردیا اور وہ تنہا ایک حبس میں رہنے لگی اس کے جوڑ توڑ ایسے غضب کے تھے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے صدہا جاں نثار پیدا کرلئے۔ ۸ جولائی سنہ ١٧٦٢ء میں وہ سینٹ پیٹرسبرگ چلی گئی اور اُس نے گارڈ کی ایک رجمنٹ کو اُبھارا کہ میری تائید اور امداد پر کمربستہ ہو۔ چنانچہ رجمنٹ کی رجمنٹ اس کی امداد پر تیار ہوگئی۔ پھر اُس رجمنٹ

کر لی تھی مگر قسطنطنیہ کی پیچیدگیاں ہرگز یہ اجازت نہیں دیتی تھیں کہ سلطان محل سے قدم باہر نکالے۔ جب آپ ان مجبوریوں سے نہ ہل سکے تو فوراً وزیر جنگ ولیف پاشا کو معہ نمیاق پاشا ایک تجربہ کار جنگ اور اور محمد علی پاشا اپنے ایڈیکانگ کے روانہ کیا کہ وہ جا کے عبدالکریم پاشا کے حالات کی تحقیق کر کے پوری رپورٹ سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کریں۔ سلطان اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ سپاہ سالار ترکی نے یہ روز بد دکھایا کہ بغیر خون کی بوند گرائے روسی فوجیں بڑھتی چلی آرہی ہیں جس سے قسطنطنیہ خطرہ میں پڑا جاتا ہے۔ اگرچہ سلطان المعظم اس وقت بالکل ناتجربہ کار تھے اور سلطنت کی ایسی جاں کندنی کی حالت میں تخت پر بٹھائے گئے تھے پھر بھی بڑے استقلال سے ان نازک حالات پر غور کر رہے تھے اور معاملات کا اتار چڑھاؤ دیکھ رہے تھے۔ فی الحقیقت آپ کا کوئی قصور نہ تھا آپ کرتے تو کیا کرتے ایک تو ناتجربہ کاری اور دوسرے افسروں کی ملک اور قوم کی طرف سے یہ سرد مہری سخت پیچیدگی پیدا کر رہی تھی۔

سستوو اسے ٹرنووا تک روسی فوجوں کی یلغار ایسی نہ تھی جو ایک دشمن کی سرزمین میں ہوا کرتی ہے بلکہ وہ نہایت سرخوشانہ حالت میں جا رہی تھی۔ راستہ میں جتنے قصبے اور گاؤں پڑتے تھے وہ اپنے حملہ آوروں کا بڑے جوش و

دیکھا دیکھی توپخانہ کی اور رجمنٹوں نے بھی ساتھ دیا۔ شام سے پہلے پہلے کیتھرائن نے اپنے ملکہ ہونے کا اعلان دیدیا اور پندرہ ہزار آدمیوں نے اس کے آگے اطاعت کی قسمیں کھائیں اور اسے بچن دیا کہ ہم کبھی تیری فرمانبرداری سے باہر نہیں ہوں گے ایک ہی لمحہ میں ملکی لڑائی کا سماں معلوم ہونے لگا۔ پیٹر اپنے موسم گرما کے محل اورنئین بام میں استراحت کر رہا تھا۔ یہ محل سینٹ پیٹرسبرگ سے جانب غرب بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ملکہ نے فی الفور ہر حملہ کی بول دی۔ اور خود فوج کی سرکردہ بنکے روانہ ہوئی۔ پیٹر کو معہ اس کے ہولسٹن گارڈ کے گھیر لیا اور ہتیار ڈالدینے کی درخواست کی۔ گارڈ نے کہا کہ ہم اپنے شاہ کے لئے اخیر دم تک لڑیں گے۔ گارڈ تو لڑنے کے لئے موجود تھا لیکن شاہ کی یہ سانگ دیکھ کے جان نکل گئی وہ اس قدر ست پٹایا اور اس کے اوسان ایسے باختہ ہوئے کہ نہ گارڈ کو کچھ حکم دیسکا اور نہ جنگ کا انتظام کر سکا فی الفور اپنے کو شہنشاہ بیگم کے حوالہ کر دیا۔ ۹ جولائی کو بیگم نے اسے ایک دستاویز لکھنے پر مجبور کیا جس میں یہ تحریر کرایا گیا کہ میں حکمرانی کی قابلیت نہیں رکھتا اس دستاویز پر باقاعدہ دستخط کرا کے بیگم نے اس نامراد بدنصیب حکمراں کو قید خانہ بھجوا دیا۔ بدقسمت شاہ کے لئے محل اوپشا جو سینٹ پیٹرسبرگ سے بیس میل فاصلہ پر تھا تجویز کیا گیا۔ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ نامراد شاہ

خروش سے خیر مقدم کرتے تھے۔ وہ لوگ نمک اور روٹی روسی افسروں کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرتے تھے اور اُن پر پھولوں کی بچھاور ہوتی تھی۔ ہر قصبہ کے داخلہ پر سبز پتّوں کے محراب دار دروازے بنائے گئے تھے۔ عورتیں سپاہیوں کے آگے ہوسے پیش کرتی تھیں۔ پادری ناچتے اور گاتے تھے اور تصویروں کو بیچ میں رکھ کے صلیبی نشان لیکے گلیں پھرتے تھے۔ ایک عام جوش تھا جو موجزن ہو رہا تھا اور ایک عام خوشی تھی جو چاروں طرف سے دریا کی طرح اُمڈ رہی تھی۔ روسی افسروں نے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا تھا کہ یلغار میں شراب کو نہ ہاتھ لگائیں شہزادہ ایوجینی جب کسی گاؤں کے آگے ڈنڈے ڈیرے ڈالتا تھا تو گاؤں والوں کو حکم کر دیا کرتا تھا کہ سپاہیوں کے لئے کوئی سخت نشی چیز لیکے نہ آئیں۔ ۱۲۔ جولائی تک ٹرنووا روسیوں سے بھر گیا تھا۔ آٹھویں کور کا بڑا حصّہ پہنچ چکا تھا اور اس کی کمان گرانڈ ڈیوک نکولس کر رہا تھا۔ لوگوں نے روسی سپاہیوں کے لئے اپنے گھر کھول دیئے تھے۔ مگر قصبہ اکچیر میں یہ بات نہ ہوئی لوگوں نے روسیوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور روسی سپاہی کے ہاتھ ہر شے بیچنے سے صاف انکار کر دیا۔ معلوم نہیں کہ اس کی کیا وجہ تھی آیا وہ فی الحقیقت روسیوں سے نفرت کرتے تھے یا اُنہیں ترکوں سے ڈر لگتا تھا کہ اگر ترک یہاں پھر آگئے تو ہمیں اس کی سزا دیں گے۔ ترکوں کا یہاں

زیادہ روز زندہ نہیں رکھا جائے گا کیونکہ اُس کی زندگی سے خطرہ تھا اور یہ یقین تھا کہ اُس کے دوست احباب ضرور غدر کریں گے۔ اخیر سات آٹھ دن کے بعد یہ مشہور کیا گیا کہ پیٹر درد قولنج سے مر گیا۔ اس کی اصلی کیفیت یہ ہے کہ ۱۴۔ جولائی کو چند زبردست دیوہیکل آدمی بدنصیب شاہ کے پاس آئے اور اُسے شراب پلا کے اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اُسے ذبح کر دیا۔ ذبح کرنے والا ایلیکزس اورلف تھا جو ملکہ کے بڑے چاہنے والوں میں تھا اور ملکہ بھی اُس پر جان و دل سے فریفتہ تھی۔ یہ ایک گرانڈیل جوان تھا اور بہت ہی بہادر اور قوی تھا اس نے معزول شاہ کو پچھاڑ کے اپنا آبدار خنجر اُس کے گلے پر پھیر دیا۔ جب یہ شخص برلن گیا تو اس نے فخراً بیان کیا تھا کہ شہنشاہ روسیہ کو میں نے چھاتی پر چڑھ کے ذبح کیا تھا۔ روسی مورخوں کا بیان ہے کہ بیگم کو اپنے خاوند کے قتل کی خبر پیچھے ملی ہے۔ اور وہ اس قتل میں شریک نہیں ہوئی۔ تو بھی جب اس نے اپنے بدنصیب خاوند کے قتل کی خبر سُنی تو بہت خوش ہوئی کہ خدا نے پاپ کاٹا۔ روسی مورخوں کا یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے کہ بیگم کے اشارہ سے یہ خون نہیں ہوا بیگم کے یہ بائیں ہاتھ کا داؤں تھا اُس نے اپنے زمانہ میں سینکڑوں کو پوشیدہ قتل کرا دیا اور اُف تک نہیں کی۔

تمام ونشان بھی نہ تھا روسیوں کے پہنچنے سے پہلے وہ بھاگ کے چلدیئے تھے۔ اگرچہ روسیوں کی یلغار بہت سُست تھی پھربھی روسی فوجیں شمالی بلغاریہ میں بہت دُور تک گھُسی چلی گئی تھیں اب بھی ترکوں کی یہی کیفیت تھی کہ برابر پیچھے ہٹے جاتے تھے اور لڑنے کا نام نہ لیتے تھے۔ پہاڑوں میں اِدھراُدھر پوشیدہ ہوگئے تھے اورجہاں روسی فوجوں کو پاس آتے دیکھا اور چلدیئے۔ وسط جولائی میں یہ خبر آگئی کہ ٹرنووا اور ایلونا کے درمیان ایک ترکی بھی نہیں رہا۔ اتنے وسیع ملک کو جس پہ چند روز ہوئے ترکوں کی حکومت تھی ترکی افسروں کی رشوت ستانی یا حماقت نے بغیر خون کی ایک بوند گرے روسیوں کے حوالہ کردیا۔ قسطنطنیہ کی حالت روز بروز ان خبروں سے ابتر ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ ایک خوف تمام شہر پر طاری ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم روسیوں کی اس کامیابی اور اپنے محکمہ جنگی کی اس بے انتظامی پر چونک پڑے اور اب آپ کو سلطنت کے لینے کے دینے پڑ گئے ساتھ ہی اپنی جان بھی خطرہ میں دکھائی دی۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ سلطان المعظم کی یہ رائے ہوئی انگلستان کا جنگی بیڑہ جہازات گولڈن ہارن (شاخ زرین) میں آکے لنگرانداز ہوجائے وزرانے معہ وزیر اعظم کے اس خیال کی تائید کی۔ مگر جلسہ وزرا کے اور ممبروں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا یہ بات اسوقت ممکن ہے

کیتھے رائن کے آغاز سلطنت میں بڑی بڑی بغاوتیں ہوئیں بہت کچھ ملک ہی میں خونریزی ہوئی لیکن اس زبردست عورت نے تمام باغیوں کا سر کچل کے ملک میں امن پھیلادیا اور اب وہ پیٹر اعظم کے ارادہ کی تکمیل میں مشغول ہوئی۔ بیگم نے سب سے پہلے روسیہ میں علمی مدارس جاری کئے اور بڑے بڑے فاضل اور صناع کی قدردانی کی۔ جبر اور ظلم کو بالکل مٹادیا اور غریب روسی کو بہت سی آزادی کے حقوق بخشے۔ تعلیم کا اس عورت کے زمانہ میں بہت چرچا ہوا۔ بڑے بڑے لائق سیاحوں کی خوب آؤبھگت کیا کرتی تھی جس سے غیر ممالک کا علم اس کا بہت بڑھ گیا تھا۔ اس ملکہ کی سلطنت میں پولینڈ کو آزادی مل گئی تھی۔ اور یہ کام بیگم کا بڑی حکمت پر مبنی تھا پولینڈ پر قبضہ کرنا کچھ آسان کام نہ تھا اہل پولینڈ کئی بار تاخت وتاراج کرتے ہوئے ماسکو کی دیواروں کے پاس چلے آئے تھے اس وقت پولینڈ میں جان سوبسکی ایک جنگجو شاہ کا زمانہ تھا۔ عیسائی تاریخ میں اس شاہ کی بہت تعریف کی گئی ہے اور اسے لاثانی جنگ آور مانا گیا ہے۔ یہ زمانہ ترکوں کے عروج کا تھا اور تمام یورپ میں ترکوں سے ہل چل پڑ رہی تھی۔ ترک کے نام سے یورپ میں بچے چونک اُٹھتے تھے اور مائیں اپنے بچوں کو ترکوں کا نام لے کے سُلایا کرتی تھیں۔ اس وقت تمام جنوب مشرق کو ترک ہضم کرچکے تھے اور اب پولینڈ کی طرف بڑھ رہے تھے تاکہ

کہ جب انگلستان ترکی کا دوست بن جائے اور ترکی کے ساتھ ملکے کام کرے بغیر اس کے انگریزی جنگی بیڑے کو گولڈن ہارن میں آنے کی اجازت دیدینا درست نہیں ہے۔ یہ معاملہ کچھ مدھم سا ہوکے رہگیا۔ پر جوش مسلمانوں کے تیور بدل رہے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ قسطنطنیہ کے عیسائیوں سے اس کا عوض لیا جائے۔ عیسائی بھی اس سے غافل نہ تھے۔ گلاٹا جہاں عیسائیوں کی بڑی آبادی تھی جو کٹے ہوئے تھے اور انھوں نے ارادہ کرلیا تھا کہ اگر عثمانی لشکر کو کامل شکست ملی اور قسطنطنیہ میں غدر ہوا تو گولڈن ہارن کے بوٹوں کے پل کو سب سے پہلے برباد کردیں گے۔ عیسائیوں کے پاس مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی ... اور یہ اسلح روسی سپاہ سالار آلینیٹو نے انھیں بھجوائے تھے اور آمادہ کیا تھا کہ قسطنطنیہ میں غدر کردیں۔ روسی سپاہ سالار اور گلاٹا کے عیسائیوں میں یہ سمجھوتہ ہوگیا تھا کہ اشارہ ہوتے ہی ہم ترکوں پر ٹوٹ پڑیں گے شہر میں لوٹ مچادیں گے اور جو مسلمان بچہ یا عورت ہمارے سامنے آئے گی اُسے قتل کرڈالیں گے۔ اس رازدارانہ سازش کا حال لندن ٹیمس کے نامہ نگار مقیم تہر بیپا نے ۱۷ر جولائی کو لکھا تھا۔

جنگ کا خوف بہت بُرا ہوتا ہے اور جنگ بھی وہ جنگ جس میں ایک ملک کے افسر غفلت اور بے ایمانی سے

پولینڈ کو زیروزبر کرکے آسٹریا کو فتح کرلیں۔ اس میں کلام نہیں کہ جان سوبسکی نے ترکوں کے علی التواتر حملوں کا معقول جواب دیا اگر یہ شخص سپاہ سالار نہ ہوتا اور ترک استغنائی سے کام نہ لیتے تو نہ پولینڈ بچتا اور نہ آسٹریا۔

۱۶۷۴ء میں جان سوبسکی تخت پر بیٹھا ادہر ترکوں نے حملہ کردیا اور خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ پاشائے دمشق جنگ کرنے کے لئے آیا تھا۔ پاشا نے آتے ہی اس بہادر سپاہ سالار کو معہ دس ہزار سپاہ کے گھیر لیا اور بیس روز تک پے درپے حملے کرتا رہا آخر ۱۴ر اکتوبر ۱۶۷۶ء میں صلح ہوگئی۔

۱۶۸۳ء میں تمام یورپ خوف سے کانپ اُٹھا۔ وزیر اعظم ترکی مصطفیٰ مارتا ہوا وائنا پائے تخت آسٹریا کے فصیل کے پاس پہنچ گیا۔ تمام یورپ کو یقین ہوگیا کہ جس طرح ترکوں نے ہنگیریا کو برباد کردیا اسی طرح جنوبی جرمنی کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ تمام مسیحی دنیا میں زلزلہ آگیا اور اس کی بنیادیں چرچرا گئیں۔ کسی کو اس میں شبہہ نہ تھا کہ یونان۔ رومیلیا۔ بلغاریہ۔ سرویا اور دوسری ریاستوں کی قسمت کے حصہ لینے سے جرمنی کسی حالت میں بھی نہیں بچ سکتی۔ خود آسٹریا میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ خونخوار بہادر ترکوں کے مقابلہ میں تنہا کھڑی ہوسکے گی۔ اس نازک وقت میں جب ترکوں نے وائنا کا محاصرہ کرلیا تو جان سوبسکی سولہ ہزار پولینڈی اور کثیر تعداد جرمنی

کام لے رہے ہوں اور فوجیں پیچھے ہٹتی اور مقبوضات چھوڑتی چلی آرہی ہوں لندن ٹمیس کے بحری نامہ نگار
نے گھبراہٹ اور رعایا کی پریشانی کا ایک چشم دید واقعہ لکھا ہے جس سے پریشانی کی پوری کیفیت نظر آتی ہے۔
۱۷ار جولائی کو نامہ نگار مقام عینی زگرا سے لکھتا ہے اس مقام کی چوڑائی نصف میل کے قریب ہے اور اس نے
ریل کو شہر سے جدا کر دیا ہے یہاں ایک ترکی فوج تین ہزار آدمیوں کی مقیم ہے۔ اس مقام میں بالکل بدحواسی
اور بے انتظامی چھا رہی ہے ہر شے پراگندہ معلوم ہوتی ہے۔ ایک غول سات سَو عورتوں اور بچوں کا
... طرف پڑا ہوا ہے اور ان بدنصیبوں کے پاس سوائے مختصر سے سامان کے اور کچھ نہیں ہے۔ خوا...
شہر بالکل بربادی کی حالت میں ہے گھر جل رہے ہیں اور دھوئیں میں سے شعلے اُٹھ رہے ہیں۔ حمام۔ مس...
اور دوسری سرکاری عمارتیں بالکلیہ برباد ہو گئی ہیں۔ دکانیں اور اُن کا کُل سامان ٹکڑے ٹکڑے شاہراہوں
پڑا ہوا ہے۔ غمگین اُداسی چاروں طرف چھا رہی ہے۔ ہاں کہیں تو کُتے ملے کہیں دو چار بطیں اور کہیں کچھ
مرغیاں بس سوا اس کے اور کوئی جاندار نظر نہیں آیا۔ داخلہ شہر میں ایک ترکی دستہ فوج ملا جو بچوں اور عو...
کے ساتھ آرہا تھا۔ یہ وہ کمبخت لوگ تھے جو حکماً شہر چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔ شل لداؤ جانوروں کے اپنے گھر...

فوج ساتھ لیکے وائنا کی خلاصی کے لئے پہنچا۔ بماہ دسمبر ۱۶۸۳ء میں اس کی کمان میں ستّر ہزار فوج تھی۔ اس نے
کیلمبرگ کے پہاڑی سلسلہ پر مورچہ بندی کی یہاں سے آسٹریا پورا معلوم ہوتا تھا۔ ترکوں کے فوجی ڈیرے خیمے
صاف نظر آرہے تھے۔ میلوں تک ترکی خیموں کی متوازی قطاریں معلوم ہو رہی تھیں اُن کے اللہ اکبر کے نعرے
وائنا کے گرد باد میں گونج رہے تھے ترکی لشکر گاہ کو دیکھ کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک نیا شہر آباد ہو گیا ہے۔ ترکوں
کا یہ جوش و خروش دیکھ کے پولش شاہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے چاہا کہ چند روز تک خاموشی برتی جائے مگر
یکایک ایک واقعہ سے اس کا ارادہ بدل گیا۔ اور وہ واقعہ یہ ہے کہ سرشام وزیر اعظم ترکی اپنے خیمہ میں بیٹھا
ہوا قہوہ پی رہا تھا۔ سوبسکی نے بہت غور سے دیکھا کہ وزیر اعظم جسمانی لحاظ سے کچھ ایسا قوی نہیں ہے۔ پھر
اس سے خوف کھانے کی کیا بات ہے۔ یہ خیال کرتے ہی اس نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا کُل عیسائی فوجیں
بےخبری میں ترکوں پر ٹوٹ پڑیں اور بازار جدال و قتال گرم ہوا۔ ترک پریشان ہو کے بھاگے اور کُل سامان
باربرداری اور حرب چھوڑ گئے۔ ہنگیریا میں ہو کے اُن کا تعاقب کیا گیا اور وہ شکست کھاتے ہوئے ڈینیوب کے
پار ہو کے چلے آئے۔

ساماںوں سے لدے ہوئے تھے اور اُنھیں سوبیل پر سے بھیجا جا رہا تھا۔ میں ہر دُکان اور ہر مکان کے اندر گیا۔ اور بربادی کا نظارہ پُورے طور پر دیکھا۔ خوابگاہ کے لباس۔ آئینے۔ پاٹ۔ رکابیاں۔ مختلف ظروف۔ باجے خطوط۔ حساب کتاب کی کتابیں۔ بچّوں کے کھلونے۔ گڑیاں۔ تاش اور اسی قسم کی ہزارہا چیزیں پھٹی ٹوٹی پڑی ہوئی تھیں یہی کیفیت دُکانوں کے سامان کی تھی تعجب ہوتا تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ عظیم بربادی کیوں کر ہوگئی شہر کا ترکی حصہ بھی اسی مصیبت میں شریک تھا ہر جگہ ڈھیر ہی ڈھیر نظر آ رہے تھے۔ ہر شے جل چکی تھی اور چاروں طرف ایک ہُو کا سماں نظر آ رہا تھا۔ یہ بربادی آتش زدگی سے نہیں معلوم ہوتی تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ترکوں نے یہاں قتل و غارت کیا تھا جس کا تذکرہ آگے لکھا جائے گا۔" نامہ نگار لندن ٹیمس کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ ترکوں نے اس شہر کو برباد کر دیا بلکہ دوسرے اخباروں کے نامہ نگار اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ بربادی کا بڑا جرم بلغاریوں پر ثابت ہوا ہے۔ ۱۴ر جولائی کو روسی فوجیں حرم برگاس پر بڑھیں اُن کی یلغار کی خبر سنتے ہی کل ترکی آبادی عینی زگرہ سے بھاگ کے چلتی بنی۔ بلغاریوں نے ترکی حصّہ شہر میں آگ لگا دی ترکی فوج نے جب یہ دیکھا کہ روسیوں نے حرم برگاس پر قبضہ کر لیا تو اُن کی غیرت نے جوش مارا اور وہ روسیوں پر

یہ ایک انگریزی مورخ کا بیان ہے جس کا ہرگز اعتبار نہیں ہو سکتا اگر اس قسم کی کہانی کسی مشرقی افسانہ میں ہوتی تو زیادہ مناسب تھی۔ ترکوں کا وانا چھوڑ کے چلے آنے کی وجہ یہ تھی کہ قسطنطنیہ میں بغاوت ہوگئی تھی اور وزیر اعظم کی طلبی کا حکم قسطنطنیہ سے آ چکا تھا۔ اُس پر بھی محاصرہ وانا اُٹھانے سے پہلے ایک معاہدہ ہوا جس میں ترکوں کو تاوان جنگ دیا گیا اور بہت سے سرحدی حقوق بھی ترکوں نے حاصل کئے۔ ہاں خلاف معاہدہ عیسائیوں نے یہ کیا کہ آنکھ بچا کے مقام پارنگ پر ترکوں پر بیخبری میں آ پڑے۔ یہ جنگ یادگار زمانہ ہے۔ بڑی گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ اخیر عیسائی فوجیں کاٹ ڈالی گئیں اور اُن کے افسر پریشان ہو کے بھاگے ترک اس لئے ان کا تعاقب نہ کر سکے کہ اُنہیں قسطنطنیہ آنے کی جلدی تھی۔

ترکوں نے اپنی سلطنت کا انتظام کرنے کے بعد شہزادہ سوبسکی سے پورا انتقام لیلیا یعنی چند روز کے بعد پولینڈ پر حملہ کیا اور اُسے زیر و زبر کر کے اُس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

غرض کیتھے رائن نے نہایت کامیابی سے سلطنت کی۔ اس کی بڑی خواہش یہ تھی کہ جہاں تک ہو سکے یورپ سے ترکوں کو مار کے نکال دیں۔ اپنی اخیر عمر میں اُس نے گرانڈ ڈیوک اپنے دوسرے بیٹے کا نام قسطنطنین رکھا

لوٹ پڑے۔ خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی روسی فوجیں پارہ پارہ کردی گئیں اور اخیر اُنھیں حرم برگاس چھوڑتے بن پڑی۔ جب ترک دوبارہ اس مقام پر قابض ہوئے تو اُنھوں نے اپنا حِصّہ شہر جلا ہوا دیکھا۔ باشی بزوقوں کو یہ دیکھ کے سخت غصہ آیا اُنھوں نے بلغاریوں کے حِصّہ شہر کو آگ لگادی۔ بس اس کی اصل حقیقت یہ ہے جس کو نامہ نگار لندن ٹمس نے حاشیہ چڑھا کے لکھا ہے۔ پھر ترکی کمان افسر نے بعدازاں حکم دیا کہ ہر شخص شہر خالی کرکے چلا جائے ترکی فوجیں برابر آگے بڑھ رہی تھیں اگرچہ اُن کی رفتار میں سستی آگئی تھی لیکن اس عرصہ میں کچھ نمایاں نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا۔ ۲۴ ر جولائی کو نامہ نگار اخبار ڈیلی نیوز تیسرول کرنے والی فوج کے ساتھ رُسطک کی سڑک پر جارہا تھا اُس کا بیان ہے کہ رُسطک میں میں نے ایک خالی کیمپ دیکھا جو غالباً احمد ایُّوب پاشا کی فوج نے خالی کیا تھا۔ ترکی فوجیں پاشائے مذکور کی ماتحتی میں اب بھی رُسطک کے قریب دریائے لُم کے لگ بھگ موجود تھیں۔ دس سے چودہ ہزار ترکی فوج تھی جو بعد ازاں وہ مقام خالی کرکے چلتی بنی تھی۔ تھوڑی دُور پر ترکی اور روسی فوجوں میں مُٹ بھیڑ ہوگئی لیکن کوئی نامور جنگ نہیں ہوئی۔ قصبات کے لوگ اکثر روسی لشکر گاہ کو دیکھنے آرہے تھے۔ کسی قسم کے مظالم کی علامتیں مطلق نہیں پائی جاتی تھیں ورنہ ابھی تک مکانوں میں

اور اُسے یونانی پڑھوائی اور یہ مشہور کیا کہ سلطنت مشرقی کی روح اس میں آگئی ہے اور اسے قسطنطنیہ کے تخت کی بشارت ہوئی ہے۔ کمبخت ملکہ یہ آرزو اپنے دل ہی دل میں لیگئی اس نے ایران فتح کرنے کے لئے حملہ کیا لیکن اس حملہ میں کچھ کامیابی نہیں ہوئی اخیر مرض سکتہ میں ۱۷ر نومبر ۱۷۹۶ء میں مرگئی۔

تیسرا باب ۳

ملکہ کے جانشین

ملکہ کے بعد اُس کا بیٹا پال تخت نشین ہوا۔ یہ انتہا درجہ کا ظالم تھا پہلے تو اس کی جنگ نپولین بوناپارٹ سے ہوتی رہی لیکن بعد ازاں یہ اس کے ساتھ ملگیا اور اس نے ہندوستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد وہ یکایک مجنون ہوگیا اور اب اس جنون نے اُس کی ظالمانہ طبیعت میں اور بھی ایک ظلم کے باب کا اضافہ کیا۔ افسروں کو معمولی خطاؤں میں قتل کرنے لگا۔ ابھی تک اُس کے جنون کی اطلاع عام طور پر نہ ہوئی تھی مگر اس نے سینٹ پیٹرسبرگ کے کورٹ گزٹ میں ایک اعلان شاہانِ یورپ کے نام جاری کیا جس کا یہ مضمون تھا

آگ دی گئی تھی۔ ترک اب بھی اپنے چھوڑے ہوئے مقامات سے سامان وغیرہ لیئے جا رہے تھے اور رشطک کی سڑک سے جانب چپ جا رہے تھے۔ ۱۲ جولائی کو شہزادہ مینولف نے آٹھویں کیولری ڈویژن سے حملہ کیا اور ساتھ ہی ایک زبردست توپ خانہ کیساتھ اُسکی اور فوج بھی آگئی۔ ترک بیخبر اپنے سامان کو لیئے جا رہے تھے اُنکے سامان کیساتھ زیادہ فوج بھی نہ تھی پھر بھی وہ جان توڑ کے لڑے اور اپنے سے کئی گنے دشمنوں کا بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا۔ اخیر کہاں تک۔ ایک خونریز جنگ کی بعد پسپا ہوگئے۔ اور روسیوں کے ہاتھ اُن کے سامان کا بہت سا حصہ معہ ایک ہزار مویشیوں کے آگیا۔ یہ فی الواقع ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔ لیکن تو بھی روسیوں کو ابھی کئی میدان لڑنے باقی تھے۔ روسی فوجیں بیکار ہی سے پریشان ہوگئی تھیں اور اُن کا یہی منشا تھا کہ ایک طولانی اور خطرناک جنگ ہو جس سے دل کے حوصلے نکلیں۔ یہ خیالات زیادہ تر تازہ فوج کے تھے لیکن وہ فوجیں جو بہت دنوں سے میدان میں کام کر رہی تھیں تھک کے چُور ہوگئی تھیں ان کے افسروں نے گورنمنٹ کی خدمت میں التجا کی کہ ہم مدت تک جانٹرا کو عبور نہیں کر سکتے۔ سیزروچ اور اُسکا بھائی ولدیمیر اس درخواست کرنے میں تھے۔ افواج رشطک کا چیف کمانڈر جنرل نیپوکوچکی اس بات پر زور دے رہا تھا کہ آگے بڑھا جائے اس وقت روسی فوجیں ایک جگہ مقیم تھیں اور گورنمنٹ کے مزید احکامات کا بہت بیتابی سے انتظار کر رہی تھیں ترکی خلجی

کہ آئندہ عظیم خونریزیوں کے روکنے کی ترکیب یہ ہے کہ جس شاہ کا جی چاہے وہ مجھ سے تنہا جنگ کرلے۔ ہم میں سے جو غالب آجائے گا اُسیکا تاج و تخت ہوگیا۔ اس اعلان کے جاری ہوتے ہی سب کو یقین ہوگیا کہ اس کا دماغ الٹ گیا۔ اب وزرا نے اسکے خلاف سازش کرنی شروع کی۔ ۲۴ مارچ ۱۸۰۱ء میں چند وزرا جو اس سازش میں شریک تھے۔ اسکی خوابگاہ میں گئے اور شہنشاہ سے کہا کہ آپ ترک سلطنت کی دستاویز تحریر کریں اور اُسمیں لکھیں کہ میں سلطنت سے دست بردار ہوا۔ شاہ نے ایسی دستاویز لکھنے سے انکار کیا۔ وزرا نے اسپر زور دیا کہ آپ کو یہ کرنا ہوگا۔ بدبخت شہنشاہ نے بڑی سختی سے انکار کیا۔ آخر باہم کھٹ پٹ ہونے لگی۔ وزرا نے ایک دوپٹہ سے شہنشاہ کی گردن میں پھندہ ڈال دیا۔ اور کُتے کی طرح گھسیٹ گھسیٹ کے مار ڈالا اور صبح کو یہ اعلان دیدیا کہ شہنشاہ مرض سکتہ سے مرگیا۔ اور اسکی جگہ اس کا بیٹا الگزینڈر اول تخت نشین کیا گیا۔ اسی شہنشاہ کے راج میں فرانس کی جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ اور ۱۸۱۵ء میں روسیہ یورپ کی دول عظام کی فہرست میں شامل ہوگیا۔ الگزینڈر رحمدل و عزیز شہنشاہ تھا اگرچہ اُسمیں تلون مزاجی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی عالی دماغ اور ہوشیار تھا یہ الگزینڈر ہی تھا جس نے سب سے پہلے مقدس اتحاد کی بنیاد ڈالی اور یہ اتحاد بماہ ستمبر ۱۸۱۵ء میں روسیہ۔ آسٹریا اور پروشیا میں آزادانہ خیالات کی اشاعت کرنیکے لیئے قائم ہوا۔

حالت اگرچہ اس قابل نہ تھی کہ ترک آگے بڑھ کے جنگ کرتے۔ لیکن ترکی سپاہی سخت بیچین تھے اور اتنی مدت کی بیکاری سے تنگ آکے اپنے افسروں پر حملہ کرنے کا زور دے رہے تھے۔ ہر ترک کی تلوار نیام سے نکلی پڑتی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد جنگ ہو۔ حملہ آور روسی فوجوں میں ڈھیل پڑ گئی تھی۔ کچھ تو تیاری میں دیر لگی اور کچھ ڈینیوب کے پار ہونے میں اُنہیں دقتیں پڑیں۔ حالانکہ روسی فوجیں دریا کو عبور کر چکی تہیں لیکن اُنکی رفتار میں اب بھی سستی تھی اسی لیئے وسط جولائی تک کوئی معرکہ کی جنگ نہیں ہوئی۔ بلقانی پہاڑوں کا بڑا اور طولانی سلسلہ روسیوں کی فوجوں کے آگے کھڑا ہوا تھا اور یہ بات قرین قیاس تھی کہ اگر ترک ذرا بھی ہمت کر جاتے تو بہت کچھ یہ سلسلہ کوہ ہی اُنکی امداد کرتا۔ روسی فوجیں اس بات کی جلدی کر رہی تہیں کہ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد ایڈریانوپل پر قبضہ ہو جائے۔ مگر موسم اسقدر سخت تھا کہ الامان بمشکل چند میل کا سفر طے ہوتا تھا۔

ڈینیوب کو عبور کرنیکے بعد بڑی جنگ روسیوں کو نکوپولس پر لڑنی پڑی۔ یہاں بھی ترکوں نے اپنی قدیمی شجاعت اور سورمائی خونخواری سے کام نہیں لیا۔ ورنہ روسی فوجیں معہ اپنے رومینی مددگاروں کے ہمیشہ کے لیئے میدان کارزار میں سُلادی جاتیں روسی فوجوں کی کثرت اور رومینیوں کا ہجوم میلوں تک کالی گھٹا کی صورت میں نظر آرہا تھا کُل رومینی شائستہ فوج اور کل

نکولس

اِسکے بعد اُس کا بھائی نکولس ۱۸۲۵ء میں تخت نشین ہوا۔ یہ شہنشاہ بڑا زبردست اور خونخوار ہوا ہے تخت پر بیٹھتے ہی اُسے معلوم ہوا کہ اُمرا کا ایک گروہ میرے خلاف سلطنت جمہوری قایم کرنے کا مشورہ کر رہا ہے اس شہنشاہ نے نہایت بیجگری سے اِن اُمرا پر ہاتھ ڈالا۔ اور سب کو نہایت بیرحمی سے مروا ڈالا۔ فرانس کی بغاوت نے یہ خیالات روسیہ میں پہنچائی تھے ورنہ روسی جمہوری سلطنت کے نام سے بالکل بیخبر تھے۔ اِس طولانی جنگ سے جسکا خاتمہ ۱۸۱۵ء میں ہوا روسیوں کا دماغ پریشان ہو گیا تھا۔ زمانہ جنگ میں روسیوں کا سابقہ مغربی یورپ سے اکثر پڑتا رہا۔ اور اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسی بیدار ہونے شروع ہوئے اور اُنکی قوت ادراک میں تیزی پیدا ہوگئی۔ اب وہ معاملات سیاسی میں آزادی سے بحث کرنے لگے جو پہلے انہیں نصیب نہ تھی۔ تو بھی شہنشاہ نکولس کے تیس ۳۰ سالہ راج میں روسیوں کو یہ جرأت نہوئی کہ وہ مثل مغربی یورپ کے شہنشاہ کی مرضی کے خلاف سلطنت میں دخل دیتے۔ کیونکہ نکولس لوہے کے پنجوں سے حکومت کرتا تھا۔ اور اُسکا ظلم اتنا بڑھا ہوا تھا کہ معمولی شُبہہ میں بڑے بڑے وزرا کو قتل کر ڈالنا اُسکے آگے کوئی بات ہی نہ تہا۔ اِسی شہنشاہ کے عہد میں ۱۸۲۸ء میں اور بھی ترکوں پر ایک حملہ کیا گیا۔ اِس جنگ کی مفصل کیفیت تو عثمانی سلطنت کی تاریخ میں لکھی جائیگی۔ لیکن مختصر کیفیت یہ ہے کہ روسی سپاہ سالار

وولنٹر روسیوں کی امداد کے لئے چلے آئے تھے۔ فوجوں کی تعداد امید سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ رومینی فوج کے پاس صرف رفیل ہی تھے بلکہ بہت بڑا توپخانہ بھی تھا۔ غرض اُن کا کل سازو سامان روسیوں سے علیحدہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا۔ ۱۲۔ اور ۱۵۔ جولائی کو رومینی توپخانہ نے نکوپولس پر بڑی شدّت سے گولہ باری شروع کی ادہر روسی توپخانہ نے جو جانب جنوب نصب کیا گیا تھا گولے برسائے۔ خشکی کیطرف سے تو روسیوں نے نکوپولس کا محاصرہ کر لیا تھا اور کنارہ آب سے پر رومینی توپیں غضب ڈہا رہی تہیں ۱۵ تاریخ ترکی فوجوں نے سیموونٹزا کی بلندیوں پر مورچہ بندی کر لی تھی۔ دوسرے روز روسی اور رومینی فوجوں نے ملکے سلسلہ پہاڑی کے ایک جانب قبضہ کر لیا۔ ترکوں نے بغیر جنگ کیئے اس مقام کو خالی کر دیا۔ اور اس بے اوسانی سے خالی کیا کہ اپنا سامان حرب کا بہت سا حصہ حملہ آوروں کو سپرد کر گئے۔ ترکی افسروں کی اس غیر شریفانہ طرز جنگ سے ہم ہرگز روسی فوجوں کی بہادری کی تعریف نہیں کر سکتے ہاں اگر ترک جم کے لڑتے اور پھر اُنہیں شکست ہو جاتی تو روسیوں کی تعریف ہو سکتی تہی۔ جہاں ترک جم کے لڑے وہاں روسیوں کے چھکے چھوڑوا چھوڑوا دیئے۔ اور روسیوں کے ایسے دانت کھٹے کیئے کہ اب تک اُنہیں یاد ہے۔ پلونا پر غازی عثمان پاشا مرحوم ایمانداری سے لڑا تھا۔ اُس نے کیا کیا اپنے سے دوگنی روسی فوجوں کو تہ تیغ کر دیا اور روسیوں کا بلیتھن نکال دیا۔ اور تمام جنگجو قوموں کو سبق پڑہا دیا۔ کہ جنگ مدافعت یوں

ڈبیٹش نامی بلقان کی شمالی اطراف میں ترکوں پر کامیابی حاصل کرتا ہوا ایڈریانوپل پر چلا آیا۔ روسی سپاہ کی فتوحات کا بڑا سبب ترکی ملکی لڑائیاں تہیں۔ جاں نثاری بغاوت کر رہے تھے اور خاص سلطنت کی جگہ ہی میں خون کے دریا بہ چکے تھے۔ فوج لاکھوں میں سے صرف چند ہزار رہ گئی تھی۔ جسنے روسی ٹڈی دل فوجوں کا مقابلہ کیا۔ ایڈریانوپل میں جب روسی فوجیں پہنچی ہیں تو ترکوں کو دہوکا دیا گیا کہ پچاس ہزار روسی فوج موجود ہے حالانکہ پانچ چھ ہزار سے زیادہ نہ تہی فوراً عہدنامہ ہو گیا اور اُسکے بعد روسی فوجوں کی حقیقت کھُلی۔ ترک ہاتھ ملتے کے ملتے رہ گئے۔ ورنہ روسیوں کا مار لینا کچھ بات ہی نہ تھا۔ سُلطان وقت اسی رنج میں فوت ہو گیا۔ یہ عہدنامہ ۱۴ ستمبر ۱۸۲۹ء میں ہُوا تھا۔ دوسری جنگ کریمیا پر ہوئی جو ابھی تک موجودہ نسلوں کو بھی یاد ہوگی۔ اس میں انگلستان فرانس اور سارڈینیا ترکوں [illegible] بالتفصیل تذکرہ عثمانی تاریخ میں بیان کرینگے۔

نکوپولس کے بعد اُسکا بیٹا الگزینڈر ثانی موجودہ حکمران کا باپ تخت نشیں ہُوا۔ اسکی سلطنت کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ اُس نے دو کروڑ تیس لاکھ روسیوں کو غلامی سے آزاد کر دیا۔ اور ایک فرمان جاری کیا کہ آئندہ ہر روسی خواہ وہ کسی درجہ اور طبقہ کا ہو محض آزاد ہے۔ سب کچھ ہوا۔ لیکن شخصی حکومت کی درشتی اور سختی جوں کی توں باقی ہے۔ الگزینڈر ثانی کی خارجی حکمت عملی بالکل

لڑا کرتے ہیں۔ کاش کل ترکی افسر ایسی ایمانداری اور جانبازی سے لڑتے تو کون نہیں خیال کر سکتا کہ وہ سرسبز ہوتے
حدود روسیہ میں واپس جاتے اور اُنہیں ایک بھی فتح حاصل ہوتی۔ جتنی فتوحات روسیہ کو ہوئیں یہ سب بے ایمانی کی فتوحات
تھیں۔ اور اسکا انکار یورپ کے اعلیٰ مدبرین بھی نہیں کر سکے۔ انصاف اور عقل سے کام لو تو اس شکستہ حالی پر بھی ترکوں
کی ایک عجیب فوجی قوت معلوم ہوتی ہے۔ پانچ سال سے تمام یورپی صوبے باغی خزانہ میں ایک پیسہ نہیں۔ شایستہ فوج کا
بہت سا حصہ کام آچکا ہو۔ کل یورپ برگشتہ تین حکومتوں کی تبدیلی۔ افسران فوج کی نمک حرامی۔ سلطان وقت بد تا بوا د
ناتجربہ کار۔ روسیہ تازہ دم۔ کل باغی صوبے اپنی لاکھوں فوجوں کے ساتھ اُسکے معاون اور اُسکے دوش بدوش اپنے قدیم
آقاؤں سے جنگ کیلئے حاضر۔ ترکی محض بے پناہ اور شکستہ حال۔ ان خطرناک صورتوں میں اگر ترک کچھ بھی مقابلہ نہ
کرتے۔ اور روسی فوجیں قسطنطنیہ تک بغیر کسی جنگ کے پہنچ جاتیں تو زیادہ قابل اعتراض بات نہ تھی۔ مگر اسپر بھی ترکی
جتنی لڑی اور جو کچھ لڑی وہ انتہا درجہ تعریف کے قابل ہے اور کوئی نا منصف شخص بھی ان پر حرف زنی نہیں کر سکتا
ادہر رومینی ترکی مقامات پر گولہ باری کر رہے تھے۔ اور اُدہر روسی فوجیں توپوں کے سہارے نکوپولس پر بڑھ رہی
تھیں۔ ۱۵۔ تاریخ نکوپولس پر بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ جنوبی قلعوں کو فتح کرنے میں روسی اور رومینی فوجوں کے کُشتوں

پیٹر اعظم اور کیھیتے راین ثانی کے قدم بقدم تھی۔ ہاں اسکا اعتراف کرنا پڑے گا کہ اس بادشاہ کے عہد میں سلطنت کو بہت
ترقی ہوگئی تھی۔ اور بہت سا ملک اُس کے قبضے میں آگیا تھا۔ ڈاکٹر لائل نے اس صدی کے آغاز میں تمام روسیہ کی سیاحت کی ہے
اُنہوں نے روسی ترقی کا ایک دلکش خاکا اُتارا ہے وہ لکھتے ہیں کہ چند صدی پہلے روسی سرحدات موجود یورپی صوبجات
روسیہ ¼ حصہ اور ½ حصہ روسی ایشیائی عملداری کے برابر تھیں۔ ایوان ثالث کی عہد سلطنت میں روسی حکومت صرف
دس ہزار مربع میل تھی۔ اور حکومت شاہ وسیلی میں ۱۴ ہزار ہو گئی تھی۔ ایوان رابع نے اپنی سلطنت کو بہت وسعت دی
اور فیوڈر اول نے اس سے بھی زیادہ بڑھا دیا۔ الکزیس کی سلطنت میں تمام صوبے جو پول نے فتح کئے تھے پھر روسیہ کے
قبضہ میں آئے۔ اس صورت سے گویا اب دو لاکھ ستاون ہزار مربع میل زمین روسی قبضہ میں آگئی۔ فیوڈر ثالث کی
سلطنت میں اور بھی عملداری میں اضافہ ہوا۔ پیٹر اعظم نے اپنی سلطنت کو دو لاکھ اسی ہزار مربع میل وسعت دی لیکن
بیگم عینی نے تین لاکھ چوبیس ہزار مربع میل تک اپنی حکومت کو پھیلا دیا۔ کیھیتے راین ثانی کے وقت میں روسیہ عملداری تین
لاکھ پینتیس ہزار مربع میل تک پہنچ گئی۔ حکومت پال میں الگزینڈر ثانی موجودہ شہنشاہ کے باپ کے وقت میں روسی حکومت
تین لاکھ پنتالیس ہزار مربع میل تک جا پہنچی تھی جس میں پچاسی ہزار تو یورپ میں اور دو لاکھ ساٹھ ہزار مربع میل ایشیا میں

کے پشتے لگ گئے۔ جب روسی فوجیں یہاں تک آگئیں تو ترکوں کی آنکھیں کھلیں اور پھر مقابلہ کی ٹھہری بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ خون بہا اور روسی فوجیں پے درپے کاٹ ڈالی گئیں۔ مگر ترک وقت کھو چکے تھے اور موقع جنگ اُن کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اب لاکھ کچھ بہادری کرتے مگر کچھ کام نہ چل سکتا تھا۔ تو بھی اُنہوں نے روسیوں کو چھٹی کا کھایا یاد دلوادیا اور حملہ کا پورا مزا انہیں آگیا۔ کئی گھنٹے تک ترک جنگ کرتے رہے اور بڑی مستعدی سے جنگ کرتے رہے مگر جب اُن سے دس حصہ زیادہ روسی اور رومینی فوجیں آگئیں تو مجبوراً اُنہوں نے قدم پیچھے ہٹایا اور اب وہ اپنے حلقوں میں مورچے چھوڑ چھوڑ کے چلے گئے۔ پس پا ہوتے ہوتے بھی ترکوں نے روسیوں کی بڑھتی ہوئی فوج پر حملہ کیا لیکن رومینی توپخانوں کے دھواں دھار فیروں سے وہ قایم نہ رہ سکے اور پس پا ہونا ہی مناسب جانا۔ شب ہونے تک روسی تمام بیرونی مقامات پر جہاں ترک قابض تھے پہنچ گئے اور سب مقامات پر روسی پھریرا فرلٹے بھرنے لگا۔ روسی فوجیں بیرن کرونر کی ماتحتی میں کام کررہی تھیں اور ان فوجوں کا تعلق نویں کور سے تھا اُس روسی افسر کی ماتحت دو ڈیویژن پیادہ فوج اور ایک ڈیویژن رسالہ کا تھا۔ روسیوں کا اس جنگ میں بہت

سمجھنی چاہئے۔ اگر یہی سلسلہ ترقی جاری رہا تو چار لاکھ بلکہ پانچ لاکھ مربع میل تک سلطنت کو وسعت ہو جائے گی۔ روسیہ کی یہ ترقی یورپ کے لئے فال بد ہے۔ اگرچہ موجودہ زمانہ میں یورپ کی ہر سلطنت ترقی کررہی ہے تو بھی روسیہ کا اب تک مُنہ دیکھا جاتا ہے اور جہاں کوئی پیچیدگی پڑجاتی ہے روسی دوستی کی ہر سلطنت خواہش مند معلوم ہوتی ہے۔

سرکیشیا کو شہنشاہ نکولس نے فتح کیا تھا۔ اور اُس کے ایشیائی مظالم اور فتوحات کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ مسٹر بکھارو ایک روسی مورخ فخراً بیان کرتا ہے کہ ایک صدی میں جو کچھ روسیہ نے ترقی کی ہے اُس کی نظیر تمام دُنیا میں نہیں ملتی۔ ابھی تک اُس کی ترقی سلطنت بند نہیں ہوئی ہے ۱۷۶۲ء سے اُس نے اپنی عملداری کو دُگنا کرلیا ہے۔ روسیہ تین سو پچاس فرسنگ (تین میل کی مسافت) اُس رستہ پر بڑھا ہے جو وائنا سے پیرس کو جاتا ہے۔ پھر نصف سوئڈن کو ہڑپ کرگیا ہے اور پولینڈ کا بڑا حصہ اُس کے قبضہ میں آچکا ہے اور ایران سے برٹن اعظم کے برابر ایک رقبہ فتح کرچکا ہے اور ترکی سے مختلف کامیاب جنگوں کے بعد ایران کی کل عملداری کے برابر ملک فتح کرچکا ہے جو پروشیا کے برابر ہے۔ بہت سے وسطی ایشیائی ریاستیں

نقصان ہوا اور ترکی نقصان بھی کافی تھا۔ ترکوں نے شہر بند ہو کے لڑنا مناسب خیال کیا۔ راتوں رات انہوں نے شہر کو خالی کر دیا۔ اور علی الصبح روسی فوجیں ۱۶ تاریخ فتح کا باجا بجاتی ہوئیں شہر نکوپولس میں داخل ہوئیں۔ ترکوں نے شہر خالی کرنے سے پہلے اپنا تمام سامان رسد جو ساتھ نہ لیجا سکتے تھے جلا کے خاکستر کر دیا اور ساتھ ہی شاہی عمارتوں کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی جب روسی فوجیں شہر میں داخل ہوئی ہیں تو گولیوں کے چند فیر ہوئے تھے مگر اب مزید جنگ کرنی فضول تھی۔ حسن پاشا اور احمد پاشا کی کامیابی کی اُمیدیں مایوسی سے بدل گئی تھیں انہوں نے چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ روسی سپاہ سالار کے آگے ہتیار ڈالدیئے چالیس توپیں بھی روسی قبضہ میں آئیں۔

لندن ٹیمس کا نامہ نگار جو اس موقع پر موجود تھا اس خونی منظر کا یہ افسوس ناک بیان لکھتا ہے"! افسوس ہے ترکوں نے اُن بلند مقامات کو مضبوط کرنے میں جہاں اُن کا قبضہ تھا کچھ بھی توجہ نہ کی تاں ہر شے کا انحصار سپاہیوں کی شجاعت اور بیجگری پر تھا۔ ترکی سپاہیوں کی بہادری میں ذرا بھی شک نہیں ہے میں نے مجروح ترکوں کو دیکھا جو ہشاش بشاش معلوم ہوتے تھے جسم سے خون بہ رہا ہے لیکن اُن کی تیوری پر مطلق بل

اُس کے قبضہ اقتدار میں آچکی ہیں اور اب صرف چند کمزور ریاستیں روسیہ اور انگریزی ہند میں حایل رہ گئی ہیں۔" روسی مورخ کا یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے لیکن ہم افغانستان کو مثل بخارا یا خیوا کے کمزور ریاست نہیں خیال کرتے۔ ظاہری علامتوں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر اُس نے افغانستان کا رُخ کیا اور امیر بھی ہمنبرد ہونے کے لئے اپنی تمام موجودہ قوت سے آمادہ ہو گیا تو وسط ایشیا میں غدر ہو جانا آسان ہے اور اب افغانستان بھی ایسا ترنہ کا نوالہ نہیں رہا کہ روسیہ اُسے آسانی سے ہضم کر جائے مگر خدا کی باتیں خدا ہی جانتا ہے آیندہ اُونٹ کس کل بیٹھے اس کی خبر ہمیں نہیں ہو سکتی۔

روسیہ کی حکومت موجودہ زمانہ میں بھی بڑی سخت اور ظالمانہ حکومت ہے شخصی خودرائی کا عنصر اُس میں آمیز ہو رہا ہے۔ قانون سلطنت ضرور ہے لیکن اکثر اوقات اُن قوانین کی بہت کم پروا کی جاتی ہے۔ چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ طفلس میں ایک شخص نیبو کھا کے مر گیا گورنمنٹ کی طرف سے احکام جاری ہو گئے کہ سال بھر تک نیبو شہر میں نہ آنے پائیں اور جتنی فصل نیبوؤں کی اُس سال ہوئی تھی وہ سب کی سب برباد کر دی گئی اور مالکوں کو ایک پیسہ نہیں دیا گیا۔ روسیہ کی عام عملداری میں ہندوستان کا کوئی شخص

ضمیمہ کرزن گزٹ ۔ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

حیات حمیدیہ

حصہ دوم

یعنے

اعلیٰ حضرت سلطان المعظم عبد الحمید خان غازی والئے روم کے سوانح عمری

مرتبہ میرزا حیرت دہلوی

کرزن پریس دہلی واقع ستلگنج میں چھپی
سنہ ۱۹۰۱ء سمت ۱۹۵۷

حیات حمیدیہ

دوسرا حصّہ

پہلا باب

جنگ کا نیا زمانہ

دو جنگجو قوموں کو ہم حصّہ اول میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نکوپولس پر چھوڑ آئے ہیں۔ میدانِ کارزار روسیہ کی فتوحات ہونے پر بھی اسی طرح گرم ہے۔ ترکوں کے سپاہ سالار اب بھی اسی غفلت کی نیند پڑے سوتے ہیں۔ مگر سپاہی جانبازی دکھانے کے لئے بیتاب ہوئے جاتے ہیں اُن کی سنگینیں دشمن کے کلیجوں میں بھُکنے کے لئے تیز ہیں اور اُن کے دل اپنے افسروں کی بُزدلی اور غفلت سے نالاں ہیں۔ وہ

تاریخ آلِ عثمان

پہلا باب

عثمان اوّل سنہ ۱۳۰۱ء سے ۱۳۲۶ء تک

آغاز سلطنت عثمان۔ جنگیں اور فتوحات۔

وفات عثمان

عثمانی سلطنت کا آغاز سنہ ۷۰۰ ہجری قدسی اور سنہ ۱۳۰۱ء سے ہوتا ہے۔ اس وقت فتوحات اسلام کا ستارہ ایک طرف سے غروب ہونا شروع ہو گیا تھا مگر دوسری طرف سے طلوع ہونے لگا۔ اس اُتار چڑھاؤ کے زمانہ میں عثمان طغرل کے بیٹے نے جو اُمرا یا شہزادوں میں سے تھا اپنی ایشیائی سلطنت کو

جنگ کے لئے ہاتھ سے ہاتھ ملتے ہیں لیکن کچھ نہیں کر سکتے۔ ہر ترک کی رگوں میں عثمانی خون موجیں
مار رہا ہے اور اپنے ملک پر جس کو اُس کے باپ دادا نے خون اور روپیہ سے خریدا تھا جان دینے کیلئے
آمادہ ہے۔ ہر ترکی بچّہ کا عزم بالجزم ہے کہ اخیر دم تک جنگ کرے اور جب تک ایک بارہ برس کا بچّہ بھی
زندہ ہے اپنے ملک سے قدم پیچھے نہ ہٹائے۔ ترکی کی رگ رگ میں بجلی دوڑ چکی ہے۔ اور ان شکستوں کے
بعد بھی اُس میں قوت باقی ہے کہ اپنے صعب ترین دشمن کا کامیابی سے مقابلہ کرے بشرطیکہ اُس کے افسروں
میں قوت ہو اور وہ ایمانداری سے جنگ کریں۔

ترکی کی عرب اور افریقہ کی سلطنتیں متزلزل ہو چکی ہیں۔ روسیہ کے ڈینیوب پار ہونے سے اُن کی بنیادیں
ہل گئی ہیں لیکن پھر بھی ملک کا ذرہ ذرہ روسی افواج کی قدم قدم پر مزاحمت کرنے کو آمادہ ہے۔ ابھی بہت سے
میدان ہونے باقی ہیں اور ابھی بہت سے جانباز خاک وخون میں لتھڑیں گے۔ ابھی کرب وبلا کی دردناک
صدائیں سُننی باقی ہیں اور ابھی ملک الموت کو بہت کچھ پھرتی دکھانے کی ضرورت ہوگی۔ روسیوں کی آنکھیں
کھل جائیں گی اور انہیں چودہ طبق روشن ہوں گے۔ ترکوں کی بہادری اور ایماندار افسرونکے ہنر جنگ کا

اپنے بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ اور لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ مجھے خداوند تعالےٰ نے محض اس لئے دنیا میں
بھیجا ہے کہ میں اسلام کو جسے چنگیز خاں اور اُس کی اولاد سے صدمہ پہنچا ہے پھر قایم کروں اور اُسے ترقی دوں
عثمان کی شجاعت مستقل مزاجی۔ اولوالعزمی اور متقی ہونے نے ہزاروں آدمیوں کے دلوں پر فتح پائی اور غول کے
غول اُس کے مطیع بن گئے۔ پوری قوت حاصل کرکے اور پے در پے کی کامیابیوں سے مطمئن ہوکے اُس نے سب سے
پہلے اپنی توجہ یونانیوں کی طرف پھیری اور ایک خط کے ذریعہ سے اُنہیں اطلاع دی کہ کیا تو وہ اسلام
قبول کریں اور یا خراج ادا کریں۔ اس صورت سے عثمان نے اپنی سلطنت کا انتظام خاطر خواہ کرلیا۔
اپنا رعب جمانے اور مال غنیمت کے حاصل ہونے کے خیال سے پہلا حملہ اکوئیم پر ہوا۔ تاتاریوں سے خوب لڑائی
ہوئی اور اخیر اس کو فتح کرلیا۔ ان ابتدائی کامیابیوں نے اُسے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دی۔ اُس نے
بی تھینیا پر حملہ کیا اور بروسا کا جو سلطنت شرقی کا پائے تخت تھا محاصرہ کرلیا۔ لیکن اس میں کامیابی
نہیں ہوئی تو بھی شرقی تجارت کا ستیاناس کردیا۔ فوج قلعہ کو قید کرلیا اور تمام قرب وجوار کے اضلاع پر قابض
ہوگیا۔ اور اس خیال سے کہ اُس کی افواج قاہرہ بیکار نہ پڑی رہیں اُس نے تاتاروں کے ایک گروہ عظیم پر

نمونہ دنیا کی آنکھوں کے آگے پیش ہوگا اور اس بات کا ثبوت دیا جائے گا کہ اگر ترکی افسر ایمانداری سے جنگ کریں تو خوفناک سے خوفناک دشمن سے بھی ہٹتے نہیں رہ سکتے۔ ہر ترکی سپاہی کی نظروں کے آگے بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہ اُس میں داخل ہونے کے لئے بیتاب ہو رہا ہے۔ جنگ کے کامل آثار چڑھاؤ دیکھنے کا موقع آگیا ہے۔ شجاعانِ ترک روسیہ کے جوانمردی کے جوہر دکھائی دیں گے۔ جنگ مدافعت کا عثمان پاشا تازہ سبق سپاہ سالاران عالم کو پڑھائیں گے۔ پلونا کے طولانی معرکوں سے دنیا کی نگاہ میں ترکوں کی عظمت بیٹھے گی۔ شہنشاہ روسیہ جان سے بیزار دکھائی دے گا اُس کے بڑے بڑے جنرل عثمان پاشا کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھیں گے۔ فوجوں کے پروں کے پرے روئی کی طرح سے دُھنکے جائیں گے۔ شورِ قیامت برپا ہوگا۔ سینٹ پیٹرسبرگ میں زلزلہ آجائے گا اور عثمان پاشا کی فتوحات یورپ میں ہل چل ڈالدے گی۔ روسیوں کی مایوسیوں کا سماں دکھائی دے گا اور عثمانی جانبازوں کے تیور معرکۂ جنگ میں عجیب آن بان سے نظر آئیں گے۔ شکست یاب ہونے پر بھی ترکوں کی چاروں طرف سے واہ واہ ہوگی۔ ترکی سپاہ سالار کی شہنشاہ روسیہ پیشوائی کرے گا اور شہنشاہ کا بھائی فخراً بیان کرے گا کہ مجھے اور میرے خاندان کو

حملہ کیا جو ایشیائے کوچک میں برابر تاخت وتاراج کر رہے تھے۔ اس مہم میں عثمان کو کامیابی ہوئی تاتاریوں پر نمایاں فتوحات حاصل کرنے کے بعد ایک معاہدہ ہوا۔ جس کی شرطیں یہ تھیں کہ تمھیں آباد ہونے کے لئے زمینیں دی جائیں گی بشرطیکہ تم مسلمان ہو جاؤ گے۔ بُت پرست تاتاریوں نے عثمانی معاہدہ کی ان شرطوں کو بہت خوشی سے قبول کرلیا اور سب دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اس آسانی سے عثمان کے جھنڈے کے نیچے خونخوار سپاہیوں کا ایک گروہ آگیا۔

جب عثمان کی فوجوں میں ان نومسلم تاتاریوں کا اضافہ ہوگیا تو اُس کے بیٹے ارخان نے جو شجاعت۔ اولوالعزمی اور جرأت میں اپنے باپ سے کم نہ تھا بروصہ پر حملہ کیا اور چند روز کے محاصرہ کے بعد اُسے فتح کرلیا۔ عثمان اب بہت ضعیف ہوگیا تھا اور اُس کی عمر ۶۹ برس کی ہوگئی تھی وہ اپنی نئی مفتوحہ سلطنت میں اپنا پایۂ تخت تبدیل کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اُس کی وفات سنہ ۱۳۲۶ء میں ہوگئی۔

عثمان نہایت روشن ضمیر۔ اور اول درجہ کا جری سلطان تھا اُسے اپنے ساتھیوں میں جوانمردی اور جوش کی روح پھونکنے میں کمال تھا۔ اُس نے وحشیوں کو اپنی نمایاں فتوحات سے اچھا سبق پڑھایا۔ ہزاروں

تمام عمر اس ترکی سپاہ سالار سے ہمنبرد ہونے کا فخر ہوگا۔ توپونکی گرج پہاڑوں کو ہلادے گی۔ گھوڑوں کی ٹاپیں زمین کو روندڈالیں گی۔ کروروں روپیہ کا خون ہوگا لاکھوں من غلّہ جلایا جائے گا۔ شہر اور قصبے اُلٹ پُلٹ ہوجائیں گے۔ غرض چاروں طرف ایک خوفناک سماں معلوم ہوگا۔

یہ خونی بیانات ہیں جو ہمیں اس حصّہ میں کرنے ہیں۔ ہم شجاعانِ ترکی و روسیہ کے کارنامے لکھیں گے اور ہم سے سوا اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ بہادروں کی خواہ وہ صلیبی ہوں یا ہلالی داد دیں اور اُن کی یادگار ہندوستان میں قایم کرجائیں اور بس۔

بنامِ خداوندگار آفریں — ہزار آفریں صد ہزار آفریں
جہاں پادشاہِ خدیوان خدیو — ارا بہ کشِ اوچہ گاؤ و چہ گیو
نہ اورا نگاہے بدیہیم و گاہ — نہ اورا نیازے بخیل و سپاہ
ازل تا ابد بارگاہِ ویست — گران تا گراں در پناہِ ویست
درش را ابد رباں سروکار نیست — ولے ناکساں را برش بار نیست

بلکہ لاکھوں بُت پرست تاتاروں کو مسلمان بنا کے نئی زندگی بخشدی۔ اور ایک ایسی سلطنت کی بُنیاد ڈالگیا جس نے یورپ کو ہلادیا۔ اور جس سلطنت میں زوال پر بھی وہی آن بان باقی ہے۔ عثمان کا خون اب بھی وہی اثر رکھتا ہے اور انتہادرجہ نکبت کی حالت میں بھی عثمانی سپاہی دنیا کے شجاعوں میں اوّل درجہ کا شمار ہوتا ہے۔

چو من سکّہ برنام سلطان زنم — دم از دودۂ آلِ عثمان زنم
کسے گوید از عیص اسحاق شاں — کسے سید ہد از قطورہ نشاں
نگارندگاں کردہ اند اختلاف — ولیکن دریں گفتہ نبود خلاف
کہ عثمان غازیست زابائے شاں — زآبائے شاں جدِّ اعلائے شاں
بششصد نود بود و شہ در شمار — کہ چوں حق بمر کز گرفت اقترار
چو عثمان بہ تختِ خلافت نشست — بہ تسخیر برصہ کمر چست بست
بسے از نصارا مسلماں شدند — بسے کشتہ بردست ارخاں شدند

ستایش سزایاں ستایش گرش / سر سربلنداں نیاز آورش
قضایش برآرد بہر جا کہ تیغ / کہ آرد کہ دارد سر از وے دریغ
اگر از جلالش زند دم زباں ÷ / بلرزد سپہر و بہ جنبد جہاں
بہ یکتائیش ہر کہ دم می زند / نہ دم بل دو عالم بہم می زند
خرد را بدرگاہ او راہ نیست / زبن بود کش اندیشہ آگاہ نیست
از و کوس کاؤسیاں پُر صدا / وز و نائے ناقوسیاں پُر نوا
بہ عثمانیاں روم را رام کرد / بلے شام آں بوم را بام کرد
رُخ غازیاں را بخوں غازہ ساز / باب دم تیغ جاں تازہ ساز
بشمشیر کشور کشائی دہد ÷ / بتدبیر کار آزمائی دہد ÷
بحکمش ابابیل چوں پر زند / صف ژندہ پیلاں بہم بر زند
کند قطرہ را در صدف دُرِّ ناب / دہد سایہ را پایۂ آفتاب

ازاں روز ایں دودہ باشد بکام / در افزائشِ دین و دولت مدام
بلے بود ہر یک بیاریّے بخت / پدر بر پدر صاحبِ تاج و تخت
چو بر ہشتصد پنج و پنجہ گزشت / مراد دوم رخت ہستی نوشت
بہ سلطاں محمّد خلافت رسید / جہاں را از و زیب و زینت رسید
چو قسطنطیں آں قیصرِ ملک روم / ز سلطاں مخالف شد از بخت شوم
برآشفت سلطان و لشکر کشید / بہ قسطنطیہ شد قیامت پدید
بلیس از ریز و آویز پنجاہ روز / ظفر یافت بر لشکر کینہ توز
چناں بر فصیلش شدہ گولہ بار / کہ بشکست و شد فتحیاب آشکار
در آمد ازاں رہ سپہ تند و تیز / برآورد سر فتنۂ رستخیز
بکف تیغ قیصر بناموس و ننگ / بزد خویشتن را بہ تیغ و تفنگ
سر از دوش قیصر بہ پا فتاد / نہ سر کنگر قصر کسرے فتاد

ہوس را نہد بر سرِ خوان بصل	مگس را کند خانہ پُر از عسل
دل و جاں دہد تاب و طاقت دہد	عجب ایں کہ بے خدمت اُجرت دہد
اگر چرخ گرداں بود در زمیں	بہ قہرش نہ آں باز ماند نہ ایں
ہم اوہست و ہم او بماند بجائے	کہ جاوید مانست و جاوید پائے
بہر جا کہ منزل کنی کوئے اوست	بہر سو کہ رو آوری روئے اوست
بیارا اے فلک تازہ کن خاک را	برآر اے زمیں بر فلک تاک را
بدہ اے نمو شاخ را توشۂ	سرا اے خوشہ برکش زہر گوشۂ
بگیر اے کدیور ازاں خوشہ آب	بتاب آفتاب آب را کن شراب
برآ اے شراب از تہِ خم بہ جام	کہ باشی بہ کامِ شہنشہ مدام
زعدلِ وے اقلیم ہندوستاں	بود خرّم و سبز چوں بوستاں
چو خلقش خدا دادہ مُلکش وسیع	چو اقبال ادبار گاہش رفیع

چو سلطاں لوائے ظفر بر فراخت	دروں رفت و بنشست و جا گرم ساخت
سن ہشتصد بود و پنجاہ و ہفت	کہ از دست نصرانی آں ملک رفت
ازاں روز ایں گل زمیں گلشن ست	بداں دودہ ایں مملکت روشن ست
کنوں داوری را کہ از سروری	نشانند بر مسندِ قیصری ✣
بود سی و چارم ازاں دودماں	بماناد او تا بماند جہاں
برآرد فلک گرچہ شام و سحر	سہِ دیگر و آفتابِ دیگر
بچشم کسے کو دل آگاہ ہست	ہماں آفتاب و ہماں ماہ ہست
بیا ساقی آں ساغر لالہ رنگ	بمن دہ کہ باشد دل از غصّہ تنگ
چو نوشم آں مے پر تکالی کنم	دل از غم بافسانہ خالی کنم

نگرید بہ عہدش کسی جز سحاب	ننالد بدورش دلی جز رباب
نہ بید ادصرصر رسد برگلے	نہ گل بشکند خاطر بلبلے
چو از عدل و داد دست پیرایہ اش	بود برتر از ہمسراں پایہ اش
مے عیش دارد جہانے بکام	تو گوئی بود دور او دورِ جام
فلک عہد جنباں زمیں عہد اوست	چو شہزادہ ویلز ولیعہد اوست
ز دانش پژوہانِ عالی مقام	کہ کرسی نشینند و منبر بنام
چو انجم یکے انجمن دادہ ساز	بداں مید ہد سلطنت را طراز
گورنر کہ صاحب کلاہی کند	بہ حکم شہنشاہ شاہی کند
بود ہند را شاہ و او را وزیر	گرایں ماہ آں ہست مہرِ منیر
شہنشاہ آرے بود آفتاب	کہ ہر ذرہ راہست از و آب و تاب
بود فیض او دہر را ہمچو نہر	کہ ہر شہر دارد ازاں نہر بہر

دوسرا باب[۲]

ارخان خاں ۱۳۲۶ء سے ۱۳۶۰ء تک

۴۵ برس کی عمر میں شہزادہ اپنے باپ کی جگہہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہی پادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے "سلطان" کا لقب اختیار کیا۔ اور اپنے دربار میں وہ شان وشوکت پیدا کی کہ دیکھنے والے عش عش کرتے تھے اپنے بھائی علاء الدین کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا اور سلطنت میں اپنے سے دوسرا درجہ اس کا قرار دیا یہ مثال اُس کے بعد کے سلطانوں میں نہیں پائی جاتی کسی سلطان نے اپنے بھائی کو وزارت نہیں دی بلکہ باہم مخالفت رہی۔

ارخان نے سب سے پہلے چاندی اور سونے کو سکوک کیا۔ لشکر کی ترتیب احسن طریقہ پر کی اور عیسائیوں کے بچوں کو جو مختلف حملوں میں گرفتار ہو کے آتے تھے تعلیم دے کے ایک ایسی زبردست فوج بنا دی جس نے بعد ازاں سلطنت کی بہت بڑی امداد کی۔

پری چہرگانِ فرنگیس فر — بخدمت برش بستہ پیشش کمر
فلک در تگاپو بکارِ وی ست — کہن سال خدمتگذارِ وی ست
نہیبش بہر جا کہ لشکر کشد ✣ — کہ دارد سرِ آں کہ سر بر کشد
زند فوج بحریش آتش بآب — شود مُرغ و ماہی بہ دریا کباب
جہاں را مسخّر بہ تدبیر کرد — کہ تدبیرِ او کارِ شمشیر کرد
نہد آسماں سر تہِ پائے ہند — کہ در ظلِّ مہرش بود جائے ہند
برانداختہ رسمہائے کہُن — برآوردہ نخلِ ستم راز بُن
نشست آتشِ فتنہ در عہدِ او — نسوزد زنِ ہند واز مرگ شو
ز بیمہری و جہل دوران گزشت — ز دختر کشی رائے رایاں گزشت
ز بینی نہ بینی بجز کار و کشت — شدہ ہند خرم چو باغِ بہشت
بہر شہر طرحِ مدارس نہاد — گراں ہند را گشت روشن سواد

پھر اپنی سلطنت کی جنگجو قوموں میں سے ایک رسالہ کی ترتیب دی اور اس رسالہ سے ایسا کامیاب ہوا کہ ہر جنگ میں دشمن پر سراسیمگی چھا جاتی تھی اور رسالہ کی خوفناک فوج سے مخالف فوجیں تتّر بتّر ہو جاتی تھیں۔

ابھی ارخان تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اُس کے آگے خونریز جنگوں کا دروازہ کھُل گیا۔ اینڈرونکس نوجوان شہنشاہ یونان نے ارخان کی بڑہتی ہوئی قوّت دیکھ کے سمندر کو عبور کر لیا اور ترکی حملوں کی روک تھام کے لئے کثیر تعداد فوجیں ڈالدیں۔ ارخان نے شہنشاہ یونان پر حملہ کیا بڑی خونریز اور انقطاعی جنگ کے بعد اُسے سخت بیعزتی کی شکست دی۔

اس نمایاں فتح سے سربلند ہو کے ۱۳۲۷ء میں بہادر سلطان نے نکومیڈیا پر حملہ کیا اور اپنے جرار لشکر کی شائستگی اور بہادری کے طفیل سے بہت جلدی اس شہر کو فتح کر لیا۔ اعلیٰ انتظام فوج اور اپنے بیٹے کی شجاعت کے صدقہ سے اور بہی متعدد فتوحات یکے بادیگرے ارخان کو نصیب ہوئیں مشہور اور عظیم شہر نائس کا محاصرہ کر لیا گیا اور یہ محاصرہ کامل دو برس تک قایم رہا۔ ان دو برس میں عیسائیوں سے

بہر جا شفا خانہا ساختہ ۔ کہ بنیاد صحت در انداختہ
طلسم دگر ساخت از تلگراف ۔ کہ گر خود ندیدم شمردم گزاف
ز شہرے بشہرے تنید یہ تار ۔ سخن را رہِ راست شد آشکار
ہم از باختر تا بخاور زمیں ÷ پل و راہہا ساختہ آہنیں
رواں گشتہ کالسکہائے بخار ۔ جہانے بروی شود رہ سپار
بہ کشتی دودے و بادی مدام ۔ تواں رفت از ہند تا روم و شام
بہ پیمانِ دیریں زراہِ وداد ۔ بہ سلطانِ رومش بود اتحاد
بہر جا معین و مددگار اوست ۔ بزور و بزر یار و غمخوار اوست
مرا ہست حیرت باحوال شاہ ۔ گہے مہر سیگویمش گاہ ماہ
کجا ماہ را ہست افسر بہ سر ۔ کجا تیغ خورشید را بر کمر ÷
کند مہ گر از مہر کسبِ ضیا ۔ دلش ہست روشن ز نورِ خدا

بڑے بڑے میدان ہوئے اخیر ارخان فتح کا نقارہ بجاتا ہوا شہر میں داخل ہوا پھر امرائے اناطولیہ کی طرف اُس کی ظفر موج فوجوں نے رُخ کیا اور مختلف کامیاب اور مہیب جنگوں کے بعد کل چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کر لیا اس طرح تمام اناطولیہ کا سواحل دریائے فرات سے لگا کے ہیلسپانٹ تک کل ملک اُس کے زیر نگیں آگیا۔

ان عظیم کامیابیوں کے ہونے سے ارخان یورپ میں یونان پر حملہ کرنے کے لئے سخت بے چین تھا یونان پر اُس کی نظریں اُٹھ رہی تھیں اور اُس کے مُنہ میں پانی بھرا چلا آتا تھا کہ جس طرح ہو بہت جلد یونان پر قبضہ کرنا چاہیئے۔ اخیر اس کے نوجوان بیٹے سلیمان نے جو عالی حوصلگی۔ جرأت اور اولوالعزمی میں اپنے باپ اور دادا سے کسی طرح بھی کم نہ تھا آبناؤں سے عبور کرنا چاہا۔ لیکن بغیر جہاز کے ترکی فوجیں آبناؤں کے پار کیوں کر ہو سکتی تھی کیونکہ اس وقت تک ترکوں کے پاس ایک معمولی کشتی بھی نہ تھی اس پر بھی دریا پار اُترنے کا حوصلہ بہادر شہزادہ کا پست نہوا راتوں رات بکثرت تختوں کو بہم پہنچا کے انھیں رسیوں میں کس دیا اور شب کی تاریکی سے فائدہ اُٹھا کے عالی حوصلہ بہادر شہزادہ معہ اسی آدمیوں کے اُن

بہ قسطنطیہ پایۂ تختِ او ❖ بہ چرخ بریں تارک بختِ او
فلک بہرِ خدمت کمر چست بست ❖ کہ بر تختِ عبد الحمید او نشست
ملک گفت سالِ جلوس سعید. ❖ شدش جائے گوئی بعرشِ مجید
باورنگ شاہنشہی پائے اوست ❖ ولے در دلِ علیے ہبائے اوست
بود دست خالی وسے وقت جود ❖ کند سر فرو لیک گاہِ سجود
رہیں پاسبانِ کہن خانقاہ ❖ کہن دیدہ بانِ مہیں خوابگاہ
زپشتش قوی پشتِ اسلامیاں ❖ بہ درش بلند اختر شامیاں
درش مرجع ہفت ملت بود ❖ ولے مرکزِ پنج نوبت بود
شود کار بند او بو خشو رہند. ❖ کہ از دین و دنیا بود بہرہ مند
گہ حملہ چوں برنشیند بزیں ❖ باستد سپہر و بجنبد زمیں
محیطیست دستش دم صلح و جنگ ❖ کہ گاہے گہر آرد و گہ نہنگ

تختوں پر بیٹھا اور صبح ہوتے ہوتے کیسل آف ٹرہنی کے دامن میں یورپی ساحل ہیلسپانٹ پر پہنچ گیا۔ یہاں ایک کسان سے ملاقات ہوگئی جسے بہت کچھ انعام واکرام کی اُمید دی گئی اور بہت سا زر و جواہر اُس وقت بھی اُس کی نذر کیا۔ اِس کسان نے ایک چور راستہ سے نوجوان شہزادہ کو معہ اُس کے اسّی ساتھیوں کے محل شاہی میں پہنچا دیا۔ فوج قلعہ ترکوں کی صورت دیکھتے ہی کانپ گئی اُس کے ہوش پرّاں ہوگئے کہ ترک یکایک نمودار کیوں کر ہوگئے حالانکہ وہ تعداد میں بہت زیادہ تھی اور اگر کچھ بھی استقلال اور جرأت سے کام لیتی تو شہزادہ کا کامیاب ہونا محال تھا مگر اُس کی ہمت ٹوٹ گئی اور ترکوں کی صورت دیکھ کے اُس کے تن بدن میں ایسا لرزہ پیدا ہوا کہ اخیر اُسے ہتیار ڈالتے ہی بن پڑی۔ سلیمان نے فوراً اس قلعہ کے خاص خاص آدمیوں کو جمع کیا اور اُنہیں بیم و رجا سے اپنا مطیع بنالیا۔ اور ساحل پر جتنے جہاز موجود تھے سب پر خاموشی سے قبضہ کرلیا اور اپنی فوج کے لینے کے لئے اُن جہازوں کو روانہ کردیا۔

غرض شام ہونے سے پہلے پہلے چالیس ہزار ترکی فوج سے زیادہ ساحل یورپ پر اتر آئی اور ایک قلعہ کو فتح کرکے گیلی پیپولی کا محاصرہ کرلیا۔ فوج قلعہ نے ترکوں کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن کچھ کام

نہنگست تیغش بہ ہنگام زور
کہ افگندہ شوری بدریائے شور

بہ فرعونیاں لطمۂ رودِ نیل
بموسائیاں سایۂ جبرئیل

دو دستش دو شاخ ازیمین و یسار
یکے باردار و یکے خاردار

ہواخواہ را زاں بکف بار و برگ
وزیں خصم را در جگر بید برگ

کند گنج ازاں صرفِ تیغ و تفنگ
کہ ظاہر شود گنج از قلبِ جنگ

سلح میخرد آب و تابش دہد
بدست انچہ آرد بآبش دہد

نکوپولس جہاں غنیم کی افواج پٹی پڑی ہیں ایک افسوسناک منظر بن رہا ہے۔ آگ نے اس خوبصورت شہر کو جلا کے خاکستر کر دیا ہے۔ امید نہ تھی کہ آگ اس شدت سے لگی ہو گی لیکن یہاں آکے دیکھا تو عجیب افسردہ سماں نظر آیا۔ جو لوگ شہر میں گئے چار پانچ ایکڑ زمین پر تو سوائے ڈھیروں اور جلے ہوئے پشتوں کے کچھ نظر نہ آیا۔ ترکوں نے اس شہر کو اس طرح آگ لگا دی جیسے روسیوں نے نپولین بوناپارٹ کے حملہ کے وقت ماسکو میں آگ دے دی تھی۔ لاکھوں من غلہ یہاں جمع کیا گیا تھا لیکن

نہ چلا۔ سامان رسد کی کمی اور قلعہ بندی کے نقص اور ترکوں کے دھواں دھار حملوں سے وہ برسر نہ آسکے اور ناچار شہر و قلعہ کی کنجیاں ترکوں کے سپرد کرتے بن پڑی۔ گیلی پیپولی یورپ کی کنجی اس صورت سے ترکوں کے قبضہ میں آگئی۔

اس وقت یونانی سلطنت میں سخت پیچیدگیاں پڑ رہی تھیں۔ کانٹاکوزین جو نوجوان پیلیولوگس کا محافظ تھا چاہتا تھا کہ سلطنت پر میرا قبضہ ہو جائے مگر نوجوان شہزادہ نے اُسے تسلیم نہ کیا اب دو گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ شہزادہ کی طرفداری کر رہا تھا اور دوسرا محافظ کی یہاں تک جھگڑا بڑھا کہ دونوں نے سلطان ارخان سے مدد طلب کی۔ کانٹاکوزین نے اپنی خوبصورت لڑکی بکثرت جواہرات وغیرہ کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجی گویا سلطان کو ڈولا دیا۔ ارخان نے اس حسینہ کو اپنی حرمسرائے میں داخل کیا اور اپنے سسرے کی امداد پر فوجیں روانہ کیں۔

ارخان نے اُن فوجوں کا سرکردہ بنا کے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ سلیمان ابھی بچہ ہی تھا لیکن اولوالعزمی اور شجاعت میں اپنے باپ سے کم نہ تھا اُس نے جاتے ہی ہتر لیس اور دوسرے مقامات کو قبضہ میں کر لیا اسی اثنا میں

روسیوں کے ہاتھ گیہوں کا ایک دانہ بھی نہ آیا۔ سب جلا ہوا ڈھیر ملا۔ ترکوں سے جتنا بچایا گیا لیگئے باقی کل غلّہ میں آگ لگا دی کہ روسیہ کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

یہاں ترک فی الحقیقت اپنی بہادری کا نمونہ دکھا گئے۔ نکوپولس کی ویران زمین پر انھوں نے قبضہ تو کرلیا لیکن دس قدم پرانہیں اس قبضہ کرنے کا پورا مزا آگیا۔ قلعہ نکوپولس کے عقب میں اناج کے کھیت لہلہا رہے تھے اور ساتھ ہی بڑے بڑے درختوں کا ہجوم اس کثرت سے ہو رہا تھا کہ دو گز کے فاصلہ کا آدمی نہ معلوم ہوتا تھا۔ ترکوں نے نہایت عقلمندی سے ان کھیتوں کے پیچھے مورچہ بندی کرلی تھی۔ اور ان کی اژدہا پیکر توپیں مُنہ کھولے ہوئے فتحمند روسیوں کا انتظار کر رہی تھیں جہاں ایک گھمسان کی جنگ ہوگی اور بہادروں کے پورے حوصلے نکلیں گے۔

نکوپولس میں جب روسی داخل ہوئے ہیں تو انہوں نے شہر کے بڑے حصہ کو ویران پایا تو بھی قلعہ کے ایک حصہ میں بہت سا سامان حرب اور بندوقیں ملیں۔ قلعہ کے فتح ہونے سے روسیوں کا یہ خوف کہ ترک

جب ترکی فوجیں آگے بڑھی چلی جارہی تہیں دونوں فریق نے باہم صُلح کرلی اس صُلح نے عثمانی لشکر کی بڑھتی ہوئی زُور پر کچھ اخر نہ کیا۔ کئی مشہور مقامات روسیوں کے قبضہ میں آگئے۔

جب ترکوں کی حکومت یونانی شہروں پر اس طرح قایم ہوگئی تو اب شہزادے ڈرے کہ کہیں کل یونان ترک فتحنہ کرلیں اس خوف میں آکے کانٹا کوزین نے ارخاں کے پاس کرورہا روپیہ دے کے ایک خاص سفارت روانہ کی کہ یہ روپیہ لیلو اور ہمارے شہر چھوڑ دو۔ ارخان نے وہ روپیہ تو لیلیا لیکن شہر چھوڑنے کے جواب میں یہ کہا "میرے ترک جہاں قدم جمالیتے ہیں پھر وہاں سے نہیں ہٹاتے۔

سلیمان اپنی فتوحات مشرق میں بھی بڑھا رہا تھا۔ اُس نے تاتاریوں سے الیفرا اور کراتیا شہروں کو فتح کرلیا۔ جب یہاں سے فراغت پاچکا تو پھر یونان کا رُخ کیا اور تھریس کا باقی ماندہ حصہ بھی اپنی عملداری میں شریک کرنا چاہا مگر ایک دن گھوڑا چراغ پا ہوا اور یہ بہادر شہزادہ اور اعلیٰ درجہ کا سپاہی ملک کے جاں بحق تسلیم ہوگیا۔ ارخان کو اپنے جوان بیٹے کی موت کا بہت صدمہ ہوا وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور دو برس کے بعد ۱۳۶۰ء میں اس نے بھی قضا کی۔

اُن کے بازوئے راست پر حملہ کرتے بالکل جاتا رہا اور اسی طرح اس قبضہ نے ترکی جنگ مدافعت کو ایک حد تک ضعیف کر دیا تھا۔ ترکی فوج قلعہ کی اس پر بھی تعریف نہیں ہو سکتی جس شجاعت اور جوانمردی سے اپنے سے کئی گنے دشمنوں کا مقابلہ کیا اس نے یورپی اخباروں کے نامہ نگاروں کو حیران کر دیا۔ مگر ترکی سپاہ سالار کی جان کو سب روتے ہیں کہ اس نے نہ قلعہ کی اچھی حفاظت کی اور جب قلعہ کا بچانا نا ممکن ہو گیا تو قرب وجوار میں فوجوں کو بیجا کے نہیں ڈالا۔ حسن پاشا جس کی شجاعت کی خود شہنشاہ روسیہ اور اس کے فوجی افسروں نے بہت تعریف کی ۱۷ جولائی کو جب شہنشاہ روسیہ کے آگے پیش ہوا جو مقام باولا قریب دریائے جانٹرا کے خیمہ زن تھا تو نہایت آن بان سے کھڑا ہوا حالانکہ وہ مثل قیدیوں کے پیش ہوا تھا لیکن اس کی سپاہ گری کی طمطراق میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا۔ شہنشاہ روسیہ نے دریافت کیا تم نے ہماری اطاعت کیوں قبول کرلی تو حسن پاشا نے جواب دیا "سُن اے شہنشاہ میں نے اس وقت تیری فوج کی اطاعت کی ہے جب میرے پاس سامان حرب بالکل ہو چکا تھا۔ اصل میں یہ جنگ ہی نہایت لغو اور نالائق طریقہ سے اُٹھائی گئی ہے انگریزوں کی وجہ سے اس جنگ کا ظہور ہوا ہے اور جب یہ جنگ ختم ہو جائیگی

ارخان کی عمر وقت وفات ستر سال کی تھی۔ ۲۵ برس بڑی کامیابی سے اس نے حکومت کی۔ ارخان کی فتوحات کا بڑا حصہ اُس کے بیٹے سلیمان کی شجاعت تھی جسے خود ارخان نے فنون سپاہ سالاری کی تعلیم دی تھی اور اُسے مثل اپنے مرد میدان بنا دیا تھا۔ ارخان کی سلطنت سے ترکی حکومت میں ترقی کی رُوح اور وہ قوت حاصل ہو گئی تھی کہ آیندہ ترکی عظمت و برتری گویا اسی تازہ روح اور قوت سے حاصل ہوئی ہے۔

تیسرا باب ۳

مرادخاں اوّل۔ تیسرا سلطان

۱۳۶۰ء سے ۱۳۸۹ء تک

سلطان مرادخان اول کی تخت نشینی۔ فتوحات و یورپ و ایشیا۔ جان نثاریوں اور سپاہیوں کی فوجوں کی ترتیب۔ بیٹوں کی بغاوت سزائیں۔ یونانی شہنشاہ کی کنارہ کشی کناوہ کے میدانوں میں خونریز لڑائیاں۔ شہزادہ سردیا کی شکست۔ سلطان مرادخاں کی وفات

تو قوم بہت خوش ہو گی"۔ پھر شہنشاہ نے دریافت کیا کہ ہمارے جنگی افسر کیسا لڑ رہے ہیں۔ یہہ سن کے حسن پاشا کو غصہ آگیا اور نہایت حقارت انگیز لہجہ میں کہا" اے شہنشاہ اپنے افسروں کی جوانمردی پر نازاں نہ ہو وہ اول درجہ کے بزدل اور بے حمیت ہیں کیونکہ جب وہ کوئی مقام لے لیتے ہیں تو بے پناہ عورتوں اور بچوں پر توپخانہ سے حملہ کرتے ہیں۔ مرد میدان کی ہرگز یہ شان نہیں ہے۔ بے پناہ لوگوں پر حملہ کرنا سخت بزدلی اور نامردہ پن ہے" حسن پاشا کی اس گرم اور سچی گفتگو سے شہنشاہ روسیہ دنگ رہ گیا اور اُسے معلوم ہو گیا جس قوم کے سپاہ سالار کا قید میں یہ جوش و خروش ہے اس قوم کا زیر کرنا منہ کا نوالہ نہیں ہے۔

شہنشاہ روسیہ سسٹووا سے جانب جنوب چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن تھا ۱۵ر جولائی کو اس کے پاس تار بابو کا ایک مراسلہ پہنچا کہ ترک نکوپولس سے سسٹووا پر بڑھ رہے ہیں اور اُن کا منشا ہے کہ روسیوں کا سلسلۂ آمد و رفت کاٹ کے پل کو برباد کر دیں۔ اس خبر نے شہنشاہی کیمپ میں سخت پریشانی پیدا کر دی شہنشاہ گھبرا گیا اور فوراً رستوں کی حفاظت کے لئے فوجیں روانہ کیں اور مخبر دوڑا دیئے کہ جا کے اس خبر کی

یہ شہزادہ ارخان کا دوسرا بیٹا تھا اکتالیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ سب سے پہلے اس سلطان نے اپنی رعایا اور اپنی فوج کا دل ہاتھ میں کرنے اور اُن کی آنکھوں میں واجب الاحترام بننے کی تدبیر کی اور وہ تدبیر یہ تھی کہ خلیفۃ المسلمین اور ظل اللہ کا لقب اختیار کیا۔

مراد خاں نے اپنا پہلا فرض یہ سمجھا کہ فتوحات یورپ کی جن کو اُس کے باپ اور بھائی نے بڑی شجاعت سے شروع کیا تھا تکمیل کرے۔ پیلیولوگس سے ایک معاہدہ کر کے اس نے اپنا پائے تخت ایڈریانوپل کو بنایا۔ چند ہی روز ہوئے تھے کہ اُسے یکایک ایشیائی صوبوں کی بغاوت کی خبریں پہنچیں۔ مراد خاں بغاوت کی خبریں سنتے ہی بیتاب ہو گیا اور فوج کثیر کے ساتھ ہیلسپانٹ کو عبور کر کے مفسدوں کے سر پر پہنچ گیا۔ کئی خفیف جنگوں کے بعد اس نے باغی صوبوں میں امن قایم کر دیا اور کل انتظامات کرنے کے بعد اپنی باگیں یورپ کی طرف اُٹھائیں۔ یورپ میں آکے اس نے اپنی فوجوں کو دم نہیں لینے دیا فوراً فِراس پر حملہ کیا اور بہت جلد اُسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد سرویا پر حملہ کر کے اُس کو مطیع کیا۔ بعد ازاں سلطان مُراد کو شاہ سرویا نے اپنی بیٹی دیدی۔ سلطان نے اس ہدیہ کو قبول کر کے اُس کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس طرح باہم صلح ہو گئی۔

اصلیت دریافت کریں۔ تھوڑی دیر کے بعد مخبروں نے آکے بیان کر دیا کہ ساری خبریں غلط ہیں اور نکوپولس کے چاروں طرف بالکل خاموشی ہے۔
اتنے میں بیرن کدرز کی فتح کی خبریں آئیں کہ اس نے ڈینیوب کے سواحل پر ترکوں کو پسپا کر دیا اور تار بابو نے جو پریشان خبریں ترکوں کی نقل و حرکت کی دی تھیں اُس کی اصل یہ ہے کہ نکوپولس کے اردگرد اس نے بندوقوں کی آواز سن لی تھی اور وہ ڈر گیا تھا کہ شہنشاہ روسیہ کی خیر نہیں ہے تمام زمانہ جنگ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ روسیہ کئی بار ترکوں کی زد پر آ گیا لیکن ترکی افسروں کی نمک حلالی نے اس کی جان بچا بچا دی۔ یہ موقع بھی اعلیٰ درجہ کا تھا کہ اگر ترکی فوجیں شہنشاہی کیمپ پر حملہ آور ہوتیں تو زار کو ہمیشہ زاری کرتے ہی بن پڑتی وہ آسانی سے زندہ گرفتار ہو جاتا اور پھر روسیوں کی کمر ٹوٹ جاتی۔ شہنشاہ کے پاس فوج بھی قلیل تھی اور فتح کے نشہ میں اُس نے کوئی معقول انتظام بھی نہ کیا تھا اس غفلت اور بے پروائی کا خدا ستیاناس کرے کہ اُس نے ترکوں کو اخیر میں جا کے یہ روز بد دکھایا۔
اس وقت شمالی بلغاریہ پر روسیوں کے قدم مضبوطی سے جم گئے تھے اور ترکی حکومت باستثنائے چند مقامات کے

کامیابی نے سلطان کی رکاب پر بوسہ دیا۔ اور اقبال گھوڑے کی باگ پکڑ کے آگے بڑھا۔ فتوحات کا دروازہ مرادخاں کے آگے قدرت نے کھول دیا اور نصرت نے تلوار کے قبضہ کو چوم کے جلو میں رہنا قبول کیا مرادخاں نے سرحدات پر حملے کرنے شروع کئے۔ ہزاروں قیدی گرفتار ہو ہو کے پائے تخت ترکی میں داخل ہونے لگے۔ ان قیدیوں میں جس نے اسلام قبول کر لیا وہ رسالہ میں بھرتی کر دیا گیا اور اس طرح ایک زبردست فوج سلطان ترکی کی ماتحتی میں پیدا ہو گئی۔ جب رسالہ تیار ہو گیا تو سلطان نے اپنی پیادہ فوج کی درستی کا خیال کیا اور بہت جلد ایک ایسی شائستہ فوج ترکی میں پیدا ہو گئی جس نے یورپ کی سرزمین میں ہل چل ڈالدی۔
۱۳۶۱ء میں مرادخاں نے جان نثاریوں کی نئی فوج ترتیب دی۔ اور اس کی یہ ترکیب نکالی کہ جب کسی مفتوحہ ملک سے عیسائی گرفتار ہو کے آتے تھے تو ان میں سے ۱/۵ حصہ لیلیا جاتا تھا۔ اور یہ لوگ خواہ بخوشی خواہ بمجبوری مسلمان ہو جاتے تھے۔ جان نثاریوں کی تعداد پہلے دس ہزار ہوئی اور پھر چند سال کے بعد بہت بڑھ گئی۔
مرادخاں اور پیلیولوگس ایشیا میں جنگ کر رہے تھے کہ یکایک ان دونوں شہنشاہوں کو اُن کے بیٹوں کی

کل صوبہ سے اُٹھ چکی تھی۔ دریا کے عبور کرتے ہی حملہ آوروں نے مفتوحہ مقامات میں اپنی حکومت قائم کر دی اور کل انتظامات شہزادہ نیجر کسکی کے سپرد کر کے روسی حکومت کا رنگ پیدا کر دیا۔ بلغاری بطور پولیس کے مقرر کئے گئے۔ عدالتیں کھل گئیں اور چاروں طرف روسی پھریرا اُڑنے لگا۔ شہنشاہ روس نے نہایت بزدلانہ اور ظالمانہ حکم شہزادہ کے نام جاری کیا کہ ہر مسلمان کا مال و متاع اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ سب چھین لی جائے زمیندار مسلمانوں کو مار ڈالا جائے یا مار کے نکال دیا جائے۔ یہ حکم پہنچتے ہی شہزادہ نے مسلمانوں کو لوٹنا شروع کیا۔ بڑے بڑے بلغاری مسلمان امرا کو گرفتار کر لیا ان کی سر بازار سخت توہین کی گئی اور ایسی سخت سزائیں دیں کہ وہ بیچارے چند روز کے بعد جان بحق تسلیم ہو گئے۔ عام مسلمانوں کے بدن سے کپڑے تک اُتار لئے اور اُنہیں نہایت ذلت اور خواری سے شہر بدر کر دیا۔ یہ مظلوم مسلمان خاص بلغاریہ کے رہنے والے تھے اور انھیں یہاں رہتے ہوئے صدیاں گزر گئی تھیں۔ سفاکوں کی جن تلواروں نے لنگڑے لولے اور بے بس مردوں کو قتل کیا ان ہی تلواروں نے بے پناہ اور بے خطا عورتوں اور معصوم بچوں کی گردنیں اڑائیں۔ حاملہ عورتوں کے پیٹوں میں سنگینیں بھونکی گئیں اور شیر خوار بچوں کو اُچھال

بغاوت کی خبریں پہنچیں۔ بغاوت ہونیکی وجہ یہ تھی کہ دونوں شہنشاہوں کے لڑکوں نے جاں نثاری فوج کا سرگروہ بن کے ہمسایہ قوموں کی متفقہ فوج کو ایسی فاش شکست دی کہ تمام ملک میں ہل چل پڑ گئی اس غیر معمولی فتح سے خوش ہو کے دونوں لڑکوں نے اپنے اپنے باپ سے بغاوت کی۔ جوں ہی بغاوت کی خبریں پہنچیں دونوں شہنشاہ بے اوسان ہو کے باغیوں کی طرف لپکے اور خفیف لڑائیوں کے بعد دونوں شہزادے مغلوب ہو گئے۔ سلطان مراد خاں نے جلادوں کو اپنے بیٹے کی دونوں آنکھیں نکال لینے کا حکم دیا اور پیلیولوگس کو بھی یہی رائے دی کہ وہ بھی اپنے بیٹے کی آنکھیں نکلوا ڈالے۔ شہنشاہ یونان نے صرف ایک آنکھ اپنے بیٹے کی نکلوائی جو بعد ازاں اچھی ہو گئی تھی۔

پھر اس کے پوتے مینوئیل نے سلطان ترکی کے خلاف سازش کی لیکن اُس کے ساتھی بعد میں جلکے تتر بتر ہو گئے اور اُس نے ترکی سپاہ سالار کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور تھیلونیکا کی کنجیاں ٹھنڈے پیٹوں اُسکی سپرد کر دیں تاکہ وہ سلطان سے سفارش کر کے اُس کی جان بخشی کرائے۔ ترکی سپاہ سالار نے سفارش کی سلطان نے فوراً اُس کی خطا کو معاف کر دیا۔ اس صورت سے یہ صوبہ خون کی ایک بوند گرائے بغیر اُس کے

اُچھال کے جو رنگ اُڑایا گیا۔ یہ تمام خطرناک مظالم ترکی نمک حرام افسروں کے نامۂ اعمال میں لکھے گئے ہیں اور اس تمام بیرحمانہ قتل عام کے جواب دہ علاوہ سنگدل روسیوں کے بدخواہ قوم و ملت ترکی افسر بھی ہوں گے۔

تمام صوبہ میں پھانسیاں کھڑی کر دی گئیں اور بلغاریوں کے معمولی اشارہ سے بیگناہ مسلمانوں کو بلا تفتیش جرم رسّی میں لٹکا دیا گیا۔ کل مسلمانوں سے جبراً ہتیار چھین لئے گئے اور عیسائیوں کو اسلحے سے آراستہ کیا گیا۔ بلغاری انتظامی انجمن کا انعقاد ہوا اور اُس کا نگراں روسیہ فوج کو بنایا گیا۔ یہ حالت دیکھ کے ایک تحریک شروع ہوئی کہ روسیہ کو اپنا دوست بنایا جائے چنانچہ مسٹر لوئیس نے جو روسیوں کا دوست تھا اور لندن کے ایک اخبار سے تعلق رکھتا تھا سینٹ پیٹرسبرگ سے ایم اکساکف کو لکھا کہ آپ ہمیں امداد دیں کہ برطن اعظم اور روسیہ میں تصفیہ ہو جائے اور کسی قسم کی کشیدگی باقی نہ رہے اس کا جواب ماسکو کی سلاوونک سوسائٹی کے پریزیڈنٹ نے یہ دیا" ایسے وقت میں کہ جنرل کیمبل ایشیا میں ترکی افواج کا سپاہ سالار بنا ہوا ہے اور انگلستان اپنے جنگی جہازی بیڑے سے ہمیں دہمکی دے رہا ہے اور انگلش ایجنٹ

قبضہ میں آگیا۔ پیلیلوگس نے ترکوں کی اس نمایاں کامیابی سے خوف کھا کے اپنے بیٹے منویل کو تخت نشین کر دیا اور آپ یورپ کے شہنشاہوں کے پاس فریادی پہنچا اور جا کے التجا کی کہ وحشیوں سے مہذب نصارے کے ممالک کو بچایا جائے۔

ترکوں کی دھاک تمام یورپ میں بندہ رہی تھی کسی نے مشرقی شہنشاہ کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا سب نے صاف انکار کر دیا کہ ہم ترکوں کے خلاف کوئی امداد نہیں دیسکتے۔ ہاں پوپ اربن پنجم اور چارلس پنجم شاہ فرانس نے کچھہ سہارا دیا تہا لیکن وہ ایسا سہارا تھا کہ شہنشاہ مشرق کی اُس سے کچھہ ڈھارس نہ بندہ سکی تھی بیچارہ یورپ میں ناکارہ کوششیں کر رہا تہا اور وہاں مراد خاں اپنی سلطنت کو وسعت دیرہا تھا اور برابر شہر پر شہر فتح کئے لیتا تھا۔

سلطان مراد خاں کی حکمت عملی اس کی شمشیر خوں آشام سے کم درجہ نہ تھی۔ صرف تلوار ہی پر فتوحات کا دار و مدار نہ تھا بلکہ اُس کی عاقلانہ تدابیر ملکی بھی بلا کی تھیں اُس نے معاہدوں کی رو سے ایشیا میں بہت سے صوبے حاصل کرلئے تھے اُس کے سپاہ سالاروں نے جان نثاریوں کی بدولت تمام ایشیا

روسی ہیڈ کوارٹروں میں ترکی کے مخبر بنکے آئے ہوئے ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ روسیہ انگلستان کی طرف سے اپنا دل صاف کرلے اور اُس کی دوست بنجائے۔

"این خیال است و محال است و جنوں"

سب سے زیادہ عجیب بات جو اس خط میں درج ہے وہ یہ ہے کہ سر آرنالڈ کیمبل ترکی سپاہ سالار ایشیا میں ہیں۔ تعصب نے پریزیڈنٹ روسیہ کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور اس کے حواس خمسہ میں ایسا فرق آیا کہ وہ جنرل کیمبل کو سپاہ سالار افواج ترکی کا کہنے لگا۔ یہ بات محض غلط اور لغو ہے سر آرنالڈ کیمبل انگلستان کے جنگی اٹاچی تھے جو ایشیا میں ترکوں کے سپاہ سالار کے ساتھ رہنے کے لئے حسب قوانین بین الاقوام بھیجے گئے تھے اسی طرح کل دول یورپ کے جنگی اٹاچی ترکوں اور روسیوں کے ساتھ ایشیا اور یورپ میں موجود تھے۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسیوں کے بڑے بڑے افسروں کے کیسے نالائق اور بازاری خیالات ہیں اور وہ اپنے مخالف پر کیسے بُزدلانہ حملے کرتے ہیں۔ اور اُنھیں جھوٹ اور فریب سے بھی دریغ نہیں ہے۔

فتح کرلیا تھا شہنشاہ ترکی جب یورپ واپس آیا تو اُسے ایک خطرناک دشمن سے جنگ کرنی پڑی اور یہ خطرناک دشمن شاہ سرویا تھا جس نے ولیچٹن۔ ہنگیرئن۔ ڈالمیٹئن کی افواج کثیر لیکے ترکی ترقی کو روکنے کو لئے قدم اُٹھایا۔ شہنشاہ ترکی بھی فوراً اس کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور اپنی افواج قاہرہ کا خود سپاہ سالار بن کے میدان جنگ میں اُترا مسیحی بہادروں نے اپنی شجاعت کے پورے جوہر دکھائے خوب کٹ کٹ کے لڑے مگر اخیر میدان سلطان ہی کے ہاتھ رہا ۷۹۱ھ ہجری قدسی مطابق ۹-۱۳۸۸ء یہ عظیم اور خونریز جنگ مقام کساوہ پر ہوئی تھی۔ فتح کے بعد سلطان مراد خاں گھوڑے سے اُتر کے میدان جنگ اور اپنی فتوحات کی عظمت کو دیکھنے کیلئے چلے۔ خوان اور دست دیار بریدہ سپاہیوں کی سیر کر رہے تھے اور اپنے مصاحبوں سے کہتے جاتے تھے کہ یہ تو ابھی بچے ہی تھے جو ہمارے مقابلہ میں آئے تھے اور ابھی تک ان کی مسیں ہی بھیگ رہی ہیں۔ وزیر نے عرض کیا۔ اے سلطان یہ بچے مذہبی جوش میں ہم سے جنگ کرنے آئے تھے" جب آگے بڑھے تو ایک افسر کو دیکھا جو زخمی پڑا ہوا ہے اس نے سلطان کو دیکھ کے سلام کیا سلطان قریب گئے اور اُس سے باتیں کرنا چاہتے تھے کہ اُس نے پیش قبض نکال کے سلطان کو مارنا چاہا فوراً اُس پر

ایشیا میں اگرچہ روسیوں کو برابر ناکامی ہو رہی تھی لیکن یورپ میں اُن کا پانسہ زبردست تھا اور وہ ترکی افسروں کی نمک حرامی سے فائدہ اُٹھا کے ترکی عملداری کا بہت سا حصّہ حاصل کر چکے تھے۔ جب مشرقی یورپ کی یہہ کیفیت ہوئی تو انگلستان کی آنکھیں کھلیں اور اب اسے اپنے مقاصد کی طرف خیال ہونے لگا۔ مبادا روسیہ انڈیا یا نوبل پر بڑھے اور اُس کے مقاصد سیاسیہ کو صدمہ پہنچے۔ جو تعلقات انگلستان کے ترکی کے ساتھ تھے وہ جنگ ہونے کی وجہ سے سخت پیچیدگی میں پڑ گئے تھے۔ جون کے مہینہ میں وزرائے انگلستان اور باب عالی میں نہر سویز کے بارے میں بہت کچھ خط کتابت ہو چکی تھی سٹر لیبارڈ نے بیان کیا کہ گورنمنٹ ترکی سے یہ سمجھوتہ ہو گیا ہے کہ وہ تمام دول یورپ کے جہازوں کو نہر سویز میں آنے جانے دے جب روسیہ سے اعلان جنگ ہوا ہے تو ترکی وزیر خارجہ نے انگلستانی وزیر خارجہ کو لکھ کے بھیج دیا تھا کہ نہر سویز اصل میں ہماری ملک ہے ہمیں اختیار ہے کہ بوقت جنگ ہم غنیم کے جہازوں کو یہاں سے نہ گزرنے دیں ہم نے دو راستوں کی کامل حفاظت کر لی ہے اور ان دو راستوں سے ہم مقاصد ترکی کو بچا سکیں گے۔ ۲۵ جون سر اسٹافرڈ نارتھ کوٹ نے جلسہ پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ روسیہ نے اس بات کا اعلان دیدیا ہے

تلواریں پڑ گئیں اور پارہ پارہ کر دیا گیا۔

سلطان مراد خاں کی عمر اکہتر سال کی تھی تیس برس حکومت کی۔ انتظام سلطنت اور فوجوں کی ترتیب میں یہ سلطان حد سے زیادہ سخت اور درشت تھا۔ خلیفۃ المسلمین کے لقب حاصل کرنے سے عام طور پر لوگ عزت کرتے تھے یہ سلطان تعلیم کا بھی بہت دوست تھا۔ اس نے بڑے بڑے پبلک اسکول بنائے اور کثرت سے شفاخانے تعمیر کرائے۔ ترکی میں پبلک مدارس اور شفاخانوں کی بنیاد اسی سلطان نے ڈالی اس کے بیٹے بایزید نے بروصہ میں ایک عالیشان مقبرہ بنوایا۔ جہاں اُس کے باپ دادا بھی مدفون ہیں ابھی تک وہ مقبرہ موجود ہے جس میں جانے سے مرحوم سلطان کی عظمت پائی جاتی ہے۔

چوتھا باب

بایزید اول۔ ترکی کا چوتھا شہنشاہ ۱۳۸۹-۱۴۰۳ء

بایزید کا سلطان بننا۔ فتوحات۔ یورپ میں اُسکی افواج کو شکست

کہ ہم مصر پر فوج کشی نہیں کریں گے نہ نہر سویز کے راستہ کو برباد کریں گے اس لئے گورنمنٹ انگلستان مطمئن ہے کہ اس کے راستہ ہند میں مزاحمت نہیں ہوگی۔ اب کوئی خطرہ نہیں رہا اور ہم ہر طرح مطمئن ہیں۔ تو بھی ہم نے مناسب جانا کہ خلیج بسیکا میں اپنا بیڑہ جہازات بھیج دیں۔ کیونکہ یہ ایسا موزوں مقام ہے اگر کوئی فوری ضرورت پڑی تو ہمارا سفیر متعینہ قسطنطنیہ اس جنگی بیڑے سے فوراً خط کتابت کر سکتا ہے۔ اس جنگی بیڑے میں آٹھ جہاز تھے سات آہن پوش اور ایک غیر مسلح۔ باوجودیکہ روسیہ نے انگلستان کو ہر طرح کا اطمینان دیدیا تھا لیکن انگریز غور کی نظروں سے روسیہ کی حکمت عملی کو تک رہے تھے۔ روسیہ نے یہ صاف الفاظ میں کہدیا تھا کہ میں اپنے دشمن سے چاہے جو کچھ برتاؤ کروں لیکن انگلستان کے مقاصد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچنے دوں گا۔

روسی سپاہ سالاروں میں سب سے زیادہ اولوالعزم اور بہادر جنرل گورکو تھا جو ایک زبردست فوج کے ساتھ ۱۲ جولائی ٹرنووا سے جانب جنوب روانہ ہوا تھا اس کا ارادہ تھا کہ ایلنیاں بلقان کو عبور کرکے کنزلک پہنچ جائے اور اس صورت سے تنجا ویلی پر پورا قبضہ ہو جائے تاکہ ایڈریانوپل پر بڑھنے کا صاف

مینویل شہنشاہ یونان۔ ترک منصب۔ تیمور۔ جنگ عظیم۔ بایزید کا قید ہونا۔ تیمور سے ملاقات۔ فاتح کی مفتوح پر نوازشات۔ بایزید کی وفات

فوج نے مراد خاں کے بڑے بیٹے بایزید کو اپنا سلطان تسلیم کیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے شاہ فرغیہ پر حملہ کیا۔ جو بایزید کا خسر بھی تھا۔ اس کا ملک فتح کرکے شاہ کو اپسالا میں جلاوطن کر دیا۔ یہاں سے شاہ سلطان کے خوف سے ایران بھاگ کے چلا گیا۔

کا ایک یورپ میں بایزید کو اعلان جنگ دیا گیا اور یہ اعلان اسٹیفن شاہ مالڈیویا فاتح پولس اور ہنگیرین نے دیا تھا اور یہ ایسا زبردست اور خوفناک دشمن تھا جس کے مقابلہ میں آنے کے لئے مراد خاں کے سپاہ سالار بھی پس و پیش کیا کرتے تھے۔ غرض سلطان بایزید جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ نوجوان سلطان کے لئے آزمائش کا بہت بڑا موقع تھا۔ اسٹیفن اپنی افواج کی خود سپاہ سالاری کر رہا تھا اس کے مقابلہ میں سلطان بایزید بھی اپنے خونخوار جاں نثاریوں کے پروں میں بڑی آن بان سے دشمن کی فوجوں کو تک رہا تھا۔ غرض نقارہ جنگ پر چوب پڑی بہادروں کے دل سینوں میں ہل گئے اور ایک خطرناک بازار قتل و غارت گرم ہوا۔ صلیبیوں اور رہائیوں کے خوب

راستہ نکل آئے۔

روسی اولوالعزم افسر کا یہ خیال بہت ہی درست تھا لیکن راستہ سخت دشوار گزار تھا بڑے بڑے پہاڑ اور درے اونچی نیچی زمینیں سامان باربرداری کے لئے مشکلات پیدا کر رہی تھیں اور یہ ضروری تھا کہ سامان خورد و نوش کو گھوڑوں پر لادیں کیونکہ بغیر اس کے محض ناممکن تھا کہ کوئی گاڑی یا چھکڑا دو قدم بھی چل سکے۔ ایسے خطرناک راستوں کو ترکوں کی مٹھی بھر فوج کافی ہوتی اور ترک تھوڑی سی فوج سے روسیوں کے کثیر تعداد لشکر کو یہیں قتل کر سکتے تھے لیکن گورکو کو اس بات کا یقین تھا کہ ان خوفناک دروں میں میری مخالفت نہیں ہونے کی کیونکہ ترکی فوجیں اور اور مقامات پر مورچہ زن ہیں اور انھوں نے ان خوفناک دروں کو بے پناہ چھوڑ دیا ہے۔

چند روز میں اس جنرل نے ایک اور فوج کثیر کی ترتیب دی جو عقب سے اس کی حفاظت کرے۔ تمام قسم کا سامان حرب اور رسد بوچرست میں رکھا گیا تھا۔ سستووا اور ٹرنووا بھی گودام بنائے گئے سمنٹزا اور ٹرنووا کے بیچ میں ایک عارضی پل تیار کیا گیا۔ ان تمام عظیم تیاریوں کے بعد جنرل گورکو بڑے زور شور سے بڑھا

خوب دل کے حوصلے نکلے جاں نثاریوں کی صفیں آگے بڑھیں ترکی سواروں نے نیزوں کو جھکائے ہوئے گھوڑوں کو اٹھایا۔ تلواروں کے قبضہ پر بہادروں کے ہاتھ پڑے۔ نبرد آزمائی کے جوہر طرفین سے ظاہر ہونے لگے۔ میدان جدال و قتال گرم ہوا اور شیر اشتر جنگجوؤں کے سر اڑنے لگے۔ ادھر شاہ سرویا اپنے سچے بہادروں کے دل بڑھا رہا تھا۔ اور ادھر سلطان ترکی اللہ اکبر کے نعرے مار کے صلیبی صفوں پر گر رہا تھا۔ ایسی گھمسان کی جنگ ہوئی جو کبھی نہ ہوئی تھی۔ صلیبیوں نے اپنی بہادری پوری دکھادی اور امید سے زیادہ کام کیا۔ مگر جاں نثاریوں کے ہر جس طرف حملہ آور ہوتے تھے کائی سی پھٹ جاتی تھی وہ خونریز اور انقطاعی جنگ ہوئی کہ مشرقی یورپ کی سر زمین پر کبھی نہ ہوئی تھی۔ آخر صلیبیوں کو کامل شکست ملی اور وہ جاں نثاریوں کی خون آشام تلواروں بچنے کے لئے بھاگے۔ اسٹیفن شاہ سرویا سب سے پہلے بھاگ کے اپنے محصور شہر کے دروازہ پر پہنچا جہاں وہ اپنی ماں اور اپنے بال بچوں کو چھوڑ آیا تھا دروازہ کھلوانا چاہا لیکن اس کی ماں نے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور کہا "جاؤ یہاں سے چلے جاؤ کیا تو بدنامی کے اس داغ کو اپنے دامن سے دھو یا اس بیعزتی سے خودکشی کرلے۔ یہ جملہ غضب کا پر تاثیر تھا۔ اسٹیفن فوراً واپس پھرا اپنی پریشان فوج کو اکٹھا کر کے بےخبر ترکوں پر اچانک ٹوٹ پڑا

تاکہ بلقان کے جنوبی سلویوں کو صاف کردے۔
اس کی فوج میں آٹھ رجمنٹیں رسالے کی اور چھ بٹالین میٹر بلیو ریگیڈ کی تھیں یہ کثیر تعداد فوج یک لخت ایلینیا پر بڑہی۔ خود جنرل اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ جانب چپ روانہ ہوا تاکہ سید ہا عملہ کی سڑک پر ہولے جو عثمان بازار کی سیدھ میں چلی گئی ہے۔ اس طرف آنے سے صرف یہ غرض تھی کہ دشمن کی فوج کو دیکھا جائے آیا یہاں پڑی ہوئی ہے یا نہیں۔ جنرل کا خیال ٹھیک نکلا اس نے چھ ہزار ترکی فوج کو دیکھا جو ڈینیوب اور بلقان میں بازوئے چپ پر پڑی ہوئی تھی۔ اپنی فوج سے جنرل گورکو نے چھ ہزار عثمانی فوج پر حملہ کیا۔ ترکی فوج نے کلہ بکلہ اُس کے حملہ کا جواب دیا خوب جنگ ہوئی اور بڑی سخت خونریزی ہوئی۔ جنرل گورکو کا سارا رسالہ باستثنائے چند سواروں کے ترکوں نے کاٹ ڈالا۔ اور پیادہ فوج کو بھی نقصان عظیم پہنچا۔ جنرل گورکو اپنی آرزوں کے ساتھ عثمان بازار کے قرب وجوار سے پس پا ہوا لیکن عقلمندی یہ کی کہ آٹھویں کور کی ایک ڈیٹچمنٹ نگرانی کے لئے چھوڑ کے اپنی بڑی فوج سے جاکے مل گیا۔ اور سید ہا بلقانی دروں میں روانہ ہوا۔ تین درے تو بالکل متوازی آکے واقع ہوئے ہیں اور باقی درے تنجہ ویلی کی طرف چلے گئے ہیں اپنی بڑی فعبکو

چونکہ ترک بالکل تیار نہ تھے پس پا ہوگئے اور اس طرح یہ آخری میدان اسٹیفن کے ہاتھ لگا۔
کارامان اوغلی جو ایشیا کے حکمرانوں میں ایک چھوٹے سے صوبہ کا حکمراں تھا بایزید کی شکست کی خبر سنتے ہی خوش ہوگیا اُس نے اس شکست سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے بایزید پر حملہ کرنے کی تیاری کردی۔ جونہی بایزید نے سنا آندھی اور مینہہ کی طرح کارامان پر جھپٹا جب سے بایزید کا نام یلدرم یعنی روشنی پڑ گیا کیونکہ اُس کی رفتار مثل روشنی کے تیز تھی۔ کہ آناً فاناً میں دشمن کے سر پر آپہنچتا تھا۔ بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ اور اوغلی پارہ پارہ کردیا گیا۔ اور ساتھ ہی کئی اور صوبوں کو بھی اپنے قبضہ میں کرلیا۔ کرامان اوغلی کی یہ بڑی بھاری غلطی تھی اصل میں بایزید یلدرم کو شکست نہیں ہوئی تھی۔ بایزید فتح تو پوری حاصل کرچکا تھا۔ فوج فتح پا کے بے خوف وخطر آرام کررہی تھی کہ اسٹیفن آپڑا اور ایک حصہ فوج کو سخت چشم زخم اُٹھانی پڑی۔ اس وقت آرمینیا کا بہت بڑا حصہ بایزید کے زیر نگیں آچکا تھا۔ اس خفیف چشم زخم کا جو بایزید کو یورپ میں ہوئی تھی انتقام لینے کے لئے سخت پریشان تھا۔ ایشیائی عظیم فتوحات پر قانع نہ ہوکے محض انتقام لینے کیلئے بہادر سلطان نے ڈینیوب کی ریاستوں پر حملہ کیا اور کئی صوبے سواحل ڈینیوب کے فتح کرلیے۔ یہاں تک کہ تمام

تین حصوں میں منقسم کرکے اور اسے ملکی مسیحی باشندوں کی رہنمائی پر چھوڑ کے خود غاروں پر قابض ہوگیا اور جانب جنوب بہت تیزی سے بڑھا چلا گیا۔ وسطی درہ کو جس کا نام قصبہ کے نام پر شیکوئی تھا اور جو جنوب کی انتہا پر جاکے ختم ہوتا ہے لشکر کثیر کے ساتھ عبور کیا۔ رستہ بہت ہی تنگ تھا۔ توپوں کی گاڑیاں بھی نہ جا سکتی تھیں جب تک سرنگ دیکے پتھروں کو نہ اڑایا جاتا تھا۔ روسی فوجیں آگے بڑھتی جاتی تھیں اور برابر راستہ بنا رہی تھیں۔ تاریکی گڑھے اور لوٹتے ہوئے چٹان سخت مزاحمت کر رہے تھے اور بڑی مشکل سے قدم اُٹھایا جاتا تھا۔ ان دروں کے بعد کھلے ہوئے میدان پڑے ہوئے تھے جہاں غلّے کے کھیت لہلہا رہے تھے اور منظر بہت ہی دلکش تھا۔ مسٹر میک گاہان ڈیلی نیوز کا نامہ نگار اس دشوار گزار راستہ کی بابت لکھتا ہے "اصل میں شہزادہ سیرتلف نے اس راستہ کا پتہ چلایا تھا کیونکہ یہ شہزادہ مخبروں کے طور پر کام کرتا تھا۔ راستوں میں دشمن کی فوجوں کی نقل و حرکت اور تعداد کی خبر دینی اس کے ذمہ تھی۔ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ ترک سلو لو اور گیبر دوا دو دروں میں مورچہ زن ہیں اور اُنھوں نے ایسی مضبوطی سے مورچہ بندی کی ہے کہ زبردستی ان دروں میں گھس جانا محال ہے۔ مگر کونٹ مولٹکی نے اپنی کتاب میں ان درونکی پوری کیفیت

ولیچیا پر قابض ہوگیا۔ سجسمند شاہ ہنگیری بایزید کی فتوحات سے بیچین اور خوفزدہ ہوکے مسیحی شاہوں سے ملتجی ہوا کہ للہ مجھے بچاؤ اور عیسائیت کی لاج رکھ لو۔ کل شاہان یورپ نے اس کی امداد کی سجسمند ایک لاکھ زبردست فوج کے ساتھ بایزید سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے بڑھا۔ بایزید ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ نبرد آزمائی کے لئے آیا۔ بڑی خطرناک جنگ ہوئی میدان کارزار میں کشتوں کے پشتے اور سروں کے ڈھیر لگ گئے ترکوں نے اپنے دشمنوں کو کھیرے اور ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا۔ سجسمند نے جب یہ بربادی دیکھی اور اپنے جانبازوں کو ہمیشہ کی نیند میں خاک و خون میں پڑا ہوا دیکھا تو اُس کی کمر ٹوٹ گئی اور اس نے جان بچاکے بھاگ جانا چاہا میدان سے فرار ہونا آسان نہ تھا ناچار اُس نے بھیس بدلا اور اندھیری رات میں بہ مشکل بچکے اپنی جان بچائی۔ سلطنت مشرقی کم ہوتے ہوتے صرف شہر قسطنطنیہ تک محدود ہوگئی تھی اور یہ شہر بہت دنوں سے ترکوں کو مدعو کر رہا تھا۔ جان پسر اینڈرونکس نے اپنے چچا مینوئل کے خلاف بایزید سے مدد طلب کی اور وعدہ کیا کہ اگر سوریا میں یونانیوں کے مقبوضات پر میرا قبضہ ہوگیا تو میں آپ کو قسطنطنیہ دیدوں گا۔ بایزید نے دس ہزار ترک اُس کی امداد کے لئے روانہ کئے اور خود دوسری فوج کے ساتھ اس مُلک کو

لکھی ہے اس کا بیان ہے کہ یہ درے عملی طور پر جنگ مدافعت لڑنے کے قابل نہیں ہیں۔ شہزادہ سیرزکلف نے بھی دروں کی کیفیت معلوم کرلی کہ اُن سے گزر جانا کچھ مشکل نہیں ہے اور پہلے کئی بار خود ترک اور بلغاری گزر چکے ہیں۔ ترکوں کو عام طور پر یقین تھا کہ ان دروں میں کوئی قدم نہیں رکھ سکتا جن مقامات میں نہ کوئی جانور جا سکے اور نہ پرندہ پر مار سکے وہاں انسان کیونکر جا سکتا ہے۔ ان ہی خیالات سے ترکوں نے ان دروں پر جہاں سے روسی فوجیں گزر رہی تھیں مطلق توجہ نہ کی۔ کاش تھوڑی سی فوج بھی ان دروں کی حفاظت کے لئے چھوڑ دی جاتی تو روسیوں کا ادھر سے گزرنا محال ہو جاتا اپنی تدابیر کو عمل میں لانے کے لئے شہزادہ نے ایسے شخص کی تلاش کی جو دو برس ہوئے ادھر سے گزر چکا تھا اس نے ساری کیفیت راستہ کی بیان کر دی مگر چونکہ دو سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ اس لئے خوف تھا کہ راستہ اور بھی ناقابل گزر ہو گیا ہو گا۔ یہ خیال کہ اگر ایک بیل گاڑی بھی چلی گئی تو توپوں کا چلا جانا ممکن ہو جائیگا اور اس صورت سے اگر کوئی ٹکڑا یا پہاڑ بیچ میں ہوا تو وہ سرنگ سے اڑا دیا جائے گا۔ بہت مناسب تھا۔ گرانڈ ڈیوک ٹرنووا کے پہنچنے کے تین روز پیشتر جنرل راج دو سو کوہ قافیوں کو ساتھ لیکے بلغاریوں کی رہنمائی پر اس مطلب برآری کے لئے روانہ ہوا خوب دیکھ بھال کے اُسے خوشی ہوئی کہ بغیر سرنگ سے اُڑائے توپو نکے

بہت دور دمدمہ دبالا کرنے لگا یہاں تک کہ شہر کو گھیر لیا اور اُس کا راستہ سامان رسد وغیرہ آنے بالکل بند کر دیا۔ مینویل نے جب یہہ دیکھا کہ یونانی سلطنت کی آنکھیں بند ہوا چاہتی ہیں تو اُس نے یہ خیال کرکے کہ میرے اب وجد کی سلطنت دوسروں کے ہاتھوں برباد ہو اس سے یہی مناسب ہے کہ میں جان سے ملجاؤں اُس کا قبضہ ہو جانا ترکوں کے قبضہ سے ہزار درجہ بہتر ہے اخیر جان سے اُس نے معاہدہ کیا اور شہر کی کنجیاں اُس کے سپرد کر دیں۔ مینوئیل نے خالی شہنشاہی لقب ہی پر قناعت کی اور جتنا زر وجواہر وہ لیجا سکا لیکے یورپ روانہ ہو گیا۔ سلطنت سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوا اور لاکھوں روپیہ کا سامان اور شہنشاہ کا خالی لقب لیکے یورپ کی سرزمین میں زندگی گزارنے کی ٹھان لی۔

اگر قدرتی طور پر عیسائیوں کی امداد نہ ہو جاتی تو بایزید نہ صرف قسطنطنیہ بلکہ تمام آسٹریا کو ہڑپ کر چکا تھا۔ بد قسمت سلمان اگر باہم جنگ نکرتے تو آج روئے زمین پر ایک غیر سلطنت بھی نہ دکھائی دیتی اور اگر کوئی سلطنت رہتی تو وہ عظمت وجلال میں مسلمانوں سے نہ بڑھ سکتی۔ یکایک تیمور لنگ نمودار ہوئے اور انہوں نے بایزید کی ترقی کو بالکل مسدود کر دیا تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لو کہ اگر تیمور یورپ فتح کرنے کے لئے بایزید سے مل جاتا

جانے کا راستہ ٹھیک ہے۔ تین روز کامل ان دو سو کوہ قافیوں نے یہاں کام کیا اور اس عرصہ میں بلغاری کسان برابر آتے جاتے رہے مگر ترک خبر نہوئے کہ درہ میں کیا ہو رہا ہے اور کون شخص کام کر رہا ہے اس غفلت کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا کہ عمداً آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور دشمن کی طرف مطلق خیال نہیں کیا روسیوں نے کزانلک سے سلونا تین بٹالین حفاظت کے لئے ہی روانہ کیں جو روسیوں کی عام نقل و حرکت کے روز خینیا ہو کے گزریں تو بھی ترک غفلت کی نیند سوتے رہے اور اس آرہ چلنے کی انہیں خبر نہوئی جو ان کی گردنوں پر چل رہا تھا۔ بارہ پہاڑی قصبوں کی بلغاری آبادی کو روسیوں کی نقل و حرکت کی پوری خبر تھی لیکن ان ہزارہا بلغاریوں میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ترکوں کو اس معاملہ کی خبر کرتا۔ جہاں مخالفت کی یہ کیفیت ہو کہ ترکوں کی سچی رعایا کا بچہ بچہ ترکوں کا جانی دشمن بنگیا ہو اور جہاں خود ترک ایسے غافل ہوں وہاں روسیوں کی قوت اور ترکوں کی کمزوری کی بحث محض بے سود ہے۔ جو شخص یا قوم اپنے ہاتھ سے اپنے پیر پر کلہاڑی مارے اُس کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہیں ہے۔

ترکی افسروں کا کبھی اس درہ کی طرف خیال ہی رجوع نہوا تھا اور وہ اس درہ کو ایسا ناقابل گزر سمجھے تھے

اور دونوں مشتعلہ فوجیں یورپ پر حملہ آور ہوتیں بھلا کس سلطنت میں جان تھی جو ان افواج قاہرہ کا مقابلہ کرتی۔ مگر نہیں فاتح اور خونخوار تیمور کو یہ منظور نہ تھا وہ صاحبقراں بننا چاہتا تھا اُسے اس کی پروا نہ کہ میری تلوار مسلمان کے مقابلہ میں اٹھی ہے وہ علماء کے فتوے سے ہندوستان کی اسلامی سلطنت پر حملہ آور ہوا تھا اور یہاں تمام اسلامی قوت کو زیر و زبر کر کے چھ مہینے میں واپس چلا گیا تھا۔ اس میں کلام نہیں کہ وہ [illegible] تھا لیکن اپنے جد امجد چنگیز خاں کی خونخواری۔ بے رحمی اور فتوحات جدیدہ کا جوش اُس کی رگوں میں خون کے ساتھ آمیز ہو رہا تھا اور چونکہ یہ ایک قدرتی بات تھی وہ اپنی دوسری فطرت نہ بنا سکتا تھا۔ اس کے کارنامے عجیب و غریب ہیں اس سے زیادہ اولوالعزم شہنشاہ دنیا میں نہیں گزرا۔ سکندر کی بڑائی کی کہانیاں بہت سنی ہیں لیکن اس کے سچے واقعات کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس نے سکندر سے زیادہ ملک فتح کیا اور اس کی تتار فوجوں نے سخت سے سخت اور سنگین سے سنگین موقعوں پر بھی دل نہیں ہارا۔

تیمور نے بہادر اور پُر خوف تاتاریوں کو فنون جنگ کی تعلیم دیکے شائستہ بنا لیا تھا۔ کل ایشیا اور یورپ کا بہت سا حصہ اس کے قدموں پر نثار تھا۔ کروڑہا باشندوں کی جانیں محض اُس کے رحم پر تھیں۔ اس کے

کہ انہوں نے اس کی دیکھ بھال کے لئے نہ فوج متعین کی اور نہ جاسوس چھوڑے رسیوں کو اگر کوئی خوف تھا تو صرف اِن باشی بزوقوں کا جو خینیا میں مقیم تھے اور روسیوں کو یقین تھا کہ اگر راستہ بننے کی بھنک ان کے کانوں میں پڑ گئی تو پھر ایک روسی کی بھی خیر نہیں ہے اسی خوف کے مارے انہوں نے ابھی تک کوئی سرنگ نہ اڑائی تھی مبادا اس کی آواز سے باشی بزوق چونکیں اور فوراً ترکی لشکرگاہ میں ہماری اس کارروائی کی خبر ہو جائے۔

شہزادہ سیرز تلف بلغاری کسان کا بھیس بدل کے پہلے خود اس درہ میں آیا۔ یہ پہلا روسی شخص تھا جو معہ اپنے گھوڑے کے اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور اس نے گویا درہ کا دروازہ اپنی فوجوں کے لئے کھولدیا۔

۱۴ر جولائی لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے فوجوں کی یلغار کی ایک دلچسپ چشم دید کیفیت لکھی ہے جو حسب ذیل ہے "اول اول راستہ صاف تھا اگرا دنچی نیچی پہاڑی زمین برابر قدم قدم پر آرہی تھی لیکن گزرنے میں چنداں دقت نہ تھی۔ جب ہم آگے بڑھے تو گہرے غار اور اونچے اونچے درخت دکھائی دیئے۔ درہ میں ایک ندی بہتی ہے اور اس کے نیچے بہت بڑا چٹان ہے بعض اوقات تیز ہوا کے جھونکوں سے سطح آب اچھی طرح دکھائی دیتی تھی۔

شہر بیٹیا۔ ایران۔ عراق عرب اور شام کو فتح کر کے بغداد کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے دروازے اس کے لئے کھولدے اُس نے ساتھ ہی سارے ہندوستان کو بھی کھنگال ڈالا تھا غرض جہاں اُس کی فوجوں نے رُخ کیا بغیر فتح کے قدم نہیں اُٹھایا۔

تیمور نے مسلمان شہزادوں کا اپنے کو محافظ قرار دیا بالخصوص امیر ارسنجان پر سرپرستی کا ہاتھ رکھا اس امیر کو سلطان ترکی نے اپنا باجگزار بنالیا تھا۔ امیر مذکور اپنے ملک سے بھاگ کے جارجیا امیر تیمور کے پاس پناہ گزیں ہوا اور التجا کی حضور میرے سر پر ہاتھ رکھیں۔ اب کیا تھا تیمور بہانہ ڈھونڈ رہا تھا فوراً فوجوں کی ترتیب کا حکم دیا آناً فاناً میں فوجیں تیار ہو گئیں۔ اپنی سپاہ کا سرکردہ بنکے بایزید سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

انگورا کے میدانوں میں ۲۸ر جولائی ۱۴۰۲ء میں بڑی بھاری جنگ ہوئی۔ بایزید کی فوجیں تیموری لشکر سے تعداد میں نصف تھیں تو بھی ترکوں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھا دیئے لیکن مقابلہ میں ترکمان بھی کم بہادر نہ تھے دوسرے اِن کی تعداد دُگنی تھی۔ اخیر ترک پسپا ہو گئے۔ بایزید نے کوئی کسر نہیں رکھی

شب کی تاریکی راستہ کی دشوار گزاری اور ساتھ ہی گزرنے والوں کی لاعلمی نے ایک ایسا خوفناک منظر پیدا کیا تھا کہ دل دہلا جاتا تھا۔ کل روسی فوج بلغاری رہنما کے رحم پر تھی اور اس کی مٹھی میں ہزاروں روسی سپاہیوں کی جان تھی اگر وہ چاہتا تو باسانی سبکو غارت کر سکتا تھا۔ بعض اوقات درختوں کی شاخیں سر پر آجاتی تھیں سوار چلتے چلتے ٹھہر جاتے تھے کہ آسمانی ہاتھ تو انہیں آگے بڑھنے سے نہیں روکتا۔ پتّہ کا کھڑکنا روسیوں کے لئے ملک الموت کے نعرے سے زیادہ خوفناک تھا اور وہ بہت ہی پھونک پھونک کے قدم رکھ رہے تھے۔ کاش ایک بندوق بھی مقابل جانب سے چلادی جاتی تو کل روسی زمین ڈھیر ہو جاتے۔ پشّہ جھینگے درختوں میں اُڑ رہے تھے اور ان کی چمک سے بعض اوقات روسی سپاہی چونک پڑتے تھے۔ ایک بات بھی باہم نہ ہوتی تھی زبان سے ایک لفظ نکالنے کا حکم نہ تھا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں کے سوا اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا۔ گھوڑے کچھ ایسے سدھے ہوئے تھے کہ برابر بڑھے چلے جاتے تھے اور اُنھیں اس دشوار گزار رستہ کا خوف مطلق محسوس نہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات تیز جھوکوں کے ساتھ چٹانوں پر کھر کے پڑنے سے ایک عجیب کھڑ کھڑاہٹ معلوم ہوتی تھی اور اسی پریشانی میں دھڑام سے کسی کے گرنے کی

لیکن تقدیر سے اُسے کوئی چارہ تھا جب بایزید مایوس ہوگیا اور اُس کا بڑا بیٹا مصطفٰے اسی کے پہلو میں مارا گیا تو اُس نے اپنے وزیر اعظم کو ہدایت کی کہ تو میرے چھوٹے بیٹے سلیمان کو لیکے بروصہ چلا جا۔ تاکہ ہماری آیندہ نسل کے لئے ایک لڑکا تو باقی رہے۔

میدان کارزار اس مایوسی پر بھی اُسی طرح گرم تھا۔ جنگ خوب ہو رہی تھی۔ ترکمانوں کا ایک رسالہ قلب لشکر میں گھسا چلا آتا تھا یہاں تک کہ بایزید کے پاس پہنچ گیا۔ بایزید آسانی سے گرفتار ہونے والا نہ تھا ترکمانوں سے دست بدست جنگ کی اخیر تیس ترکمانوں کو مار کے زندہ گرفتار ہو گیا۔ ترکمانوں نے ترکی شہنشاہ کو گرفتار کرکے اُس کی مشکیں کس لیں اور گھوڑے پر سوار کرکے اپنے شہنشاہ تیمور کے پاس لائے۔ تیمور شام ہونے پر میدان جنگ سے واپس چلا آیا تھا اور اپنے بیٹے کے ساتھ خیمہ میں بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا تھا۔ تیمور کو اطلاع دی گئی کہ سلطان ترکی بحیثیت ایک قیدی کے حاضر ہے تیمور نے بے پروائی سے کہا اُسے دروازہ پر ٹھیرائے رکھو میں یہ بازی ختم کرلوں۔ اللہ اکبر یہ بے پروائی اور یہ اطمینان نپولین بوناپارٹ کی بڑی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ توپوں کے نیچے اُسے آرام ملتا تھا اور ایک دن خیمہ میں بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا کہ ایک گولہ

صدا دل دہلا دیتی تھی تھوڑی دیر میں معلوم ہوتا تھا کہ گھوڑا اچھل کے گڑھے میں گر پڑا ہے کیونکہ کہر مثل مینہ کے برس رہی تھی اور چٹان بے انتہا پھسلواں ہو رہے تھے ہم بالکل تاریکی میں چل رہے تھے بار بار دیا سلائیاں روشن کرکے دیکھتے تھے کہ آیا راستہ تو نہیں بھولے اور صحیح ہی راستہ پر چل رہے ہیں۔ کبھی کبھی چمک سی ہوتی تھی۔ اور اس میں مصفا پانی کا بہنا چٹانوں میں ہوکے معلوم ہو رہا تھا باقی پھر ویسی ہی تاریکی ہو جاتی تھی۔ چٹان سر پر سایہ کئے ہوئے تھے بے برگ درخت مثل پھانسی کی لکڑیوں کے اوپر اٹھے ہوئے خوفناک معلوم ہو رہے تھے۔ ہم دل میں سوچتے تھے کہ آیا بلغاری رہنما سچا ہے؟ بظاہر ندی کے کنارے پر کوئی علامت راستہ کی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ بلغاری روسی سپاہ سالار کو ندی کے اونچے پشتہ پر چڑھا کے لیگیا اور یکایک واپس آکے سطح آب میں غائب ہوگیا۔ جنرل نے چپکے سے کہا کہیں ہمیں دغا تو نہیں دی گئی؟۔ یکایک بلغاری رہنما کی آواز آئی جنرل میرے پیچھے چلے آؤ۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ ندی کی دوسری جانب کوئی شئے زندہ دکھائی دیتی ہے۔ ایک بہت بڑا چٹان ندی کے اوپر چھایا ہوا تھا جس سے ہم دوسرے کنارہ کا شخص نہ دیکھ سکتے تھے۔ یہ خاک معلوم نہیں ہوا کہ دوسرے کنارہ پر جو کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں یا دوست جب ہم بہت قریب پہنچ گئے

اس کے پاس آکے پھٹا اس نے ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ گولہ یا گولہ انداز کا شکریہ ادا کیا کہ مجھے جاذب کی ضرورت نہیں ہوئی اس لئے کہ گولہ کے پھٹنے سے بے انتہا خاک اڑ رہی تھی۔ تیمور کی اس اولوالعزمی کے آگے نپولین کی ساری باتیں بچوں کا کھیل معلوم ہوتی ہیں ایسی خونریز جنگ ہوئی ہو اور شہنشاہ ترکی فاتح یورپ شکیں کسا ہوا دروازہ پر کھڑا ہو اور تیمور بے پروائی سے کہدے دروازہ پر ٹھیراؤ بازی ختم کرکے بلائیں گے۔ کہدینا بہت آسان ہے لیکن خونی واقعات پر نظر کرکے رائے قایم کرنا کارے دارد۔

غرض جب بازی ختم ہو چکی تو تیمور نے بایزید کو بلایا۔ بایزید کو اس کے سپاہیوں نے سامنے حاضر کیا تیمور نے فوراً شکیں کھلوادیں اور اسی وقت ایک اعلیٰ درجہ کا قیمتی اونی جامہ دیا۔ نہایت رحم آمیز گفتگو کرکے بایزید کو اسکی بے رحمیوں پر لعنت ملامت کی۔ تیمور کے الفاظ درشت نہ تھے بلکہ نصیحت آمیز تھے۔

بایزید نے تیمور کی لعنت ملامت کا جواب اسی طمطراق سے دیا جس طرح بحیثیت ایک سلطان ترکی کے تیمور سے پیش کرتا۔ الفاظ میں کسی قدر گرمی پائی جاتی تھی لیکن تیمور نے گردن نیچے کرکے خاموشی سے سنا تیمور ایسا کج فہم نہ تھا وہ جانتا تھا کہ اس عالیشان سلطان کی کتنی وقعت کرنی چاہئے اگرچہ اس وقت شومی طالع سے وہ قیدی بنا ہوا

تو معلوم ہوا کہ وہ روسی ہیں - جنرل نے تالیاں بجائیں اور بہت خوش ہوا اور کہا اے میرے بچّوں گڈ نائٹ انہوں نے جواب دیا گڈ نائٹ یور اکسلنسی - پیادہ فوج کا یہہ وہ گروہ تھا جو پہلے ہی سے گزر آیا تھا - اب یہاں سے راستہ بالکل صاف تھا -

۱۳ر تاریخ غار کے کٹھن راستہ میں یکایک ترکی فوج نظام کا ایک دستہ نمودار ہو گیا - جوں ہی اس نے روسیوں کی یلغار کو دیکھا سخت تعجّب کے ساتھ سٹ پٹا گیا اور اب سناٹا آیا کہ معمولی لڑائی کے بعد جس میں چند مقتول اور مجروح ہوئے تھے دستہ کا دستہ بھاگ کھڑا ہوا - اس مقام کے عمدہ عمدہ پشتوں پر بڑی بڑی توپیں چڑھی ہوئی تھیں لیکن باروت گولہ ہی نہ تھا پھر کیا خاک ترکی سپاہی روسی فوجوں کی رَو کو روک سکتے ترکی ہزیمت خوردہ فوج نظام چھوٹے سے شہر کونارو میں چلی گئی لیکن امداد آجانے سے اس نے جنرل گورکو کی فوج طلیعہ پر حملہ کیا مگر اب کے بھی وہ پس پا کر دیئے گئے اور اخیر میں کونارو بھی کھو دیا جہاں روسی فوج نے قبضہ کر لیا - اس سے زیادہ ترکی اعلیٰ افسروں کی بے ایمانی کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مورچوں پر میگزین ہی نہ رکھا پھر بھلا بیچارے سپاہی کیا لڑ سکتے تھے - اُسی روز ریلوے لائن اور تار برقی کاٹ ڈالی گئی - اور ۱۷ر تاریخ تک روسیوں نے

اُس کے آگے کھڑا تھا - تیمور نے بایزید کو انتہا درجہ اطمینان دیا اور کہا خوف کی بات نہیں ہے میں قسمیہ کہتا ہوں کہ تیری زندگی پر کوئی آنچ نہ آنے دوں گا اور تیرا مثل شہنشاہوں کے احترام کروں گا - تیمور نے فوراً بایزید کے بال بچّوں کو طلب کیا اور ان سے مثل شاہوں کے برتاؤ برتا -

اس عظیم فتح کا یہ نتیجہ ہوا کہ اکشیر نے اپنے دروازے تیموری فوجوں کے لئے کھول دیئے اور بروصہ بالکل برباد ہو گیا نیسیا اور تمام شہر نشین باسفورس زیر وزبر کر ڈالا گیا - تیمور نے بعد ازاں ان شہزادوں کو جنہیں بایزید نے بیدخل کر دیا تھا پھر اُن کی ریاستیں سونپ دیں - تو بھی اس نے بایزید سے چشم پوشی نہیں کی اور اناطولیہ کا کل صوبہ اس کے زیر نگین کر دیا - حالانکہ خاطر و مدارات میں تیمور نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا لیکن بایزید کو اس شکست عظیم کا رنج کھا گیا اور وہ قبل از وقت ۹ر مارچ سنہ ۱۴۰۳ء میں فوت ہو گیا - تیمور نے یہاں بھی عالی حوصلگی سے کام لیا اور بایزید کا جنازہ شہنشاہی جلوس کے ساتھ بروصہ بھیج دیا جہاں وہ اس مقبرہ میں دفن ہوا جو اس نے پہلے سے اپنے لئے بنا رکھا تھا -

تیمور کا یہ فعل کہ اُس نے ایک ترقی کناں اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی سخت حقارت سے

ایک حد تک بڑی کامیابی حاصل کرلی۔

دوسری جنگ مقام افلامی پر ہوئی یہاں ترکی توپخانہ۔سوار اور پیادے موجود تھے بڑی معرکہ کی جنگ ہوئی ترک تعداد میں کم تھے لیکن اُنھوں نے داد شجاعت دے کے صدہا روسیوں کو کاٹ ڈالا اس مقام پر بھی گولے بارود نے جواب دیدیا تھا۔ناچار ترکوں نے سنگینوں اور تلواروں سے جنگ کا خاتمہ کرنا چاہا۔دونوں فوجیں بھڑ گئی تھیں خوب دست بدست لڑائی ہوئی۔کئی ہزار روسی ترکی تلواروں کے نذر ہوئے۔تمام نامہ نگار تسلیم کرتے ہیں کہ روسیوں کا بہت نقصان ہوا نہ صرف ترکی گولوں نے روسیوں کا کھلیان کردیا بلکہ اُن کی تلواروں نے صدہا جانبازوں کے سر اُڑا دیئے۔اخیر امداد نہ پہنچنے پر وہ پیچھے ہٹ آئے۔جنرل گورکو، ارتاریخ کزانلک جا پہنچا یہ شہر درہ شپکا کے دہانہ پر واقع ہے جس کے پرے تنجا ویلی ہے۔

اب کیا تھا ترکوں میں تہلکہ پڑگیا اور اب انہوں نے آنکھیں کھولیں کہ دشمن تو ہمارے گھر میں چلا آیا جنرل گورکو نے ہرطرف سے خفیف خفیف مقابلے ہوئے لیکن وہ خون اور مُردوں کے ڈھیروں میں سے اپنا راستہ کرتا ہوا سیدھا شہر کزانلک پر جا پہنچا۔

دیکھا جائے گا لیکن جو گالیاں تاریخ تیمور والے نے اُسے دی ہیں وہ تیمور پر کسی طرح ہی موزوں نہیں ہوتیں عربی تاریخ تیموری کا مصنف مثل عبدالقادر بدایونی کے ہے جو اکبر کو گالیاں دیا کرتا تھا اور اپنے تعصب سے اُسے اور اُس کے مصاحبوں کو کافر اور بے دین کہا کرتا تھا۔تاریخ تیموری والا تیمور کی نسبت یہ دلخراش جملے لکھتا ہے "فقال بعضهم يكون شرطياً۔ وقال بعض ينشأ الصلحرا مياً۔ وقال قوم "بل قصابا سفاكا وقال اخرون بل يصير جلادا بتاكا وتظافرت هذه الاقوال الى ان آل امره الى ما آل وكان هو وابوه من الفدادين ومن طائفة اوشاب لا عقل لهم ولا دين وقيل كانا من الحشم المهاجالة والاوباش البطالة وكانت ماوراء النهر ماواهم وقيل كان ابوه اسكافا فقيرا جدا وكان هو شابا حداديا جلدا وبسبب تلك الاجرام تيضر او تيضرام"۔ یہ گالیاں ہیں جو تیمور اور اوس کے باپ کو دی گئی ہیں کہیں اُسے قزاق اور چور بنایا گیا ہے اور کہیں اچھے سے اچھا کہا گیا ہے۔کہیں اوباش اور بیہودہ گو کہیں اس کے باپ کو کفش گر اور فقیر بتایا گیا ہے۔مگر فاضل مورخ نے ان میں سے بعض اقوال لفظ "قیل" سے شروع کئے ہیں جس سے قول کا ضعف اور بے بنیاد افواہ ہونا پایا جاتا ہے۔

ترک جاگے بھی تو کیا جاگے "مشتے کہ بعداز جنگ یاد آید بر کلّہ خود باید زد"۔ سب سے پہلے تو انہیں اپنے دشمن کو ڈینیوب ہی پر روکنا تہا اور بعدازاں اس خوفناک درہ کا انتظام کرنا تہا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے مگر انہوں نے کچھ نہیں کیا اور تہوڑے سے لالچ۔ بیجا غرور اور غفلت سے ایسے صعب تریں دشمن کو اپنے گھر کے اندر بلا لیا۔ وائے برما و بر حماقتِ ما۔

درۂ شپکا پر ترکوں کی کثیر تعداد فوج پڑی تہی لیکن اس عظیم فوج کے افسر وہی ترک تہے جن کی بدقسمتی کو ہم بارہا رو چکے ہیں۔ یہ درہ جنگ کرنے کی جان تھا اور یہاں بہت کامیابی سے جنگ مدافعت لڑی جاسکتی تہی مگر ترکی افسروں نے ایسی نامردی اور بے اوسانی سے کام کیا کہ دشمن نے معمولی جنگ کے بعد اس درہ پر آسانی سے قبضہ کر لیا۔ ترکی فوجیں جنرل گورکو کے عقب میں پڑی ہوئی تھیں جنوب کی طرف سے تو تند کور روسی سپاہ سالار نے حملہ کیا اور شمال کی جانب سے روسی شہزادہ نے نویں ڈویژن کے ساتھ ترکوں پر دھاوا کیا۔ سب کا خیال یہ تہا کہ روسی فوجیں ۱۶ر تاریخ گزانلک پہنچتے ہی ۱۷ر کو میدان جنگ میں آجائیں گی لیکن گورکو کی فوجیں ۱۷ر کی شام کو مقام مقصود پر پہنچیں مگر بہت ہی تھک گئی تھیں۔ شہزادہ مرسکی ترکوں سے ہمنبرد ہو چکا تھا اور

باوجودیکہ بایزید کو جنگ کا بہت جوش تھا تو بھی اُس نے وہ کثیر فوائد جو زمانہ امن میں حاصل ہو سکتے ہیں ملک اور قوم کو پہنچائے۔ اس نے قسطنطنیہ کے مقابلہ میں ایک بہت بڑے صوبہ کی بنیاد ڈالی اور اپنے پائے تخت کو خوبصورت اور وسیع بازار اور عالیشان عمارتیں بنا کے آراستہ کیا ساتھ ہی علم کا شایق بھی بہت تھا صدہا مدارس قایم کئے اور قوم میں علم حاصل کرنے کی روح پھونکی۔ ہر جنگ میں خود موجود ہوتا تھا اور مال غنیمت بڑی فراخ حوصلگی سے اپنے بہادر سپاہیوں کو تقسیم کر دیتا تھا۔ تمام فوج بایزید یلدرم پر جان دیتی تہی۔ کسی ترکی سلطان نے فوج کو ایسا مالامال نہیں کیا جتنا بایزید نے۔

فتوحات کا اس سلطان کو حد سے زیادہ شوق تھا۔ اِس کے جانشینوں نے مسلمان حکمرانوں پر بہت کم فوج کشی کی ہے اور ہمیشہ ایک مسلمان سے ہمنبرد ہونا انہیں بُرا لگتا تھا لیکن بایزید اپنی فتوحات کے جوش میں اس کا بہت کم لحاظ کرتا تھا اور جو حکمران خواہ عیسائی ہو یا مسلمان اُس کے رستہ میں آگیا پھر وہ اُسے نہیں بخشتا تھا ایک رَو تہی جو سب کو ہڑپ کرتی چلی جاتی تہی۔ اگر تیمور سے ہمنبرد ہونے کا موقع نہ ملتا تو بایزید اپنی فتوحات کی ایک ایسی نظیر قایم کر جاتا جس کا مثل دنیا میں نہ نکلتا۔

جنگ خوب گھمسان کی ہو رہی تھی۔ ترکوں نے بڑی مضبوطی سے مورچہ بندی کر رکھی تھی اگر بدبخت جان توڑ کے لڑتے تو ایک روسی بھی میدان جنگ سے نہ جا سکتا۔ روسی شہزادہ نے بڑی نادانی سے صرف ایک رجمنٹ تین کالم میں کرکے ترکوں پر دوسری جانب سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کی۔

ترکوں کے چھ مورچے یکے بعد دیگرے نہایت مضبوطی سے بنے ہوئے تھے اور اُن پر زبردست توپیں نصب کی گئی تھیں فوجیں بھی برا جمائے کھڑی تھیں۔ روسیوں کا جانب راست کا فوجی کالم ایک طرف درہ سے گزرنے پر کامیاب ہوا لیکن جانب چپ کا کالم راستہ بھول گیا اور ترکوں کی فوج کے مقابلہ میں آگیا۔ یہہ کالم ترکوں کی صورت دیکھتے ہی بھاگنا چاہتا تھا لیکن ترکوں کی زد سے بھاگنا محال تھا۔ خوب جان توڑ کے اور بہادری سے جنگ کی مگر کل کالم کا کالم کاٹ ڈالا گیا صرف ایک افسر رہگیا مگر وہ بھی زخموں سے چور تھا۔

جنرل گورکو نے ۱۷ تاریخ حملہ کرنا چاہا تھا مگر ۱۸ تاریخ سے پہلے اس سے انتظام نہو سکا۔ جوں ہی دو بٹالین رئفل ترکی فوجوں کے عقب میں پہنچی روسی فوج سے امن طلبی کا ایک جھنڈا بھیجا گیا اور چند ہی منٹ میں

یہ حکایت کہ تیمور نے بایزید کو لوہے کے پنجرہ میں قید کیا تھا بے بنیاد معلوم ہوتی ہے کیونکہ علاوہ تاریخی شہادت کافی نہ ہونے کے تیموری برتاؤ اس خبر کی تردید کرتا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ تیمور ان گوناگوں مہربانیوں پر بایزید کو پنجرہ میں قید کرتا۔ پنجرہ میں قید ہونا بالخصوص اُس زمانہ میں کوئی اعجوبہ بات نہیں تھی موجودہ متمدن زمانہ میں جب مظالم کی انتہا ہو جاتی ہے تو اُس سپاہیانہ عہد میں ایسی باتوں سے کیونکر دریغ ہو سکتا مگر تاریخوں سے اس واقعہ کی سند نہیں ملتی۔ ہاں یورپ کے مورخ اعظم گبن نے اس حکایت کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہہ کل حکایت بے بنیاد نہیں معلوم ہوتی مگر افسوس ہے کہ گبن نے بے بنیاد نہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔

پانچواں باب ۵

سلیمان اور موسے۔ ملک بے تاج و تخت

۱۴۰۳ء سے ۱۴۱۳ء تک

سلیمان بایزید کا دوسرا بیٹا۔ شہنشاہ یونان کی حفاظت تیمور کا اسلحہ

عہد و پیمان شروع ہوئے جنگ بالکل بند ہوگئی۔ یہاں عہدنامے ہو رہے تھے اور وہاں روسی افواج نے اپنی جنگی ترتیب میں کچھ تبدیلی پیدا کی ترک یہ سمجھے کہ روسی دھوکہ دیکے اُن پر حملہ کرنا چاہتے ہیں انہوں نے بندوقوں کی باڑیں ماردیں۔ وہ شخص جو روسیوں کی جانب سے امن کا جھنڈا لیکے گیا تھا قتل کرڈالا گیا۔ چند منٹ میں ۱۴۲۔ آدمی مقتول اور مجروح ہوگئے۔ اور باقی روسیوں نے بغیر حکم کے ترکوں پر ہلّہ بول دیا خوب خطرناک جنگ ہوئی اخیر ترک پس پا ہوگئے اور روسیوں نے اُن کے مقامات پر قبضہ کرلیا۔ اسی اثنار میں گورکو نے ترکوں سے کہلا بھیجا کہ ہتیار ڈالدو۔ اس کے جواب میں محمد پاشا نے جو یہاں کی ترکی افواج کا سپاہ سالار تھا یہ لکھ کے بھیجا کہ ہم کل مقامات چھوڑنے کو تیار ہیں کل باقاعدہ ہتیار ڈالدیں گے۔ علی الصباح جب روسی فوجیں ان مقامات پر بڑہیں تو ایک ترک بھی نہ پایا۔ اس عرصہ جنگ میں شہزادہ ہرسکی نے اپنی جگہہ سے جنبش نہیں کی اور جنرل گورکو کے احکام کا منتظر رہا ۱۹ تاریخ نوجوان روسی جنرل اسکوبلوف درہ شپکا میں شمالی سمت سے بڑہا اور اسی ترکیب سے اس نے کئی مقامات طے کئے کہ ترکوں کو کانوں کان خبر نہوئی۔ ایک طرف سے گورکو بڑھ رہا تھا اور دوسری جانب سے اسکوبلوف

سلیمان کا تخت سے اُترنا اور موسٰے کا اُس کی جگہہ بیٹھنا۔ ملکی جنگ۔ سلیمان کی وفات۔ موسٰے کی سلطنت۔ اپنے بھائی محمد کو اپنی حکومت تقسیم کرنا۔ موریا اور سرویا کے مقابلہ میں کامیابی۔ ہنگیرین فوجوں پر فتحیابی۔ محمد کا فوج کے ساتھ بھائی کے مقابلہ میں بڑھنا۔ موسٰے کی شکست اور وفات۔

جنگ انگورا سے جہاں اُس کا باپ قید ہوگیا تھا سلیمان مجبوراً فرار ہو کے قسطنطنیہ پہنچا یہاں شہنشاہ یونان مینویل نے اس کی سرپرستی کی اور دوبارہ اُسے تخت پر بٹھادیا۔ سلیمان اگرچہ مینویل کے صعب ترین دشمن کا بیٹا تھا لیکن پھر بھی وہ سلیمان سے بمہربانی پیش آیا اور اُسے حکومت تھریس سونپ کے اپنے لئے تھسیلونیکا رکھ لیا۔

اس کے بعد ترکی شہزادہ ایڈریانوپل واپس چلا آیا اور یہاں عیاشی میں مصروف ہوگیا اُسے نہ باپ کی قید کا خیال رہا اور نہ اتنی بھاری شکست کا مے نوشی اور تعیّش نے اُسے دین و دُنیا کا نہ رکھا۔ امیر تیمور کا ایک ایلچی اس کے دربار میں آیا جس نے آکے بایزید اُس کے باپ کی موت کی خبر سنائی اور ایلچی نے

دونوں فوجیں آکے مل گئیں اور درۂ شپکا پر روسیوں کا پورا قبضہ ہوگیا۔
ان پہاڑی سنگین مقامات میں بھی ترکوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور جو بے پروائی اور سستی وہ ابتدائے جنگ سے دکھا رہے تھے وہی اب بھی برتی درۂ شپکا ایک خطرناک مقام تھا اور یہاں ترکی فوجیں اور توپخانہ بھی کافی تھا اگر خدا اس بے پروائی کا ستیاناس کرے جس نے ترکوں کو لومڑی بنا دیا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکے۔
جو قلعہ اور گڑھیاں شپکا کے پہاڑوں پر بنی ہوئی تھیں ایک انگریزی انجینیر کی رائے کے مطابق اس قدر مضبوط تھیں کہ حملہ آور فوجیں اگر اچھی طرح مستعدی سے حفاظت کی جاتی تو کبھی نہ گزر سکتی تھیں مگر ترکوں نے بے پروائی کرکے خود اپنے پیر میں کلہاڑی ماری اور دنیا کے بزدلوں میں اپنا نام لکھوایا۔ روسیوں کی سرکاری رپورٹ کے بموجب مفصلۂ ذیل ترکی فوج درہ میں مورچہ زن تھی۔ چودہ ترکی بٹالین جن کے قبضہ میں آٹھ مقامات تھے اور یہ وہ مقامات تھے جہاں سے بے جنگ کئے ترک بھاگ نکلے تھے ترکی سپاہی جو روسیوں کی قید میں آئے تھے بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارا افسر فوج بھاگ گیا اور اس کے بعد دس ہزار فوج فرار ہوگئی اور یہ سب باقاعدہ فوج تھی۔ روسیوں کے ایک کثیر مقدار فوجی بسکٹوں کی ہاتھ لگی پانچ پہاڑی توپیں

کہا ہمارا شہنشاہ آپ پر مہربان ہے اور آپ کی حسب خواہش آپ سے سلوک کرنا چاہتا ہے۔ سلیمان اس وقت شراب کے نشہ میں تھا ایسا سخت مغرورانہ جواب دیا کہ ایلچی دنگ رہگیا اور نہایت ناراض ہوکے دربار سلیمان سے واپس چلا آیا۔ تیمور نے جب یہ کیفیت سنی تو سلیمان کی حماقت پر افسوس کیا۔ فوراً اس کے بھائی موسلے کو سلطان اناطولیا بنا دیا اور ولایت اماسیا بایزید کے سب سے چھوٹے بیٹے کو دیدی۔ تیمور نے ان دونوں شہزادوں کو لکھ کے بھیجا "تم دونوں اپنے باپ کی میراث لو!" ایک سچی شہنشاہی روح اس بھید کو خوب جانتی ہے کہ کیوں کر فتح کرتے ہیں اور کس آسانی سے پھر مفتوحہ ملک بخش دیتے ہیں۔
تیمور ان شہزادوں کو ان کا ملک واپس دیکے جنھیں بایزید نے تخت سے اتار دیا تھا سمرقند واپس چلا گیا اور اپنی ان عظیم فتوحات کا کوئی ثمرہ نہیں اٹھایا۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے بھائیوں پر حملہ کیا انھیں مار کے ملک سے باہر نکال دیا مگر اس کی عیاشی اور قوانین شریعت سے خلاف ورزی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ خود اس کے مصاحب اس سے برگشتہ ہوگئے اور سب جا کے موسلے سے مل گئے۔ اس نے شکست یاب ہونے پر بھی سلیمان پر حملہ کیا۔ جب موسلے کی فوجیں قریب آگئیں سلیمان کا تمام لشکر موسلے سے جا ملا اور سلیمان

پانچ کرپ توپیں تین رجمنٹ کے جھنڈے اور ایک تعداد خیموں کی۔ جنرل گورکو کی فوج اس وقت بلقان کے بہت بڑے حصّہ کی مالک بن گئی تھی۔ ترکوں نے بلقان کے جنوبی سلسلہ میں روسیوں کے اصل ہونے پر مطلق مزاحمت نہیں کی۔

کزانلک میں پہنچنے سے پہلے جنرل گورکو نے کوہ قافی فوج کا ایک دستہ بھیجا کہ وہ اس ریل کو کاٹ ڈالے جو یانی زگرا سے یمبولی کو جاتی تھی اسی طرح روسی افسر نے اسکی زگرہ کی طرف ایک دستہ فوج روانہ کیا جو مرٹزاویلی کے بلند چٹانوں پر بلقان کے جنوب میں واقع ہے۔

ان رسالوں کے آدمیوں کا صرف یہ کام تھا کہ بار برداری کا سامان مہیا کریں لیکن حالت زیادہ خطرناک تھی۔ بدقّت تمام امور مطلوبہ حاصل ہو گئے۔ درہ شپکوی کا راستہ صاف کرنے کے لئے قیدی لگا دیئے گئے اس وقت جنرل گورکو کے قدم قدم پر ترکی افسروں کی نمک حرامی کی بدولت کامیابی نثار ہو رہی تھی۔ جو ارادہ کرتا تھا وہ آسانی سے ہو جاتا تھا۔ خود اپنا قیام روسلیا میں کیا۔ اور یہاں سے ٹرنووا تک اُس کا راستہ صاف کھُلا ہوا تھا۔ آزادی سے خط کتابت ہوتی تھی اور کوئی مزاحم نہ تھا۔ شہنشاہ روس نے

اپنی جان بچا کے بھاگ گیا۔ چند روز کے بعد موسٰے نے سنا کہ سلیمان کو اس کے ساتھیوں نے قتل کر ڈالا اگرچہ باہم جنگ و جدل ہو رہی تھی لیکن خون کا جوش اُمڈ آیا اور موسٰے نے اپنے بھائی کے قاتلوں کو سزا دیکے اپنے بھائی کا جنازہ شاہانہ جلوس سے اُٹھایا اور اُسے بروصہ میں لاکے اُس کے دادا مرادخاں کے پہلو میں دفن کر دیا۔

تخت نشین ہوتے ہی موسٰے نے اِن صوبجات پر قبضہ کرنا چاہا جو سلیمان نے شہنشاہ یونان کو دیدیئے تھے۔ موسٰے نے اپنی نصف حکومت اپنے بھائی محمد کو دیدی یعنی ایشیا کے کل صوبے اس شرط پر اُس کے حوالے کئے کہ وہ یورپ کے صوبجات سے دست بردار ہو جائے۔

پھر موسٰے نے کثیر تعداد فوج کے ساتھ سوریا پر حملہ کیا۔ بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں اخیر سوریا کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد سرویا پر حملہ آور ہوا ایک انقطاعی جنگ کے بعد اُسے بھی زیر و زبر کر ڈالا اور بالکلیہ اُس پر قابض ہو گیا۔ سجمند شاہ ہنگری نے جب موسٰے کی یہ بڑھتی ہوئی فتوحات دیکھیں تو چوکنا ہوا۔ اپنی کثیر تعداد فوج کے ساتھ حفظ ماتقدم کے طور پر موسٰے پر حملہ آور ہوا۔ موسٰے کا وزیراعظم بذات خود جنگ کر رہا تھا۔

جنرل گور کو کے پاس مبارکبادی کا ایک مراسلہ ارسال کیا اور اس کی گوناگوں قابلیتوں کی انتہا درجہ تعریف کی۔ لیکن بعض صورتیں وہ تھیں جن سے یہہ خلاف امید کامیابی مشتبہ نظروں سے دیکھی جاتی تھی روسی فوجیں اندھا دھند آگے بڑہی تو چلی آئی تھیں لیکن اُنہوں نے اس کا بہت کم خیال کیا تھا کہ اگر ضرورت پڑی تو امداد کیوں کر آسکیگی۔ جنرل گور کو کو فتح کا نشہ اس قدر تھا کہ اُسے آگے پیچھے کا کچھہ خیال نہ رہا تھا اور اب اُس کی نگاہوں میں ترک ذلیل اور نامرد جچنے لگے تھے۔

جب کزانلک میں داخل ہوئے تو بلغاریوں نے بڑے جوش سے اُن کا استقبال کیا لیکن ترک خوف کے مارے اپنے گھروں میں چھپ کے بیٹھ گئے مبادا بلغاری روسیوں کی حمایت پر اُنھیں کچھہ صدمہ پہنچائیں روسی شایستہ افواج سے اُنہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا دیسی عیسائیوں نے اُنھیں ستایا۔ بلغاری چند روسی کوہ قافیوں کو ساتھہ لیکے بعض ترکی گھروں میں داخل ہوئے اور تمام ترکی مال و متاع علانیہ لوٹ لیا اور جو چیز نہ لیجا سکے اسے برباد کردیا۔ سب سے زیادہ سعد اللہ بے کا مکان لوٹا گیا جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے بلغاریوں کو بہت ستایا تھا۔ اس کے مکانات معہ اور مکانوں کے لوٹنے کے بعد

خونریزی اور گھمسان کی جنگ کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ اب تک جتنی لڑائیاں موسٹے اور اُس کے باپ دادا لڑ چکے تھے سب سے زیادہ اس جنگ میں خونریزی ہوئی۔

اس خونریز جنگ کے بعد جب موسٹے لڑائیوں سے تھک گیا تو آپ گھر واپس چلا آیا اور اپنے سپاہ سالاروں کو مزید جنگ کرنے کے لئے میدان جنگ میں چھوڑ آیا سپاہ سالار خود اپنے سلطان کے مساوی پُرجوش اور خونخوار تھے اُنہوں نے تہسلونیکا پر حملہ کرکے سلطانی عملداری میں ملالیا۔ یہاں فتوحات ہو رہی تھیں اور ایڈریانوپل میں موسٹے بآرام اپنی زندگی بسر کر رہا تھا۔ خوب عیش اُڑانے شروع کئے اور دُنیا مافیہا سے بےخبر ہوا موسٹے کے سپاہ سالاروں کو اپنے آقا کی یہہ معاشرت بُری معلوم ہوئی اُنہوں نے آپس میں شورہ کرکے یہہ تجویز کیا کہ دوسرا سلطان بنانا چاہئے ایسا عیاش سلطان آیندہ فتوحات میں ہرگز ترقی نہیں کرسکتا وزرا باہم مشورہ کرکے محمد کے پاس ایشیا میں گئے اور اس سے التجا کی کہ تو اپنی باگیں یورپ کی طرف پھیر جس وقت تو یورپ میں داخل ہو جائے گا ہم سب تیری امداد کو آجائیں گے۔ یہ سنکے محمد بہت خوش ہوا اور اس بہانہ سے کہ میں اپنے بھائی سلیمان کا انتقام لینا چاہتا ہوں فوج کو ساتھہ لیکے یورپ کی طرف بڑھا۔

منہدم کر دیئے گئے اور روسی اور بلغاریوں نے جہاں تک اُن سے ممکن ہوا برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ ولایت کے اخباروں کے اکثر نامہ نگار اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ اکثر ترکوں کے مکان اس لئے لوٹے گئے کہ ان کا ایک قابل حقارت قوم سے تعلق ہے اور وہ قوم ترک ہے۔ بلغاریوں اور روسیوں کی نگاہوں میں سوا اس کے کوئی جُرم نہ تھا کہ ایک شخص لفظ ترک سے پُکارا جاتا ہو وہ نفس ترکوں کے دشمن تھے اُنہیں یہ غرض نہ تھی کہ یہ ترک گنہگار ہے یا بیگناہ۔ اگر جنرل گور کو چاہتا تو یہ خلاف تہذیب و تمدن اور خلاف رحم جرائم کا انسداد ہو سکتا تھا۔ صرف کزانلک میں ایک گارڈ کا متعین کر دینا یہ کل انتظامات کر سکتا تھا لیکن وہ کزانلک میں داخل ہوتے ہی آگے بڑھ گیا تاکہ درۂ شپکا پر حملہ کرے جہاں ترک مورچہ بندی کئے ہوئے اُس کے عقب کو دہمکی دیرہے تھے۔ چند روز کے بعد روسی سپاہ سالار نے چند روسی افسروں کو کزانلک بھیجا تاکہ انتظام اور امن قائم کریں مگر یہاں رکھا ہی کیا تھا لوٹ مار کا فیصلہ ہو چکا تھا اور ترکی عالیشان مکان اور حویلیاں منہدم کر دی گئی تھیں۔ ہاں یہہ ضرور ہوا کہ جتنے مکانات بچ گئے تھے اُنہیں روسی افسروں نے برباد نہونے دیا۔

جب یونانی شہزادہ نے یہہ سنا کہ دونوں بھائیوں کی کھٹکتی ہے وہ فوراً محمد سے آملا اور موسےٰ کے خلاف اُسے امداد دینی شروع کی ادہر موسےٰ کی فوج کا کثیر حصّہ محمد سے آملا جب موسےٰ نے یہہ دیکھا تو ایک کھانچہ میں چُھپ کے بھاگا۔ راستہ میں سپاہیوں نے اُسے دیکھ لیا اور چاہا کہ زندہ گرفتار کرکے لیجائیں مگر یہہ ایک محال امر تھا زندہ گرفتار ہونا کارے وارد۔ سپاہیوں سے دست بدست جنگ کی کئی آدمیوں کو قتل کیا اخیر ایک بازو موسےٰ کا اُڑ گیا۔ اس نے التجا کی مجھے بھائی محمد کے پاس لیچلو سپاہیوں نے بہی قبول کر لیا مگر خون نہ رُک سکا اور وہ زیادہ خون کے نکل جانے سے جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ محمد بڑی شان و شوکت سے ایڈریانوپل میں داخل ہوا۔ بڑی دہوم سے استقبال ہوا اور فوج و رعایا نے دلی مسرّت اور جوش سے خیر مقدم کیا۔ فوج اور پاشاؤں نے محمد کو اپنا سلطان بنایا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

ترکی مورّخ موسےٰ اور سلیمان کو اپنے شہنشاہوں میں نہیں داخل کرتے کیونکہ ان میں سے ایک نے بھی کل سلطنت پر جو بایزید کے ہاتھ سے نکل گئی تھی حکومت نہیں کی۔ یہ کل سلطنت جب تک محمد تخت پر

اخبار کے ایک نامہ نگار نے شہزادہ سیرز تلف کو دیکھا کہ وہ مجرموں کو اپنے ہاتھ سے کوڑے مار رہا تھا شہزادہ نے ایک دفعہ اپنے کمان افسر کو ایک ترک کے گھر میں جا کے پکڑا جو ایک بلغاری سے لوٹ کا حصہ بٹا رہا تھا۔ یہ دیکھ کے شہزادہ برہم ہو گیا اور اپنے ہاتھ سے ایسا کوڑا اس کے منہ پر مارا کہ اُس کے کلہ کی کھال اُڑ گئی پھر اُسے فوراً گرفتار کر لیا مگر یہ تشدد اس بربادی کا جو اس سے پہلے ہو چکی تھی کوئی معاوضہ نہ ہو سکتا تھا۔

جس وقت قسطنطنیہ میں یہ خبریں پہنچیں کہ روسی فوجیں جنوبی بلقان تک پہنچ گئی ہیں ایک تہلکہ عظیم برپا ہو گیا۔ گورنمنٹ ترکی اور خود ترک سخت پریشان ہوئے حکومت میں زلزلہ محسوس ہوا اور چاروں طرف سخت سراسیمگی معلوم ہونے لگی۔ پہلے یہ خبر آئی کہ ایک روسی فوج نے تمام رومیلیا کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اور اب عنقریب مثل ۱۳۲۹ھ کے ایڈریانوپل پر قبضہ کر لیں گے۔

جب ایڈریانوپل پر قبضہ ہو گیا تو پھر قسطنطنیہ کا بچنا محال ہے جب تک اولوالعزمانہ طور پر حملہ آور و نکی بڑھتی ہوئی فوجوں کو نہ روکا جائے گا سلطنت ہرگز نہیں بچ سکتی۔ سلطان المعظم کی پریشانی کا کچھ حال نہ پوچھو وہ اپنے افسروں کی نمک حرامی کا رنگ دیکھ دیکھ کے انگاروں پر لوٹ رہے تھے اور اُن کی عجیب کیفیت تھی۔

نہیں بیٹھا دوبارہ ترکی قبضہ میں نہیں آئی۔

چھٹا باب ۶

محمد اوّل۔ پانچواں سلطان

۱۴۱۳ء سے ۱۴۲۱ء تک

محمد اوّل۔ سلطنت کا دوبارہ حصول۔ کامیاب حکومت۔ وینس کا ترکی بیڑے کو برباد کرنا۔ ملکی جنگ۔ وفات اور چال چلن۔

محمد کی تخت نشینی کی عام طور پر خوشی منائی گئی۔ آغاز سلطنت میں اُس نے تہسیلونیکا شہنشاہ یونان منویل کو دیدیا۔ اور ساتھ ہی بحر اگزائن کے کنارے کے کل قلعجات بھی حوالہ کر دیئے۔ محمد شہزادگان ولاچیا۔ بلغاریہ۔ مالڈیویا کے ایلچیوں سے مہربانی کے ساتھ پیش آیا اور اُن کا مرسلہ خراج بخندہ پیشانی قبول کر لیا۔

عبد الکریم پاشا کی نالائقی نے یہ سارا روز بد دکھایا تھا۔ آپ نے یہ مناسب خیال کیا کہ عبد الکریم کو موقوف کر کے اس کی جگہہ دوسرا لائق سپاہ سالار مقرر فرمائیں۔ اخیر بڑی پس وپیش کے بعد عبد الکریم کی جگہہ محمد علی پاشا کو مقرر کیا اور بلقانی افواج کی کمان سلیمان پاشا کے سپرد کی۔ سلیمان ابھی مونٹی نگرو والوں پر نمایاں فتوحات حاصل کر چکا تھا۔ اسی اثنا میں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے وزیر خارجہ کے عہدہ سے صفوت پاشا کو موقوف کر دیا اور عارفی پاشا کو اس ممتاز عہدہ پر نامزد کیا۔ سلیمان پاشا ابھی نوجوان ہی تھا اسکی عمر صرف چالیس کے پیٹے میں تھی۔ اس کے چہرہ سے جنگی قابلیت اور پھرتی ٹپکتی تھی۔ آنکھیں بھوریں اور نہایت خوبصورت شخص تھا بڑی بڑی موچھیں اور گھونگروالے مڑے ہوئے بال تھے۔ یہ بالکل شمالی یورپ کا شخص معلوم ہوتا تھا۔ اسے حکم ہوا کہ فوراً مانٹی نگرو سے روانہ ہوجائے سلیمان پاشا حکم ہوتے ہی مانٹی نگرو سے سیدھا اڈریانوپل کی شمالی جانب روانہ ہوا اور اپنا قیام سلطان کے قدیم محل میں کیا۔ اس محل کے کھنڈر توڑ ڈالے گئے اور ان پر توپیں چڑھائی گئیں اور جو افواج سلیمان اپنے ساتھ لایا تھا اُن سے کارروائی کرنی شروع۔

سثل یورپ کے ایشیا میں بھی محمد کو سلطان تسلیم کیا گیا۔ کرمان اوغلی (اسی نام کا ایک حکمراں بایزید کے پنجہ میں گرفتار ہو کے قتل ہو چکا تھا) کو مطیع کرنے اور اس کی سلطنت کو اپنے تصرف میں لانے کے بعد شہزادہ کستاموتی کی سلطنت پر حملہ کیا اور اُسے زیر وزبر کرنے کے بعد سمرنا پر اُس کی فوجیں بڑھیں اور اطاعت کرنے پر مجبور کیا اور بہت سے شہر اور قصبے یونانی شہزادوں سے فتح کرلئے جو ابھی تک اپنے کو خود مختار سمجھتے تھے مگر سلطان سمندر میں زیادہ خوش قسمت نہیں ثابت ہوا۔

وینس کی جمہوری سلطنت کا اس وقت بڑا عروج تھا یورپ کی تمام تجارت کا دارومدار محض اسی کی ذات پر تھا۔ اس کے مقبوضات کیپ ڈی اسٹریا سے قسطنطنیہ تک پھیلے ہوئے تھے جب اس نے ترکوں کی یہ دھوم دھام سنی تو پیلسپاڈنٹ میں اپنے جنگی جہازات روانہ کئے۔ ان جہازوں نے عثمانی بیڑے کو برباد کر دیا لیکن یہ جرأت نہیں ہوئی کہ خشکی میں اتر کے اپنی اس فتح کی تکمیل کرتے اسی زمانہ میں ایک پادری صاحب برسگلیا نامی پیدا ہوئے جنہوں نے سلمانوں کے خلاف وعظ کہنا شروع کیا اور اعلان دیا کہ یہ لوگ کافر ہیں ان پر جہاد کرنا چاہئے۔ جن لوگوں نے اس کا ذب پیغمبر کے مذہب

روسیوں کی یہ نمایاں کامیابی دیکھ کے قسطنطنیہ کے صلح پسند گروہ میں بھی تحریک پیدا ہوئی اور اب وہ بھی سلطنت کے بچانے کی تدبیریں کرنے لگا۔ یہ سب پر روشن تھا کہ ترک مٹ جائیں گے لیکن روسیوں کی شروط کو نہیں تسلیم کرنے کے۔ روسیوں کا اصلی منشا یہ تھا کہ ترکوں کو جھوجرا بنا دیا جائے اور انکا قدیمی غرور اُن کے دماغ سے نکال دیا جائے اور براہ راست یا دوسرے طریقہ سے سلطانی مقبوضات یورپ پر حکمراں بنجائے۔ سلطان پر کیا منحصر ہے کوئی خود مختار حکمراں جب تک بالکلیہ برباد نہو جائے ہرگز ایسی ذلیل شرطوں کو قبول نہیں کرسکتا۔ ترکی اس نیم مُردہ حالت میں اب بھی ایک جنگی سلطنت تھی اور ایشیا میں ابھی تک اُسی کا پہلو زبردست رہا تھا۔ تمام یورپی پائے تختوں میں صلح کی سلسلہ جنبانی شروع ہو گئی تھی لیکن ترکوں میں ان شکستوں کے بعد بھی جوش عثمانی باقی تھا اور وہ ایسی بے عزتی کی صلح کو سخت حقارت سے دیکھتے تھے۔

سلیمان پاشا نے وہ پرجوش روح اپنی فوجوں میں پھُونکی کہ حلقۂ وزراء میں وقعت کی نظروں سے دیکھے جانے لگے۔ روسی فتوحات سے انگلستان میں سخت پریشانی پیدا ہو گئی۔ جولائی کے اخیر حصہ میں وزرائے انگلستان نے

اختیار کرنے میں چون وچرا کی وہ قتل کر ڈالے گئے اس شخص نے ابتدا میں تو نہیں لیکن جب اس کی جمعیت زیادہ بڑھ گئی تو پیغمبری کا دعوے کرلیا۔

سلطان محمد اس شخص کی ترقی سے چونکا فوراً اپنے بیٹے مراد خاں کو جسکی عمر مشکل سے بارہ[۱۲] سال کی ہوگی ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کاذب پیغمبر بھی اپنے کل معتقدوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا بڑی بھاری لڑائی ہوئی۔ مراد خاں نے اُس کی فوجوں کو پارہ پارہ کردیا۔ یہ کاذب پیغمبر زندہ گرفتار کرلیا گیا اور فوراً اُسے سولی دیدی گئی اُس کے بقیۃ السیف ساتھی اپنی جان بچا کے فرار ہوگئے۔

اس کے بعد ایک نیا فرضی دعوے دار سلطنت کھڑا ہو گیا جس کی شکل ہو بہو مصطفےٰ سے ملتی تھی اس نے اعلان دیا کہ ترکی تخت کا مالک اصل میں میں ہوں اس فرضی دعوے دار سے بہت سے لوگ مل گئے جن میں ایک جنسنس پاشا بھی تھا جس پر سلطان محمد نے طرح طرح کی مہربانیاں کی تھیں اور اس کے سپرد گورنمنٹ نکوپولس کردی تھی جس نے اپنے مہربان آقا کی مہربانیوں کا یہ صلہ ادا کیا کہ اُس کے دشمن سے ملکے اُلٹا اسے تخت سے محروم کرنے پر آمادہ ہوگیا حالانکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ شخص فرضی دعوے دار ہے۔

یہ تجویزیں کرنی شروع کیں کہ انگلستانی مقاصد کو صدمہ پہنچنے سے بچائیں۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کو جلسہ وزرائے حکم دیا کہ فوراً ایک جنگی بیڑہ جہازات مالٹا روانہ ہو جائے جس میں دو زائد بٹالن ہوں اور ہر بٹالن کی تعداد نو سو سپاہیوں کی ہوگی۔ تمام ممالک میں احکام جاری ہو گئے کہ فوجیں تیار ہو جائیں تاکہ لمحی حکم سے میدان جنگ میں بڑھ سکیں یہ بھی افواہ اُڑی کہ گیلی پولی پر ایک مہم روانہ کی جائے گی اور انگلستان و آسٹریا ملکے قسطنطنیہ پر قبضہ کرلیں گے اور چالیس ہزار فوج ہندوستان سے مصر روانہ کی جائے گی مگر یہ ساری باتیں محض بے بنیاد تھیں اور ان کل باتوں میں یہ تو ضرور صحیح تھی کہ مالٹا کو مضبوط کیا گیا تھا باقی نرا افسانہ تھا۔
اگرچہ حکومت انگلستان کو ترکی اور روسیہ سے کوئی تعلق نہ تہا تو بھی روسیوں کی ان غیر معمولی فتوحات سے سخت بے چین تہی اور قسطنطنیہ کے خطرہ میں پڑنے سے پریشان خاطر ہو رہی تہی۔ روسی افواج ابھی تک جانب جنوب گھسی چلی جاتی تہیں اور انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔
جب جنرل گور کو تنجا ویلی میں اپنی افواج کی کامیابی کی کوشش کر رہا تھا اُس وقت کوہی سلسلہ اور ڈینیوب کے درمیان چند نامور لڑائیاں ہوئیں۔ وڈن کی ترکی فوج کا ایک بڑا حصہ عثمان پاشا کی ماتحتی میں پلونا کے

اس فرضی وارث نے قلیل فوج جمع کی اور تہسولونیکا کی دیواروں میں محمد کا منتظر ہوا لیکن جان نثاریوں اور ترکی سپاہیوں نے باغیوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ فرضی وارث بھاگ کے شہنشاہ یونان کے ہاں پناہ گزیں ہوا اور جب سلطان ترکی نے طلب کیا تو اس نے دینے سے انکار کیا لیکن یہ قبول کیا کہ میں اسے آرچ پیلیجو میں جلاوطن کر دیتا ہوں چنانچہ سلطان راضی ہو گیا اور وہ مقام مذکور میں جلاوطن کر دیا گیا۔
چونکہ رولاچیا والوں نے اس فرضی شہزادہ کی امداد کی تہی اس لئے محمد نے اُن پر حملہ کیا اور اُن کا سارا ملک تاخت و تاراج کر ڈالا۔ ۱۴۲۰ء میں یہ جنگ واقع ہوئی۔ ولاچین کا بہت ہی ستیاناس ہوا آخر انہوں نے معافی مانگی۔ سلطان محمد نے معاف تو کر دیا لیکن خراج دُگنا کر دیا جو انہوں نے برضا و رغبت دینا منظور کیا۔ ابھی سلطان کی طبیعت میں ممالک یورپ فتح کرنے کے بڑے بڑے حوصلے باقی تھے کہ یکایک ایک سخت مرض نے اس پر دورہ کیا اور وہ آٹھ برس سلطنت کرکے ۴۷ سال کی عمر میں ملک جاودانی کو سدھارا مرنے سے پہلے اس نے اپنے دو وزیروں کو بلا کے وصیت کی کہ تم مرادخاں میرے بیٹے کی اطاعت کرنا اس وقت وہ ایشیا کی افواج کی سپاہ سالاری کر رہا ہے تم اُسے بلا کے تخت نشین کر دینا۔ اور اپنے دو چھوٹے بیٹوں کو

ادہر اُدہر خیمہ زن تھا۔ پلونا ایک چھوٹا سا شہر نکوپولس کے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ عثمان پاشا اپنی فوج کو لیکے نکوپولس کی خلاصی کے لئے جارہے تھے کہ رستہ میں اُنہیں خبر پہنچی کہ شہر مذکور روسیوں نے فتح کرلیا۔ یہ سنتے ہی عثمان پاشا واپس آئے اور پلونا پر قبضہ کرلیا۔ فوراً جنرل چلڈر شلڈنر روسی سپاہ سالار نے نویں کور کے ساتھ جس میں ایک برگیڈ پیادہ فوج رسالہ اور توپخانہ تھا حملہ کیا۔ ترکی فوج کی تعداد کل ۸ ہزار تھی روسی فوجوں کی تعداد اس سے ڈیوڑہ ہی سمجھنی چاہئے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی پہلے روسیوں نے پلونا پر قبضہ کرلیا لیکن بعد ازاں عثمان پاشا نے انہیں پارہ پارہ کرکے پیچھے ہٹادیا۔ روسی سپاہ سالار نے پھر لچکچا کے حملہ کیا پھر عثمانی فوجوں نے بھگا دیا سہ بارہ حملہ ہوا اور اب کی دفعہ بھی شکست ہوئی۔ دوسری شب جنرل کڈنر نے چھ ہزار فوج چلڈر شلڈنر کی امداد کے لئے روانہ کی اسی اثنا میں ترکوں کی مدد بھی آگئی اور اب ترکی فوج کی تعداد بیس ہزار تک پہنچ گئی۔ کرڈنر کو یہ معلوم نہ تھا کہ ترکی فوجوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے اس نے سات ہزار پانسو فوج سے عثمان پاشا پر حملہ کیا۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی روسیوں کا سخت خطرناک نقصان ہوا تو بھی چند نامور مقامات پر اُن کا قبضہ ہوگیا۔ شب کو تین ہزار فوج نکوپولس سے

سلطان نے یونانی شہنشاہ کی سرپرستی اور نگرانی میں سپرد کرنے کی وصیت کی۔

محمد کی سلطنت انصاف اور رحم کے ساتھ متصف ہے بڑا ہی رحیم اور منصف سلطان تھا اس کی قلیل مدت سلطنت میں ترکی شان و شوکت اور جاہ وجلال جو بایزید کے وقت میں برباد ہوگیا تھا پھر عود کر آیا سلطنت کو وسعت ہوگئی اور یورپی شہنشاہوں کی نگاہوں میں اس کی شان دُگنی ہوگئی۔ سلطان محمد بروسہ میں دفن ہوا اپنی زندگی میں اپنے لئے ایک عالیشان مقبرہ بنوایا تھا اسی میں وصیت کے مطابق اُسے دفن کیا گیا۔ اس کے مقبرہ کے پاس ایک خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے جو نہایت آراستہ ہے اور اُسے مسجد سبز کہتے ہیں۔

ساتواں باب

مراد خاں ثانی ترکی کا چھٹا سلطان

۱۴۲۱ء سے ۱۴۵۱ء تک

مراد خاں کی تخت نشینی۔ مصطفےٰ بایزید کے فرضی بیٹے کا دعوے سلطنت

اُن کی امداد کے لئے اور آگئی۔ ۲۱ تاریخ جنگ پھر شروع ہوئی۔ نصف روز جنگ رہی جنرل گرد نرکی فوجیں پارہ پارہ کر دی گئیں ترکوں نے حملہ کر کے تمام مقامات سے جن پر روسیوں نے قبضہ کیا تھا مار کے نکال دیا۔

عثمان پاشا نے اپنا لشکر گاہ پلونا میں قایم کیا۔ اور روسیوں نے اس شہر کے سامنے اپنے مورچے جمائے یہاں چوتھی کور کے دو ڈیویژن اُن کی امداد کے لئے آگئے ان کا کمان افسر زرتف تھا۔ ترکوں کی بھی برابر امداد چلی آرہی تھی لیکن انہوں نے اپنی سہ روزہ فتوحات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کو تک رہی تھیں اور موقع کی منتظر تھیں۔ عثمان پاشا نے باقاعدہ اپنی فوجوں کی ترتیب دی اور اس بات کے منتظر ہوئے کہ روسی اُن پر حملہ کریں۔ روسی اس انتظار میں تھے کہ ترک حملہ آور ہوں۔ یہ التوائے جنگ روسیوں کے لئے سفید تھا۔ اُن کی امداد کے لئے رومینیا سے ہر ہفتہ کثیر تعداد فوجیں ڈینیوب کو عبور کر کے چلی آرہی تہیں اور روز بروز قوت بڑہتی جاتی تھی۔

اس اثناء میں مانٹی نگرو میں ترکوں کو امید سے زیادہ کامیابیاں حاصل ہوگئی تھیں مانٹی نگرو کی پہاڑی تو ونکو

گیلی گوبی میں اُترنا۔ فرضی دعویدار کی پہلی کامیابی۔ پھر بربادی۔ اس کے بچنے کی صورت گرفتاری اور قتل سینس۔ تہسولونیکا کی فتح۔ سرویا۔ ہنگیریا اور دوسری اقوام سے جنگیں البانیا میں سکندر بیگ کی حکومت۔ مراد خاں کی غاصب پر چڑہائی۔ شکست اور وفات۔

۱۸ سال کی عمر میں مراد خاں تخت نشین ہوا۔ اگرچہ عمر تھوڑی ہی تھی لیکن تجربہ بڑہا ہوا تھا اور سلطان جیسے اعلیٰ مرتبہ کا قابل تھا اس کے باپ نے ایشیا کے سرکشوں کی سرکوبی کے لئے اسے مقرر کر دیا تھا جہاں اس نے نمایاں فتوحات حاصل کیں اور جنگ کا اچھی طرح تجربہ ہوگیا۔ امور جہانداری میں بھی اسے کامل درک تھا کیونکہ ایشیا کا انتظام اسی کے سپرد تھا جس کو اپنے باپ کی زندگی میں نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ اس تجربہ جنگ اور جہانداری سے اس نے نہایت شوکت اور قوت سے آغاز سلطنت کیا۔ شہنشاہ یونان نے سلطان محمد کی خواہش کے بموجب مراد خاں کو لکھا کہ تم اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کو میرے پاس بھیجدو تاکہ میں انہیں تعلیم و تربیت دلاؤں اور ان کی کامل نگرانی کروں۔ مراد خاں (ثانی) نے جواب دیا یہ صحیح ہے کہ میرے باپ نے یہہ وصیت کی تھی کہ دونوں چھوٹے بچے شہنشاہ یونان کی نگرانی میں دیدیئے جائیں تو بھی میں عثمانی شہزادوں کو

اچھا سبق پڑھا دیا تھا۔ یہ فاتح ترکی فوجیں کافی طور پر روسی مقابل سپاہ کو دھکی دے سکتی تھیں نکسکس کا قلعہ ہنوز مانٹی نگرو والے محاصرہ کئے ہوئے تھے اور قلعہ ویر ۲۳ر جولائی کو عیسائیوں کے قبضہ میں آچکا تھا اور بہی بعض مقامات ترکی فوج کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ سلیمان پاشا جیسا قابل سپاسالار وہاں سے بلالیا گیا تھا اس لئے ترکی فوجی قوت کمزور ہوگئی تھی۔

بوسینا میں ابہی تک جنگ ہورہی تہی اس کے سردار ڈسپالٹوچ نامی نے ایک مجلس منعقد کرکے یہ استفسار کیا آیا یہ افواہ صحیح ہے کہ ہم آسٹریا کے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے اور آیا ہمیں اُس کی سرپرستی میں چلا جانا چاہئے کیا تم میرا ساتھ دوگے۔ یہ سنتے ہی سب نے حلفیہ کہا کہ تو ہمارا جنرل بہی ہے اور ہمارا بھائی بھی ہے ہم تیرا ساتھ کبہی نہیں چھوڑیں گے تیری اطاعت کرنی ہم پر فرض ہے۔ فوراً ایک کمیٹی قایم ہوئی اور اس نے یہ تجویز کی کہ معاملات بغاوت اور صوبہ کے اختیارات ڈسپالٹوچ کو دیدیئے جائیں اور سیاہ سفید کرنے کی پوری قوت اس کے سپرد کردی جائے۔

یہ بہی سمجھنا چاہئے کہ بوسینا بجائے خود کئی ٹکڑوں پر منقسم تہی۔ ترکی گورنر نے مسلمانان بوسینا کے نام ایک اعلان

ایک کافر شہنشاہ کی نگرانی میں تعلیم دلوانا کسی صورت سے بہی جائز نہیں خیال کرتا۔ یہ جواب سخت تلخ تریں تھا شہنشاہ یونان مراد خاں کا خط دیکھتے ہی آگ بگولا ہوگیا اور اس نے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ انتقام لینے کی سب سے بہتر تدبیر یہ کی کہ فرضی مصطفےٰ کو جو جلاوطن ہوگیا تھا بلایا۔ سنئس اُس کے ہمراہ ہوا اور لیمن سے جہاں قید تھا گیلیپولی میں آکے فروکش ہوئے۔ یہاں شہنشاہ یونان نے ان کا استقبال کیا اور فرضی مصطفےٰ کو وارث تاج وتخت قرار دیا۔ یہ خبر سنتے ہی مراد خاں نے اپنا وزیر اعظم قلیل فوج کے ساتھ روانہ کیا لیکن وزیر ترکی کو کامیابی نہیں ہوئی اور وزیر پس پا ہو کے ایڈریانوپل میں آگیا۔ اس فتحیابی پر یونانیوں نے چند مقامات اپنی امداد کے معاوضہ میں طلب کئے فرضی مصطفےٰ نے ایسے معاوضہ کے دینے سے انکار کیا۔ شہنشاہ یونان مینویل جل گیا اور اب مراد خاں کی حمایت پر آمادہ ہوگیا۔ فرضی مصطفےٰ نے یورپ میں پوری کامیابی حاصل کرنے کے بعد آبنائوں کو عبور کرکے مراد خاں کو اعلان جنگ دیا۔ فرضی شہزادہ کی فوجوں کا سپاہ سالار سنئس تھا جس کی سپاہ سالاری مشہور زمانہ تھی اور مراد خاں بہی اس کی فنون جنگ کی قابلیت کو خوب جانتا تھا۔ عقلمندی اسی میں دیکھی کہ اُس وقت جنگ

دیا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ سلطنت خطرہ میں ہے اس لئے تمہیں چاہئے کہ مسلح ہو کے دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم سے جہاں تک ہو سکا انسانیت اور تمدن کے قایم کرنے اور قوانین بین الاقوام کی پابندی میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا لیکن جب ان ریاستوں نے اپنے کل عہد ناموں کو توڑ ڈالا اور بلاوجہ بغاوت کی تو اب ہم بھی اس بات پر آمادہ ہیں کہ اس جنگ کو اختتام تک پہنچا کے فیصلہ ہی کر دیں اور کوئی کسر اپنی طرف سے نہ اٹھا رکھیں۔

علی بے جو اس ضلع کا کمان افسر تھا گورنر کے حکم سے باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔ جنگی پولس کے افسروں کو انعام دیئے گئے کہ جہانتک ممکن ہو ناراضی اور بددلی کو نہ پھیلنے دیں۔ باغیوں نے چند قصبوں اور گاؤں پر حملہ کیا اور بعض کو جلا دیا۔ یہ لڑائیاں معمولی دھول دھپے کا حکم رکھتی تھیں ان سے کوئی القطاعی فیصلہ ہو سکتا تھا۔ مگر ہر اگست کو ڈیسپا لٹو وچ سے بڑی بھاری لڑائی ترکوں کی ہوئی۔ اخیر بوسینا کے سردار کو سخت ہزیمت ملی۔ اس کے ساتھی کاٹ ڈالے گئے اور وہ آسٹریا کی سرحدات میں بھاگ کے چلا گیا جہاں ایک قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ اس بھاری شکست سے بغاوت کا فیصلہ ہو گیا۔ باغی تتر بتر ہو گئے سینکڑوں تو ڈلمیٹا میں پناہ گزیں

نہ کی جائے اور جس طرح ہو صلح ہو جانی چاہئے چنانچہ صلح کی شرطیں پیش ہوئیں اور صوبہ سمرنا سینسں کو دیدیا گیا۔ سینسں رضامند ہو گیا اور اپنی فوجوں کو لیکے مراد خاں کے لشکر گاہ میں آ گیا۔ جب فرضی مصطفےٰ نے یہ دیکھا کہ میرا ساتھی ٹوٹ گیا تو وہ گھبرا گیا۔ اب اس نے چاہا جس طرح ہو آبناؤں کو عبور کرکے بھاگ جاؤں۔ بڑی دقت کے بعد اُسے ایک جہاز ملا جس میں بھیس بدل کے سوار ہوا لیکن کنارہ پر ترکی فوج نے آلیا۔ اب بھی اس فرضی شہزادہ کے ساتھ اس کے ساتھی موجود تھے۔ جنگ ہوئی اور فرضی شہزادہ خوب جان توڑ کے لڑا۔ اس کے تمام ساتھی کاٹ ڈالے گئے اور خود فرضی صاحب گرفتار ہو گئے۔ ترکی سپاہ نے مراد خاں کے پاس ایڈریانوپل روانہ کر دیا۔ مراد خاں نے جلاد کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا فوراً گردن اڑا دی گئی۔ مراد خاں اِس فریب اور دغا بازی کو نہیں بھولا تھا جو شہنشاہ یونان نے اُس کے ساتھ کی تھی کہ اُس کے رقیب کو ابھار کے اس کے مقابلہ میں لا جمایا تھا۔ مراد خاں کی آنکھوں میں خون اُتر رہا تھا اور وہ شہنشاہ یونان کو سزا دینے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ اس نے اخیر فوجیں جمع کیں اور رقیب شہنشاہ پر حملہ کیا۔ تھسلی۔ مقدونیہ اور تھریس کو زیر و زبر کر ڈالا یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی حالت معرض خطرہ میں آ گئی۔

ہوئے اور ہزاروں ایڈریاٹک کے جزائر میں بھاگ کے چلے گئے۔

بلغاریہ اور آرمینا کی خونخوار جنگوں میں لوگوں کی توجہ کچھ ایسی مائل تھی کہ طرفین کے جنگی جہازوں کا خیال ہی نہ رہا تہا کہ بحری جنگ کس صورت سے ہورہی ہے اور اس کی کیا حالت ہے۔ اگرچہ ایسی کوئی نامور بحری جنگ نہیں ہوئی ہتی لیکن سمندر میں جو لڑائیاں کہ اب تک ہوا کیں وہ یک لخت قلم انداز کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

جولائی میں ترکی جنگی بیڑا ایک دفعہ اور بہی اڈیسہ کے آگے نمودار ہوا۔ لیکن بغیر فیر کئے واپس چلا آیا۔ وہاں اس نے سوا اس کے اور کوئی نقصان نہیں کیا کہ اڈیسہ کے لوگوں کی پریشانی بڑہادی اور انہیں کچھ دیر تک جاں کندنی میں رکھا۔

مہینہ کی چودھویں تاریخ ہوبرٹ پاشا کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کا شرف حضوری حاصل ہوا۔ دو گھنٹے تک گفتگو ہوتی رہی سلطان المعظم نے جنگ کے کل اُتار چڑہاؤ ملاحظہ فرما کے ہوبرٹ پاشا کو چند رازدارانہ احکام دیئے۔ اسی اثناء میں ترکی بیڑہ جہازات اور ایک بار سپاسٹوپل کے آگے نمودار ہوا۔ جوں ہی روسی جنگی

شہنشاہ یونان نے یہ دیکھ کے کہ اب اس کا پائے تخت نہیں بچ سکتا سوائے اس کے کوئی تدبیر نہ کی کہ سلطان کے خاندان میں کشیدگی پیدا کردے اور اس صورت سے اُسے اور چندے نجات مل جائے۔ ساتھ ہی شہنشاہ نے یہ بہی چاہا کہ کسی صورت سے اپنے دو بھائیوں کو اپنی حفاظت کے لئے قربان کردے کیونکہ ان بھائیوں پر بغاوت کا جُرم پہلے ہی عائد ہوچکا تھا اور وہ انہیں سزائے موت بھی دینی چاہتا تھا۔

یہاں یہ تدبیریں ہورہی تہیں اور وہاں مراد خاں کو ایک دوسرے باغی پر چڑہائی کرنی پڑی یہ باغی وہی سنس نامی سپاہ سالار تھا جسے مراد خاں نے فرضی مصطفےٰ سے توڑ کے اپنے ساتھ ملالیا تھا۔ اخیر اس پر چڑھائی ہوئی اور وہ سمرنا بھاگ گیا۔ سلطانی افواج نے اُس کا تعاقب کیا۔ بڑی لڑائی کے بعد سنس پسپا ہوا اور جھاڑیوں میں بھاگ کے چھپ گیا۔ کچھ عرصہ تک وہ ڈاکہ زنی اور چوری کرتا رہا لیکن اخیر سلطانی فوج نے اسے گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔

اسی اثناء میں شہنشاہ یونان مرگیا اور تمام آرزوئیں اس کی خاک میں مل گئیں "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" اس کا جانشین پیلیولگس ہوا جو اس کے ساتھ معاملات جہانداری کو طے کرچکا تھا مرتے وقت وصیت کی گئی

جہازوں نے دیکھا وہ ساحل پر چلے آئے ان جہازوں کی کمان نائب روسی امیر بحر کر رہا تھا۔ ترکوں کو یہ خوف ہوا مبادا روسیوں نے تارپیڈو بچھا رکھے ہوں اور ان سے جہازوں کو صدمہ پہنچے یہ خیال کرکے ترکی بیڑہ الیو پیٹریا چلا آیا یہاں اس نے نصف شہر اور روسی توپخانہ کو برباد کرکے ایک روسی جہاز کو جس میں نمک بھرا ہوا تھا گرفتار کرلیا۔ اس وقت ایک ترکی اور ایک روسی جہاز میں بڑی سخت جنگ ہوئی۔

آغاز موسم بہار میں کپتان برلنف روسی شہنشاہی بحری فوج کے افسر کا ایک مضمون گولس نامی اخبار میں طبع ہوا اس میں متوفی سٹر ایلیڈر کی تجویزات بحری اور آہن پوش جہازوں پر رائے دی گئی تھی۔ اس مضمون نگار کی رائے کے بموجب روسیہ کے پاس آہن پوش جہاز نہ تھے کیونکہ اس نے ایسے وزنی جہازوں کو غیر ضروری خیال کیا تھا۔ کریمیا کی جنگ میں یہ تجربہ ہو چکا تھا کہ خواہ کیسے ہی وزنی جہاز ہوں وہ ساحل کی توپوں کی مار کی تاب نہیں لاسکتے۔ اس لئے اس نے اپنی گورنمنٹ کو رائے دی تھی کہ آہن پوش جہاز بنوانے یک لخت موقوف کردے۔ اور بحری جنگ اسی پر محدود کردے کہ چند گشتی جہازات چھوڑ دے کہ وہ دیکھ بھال کرتے رہیں اور موقع پاکے دشمن کے اکیلے دکیلے جہاز کو جہاں پائیں گرفتار کرلیں۔ روسی وزارت بحریہ نے

کہ جہاں تک ممکن ہو ان کافر مسلمانوں کو برباد کردیجو۔

منیویل تو مر گیا اور پیلیلوگس جانشین ہوا۔ جدید شہنشاہ نے متوفی کی وصیت پر عمل کرنا مناسب نہیں خیال کیا بلکہ نہایت دانائی سے مراد خاں سے صلح کرلی اور تمام شہر جو مراد خاں ابھی تک فتح کرچکا تھا ٹھنڈے پیٹوں اُس کے حوالہ کردیئے اور ساتھ ہی تھسیلونیکا جس کو ابھی تک فتح ہی نہ کیا تھا مراد خاں کو دیدیا۔ آخر الذکر شہر والوں نے جب یہ سنا کہ ہم ترکوں کے تحت میں آجائیں گے انہوں نے فوراً وینے ٹئنس کی سرپرستی میں آنے کی درخواست کی اور سابق الذکر نے اپنا ایک گورنر روانہ کردیا۔ سلطان کو بھی یہ خبر پہنچی۔ فوراً اپنے لشکر گاہ میں آیا اور اپنی فوجوں کو مخاطب کرکے کہا "شہنشاہ یوناں نے تھسیلونیکا مجھے دیدیا ہے لیکن وینے ٹئنس قبضہ کرنا چاہتے ہیں میں اس پر حملہ کروں گا تمہیں سارے شہر کی لوٹ معاف کرتا ہوں صرف سرکاری عمارتیں اور شہر پر میں قبضہ کروں گا لونڈی غلام کل مال ومتاع تم لیلو" یہ سنتے ہی ترکی سپاہیوں میں جوش پیدا ہو گیا اور سب آمادۂ پرخاش ہوگئے۔ بڑی دہوم دہام سے حملہ کیا گیا۔ بڑی بھاری لڑائیاں ہوئیں آخر بماہ اپریل سنہ ۱۴۲۹ء میں تلواروں کے مُنہ پر تھسیلونیکا کو ترکوں نے فتح کرلیا تمام باشندوں کو لونڈی غلام بنالیا گیا وینے ٹئنس نے

کپتان کی اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ آزمایش کے طور پر وہ کشتی جہاز سے تجربہ کر کے دکھائے۔ چنانچہ ایک جہاز ویسٹا نامی اُسے سپرد کیا گیا۔ یہ جہاز بہت ہلکا تھا اگرچہ لوہا اس پر بھی چڑھا ہوا تھا لیکن زیادہ وزنی نہ تھا۔ چنانچہ یہ جہاز سپاسٹوپل سے دشمن کی تلاش کے لئے روانہ ہوا۔ رستہ میں اُس کا مقابلہ ترکی جہاز آثار توفیق نامی سے ہوا جس پر بارہ۱۲ ٹن کے وزن کی توپیں چڑھی ہوئی تھیں اور سارا آہن پوش تھا۔ روسی جہاز سے اس کا وزن بہت بڑھا ہوا تھا اس کی رفتار گھنٹہ بھر میں ۳۰ ناٹ تھی۔ دونوں کی جنگ ہوئی چونکہ روسی جہاز ہلکا پھلکا تھا اِدھر اُدھر بچاؤ کے لئے آسانی سے دوڑا دوڑا پھرتا تھا اور اس تیز گردش سے اُس پر صرف تین ہی گولے پڑے تھے برخلاف ترکی جہاز کے کہ اُس میں اتنی پھرتی نہ تھی روسی جہاز کی توپوں کے گولے پے درپے پڑ رہے تھے۔ ایک گولہ ترکی جہاز پر پڑا مگر اس کا کچھ نقصان نہوا دوسرے گولے نے ڈک میں آگ لگا دی اور تیسرے گولے نے ترکی ملاحوں میں ہل چل ڈالدی روسی جہاز کی حالت بھی سخت خطرناک ہوگئی تھی۔ ترکی گولا جہاز کے میگزین میں جاکے پڑا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ سارا جہاز جل بھن کے کوئلہ ہو جائے گا۔ آگ لگنے میں کوئی کسر نہ رہی تھی لیکن روسی کپتان نے بہت پھرتی سے

بہتیرا زور مارا لیکن کچھ دال نہ گلی اٹولیا میں اور شہروں پر بھی قبضہ ہو گیا۔ ناچار سابق الذکر سلطنت نے صلح کرلی اور ان عظیم فتوحات کا دروازہ اس صورت سے فی الحال بند ہو گیا۔ لیکن چند سال کے بعد پھر جھگڑا کھڑا ہوا اور اب مراد خاں نے مزید شہر فتح کرلئے بلغراد کا شہزادہ شاہ ہنگیری کے دربار میں چلا گیا اور بلغراد جاکے نذر کر دیا کہ آپ لیلیجے اور کسی طرح ترکوں سے بچائیے۔

ترکوں نے شاہ ہنگیری پر حملہ کیا۔ ہنگیری کی طرف سے ترکوں کے مقابلہ میں سب سے پہلے (۱۴۳۵ء) توپوں کا استعمال ہوا۔ ترکوں نے توپیں اور گولہ باری کبھی نہ دیکھی تھی وہ سخت پریشان ہو گئے اور محاصرہ اٹھاکے چلدیئے۔ جب ترک پس پا ہو رہے تھے تو ہنگیریا کے دو۲ نامی جنرلوں نے مراد خاں کے لشکر پر حملہ کیا ناچار سلطان نے ۱۴۴۳ء میں دس برس کے لئے صلح کرلی۔

کرمان اوغلی شہزادہ کرامینا مراد خاں کا بہنوئی ایشیا ہی میں بیٹھے بیٹھے یورپی شہزادوں سے گٹھ گیا۔ لیڈسلاک شاہ ہنگیری ان یورپی شہزادوں کا سرگردہ بنا۔ پوپ ایوجن رابع جن کا تقدس خداوند یسوع مسیح کے حضور میں بہت بڑھا ہوا تھا اور جن کے پاس دوزخ بہشت کی بھی کنجیاں تھیں اور جو اول درجہ کے

جہاز کو ادہر اُدہر گردش دے کے جلدی جلدی ترکی جہاز پر گولہ باری شروع کی۔ لڑائی خوب تلی ہوئی تہی۔ اسی اثنار میں ترکی جہاز آنکلے جو آثار توفیق کی امداد کے لئے آئے تھے۔ ان جہازوں کو دیکھ کے کپتان کے چھکے چھوٹ گئے وہ اسی شکستہ حالت میں بھاگا اور اپنے جہاز کو بربادی سے بچا کے سپاہیوں کے ساحل پر لے آیا۔

تین افسر اور چار سپاہی مقتول تین افسر اور گیارہ سپاہی مجروح ہوئے۔ آخرالذکر میں خود کپتان برنف ہی تہا اس میں شک نہیں کہ کپتان برنف نے بڑی بے جگری سے جنگ کی اور اپنے جہاز کو اگرچہ وہ سخت شکستہ حالت میں تھا صاف بچالایا۔ شہنشاہ روسیہ نے انعامات دیئے اور کپتان کی بہادری کی بہت تعریف کی۔

آہن پوش جہازوں کی قدر ابہی تک جوں کی توں باقی ہے اگرچہ روسی کپتان نے یہ تجربہ بہی کر لیا لیکن دول آہن پوشوں کی قیمت سے غافل نہیں ہیں۔ کسی اتفاقی حادثہ پر عام فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ ایک جزو کلیہ پر کبہی حاوی نہیں ہوسکتا۔ آہن پوش جہاز بڑا کام دیتے ہیں اور فی الحال وزنی جہازوں سے

ایماندار اور پاکباز تہے اس بات پر آمادہ ہوئے کہ معاہدہ کو توڑ ڈالنا چاہئے کیونکہ کفار سے معاہدہ کرنا کوئی چیز نہیں ہے چنانچہ شاہ ہنگیری کو اُبھارا کہ تو معاہدہ کی شکست کر کے اعلان جنگ دیدے اور کافروں کو قتل کر اُن کے شہروں کو برباد کردے اور اس بات کی کوشش کر کہ ایک کافر بہی زندہ نہ چھوڑا جائے۔ شاہ ہنگیری نے فوراً پوپ صاحب کے مشورہ پر عمل کیا اور ایک زبردست بیڑہ جہازات ترکوں کی ترقی فتوحات روکنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس بیڑہ جہازات کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ عثمانی فوجیں اس بیڑہ کی آنکھوں کے آگے وارنا کی طرف بڑہیں جو بحر اسود کے ساحل پر واقع ہے۔ یہاں یورپ کی شہزادوں اور شاہوں کی فوجیں پڑی پڑی تہیں تمام اقوام یورپ کے سپاہی اس فوج میں موجود تہے۔ جوش میں بہرے ہوئے اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے۔ ترکوں نے اپنے لشکر کی جو دشمن سے بہت کم تھا باقاعدہ ترتیب دی۔ جاں نثاریوں کی فوجوں کے آگے ایک جھنڈا تھا جس پر عیسائیوں کا معاہدہ چسپاں تھا اور اس جھنڈے کی دوسری طرف یہ لکھا ہوا تھا کہ عیسائیوں نے نہایت بے ایمانی سے اپنے اِس معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

جنگ میں بڑا کام نکلتا ہے۔
موسم گرما کے آغاز میں انگلستان کی حکمت عملی سے روسیہ میں سخت جوش اور پریشانی پیدا ہو گئی۔ روسی یہ سمجھ گئے تھے کہ لارڈ بیکنسفیلڈ کی گورنمنٹ روسیہ سے جنگ کرنا چاہتی ہے اس کے چرچے تمام روسی جلسوں میں علانیہ ہونے لگے تھے۔ روسی اخبارات بہت ہی غصہ میں بھر گئے تھے بعض اخبار انگریزی فوجوں کا مضحکہ اڑا رہے تھے کہ انگلستان کیسی شاندار فوج میدانِ جنگ میں لائے گا۔ بعض نے یہ لکھا تھا کہ ترکی کنٹنجنٹ فوج مقیم مصر کو انگریزوں نے روپیہ دے کے شائستہ بنایا ہے اور کل جنگی اخراجات کا خرچ انگلستان ہی دیتا ہے اس خوف سے انگلستان سلطنت کے شمالی حصّوں پر حملہ آور ہو تمام بناد پرتار پیڈ دبوٹ بچھا دیئے گئے تھے۔ انفیش۔ سواحل بالٹک۔ ہلسنگ فورس۔ وی بورگ۔ ڈونا ہنڈی یہ بنادر تھے جہاں روسیوں نے خوب تیاری کی تھی۔ روسیہ کو یہ خبر نہ تھی کہ اس قسم کی بدگمانی کا نقصان اُسے بھگتنا پڑے گا اور وہ خود بخود اپنے کو خطرہ میں ڈالتی ہے۔
اس میں کلام نہیں انگلستان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو روسیہ سے جنگ کرنے کی تحریک کر رہا تھا۔

۱۰ ویں نومبر ۱۸۷۷ء میں جنگ ہوئی وہ جنگ جو ابھی تک بحر اسود کے سواحل پر کبھی نہ ہوئی تھی۔ یورپ کی اکثر قومیں جن میں پوپ معصوم (برعکس نہند نام زنگی کافور) نے روح القدس پھونکی تھی اس قدر شجاعت سے لڑیں اور ایسی کٹ کٹ کے لڑیں کہ جنگ کا مزا آگیا۔ شاہ ہنگیری دور سے کھڑا ہوا جنگ کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا اور خوش تھا کہ روح القدس کی بھیڑیں کس خونخواری سے جنگ کر رہی ہیں۔ جنگ کا نقشہ دیکھ کے اس سے رہا نہ گیا وہ اپنا باڈی گارڈ لیکے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور جاں نثاریوں کی صفوں میں گھس گیا۔ سخت گھمسان کی جنگ ہوئی۔ ایسی مہیب جنگ مسلمان ابھی تک نہ لڑے تھے۔
جاں نثاریوں نے اولوالعزم اور بہادر شاہ ہنگیری کو مع اُس کے باڈی گارڈ کے پارہ پارہ کر دیا۔ ایک متنفس بھی جاں نثاریوں کی صفوں سے جان بچا کے نہ جا سکا۔ جنگ کا زور لحظہ بہ لحظہ بڑھتا جاتا تھا۔ دست بدست جنگ ہو رہی تھی اس وقت محض تلواروں پر طرفین کی قسمت کا فیصلہ تھا۔ نوجوان عیسائی خوب ہی لڑے اور جان تک لڑا دی میدان جنگ سے ایک حد تک مُنہ نہیں پھیرا۔ مگر جاں نثاریوں کے جانسوز حملوں کی تاب نہ لا سکے۔ شاہ ہنگیری مارا جا چکا تھا۔ اس کے قتل سے

لیکن اُس کے مقابلہ میں ایک صلح جو بھی گروہ تھا دونوں کی آپس میں بحث مباحثہ ہو رہی تھی مگر جلسہ وزرا میں حملہ ہونے نہونے کے متعلق ابھی تک کوئی رائے ابھی پیش نہوئی تھی۔ لارڈ ڈربی نے صاف اظہار کردیا تھا کہ انگلش گورنمنٹ روسیہ کی کبھی مخالفت نہیں کرنے کی ہاں یہ بات اس وقت تک مدِنظر رہے گی جبتک انگلستانی مقاصد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔

یہ عام افواہ اُڑ رہی تھی کہ ترک بلغاریہ سے بالکلیہ خارج کردیئے گئے اور اب روسیہ زبردستی دردانیال میں سے اپنے جنگی جہاز لیجائے گی۔ یہ ساری افواہی باتیں تھیں جن کا وجود کچھ نہ تھا۔ انگلستان کیطرف سے روسیوں کو محض بے بنیاد خوف تھا اور قدرتاً ایسی نازک حالت میں خوف کا پیدا ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے ورنہ انگلستان نے تو اول ہی روز صاف کہدیا تھا کہ ہمیں نہ ترکوں سے واسطہ ہے اور نہ روسیوں سے۔ ہاں جس وقت ہمارے مقاصد کو صدمہ پہنچے گا اُس وقت ہم ہاتھ پاؤں ہلائیں گے۔ انگلستان نے اخیر زمانہ جنگ تک اپنی اسی تجویز پر عمل کیا اور اس نے نہ روسیہ کو امداد دی اور نہ ترکوں کو بلکہ اخیر میں جزیرہ سائپرس پر قبضہ کرکے اس بات کی ضامن ہوگئی کہ ایشیائے کوچک پر روسیہ کو حملہ نکرنے دے گی اور بس۔

سپاہی فوجوں کو سخت دھچکا پہنچا جاں نثاریوں کا جوش بڑھتا جاتا تھا اور وہ جوش تھا جس کا نتیجہ فتح ہوتا ہے۔ ایک آگ تھی جو چاروں طرف لگی ہوئی تھی اور چھاچھ تلواریں چل رہی تھیں بہادروں کے جسم تلواروں سے روئی کیطرح دُھنکے جارہے تھے۔ بھُٹے سے سر اُڑ رہے تھے۔ شراشر خون بہ رہے تھے مگر بہادروں کے جوش شجاعت میں کچھ فرق نہیں تھا۔ اخیر ایک کامل فتح جاں نثاریوں نے حاصل کی دشمن کو پراگندہ کرکے خرگوشوں کی طرح دوڑا دوڑا کے مار ڈالا۔ کل مورّخ یک زبان ہیں کہ بہت بڑا قتل عام ہوا۔

مراد خاں نے اپنی فتوحات کو آگے نہیں بڑھایا اور جو کچھ حاصل کرچکا تھا اسی پر قناعت کی۔ بار سلطنت سے ایسا ماندہ ہوگیا تھا کہ اُس نے سلطنت ہی کو استعفا دیدیا۔ اپنے بیٹے محمد کو جس کی عمر پندرہ سال کی تھی اپنا جانشین مقرر کیا۔ اپنے سامنے تمام تقریبات تاج پوشی ادا کیں اور ایڈریانوپل میں اعلان جاری کرکے آپ میگ نیسیا چلا آیا اور یہاں گوشہ نشینی اختیار کی۔ محمد ابھی بچہ ہی تھا اس لئے اُس کا رعب وزرائے دربار پر زیادہ نہ پڑتا تھا بہت سے وزرا سخت آرام طلب ہوگئے اور اپنے منصبی فرائض سے بے پروا ہوکے تعیش میں

دوسرا باب ۲

عثمان پاشا کی جنگ

اور خطرناک مظالم

عبدالکریم پاشا کی علیحدگی سے یا حالت کے نازک ہونے سے ترک چوکنّے ہوئے اور اُن میں وہی جوش عود کر آیا جو ایسے موقعوں پر ہمیشہ ہوا کرتا ہے اور جب وہ پورے بھڑک اُٹھتے ہیں تو اس قسم کی اولوالعزمی اور جوش دکھایا کرتے ہیں۔ جولائی کی اخیر تاریخوں میں حالت بہت ہی سخت ہوگئی تھی اور معاملات کا رنگ کچھ اور نظر آنے لگا تھا۔ میدان جنگ کی بھی وہ صورت نہ رہی تھی پلونا کے آگے جنرل گُردنر کی شکستوں نے جو ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ کو ہوئیں حملہ آوروں کو یہ دکھا دیا کہ بلغاریہ میں آنکھ بند کرکے چلا آنا آسان نہ تھا اور اب بہت مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نکوپولس کی حالت خطرناک ہوگئی تھی۔ روسی افسروں نے اپنی امداد کے لئے چوتھا رومینی ڈیویژن طلب کیا اس ڈیویژن کا کمان افسر جنرل مانو تھا۔ روسی لشکرگاہ بجائے ٹرنووا کے بیلا

پڑ گئے۔ وفادار اراکین سلطنت کو خوف معلوم ہوا مبادا سلطنت کے لینے کے دینے پڑ جائیں بھاگے ہوئے مراد خاں کے پاس آئے اور عرض کیا للہ توجہ فرمایئے اور دوبارہ تخت نشین ہو کے ان تمام بدعتوں کا فیصلہ کردیجے ورنہ رنگ بگڑا جاتا ہے اور ڈر ہے مبادا کوئی دوسری صورت پیدا ہو۔ مراد خاں نے مجبوراً اس درخواست کو قبول کیا۔ ایڈریانوپل میں آکے تخت نشین ہوا رعایا نے بڑے جوش و خروش اور شادمانی سے اپنے سلطان کا استقبال کیا مراد خاں نے ایسے غیر محتاط اشخاص کی تنبیہ کردی۔ اور جو لوگ بغاوت کرنا چاہتے تھے اُن کی پوری سرکوبی کرکے اُن کا فیصلہ کردیا۔ اور اپنے بیٹے محمد کو میگ نیسیا روانہ کردیا کہ وہاں جاکے فوجی تعلیم اور جہانداری کے اصول سیکھے۔

مراد خاں نے اپنے زمانہ سلطنت میں بہت فتوحات حاصل کیں اور اُس کا زمانہ سلطنت نہایت کامیابی سے گزرا مگر زندگی کے اخیر زمانہ میں مراد خاں کو ایک ایسے صَعب ترین دشمنوں سے واسطہ پڑا جس نے اُس کے قلب کو جنبش دیدی۔ یہ شخص مشہور اسکندر بیگ تھا جس کی شجاعت کی تعریف میں مورّخ رطب اللساں ہیں۔ سکندر بیگ جان کیسٹریٹ شہزادہ اپیرس کا بیٹا تھا جس نے اپنے بیٹے کو یونانی شہزادوں کے ساتھ محض

منتقل کر دیا گیا۔

عثمان پاشا جانب جنوب پلونا سے مقام لونجا پر روانہ ہوے۔ اس مقام پر پہلے ترکی فوج قابض تھی لیکن روسی اسے فتح کر چکے تھے۔ ۲۶ رجولائی کو عثمان پاشا نے حملہ کر کے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ ایک دن چند گھنٹے تک جنگ ہوتی رہی اور دوسرے دن کا بہت سا حصّہ بھی اس کے فتح کرنے میں صرف ہوا۔ تو بھی روسیوں کے قبضہ میں ابھی تک وہ مقامات تھے جن کا مرکز پلونا تھا۔ اب روسیوں میں ایک کھل بلی مچ گئی اور انہیں اپنی حفاظت کا فکر ہونے لگا۔

جس وقت شہنشاہ روسیہ کا تار شہزادہ رومینا کو فوج کے بارے میں پہنچا ہے شہزادہ چارلس کو تامل ہوا۔ تامل ہونے کی دو وجہیں تھیں۔ اوّل تو پلونا پر جنرل کرودنر کو شکست ہو چکی تھی دوسرے معاہدہ میں فوجی امداد کا کہیں ذکر نہ تھا اس کے علاوہ ریاست کے لوگ بھی فوج روانہ کرنے کو اچھا نہیں خیال کرتے تھے یہاں پس و پیش ہو رہا تھا کہ یکایک جنرل گھیکا رومینی اتاچی متعینہ لشکر گاہ روسیہ ریاست مذکور میں آیا اور شہزادہ چارلس سے کہا کہ فوج ضرور روانہ ہونی چاہیے میں نے کل انتظام قابل اطمینان کر لیا ہے۔

اطاعت کی علامت ظاہر کرنے کے لئے دربار عثمانی میں بھیجدیا تھا۔ اس شہزادہ نے اسلام قبول کر لیا اس لئے ترک اس سے محبت کرنے لگے اور تمام جنگوں میں ساتھ لئے پڑے پھرے۔ شہزادہ کو جنگ میں اس قدر تجربہ ہو گیا اور اس نے ترکی فوج کے ساتھ ایسے نمایاں کام کئے کہ ترک اسے سکندر کہنے لگے اور اسلام کی نشانی کے طور پر "بیگ" کا لفظ اس کے نام کے ساتھ اور بڑھا دیا۔ جب شہزادہ اپیرس یعنی سکندر بیگ کے باپ کا انتقال ہو گیا تو مراد خاں نے ایک ترک کو یہاں کا گورنر بنا کے بھیجدیا اور سکندر بیگ کے حقوق کا کچھ خیال نہیں کیا۔ سکندر بیگ کو بڑا غصہ آیا اور اس نے قسم کھالی کہ مراد خاں سے اس کا انتقام لونگا موقع کی تاک میں لگا رہا۔ ایک روز وزیر ریاست کو ڈیرہ میں بلا کے زبردستی کی کہ گورنر اپیرس کی معزولی اور میری جانشینی پر مُہر کر دے۔ وزیر مجبور ہوا سکندر بیگ نے صاف کہدیا مُہر نہ کی تو ابھی قتل کر ڈالونگا ناچار جان بچانے کے خوف سے وزیر نے دونوں امور مُہر کر دی سکندر بیگ نے مُہر کا کاغذ لیلیا اور اس کے بعد وزیر کو فوراً قتل کر کے وہیں دفن کر دیا تاکہ یہ نمک حرامی اور دغابازی کا کام چھپا رہے یہ مُہری کاغذ لیکے فوراً اکرو یا روانہ ہوا۔ مذکور مقام اپیرس کا پائے تخت تھا۔ وہاں گورنر ترکی کو یہ مُہری فرمان

شہزادہ مجبوراً راضی ہوگیا اور اپنے سپاہ سالار مالنو نامی کو حکم بھیجا کہ سرحد کو عبور کر کے نکوپولس پر قبضہ کرلے۔ مالنو فوج میں لیکے روانہ ہوا اُسے بوٹوں کا پُل تیار کرنا پڑا اس لئے معمول سے زیادہ دیر ہوگئی کہ ایک اور مراسلہ لشکرگاہ روسیہ سے شہزادہ چارلس کے نام آیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو امداد بھیجی جائے ورنہ میدان کارزار کا رنگ بالکل بدل جائے گا۔ شہزادہ نے فوراً اپنے وزیر ایم براٹیانو کو جنرل مالنو کے پاس بھیجا کہ کیوں دیر لگا رکھی ہے وجہ کیا کہ اب تک مقام مقصود پر فوج نہیں بھیجی۔ جنرل نے جواب دیا ”ڈیویژن تو گزر ہی جائے گا لیکن اس کے عبور کرنے کا غلط مشورہ شہزادہ کو دیا گیا ہے“۔ وزیر نے شہزادہ چارلس سے جنرل کی رائے کا اظہار کردیا اس نے یہ سنتے ہی اپنے سپاہ سالار کو واپس بلالیا۔ جنرل کُرونر نے سپاہ سالار رومینی کو حکم بھیجا کہ نکوپولس کے بیرونی مقام پر فوراً قبضہ کرلے سپاہ سالار مذکور نے صاف انکار کردیا کہ میں قبضہ نہیں کرتا۔ اسی اثنا میں شہزادہ چارلس نے اُسے واپس طلب کر کے اس کی جگہہ جنرل انجی لسکو کو بھیج دیا۔

اس وقت میں جنرل گورکو کی اُن لڑائیوں کا تذکرہ کرتا ہوں جو جنوبی بلقان میں اُسے لڑنی پڑیں۔ جنرل مذکور کنالک سے یانی زگرا پر بڑھا تھا جو جنوب شرقی کی طرف واقع ہے اس نے اپنی فوجوں کے تین حصے

دکھایا اس نے دیکھتے ہی حکومت صوبہ سے علیحدگی اختیار کی اور سکندر اس کی جگہ ہوگیا۔ سب سے پہلے اس نے البینیوں کو سلطان کی اطاعت سے سبکدوش کر کے اپنے قبضہ میں کرلیا اور ایک زبردست فوج مہیا کی اور اپنی خودمختاری کا اعلان دیدیا۔ وینٹن والوں نے سکندر بیگ جیسے بہادر شخص کی اس وقت مدد کرنی بہت ہی ضروری خیال کی اور انہیں ترکوں کو نیچا دکھانے کے لئے بہت اچھا موقع ملا۔ کل وینٹن ساتھ ہوگئے۔ اور اب سکندر بیگ کے پاس ایک مہیب لشکر جمع ہوگیا۔ سلطان مراد خاں بذات خود اپنی سپاہ کا سرکردہ بنکے سکندر بیگ پر حملہ آور ہوا۔ ترکی فوج نے آتے ہی کردیا کا محاصرہ کرلیا مگر سکندر بیگ کے آگے کامیابی مشکل تھی۔ کیونکہ وہ بھی جاں نثاریوں ہی کا پروردہ تھا ترکی فوج کو پس پا ہونا پڑا۔

مراد خاں کا زمانہ حکومت مجموعی صورت سے نہایت شاندار اور فتحمند گزرا ہے۔ اس نے ہنگیرین کو سخت بیعزتی کی شکست دے کے اُن کا خاتمہ ہی کردیا تھا پھر ہنیاڈیز کا قلع قمع کیا اور شہزادہ لڈسلاس کی موت پر جو لوگ چیرہ دست ہوگئے تھے انہیں نیچا دکھایا۔

کر دیئے تھے اور ان کو اس صورت سے روانہ کیا تھا کہ موقع جنگ پر اگر ضرورت ہو تو سب ملکے جنگ کر سکیں
ایک حصہ فوج بلغاریہ والوں کا تھا ان کے ساتھ دو توپخانے اور تین رجمنٹیں رسالوں کی تھیں یہ کالم فوج
اسکی زگرا سے روانہ ہوا۔ مرکزی حصہ فوج پر جنرل گور کو خود کمان کر رہا تھا جس میں رائفل برگیڈ اور ایک رجمنٹ
کوہ قافیوں کی اور چار توپخانے تھے یہ فوج کزانلک سے روانہ ہوئی۔ تیسرا کالم کنکوٹی سے روانہ ہوا۔ جس میں پانچ
بٹالین پیادہ فوج دو توپخانے اور کچھ کوہ قافی تھے۔ ۲۹ جولائی گور کو کزانلک سے روانہ ہوا۔ چالیس میل
کا ماندہ سفر کر کے ۳۰ کی صبح کو یانی زگرا پہنچا۔ اور فی الفور ترکی بازوئے چپ پر جو ریلوے اسٹیشن کے سامنے
پڑا ہوا تھا حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا اچانک اور اس جوش سے کیا گیا کہ ترکی فوج کے اوسان باختہ ہو گئے۔ پہلے
توپیں چلتی رہیں اور پھر بندوقیں اور بندوقوں سے سنگینوں پر نوبت آگئی۔ دست بدست کی جنگ نے میدان
جنگ کو لاشوں سے ڈھانک دیا۔ دو بجے دن تک یہ مہیب جنگ رہی ترکوں کو شکست ملی اور یانی زگرا
پر روسیوں کا قبضہ ہو گیا۔ روسیوں نے ریلوے اسٹیشن کو برباد کر کے سیگزین کو اڑا دیا مگر سوار نہ ہونے کی
وجہ سے ترکوں کا تعاقب نہ کر سکے۔ اس کے بعد جنرل گور کو نے یہ سنا کہ اسکی فوج کا بازوئے چپ نازک

جب سلطان مراد خاں ایڈریانوپل واپس آیا تو اپنے بیٹے محمد کی شادی سلیمان بیگ کی بیٹی سے کر دی
عام دعوت کے دن جب شہزادہ کی شادی کی خوشی میں جشن منایا جا رہا تھا مراد خاں بیمار ہوا اور یہ ایسی
بیماری تھی جس نے تین دن میں فیصلہ کر دیا۔ ۹ فروری ۱۴۵۱ء میں ۳۳ برس اور چھ مہینے کی سلطنت
کے بعد مراد خاں کا انتقال ہو گیا۔

آٹھواں باب

محمد ثانی۔ ساتواں سلطان

۱۴۵۱ء سے ۱۴۸۱ء تک

محمد ثانی کی سلطنت اور طرز و انداز۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ اور فتح۔ سلطان
کا شہر میں داخلہ۔ ایڈریانوپل میں واپسی۔ سکندر بیگ کا اعلان جنگ دینا۔
نہایت شجاعت سے محمد کے مقابلہ میں قایم رہنا۔ سکندر بیگ کی وفات

حالت میں اور وہ زبردستی اپنا راستہ اسکی زگرا میں نہیں کر سکتا۔ یہ سنتے ہی فوراً اسکی امداد کے لیے روانہ ہوا
اسی شب مقام کارابونز پہنچا اور تمام وادی کو سوختہ گاؤں سے بھرا پایا۔ علی الصباح ۳۱ کی صبح کو مقام
زورانلی میں پہنچا لیکن اسکی زگرا اور مقام مذکور کے بیچ میں تیس ہزار ترک پڑے ہوئے تھے جنرل گرڈ
کو اس کی خبر نہ تھی۔ ترکی فوج نے گرڈ کے حصہ مقابل پر گولہ باری شروع کی۔ مذکور جنرل نے پیادہ فوج
کو آگے بڑھایا اور اب ایک خطرناک جنگ شروع ہوئی۔ جنرل گورکو کا کالم سڑک کے جانب چپ ایک جھاڑی
میں قایم تھا۔ لنڈن ٹمیس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وو کوہ قافی توپوں کو ایک پشتہ پر نصب کرکے ترکوں کا
جواب دینا شروع کیا۔ اور پیادہ فوج کا ایک دستہ جنگل کی مشرقی جانب ترکی فوج کا منہ پھیرنے کیلئے
بھیجا گیا۔ جب روسیوں کی فوجوں کی ترتیب اس صورت سے ہوئی تو ترکوں نے مخدوش مقامات کو خالی
کر دیا۔ تھوڑی دور جاکے ترک واپس چلے آئے اور کوہ قافی توپوں کی بھرمار میں بعض مقامات پر قبضہ کر لیا
اب دھواں دھار توپوں کے فیر ہونے لگے اور نہایت شان سے ترکوں نے قدم جماکے جنگ کرنی
شروع کی۔ جنگل میں جس طرف روسی گئے۔ وہیں انہیں بھون دیا۔ ترکوں کا گولہ بلند سڑک اور روسی

محمد کا بلغراد کو محاصرہ کرنا۔ سخت نقصان کے ساتھ پس پا ہونا۔ کریمیا میں فتوحات۔ رہوڈس پر ناکام۔ نگروپانٹ کی اطاعت۔ بیرحمی۔ پھانسی۔

نوجوان محمد نے فوج سے اس محبت کی میراث کا حصہ لیا جو اُس کے باپ کو حاصل تھی یا بالفاظ دیگر فوج اور رعایا نے نہایت محبت سے محمد کو تخت نشین کیا اور اطاعت وفاداری قسمیں کھائیں۔ محمد نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے سوتیلے بھائی کو جو شہزادی سرویا کے بطن سے تھا قتل کر ڈالا اور اس شہزادی کو جلاوطن کر دیا کہ اپنے گھر چلی جائے۔ یہ فعل سخت بیرحمی کا کیا گیا مگر سیاسی لحاظ سے اس پر زیادہ نکتہ چینی نہیں ہو سکتی کیونکہ مسیحی شہزادیاں مینویل کے ساتھ ملکے ترکی سلطنت میں رخنہ ڈال چکی تھیں

اس میں کلام نہیں کہ محمد سلطان کا یہ بے رحمانہ فعل تھا مگر قانون قدرت یہ ہے جب ایک ہاتھ گل جائے اور اُس سے تمام جسم کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ہاتھ کاٹ ڈالا جائے اگر وہ عورت وطن نہ بھیجی جاتی اور بچہ زندہ رہتا تو ضرور ایک دن دعوائے سلطنت کرتا اور مسلمانوں کو ایک عورت اور بچہ کی وجہ سے سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہزاروں مسلمان قتل ہوتے اور ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں رانڈ ہو جاتیں

فوج کے جانب راست پڑ رہا تھا۔ شہنشاہ روسیہ کی شاہی فوج قدم جما جما کے لڑ رہی تھی لیکن اس کا منہ پھرا جاتا تھا جنگل پہ کرنے میں ترکوں نے ایسی بہادری دکھائی کہ یورپ میں ہل چل پڑ گئی۔ اُنکی شجاعت کا نئے سرے سے ڈنکا بجگیا۔ روسی رجمنٹ کے ایک کرنیل نے جب اپنی فوج کو فرار ہوتے ہوئے دیکھا تو گھوڑ دوڑا کے آگے بڑھا اور بہت زور سے غل مچا کے کہا، کس کی مجال ہے جو قدم پیچھے ہٹائے "
اس جملہ نے ایک تازہ روح روسی فوج میں پھونک دی اور اس نے جان توڑ کر حملہ کیا اور ترکوں کو ایک مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ روسی افواج کا دہنا بازو بہت ہی نازک حالت میں پھنس گیا تھا اگر شہزادہ ایوجینی بچلن برگ امداد کو نہ آجاتا تو جنرل گور کو معہ اپنی کل فوج کے گرفتار ہی ہو گیا تھا۔

ترک جوش میں بھرآئے تھے اور اپنی موروثی شجاعت سے حملے کر رہے تھے۔ اسوقت جنگ خوب تلی ہوئی تھی اور ایسی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ طرفین کو مزا آرہا تھا۔ ترکوں نے اسکاز گری کے گرد و نواح میں بلغاریوں کو بڑی بھاری شکست دے کے صفوں کی صفوں کو کاٹ ڈالا تھا۔ بہتیری اُنہوں نے کوشش کی کہ جگہ سے جنبش نہ کھائیں لیکن ترکوں کے جوشیلے حملوں کی تاب لا کے بھاگ کھڑے ہوئے

محمد ثانی نے فی الفور توپخانہ کی سپاہ کی ترتیب دی اور درہ ابنال میں اپنے دادا کے قلعہ کے سامنے ایک جدید قلعہ بنایا۔ شہنشاہ یونان نے شکایت کی کہ یہ قلعہ عہد نامہ کے خلاف بنا ہے فوراً منہدم کر دیا جائے مگر محمد ثانی نے اس کی مطلق پروانہ کی جب یہاں سے صاف جواب ملا تو شہنشاہ یونان نے پوپ نکولس پنجم سے امداد کے لئے اپیل کی۔ پوپ نے جواب دیا اس شرط پر میں تمہیں مدد دیسکتا ہوں اگر تم گریک چرچ اور رومن چرچ کو ایک کر دو۔ شہنشاہ یونان اور اُس کے کل وزرا اس شرط سے سخت آزردہ ہوئے اور صاف انکار کر دیا خواہ آپ مدد دیں یا نہ دیں یہ شرط تو ہمیں کسی طرح بھی منظور نہیں ہی۔

اس اثنا میں سلطان کی فوج نے موریا کے اس حصہ کو تہ و بالا کر دیا جس پر ابھی تک شہنشاہ یونان کا قبضہ تھا۔ جینوسی نے پانچ جنگی جہاز سامان حرب رسد اور پانسو سپاہیوں کے بندر پہ روانہ کئے کنارہ پر سپاہی اُتار دئے گئے ترکی جہازوں نے اُنپر حملہ کیا اگرچہ ان کی تعداد بہت بڑی تھی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اس پر سلطان کو بہت ہی غصہ آیا کہ اس کثیر تعداد ہی پر بھی کام نہ بنا اس نے نہایت شجاعت سے یہ ارادہ کیا کہ پایۂ تخت کا محاصرہ کر لیا جائے۔ توپخانہ کا استعمال ترک کرنے لگے تھے اور ہر جنگ میں

اور شمال سے ہوتے ہوئے درہ شپکا میں گزرتے ہوئے بلغاریہ میں چلے آئے۔ وہ بلغاری جو شپکا میں سے ہوکے بھاگے تھے اُنکی تعداد سولہ سو سے صرف پانسو رہ گئی تھی۔ ساری مہم کی مہم ہی بیکار گئی۔ جنرل گورکو جو تینبرگ کی امداد کے پہنچنے پر بلغاریوں کی مدد کے لئے روانہ ہوا تھا لیکن جب اُس نے یہ دیکھا کہ میرا عقب خطرناک حالت میں ہے تو بلغاریوں کو اُن کی قسمت پر چھوڑ کے واپس چلا آیا۔ اور بمشکل جتنا جلد اِس سے ممکن ہو سکا ہنکوئی اور ڈلبوکا کے دروں سے گزرا۔ چونکہ درے بہت تنگ اور دشوار گزار تھے اسلئے اُسکی فوجوں کو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

گردز کی فوج کا چند روز گزشتہ میں بڑا ہی کھلیان ہو گیا تھا۔ مجروحین کی کثیر تعداد مر چکی تھی اور تندرست قوی ہیکل سپاہی بھوک اور لوؤں سے مرے چلے جاتے تھے۔ ۳۰ اور ۳۱ جولائی کی جنگ میں گورکو کے تین ہزار سپاہی میدان جنگ کی نذر ہو چکے تھے اِس تعداد میں بلغاریہ والے شامل نہیں ہیں جو کئی ہزار تک برباد ہو چکے تھے۔

۲۱ اگست حملہ آور فوج کے ایک ڈیویژن نے بلقان کی شمالی سمت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ضـــرب یہ تھی

تھوڑی بہت توپوں کی لڑائی لڑتے تھے لیکن اس موقع پر اُنہوں نے بڑے پیمانہ پر توپوں کو جمع کیا تھا۔ سلطان کے ہاں کئی اعلےٰ درجہ کے سپاہ سالار تھے اُن سے مشورہ کیا گیا کہ قسطنطنیہ پر کدھر سے حملہ کیا جائے۔ توپخانے کہاں کہاں نصب ہوں اور کتنی فوج شہر پر قبضہ کر سکتی ہے۔ سپاہ سالاروں کے مشورہ کے بعد جب قسطنطنیہ کے اردگرد جتنی بلندیاں تھیں سب پر قبضہ کر لیا کہتے ہیں تین لاکھ فوج چاروں طرف پڑی ہوئی تھی قسطنطنیہ کے قدرتی طور پر چاروں طرف سے حفاظت ہو رہی تھی آٹھ ہزار بہادر عیسائی شہر پناہ کے اندر موجود تھے کثیر تعداد یونانی فوجیں چاروں طرف پٹی پڑی تھیں۔ یہ ایک ہی شہر سلطنت روۃ الکبریٰ کی آخری یادگار رہ گیا تھا اور یہ وہ شہر تھا جس کی حکومت دور دراز پھیلی ہوئی تھی اور اب اُس کا محاصرہ تھا۔

سلطان محمد نے پہلے باقاعدہ اعلان جنگ دیا اور سات توپخانوں سے جو خشکی کے جانب نصب تھے گولہ باری شروع کی۔ محصورین نے بھی توپوں کا جواب دیا لیکن کوئی بین نتیجہ نہ نکلا۔ روز بروز سلطان کو پتا لگ گیا کہ خشکی کی طرف سے حملہ کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکتی اسلئے اِس نے ساحل سمندر سے حملہ کرنے کی

کہ چند ضروری گھاٹیوں پر بھی تصرف کر لیا جائے۔ درہ شپکا خوب ہی مضبوط کیا گیا تھا ۲۰ تو پیں چڑھی ہوئی تھیں اور نویں ڈیویژن کی ایک رجمنٹ بطور فوج قلعہ کے مقیم تھی۔ دو رجمنٹوں نے درہ ہنکوئی پر قبضہ کر لیا۔ جنوب کی طرف امداد بھیجی جا رہی تھی تاکہ مقبوضہ مقامات اور مضبوط کر دیئے جائیں۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم تھا۔ طرفین کی فوجوں میں جوش پیدا ہو گیا تھا۔ مذہبی جوش جنگ میں مل گیا تھا اور ایسی حالت میں جو مہیب افعال کا صدور ہوتا ہے اُسے سب جانتے ہیں۔

لنڈن کے اخباروں کے نامہ نگار متفق اللفظ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ترکی فوجیں بلغاریہ کے شمالی حصہ سے واپس آئی ہیں تو اُنہوں نے عیسائیوں کو بالکل نہیں ستایا تھا اور نہ اُن کے مال و متاع کی طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھا تھا لیکن جب روسیوں نے مسلمان اور بچوں اور بے پناہ عورتوں پر مظالم توڑے اور انہیں چور نگ اڑایا تو ترکوں کو بھی غصہ آیا اور یہ غصہ ایسا تھا جس میں خونریزی چھپی ہوئی تھی پہلے اس کا سان و گمان بھی نہ تھا اور اب ترک سخت خوفناک ہو گئے تھے۔ علاوہ روسیوں کے بلغاریوں نے اپنے قدیم آقاؤں کے ساتھ ایسا ظالمانہ برتاؤ کیا تھا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ترکوں کی اس تبدیلی کا

تجویز کی۔ لیکن معمولی طریقہ سے وہ ساحل میں داخل نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ زبردست فولادی زنجیریں ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک پھیلی ہوئی تھیں۔ سلطان بے چین تھا اور چاہتا تھا جس صورت سے ہو ساحل کی طرف سے حملہ کیا جائے بدقت اس میں کامیاب ہوا اور ایک ہی حملہ میں گلاٹا پر جو شاخ زرین کے سامنے واقع ہے قبضہ کر لیا۔ یہاں اس نے ایک راستہ بنایا اور گھوڑوں۔ بیلوں۔ آدمیوں کی مدد سے ساٹھ جہاز خشکی میں گھسٹوا کے لیگیا شب کو اُن جہازوں کو بندر پہنچا کے کل سپاہیوں کو کنارہ پر اُتار دیا۔ یونانیوں نے اس بندر کی پوری حفاظت نہ کی تھی اگرچہ ترکوں کے مقابلہ کے لئے بہت کچھ سپاہ اور سامان حرب موجود تھا یونانی جانتے تھے کہ دوہری دوہری فصیلیں بنی ہوئی ہیں ترک قیامت تک ان کو پھلانگ کے نہیں آسکتے مگر جب اُنہوں نے ترکی جنگی بیڑے کو ساحل پر دیکھا تو سخت مضطرب ہوئے ترکی فوج نے اُنہوں نے گولہ باری شروع کی۔ نہایت شجاعت اور جانبازی سے یونانیوں نے جنگ کی شہنشاہ یونان خود موجود تھا اور نامی سپاہ سالار جسٹی نیانا سے امداد لے رہا تھا جس سے بہتر جنگ مدافعت لڑنے والا اور قلعہ کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا سلطان سخت متحیر تھا کہ جہاں گولہ سے دیوار میں کوئی دراڑ پڑتی اور

صرف یہ سبب تھا اور یہ سبب ہرگز نکتہ چینی کے قابل نہیں ہو سکتا۔
آغاز جنگ میں مقام کستنجی پر سب سے پہلے عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا ابھی تک مسلمانوں کی طرف سے مطلق زیادتی نہیں ہوئی۔ پھر کوہ قافی لشکر اس صوبہ میں آگیا۔ اُف مظالم کی کوئی انتہا نہ تھی ترکوں کی بال بچے نہایت بے رحمی سے عام طور پر قتل کئے گئے اور ان مظلوم مقتولین کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی تھی۔ یورپ میں کل مدبرین سلطنت اور واقف کاروں کا عقیدہ ہے کہ جب تک ترکوں کو چھیڑا نہ جائے ان کے برابر کوئی حلیم نہیں ہوتا اور جب انہیں چھیڑ دیا اور ان کے بال بچوں یا مذہب کی توہین کی پھر یہ آپے کے باہر ہو جاتے ہیں اور اُس وقت انسانیت سے گذر جاتے ہیں۔ پھر نہ وہ عورتیں دیکھیں اور نہ بچے سب کا یکساں صفایا بول دیتے ہیں۔ لیکن ایسے مظالم پر پیش قدمی نہیں کرتے اور ہمیشہ اپنی مسیحی رعایا سے اور اُن لوگوں سے جن سے اُنہیں سابقہ پڑتا ہے مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں۔
جنگ کے ابتدائی زمانہ میں باب عالی کی طرف سے اُن مظالم کے بیانات شایع ہوئے تھے جو روسی فوجیں نہایت بزدلی سے عورتوں اور بچوں پر کر چکی تھیں۔ ان میں لکھا تھا کہ روسیوں اور بلغاریوں نے

---

۱۵ اسی وقت اس امر کی مرمت ہو گئی۔ اتنی شدید جنگ کے بعد بھی سلطانؒ کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ بڑے زبردست حملے ہو رہے تھے لیکن سب کے ساتھ ناکامی ملی ہوئی تھی عین معرکہ جنگ میں ایک وینٹین افسر کاپ نامی نے شہنشاہ یونان سے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں ترکی بیڑہ جہازات کو برباد کردوں۔ شہنشاہ نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ پوشیدہ پوشیدہ اس کی تیاریاں ہونے لگیں مگر یہ بھید ترکوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ سپاہ سالار کوپ معہ چند نوجوان یونانی سپاہیوں کے بیڑہ جہازات برباد کرنا چاہتا ہے اُنہوں نے فوراً اسے گرفتار کر لیا اور محصورین کی آنکھوں کے آگے سب کی گردنیں اُڑا دیں۔
قسطنطنیہ کی حالت برابر خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ محاصرہ کو چالیس دن ہو چکے تھے۔ ہر روز یہ معلوم ہوتا تھا کہ محاصرہ کو ابھی بڑا طول ہو گا۔ شہنشاہ یونان نے سوا اس کے کوئی تدبیر نہ دیکھی کہ اگر ممکن ہو تو وزیر اعظم خلیل کو ملا لے اور محاصرہ کے اُٹھ جانے میں اُسکی مدد لے۔ چنانچہ اس نے کوشش کی اور دونوں کی پوشیدہ خط کتابت ہونے لگی۔ شہنشاہ یونان نے ایک کثیر دولت کی بشارت دی کہ اگر محاصرہ کو اُٹھوا دیا تو یہ روپیہ تمہیں دیا جائے گا۔ دغاباز وزیر راضی ہو گیا اور شہنشاہ یونان سے

اردو گائڈ — ۳ر مارچ ۱۹۰۱ء

ل کے نہ صرف بے پناہ اور لنگڑے لُولے مردوں کو قتل کیا بلکہ عورتوں اور بچّوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اِن ترکی توضیحات کا یورپ پر کچھ بھی اثر نہوا۔ ہمدردی کا راگ صرف عیسائیوں کے ساتھ گایا جاتا تھا مسلمان ایسی ہمدردی میں شریک نہیں تھے۔ ۱۸۶۷ء میں محض اس قتل و غارت پر یورپ کا پورپ ترکوں کی طرف سے بھڑک اٹھا تھا مگر اب کسی نے سانس بھی نہیں لیا۔

پامال گزٹ اخبار لندن کے نامہ نگار نے ۲۷ر جولائی کو لکھا کہ خاص بچور سٹ میں ایک برگیڈ کی ترتیب دی گئی تھی جس کا نام انتقامی برگیڈ رکھا تھا اس میں چار ٹبالین مفسد بلغاریوں کی تھیں اور مختلف ممالک سے اور بھی بکثرت باغی آکے اس میں شریک ہو گئے تھے۔ اس برگیڈ کی ترتیب محض اس لئے دی گئی تھی کہ یورپ سے مسلمانوں کو مار کے نکال دے۔ ترکی عورتوں اور بچّوں کو قتل کر ڈالے مساجد اور مکانات جلا دے غرض مسلمان کے نام کا ایک بچہ بھی زندہ نہ رکھے۔ خود شہنشاہ روسیہ بھی اس میں شریک تھا اور اسی کی رائے سے اس انتقامی برگیڈ کی ترتیب دی گئی تھی۔ اس سے زیادہ ذلت کا فعل ایک ایسے شہنشاہ کے لئے جو تمدن اور تہذیب کا مدعی ہو کیا ہو سکتا ہے جو خود بخود ایسے برگیڈ کی ترتیت دے جس کا

۱۶

اقرار کر لیا کہ میں محاصرہ وغیرہ سب توڑوا دوں گا۔ سلطان برابر حملے کئے جاتا تھا اور روز بروز اُس کا جوش بڑھتا جاتا تھا اب کے حملے اور بھی زیادہ خطرناک تھے چاروں طرف دیواروں میں چھید کر دیئے تھے اور کئی مقامات سے فصلیں منہدم ہو گئی تھیں۔

اس وقت تک یونانیوں کے بہت سے جنگجو ضایع ہو چکے تھے تو بھی اتنی فوج باقی تھی کہ کافی طور پر شہر کی حفاظت کر سکتی۔ کھائیاں نصف بھری ہوئی تھیں۔ لوگوں کے ٹوٹتے جاتے تھے خیال یہ تھا کہ اگر قحط پڑا تو سب کا صفایا بول دے گا۔

جب بدنصیب قسطنطنین نے یہ دیکھا کہ لوگوں کی حالت خراب ہوتی جاتی ہے تو اس پر بڑا اثر ہوا محض اپنی رعایا اور شہر کی حفاظت کے لیئے اس نے سلطان ترکی سے صلح کرنی چاہی اور خراج دینا قبول کیا۔ سلطان نے صلح کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جب شہنشاہ نے یہ دیکھا کہ سلطان صلح نہیں کرتا تو اس نے دل سے ارادہ کر لیا کہ اخیر تک بڑی شجاعت سے جنگ کی جائے کیا تو سلطنت کو بچا لیا اور کیا فیصلہ ہو گیا۔

عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا اور مساجد و مکانات کا جلانا۔ یہ ظالمانہ افعال محض بزدلی اور نامردی پر دلالت کرتے ہیں اور ان سے وحشت پائی جاتی ہے روسیہ کو متمدن قوم ہونے کا نزا دعویٰ ہی دعویٰ ہے اس سے زیادہ وحشی اس سے زیادہ مظالم اور جابر دنیا میں کوئی قوم نہیں ہے

روسی مظالم کی بابت ۱۲ جولائی ۱۸۷۷ء سفیر متعینہ پیرس کے پاس ترکی کی طرف سے یہ مراسلہ پہنچا جسمیں لکھا تھا، ''بتاریخ ایک روسی ڈیویژن قصبات کستان اور ربلیو دان میں آیا۔ آتے ہی اس نے مسلمانوں سے ہتیار لیلئے اور وہ اصلیح بلغاریوں میں تقسیم کر دیئے جب مسلمان نہتے ہو گئے تو بلغاریوں نے اُن پر حملہ کیا۔ مردوں۔ عورتوں۔ شیر خوار بچوں کو قتل کر کے اُن کے گھروں میں آگ لگا دی جو کچھ ہوا روسی فوج کے اشاروں سے ہوا۔ افسوس ہے ہمارے بھائی مسلمانوں نے اس سلطنت کے ہاتھ یہ خطرناک مظالم سہے ہیں جو انسانیت اور رحم کی طرفدار اور حمایت کی مدعی بنکے نکلی ہے اور اُس نے اعلان دیا ہے کہ وہ بلا روو رعایت کل آبادی کی طرفدار ہے۔ اس میں شبہہ نہیں ہے کہ یورپ کو ان مظالم کا حال پڑھ کے غصہ آئے گا اور اسے معلوم ہو گا کہ روسیہ کتنی رحمدلی اور انسانیت کی کارروائی کر رہی ہے۔ اس کی تصدیق اعلیٰ درجہ کے ذرائع سے

سلطان محمد قسطنطنیہ پر حملہ کر کے تلواروں کے منہ پر اسے فتح کرنا چاہتا تھا اور اُسی دُھن میں لگا ہوا تھا کہ جس طرح ہو حملہ کر کے شہر لیلیا جائے اس نے اپنے لشکر سے مخاطب ہو کے کہا، ''بہشت کا دروازہ اُن مسلمانوں کے لئے کھلا ہوا ہے جو میدان جنگ میں شہید ہوں اور جو غازی ہوں گے ان کے لئے قسطنطنیہ کی غنیمت وقف ہے'' ان فقیروں سے ترکوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہوئے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے۔ سلطان کا گھوڑا سب سے آگے تھا۔ سپاہ بڑھی چلی جاتی تھی اور سخت کشت و خون ہو رہا تھا۔ سلطان نے ترکیب کی تھی کہ سب سے آگے بُری سے بُری فوج کو کر دیا تھا اور جانثاریوں کو موقع کے لئے محفوظ رکھا تھا کیونکہ آگے والی فوج پیچھے بھی ہٹ رہی تھی۔ سلطان جانتا تھا کہ موقع پر جان نثاریوں کا ایک حملہ کامل فتح دلواوے گا۔ اخیر اس کی تدبیریں کامیاب ہو گئیں۔ یونانیوں کا بھوم نکل چکا تھا۔ اور اگر اُن کی بعض فوجوں میں کچھہ دم بھی تھا تو وہ خونخوار ترکوں کی رَو کا جو دریا کی طرح اُمڈے چلے آتے تھے کیا کر سکتی تھیں۔ فصیلوں میں شگاف ہو چکے تھے اور مختلف مقامات سے ترکی فوج شہر میں داخل ہو رہی تھی قسطنطنیں اب بھی اسی سرگرمی سے اپنا کام

ہو رہی ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔"
لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے ۱۷ جولائی کو شملہ سے یہ لکھا تھا۔ میں نے سٹوواکے قریب چھ مجروح عورتوں سے سوالات کیئے جو وحشی کوہ قافیوں کا شکار ہوئی تھیں۔ اس میں ہرگز مبالغہ نہیں ہے جو کچھ وحشی روسی سپاہیوں نے کیا بالکل سچ ہے۔" دوسرا نامہ نگار لکھتا ہے کہ میں نے سترہ ۱۷ جلاوطن مجروح مسلمانوں سے جو مقام رسگراد میں آکے پہنچے تھے باتیں کی تھیں ان میں سے ایک شیرخوار بچی دو برس کی تھی جس کے دھڑ میں گولی لگی تھی اور جس کے سر پر روسی سپاہی نے اپنی بندوق کا کندہ مارا تھا اور اُس کا سر پاش پاش ہو گیا تھا۔ ایک عورت کے تین گہرے گہرے زخم تھے اور اُس کا سر بھی پھٹا ہوا تھا۔ دوسری عورت جسکی عمر ساٹھ برس کی تھی ایک نیزہ توران میں لگا تھا اور دو کندے سر پر مارے گئے تھے جن سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا۔ پانچ برس کے ایک بچہ کے جسم پر تین زخم تھے ایک نوجوان بیاہی ہوئی عورت کا سر تین جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور ایک ضعیفہ کی حالت تو ایسی خرات کہ سارا جسم زخموں سے چور ہو رہا تھا۔ اسی نامہ نگار نے ان خطرناک واقعات کا بچشم دید ذکر کیا ہے اور مجروحین کی ایک بڑی تعداد رسگارڈ کے اسپتال میں۔

کر رہا تھا لیکن جب پانی سر سے گزر چکا اور تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تو اس نے شکستہ خاطر ہو کے یہ کہا کیا یہاں ایسا کوئی بھی رحم دل عیسائی ہے جو میرا کام تمام کر دے تاکہ میں دشمن کے ہاتھ میں زندہ نہ گرفتار ہوں۔" یہاں سے کچھ جواب دیا گیا بھلا کون عیسائی شہنشاہ پر ہاتھ اُٹھا سکتا تھا۔ ناچار شہنشاہ نے اپنا زرہ بکتر اور تاج اُتار کے تلوار ہاتھ میں لی اور جاں نثاریوں کے غول میں گھس گیا۔ اور لڑائی میں ٹکڑے اُڑ گئے۔ جان نثاریوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ شہنشاہ ہے ورنہ زندہ گرفتار کر لیتے۔
جب شہنشاہ اور اُس کی فوج ترکوں سے فصیل پر کھڑی ہوئی خونریز جنگ لڑ رہی تھی ترکی فوجیں دروازوں میں سے شہر میں داخل ہو رہی تھیں قسطنطنیہ کا یہ نظارہ بھی بڑا ہی ہیبت ناک تھا۔ ہزاروں آدمی شاہراہوں پر پریشان اِدھر اُدھر بھاگے پھرتے تھے۔ ہزاروں عیسائی سینٹ صوفیہ میں جمع ہو کے ایک معجزہ کی منتظر تھے اور دعائیں مانگ رہی تھے کہ ہماری فتح ہو اور دشمن پسپا ہو جائے زمانہ مدید سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا کہ جب کافر شہر میں داخل ہو کے سینٹ صوفیہ میں آنا چاہیں گے تو آسمان سے ایک فرشتہ ننگی تلوار لیکے اُترے گا اور کل کافروں کو شہر سے مار کے بھگا دے گا۔ بیچارے غریب عیسائی اسی امید اور انتظار

کرزن گزٹ

دیکھی یہ نامہ نگار کہتا ہے "ان غریبوں کے زخم بندوق کے کندوں۔ گولیوں اور سنگینوں کے تھے"۔
یہ کل شیطانی افعال روسیوں نے اپنے حکام کے اشارہ سے کئے تھے اور ان مظالم میں سپاہی سے لیکے افسر تک اور افسر سے لیکے شہنشاہ تک کل لوگ شریک تھے۔ ان مجروحین کو دیکھ کے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ظالم حملہ آوروں نے عمداً انہیں جان سے مارا تھا غرض یہ تھی کہ یہ سسکتے رہیں اور جانکنی میں پڑے رہیں۔ یہ بدنصیب مجروحین ۳۰ جون کو ابلانووا سے جلاوطن کر دیئے گئے تھے جب یہ غیر مسلح اور بے خانماں وطن سے باہر نکلے تو روسی سپاہی ان پر گر پڑے اور ان میں سے ۳۵ مرد عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا۔

ان مظالم کو دیکھنے کے بعد اگر ترکوں کو غصہ آ گیا ہو اور انہوں نے سختی اور بیرحمی سے کام لیا ہو تو یہ بات قابل اعتراض نہیں ہو سکتی۔ کل اسپتالوں میں یہی کیفیت تھی۔ شما میں چالیس مرد و زن بچے سخت مجروحی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ ایک شیر خوار بچی کو اس کی ماں کی گودی میں دیکھا کہ چھ زخموں سے چور ہو رہی تھی اور ماں کی گود میں بلک رہی تھی۔

میں رہے اور وہاں جاں نثاریوں کے پرے کے پرے مقام مقدس میں داخل ہو گئے اللہ اکبر کی صدائیں گوش گزار ہونے لگیں مسلمانوں نے عین گرجے میں دوگانہ نماز کا ادا کیا۔ یہاں عیسائیوں نے خفیف مقابلہ کیا مگر سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ قیدیوں کی تعداد پچاس یا ساٹھ ہزار بیان کی گئی ہے۔

رات تک برابر حملہ ہوتا رہا۔ زرہ بکتروں۔ خودوں اور تلواروں کی جھنکار تمام آبادی پر غضب برپا کر رہی تھی۔ قسطنطینہ بڑی فراخ دلی سے لوٹا گیا اور جتنے آدمی قید کئے تھے سب اپنی فوج کو دیدیئے گئے۔
سلطان محمد نے اپنے وعدہ کے موافق کل قیدیوں کو بطور لونڈی غلاموں کے اپنی فوج کے سپرد کر دیا۔
کارڈنیل اسیدور پوپ کا سفیر قید کر لیا گیا لیکن اس نے چالاکی یہ کی کہ ایک مقتول شخص کا لباس پہن کے اور اپنا لباس پھینک جان بچا کے چل دیا گرانڈ ڈیوک نوٹارس جو سلطنت شرقی کا بہت بڑا افسر تھا اور جب بھی شاہانہ جنگی زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا گرفتار ہو کے سلطان محمد کے آگے پیش کیا گیا۔ سلطان نے نہایت انسانیت اور عزت کا برتاؤ کیا لیکن جب اس سے یہ سوال کیا "کیا وجہ ہے کہ یونانی اس مایوسی اور انتہا درجہ کی شکستہ حالی

۱۵ مارچ ۱۹۰۰ء

۱۵ مارچ ۱۹۱۰ء

دولت علیہ ترکی نے روسی مظالم کے کسی قدر تاویل سے یورپ کے آگے توضیح کرنی شروع کی ۲۳ جولائی کو باب عالی نے اپنے سفیر متعینہ پیرس کے نام ایک مراسلہ بھیجا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ گورنر ٹرنووہ کا وزیر اعظم ترکی کے پاس ایک مراسلہ آیا ہے جس میں روسیوں کے وحشی مظالم کی تصدیق کی گئی ہے اور صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ٹرنووہ کے فتح کرنے کے وقت روسیوں اور بلغاریوں نے مل کے مسلمان آبادی پر شدید ظلم توڑے تھے۔ قریب کے قصبوں کو بھی نہیں بخشا۔ ایک مسجد جس میں نس کینی کے باشندوں نے آکے پناہ لی تھی روسیوں نے آگ دیدی تھی۔ سب مظلوم عورتیں اور بچے زندہ جلکر خاکستر ہو گئے۔ روسیوں نے بعد ازاں قیدیوں سے یہ سلوک کیا کہ اُنہیں بالجبر اُس عثمانی فوج سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا جو اُنہیں خلاصی دلوانے آئی تھی۔ سلیمان پاشا کی تحریر کے بموجب اس بات کی تصدیق ہوئی کہ دس مسلمان قصبہ اسکی زگرا کے رہنے والوں کو بلغاری اور روسیوں نے قتل کر ڈالا۔ اُن مکانوں کی نام بنام ایک فہرست دی گئی تھی جن میں مسلمانوں کو بند کرکے روسیوں نے زندہ جلا دیا تھا۔ ان میں صدہا عورتیں اور بچے بھی تھے۔

۱۲

کیوں مقابلہ کئے جاتے تھے اور اس امید سے انہوں نے اخیر تک ہتیار نہیں ڈالے"۔ شہزادہ نے یہ جواب دیا "اس لئے کہ آپ کے اعلیٰ افسر ہمیں برابر تحریک کئے جاتے تھے کہ ہم اپنی جگہ پر قائم رہیں"۔ یہ سنتے ہی سلطان کو اپنے وزیر کی نسبت شبہ ہوا اور یہ شبہہ یقین کے ساتھ بدل گیا فوراً حکم دیا کہ وزیر کی گردن اڑا دی جائے چنانچہ وزیر اعظم قتل کر دیا گیا مگر بدقسمت شہزادہ بھی نہ بچا وہ اور اس کے دونوں بیٹے قتل کر ڈالے گئے۔

ٹھیک اس کی بنیاد کے ۱۱۲۳ سال کے بعد اور روما الکبرے کے بارہ سو پانچ سال کے بعد ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء میں ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ کیا۔ اس صورت سے روما الکبریٰ کا اخیر سایہ ہمیشہ کے لئے مٹا دیا گیا۔ قسطنطین کا پائے تخت جو اس شہر میں منتقل ہو کے آگیا تھا اب قدیم بازنطینی کے کھنڈروں میں نظر آتا ہے وہ سلطنت جس کی دھاک ایک زمانہ میں مچ رہی تھی مٹی کے تودوں اور پتھروں کے ڈھیروں میں نظر آتی ہے۔

گولڈن ہارن

جب سلطان فتح کے بعد قسطنطنیہ میں داخل ہوئے تو سیدھے سینٹ صوفیہ گرجے کی طرف گئے اور زیب

متعدد مقامات میں روسیوں نے سلمانوں کے نام کا ایک بچہ بھی نہ چھوڑا تھا اُن قصبوں کے نام تک لکھد یئے گئے تھے اور اس کی تصدیق میں کسی کو چارہ نہ تھا۔ بہت سے گاؤں میں آگ لگا دی گئی تھی اور جس وقت مظلوم سلمان اور اُن کی عورتیں اور بچے آگ سے بچنے کے لئے بھاگے تو روسیوں نے سب کو پکڑ پکڑ کے آگ میں ڈال دیا۔ ۲۴ جولائی کو مسٹرلے یارڈ نے ارل آف ڈربی کو لکھا کہ روس اور بلغاریوں کا رومینیا اور بلغاریہ میں بڑھنے سے سلمانوں نے یہ یقین کرلیا تھا کہ روسیہ کیا تو تمام آبادی کو قتل کر ڈالے گا یا جلاوطن کر دیگا۔ جن اضلاع پر روسیوں نے قبضہ کرلیا تھا وہاں سے سلمان نہایت پریشان اور خوف زدہ" گروہ کے گروہ بھاگ کے قسطنطنیہ چلے آئے تھے اُنکی مصیبتناک حالت دیکھی نہ جاسکتی تھی۔ سلطان نے حکم دیدیا تھا کہ ان آفت زدوں کو پناہ دی جائے اُنکے لئے سامان خورونوش تیار کردیا گیا تھا اور یہ سارے اخراجات سلطان نے اپنی جیب خاص سے اُٹھائے تھے۔ مسٹرلے یارڈ نے یہ درخواست کی تھی کہ آپ ملکہ معظمہ اور دولت انگلشیہ پر زور دیں کہ وہ شہنشاہ روس پر اثر ڈال کے ان مظالم کو دور کرائے۔ بعض مقامات پر عیسائی سلمان حکام نے ملکے امن قائم

پہنچ کے گھوڑے پر سے اُترے فوراً نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور آج کی تاریخ سے یہ گرجا مسجد کی صورت میں بنالیا گیا۔ وہ گھٹنے جو تین خداؤں کے آگے جُھکتے تھے اب اکیلے اَن دیکھے خدا کے آگے جھکنے لگے۔ اور وہ پیشانی جو حضرت مریم علیہ السلام کے بُت کے آگے ٹکائی جاتی تھی وحدہ لاشریک خالق اکبر کے آگے ٹکنے لگی۔ اللہ اکبر کی صداؤں سے سینٹ صوفیہ گونج اُٹھا تھا۔ سلطان نے علی الاعلان کہا کہ آج سے یہ گرجا مسجد بنا یا گیا ہے اور یہاں خدائے واحد کی پرستش سلمان کیا کریں گے۔ تمام بُت فوراً نکال دیئے گئے اور وہ تصویریں جو کثرت سے اِدھر اُدھر لٹکی ہوئی تھیں یا اُتار ڈالی گئیں یا دیواروں پر سے چھیل ڈالی گئیں۔ کسی قسم کا بھی معجزہ جس کی امید عیسائیوں نے کی تھی ظاہر نہیں ہوا نہ کوئی فرشتہ آسمان پر سے اُترا کہ کافروں (مسلمان) کو قتل کرتا۔ خدا کی مار اسے کہتے ہیں۔ کوئی شبہہ نہیں کہ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت آپ نہ بدلے۔ عیسائی ہوں یا سلمان جب تک اپنی حالت پر قایم رہیں گے اُنہیں کوئی آسیب نہیں پہنچ سکتا اور جہاں اُنہوں نے اپنی جگہہ سے ایک انچ بھی جنبش کی اور کئی گز پیچھے کو سرکا دیئے گئے۔ ہمیشہ سے یہی ہوا ہے اور اخیر زمانہ تک یہی ہوتا چلا جائے گا۔

رکھنے کے لئے اچھا انتظام کیا تھا اور مخلوق میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہونے دی تھی۔ ترکی وزیر خارجہ نے اخیر جولائی اخبارات ترکی کے ڈائرکٹر کو لکھ کے بھیجا کہ تم اخبارات کو ہدایت کردو کہ وہ واقعات جنگ کو نرم الفاظ میں بیان کریں اور ایسی اشتعال انگیز تحریریں نہ لکھیں جس سے عیسائیوں کے خلاف مسلمانوں میں جوش پیدا ہو تو بھی مسلمانوں کی حالت دگرگوں ہوتی جاتی تھی۔ اشتعال۔ غصّہ۔ انتقام اور جوش میں طرفین بھرے ہوئے تھے۔

ان مظالم کی مزید توضیحات ترکی گورنمنٹ نے وقتاً فوقتاً بیان کیں جو کچھ لکھا گیا بالکل سچ نکلا کیونکہ اُسکی صداقت آزاد نامہ نگاروں نے بخوبی کردی تھی۔ ۳۰ر جولائی کو لندن ٹائمس کے نامہ نگار نے ایڈریانوپل سے مفصلہ ذیل چٹھی لکھی ہے میں نے احمد پاشا کے مکان میں دو ترکی عورتیں دیکھیں جنہیں بلغاریوں نے زخمی کیا تھا اور ایک دو برس کا بچہ نظر پڑا جس کے جسم پر روسی کے نیزے کا زخم تھا اور جس کی ایک ٹانگ گولی سے اُڑادی گئی تھی۔ ۵ اور بچے مقام تاکی میں مرے ہوئے پڑے تھے۔ پھر کرنیل براتھوک ۲۰ر جولائی کو چھاونی سے لکھتے ہیں۔ جب میں اس مقام پر پہنچا تو میں نے چند مصیبت زدہ مسلمانوں کو یہاں دیکھا اور جو کچھ مجھ کو

جس وقت سلطان نماز پڑھ رہا تھا تو قریب شاہراہ پر ایک فقیر کی صدا سنائی دی اور وہ صدا یہ تھی "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" یہ ایک معجزہ تھا جو عیسائی سرزمین میں دکھائی دیا اور اس آواز کو ترک غیبی آواز سمجھتے ہیں۔

جب محلات پر سلطان المعظم کا قبضہ ہو گیا اور سلطان نے چند روز کے بعد دربار کیا اور کل جنگی اور مذہبی حکام صف باندھ کے کھڑے ہوئے تو سب سے پہلے عیسائیوں کا بطریق اعظم طلب کیا گیا۔ ممکن ہے اُس کے دل میں یہ خیال ہوگا مبادا سلطان میری بےعزتی کرے اور مجھے سزائے موت دے وہ کمبخت ڈرتا ڈرتا آیا جوں ہی سلطانی محل کے دروازہ پر پہنچا وزیر اور چند جنگی عہدےدار اُس کے استقبال کے لئے سلطان کے حکم سے دروازہ تک گئے اور بڑی عزت سے سلطان کے آگے پیش کیا یہ عزت دیکھ کے بطریق اپنے دل میں پھولا نہیں سمایا اور سلطان کی جان و مال کو دعائیں دینے لگا۔ سلطان نے بڑے اخلاق اور انسانیت سے اپنے پاس بٹھایا اور خسروانہ نوازشیں فرمائیں۔ خلعت سے فوراً سرفراز کیا گیا اور ایک عصا خود اپنے ہاتھ کا اور ایک اپنی عبا بطریق کو دی۔ ساتھ ہی خاص اپنی سواری کا گھوڑا معہ کل ساز و سامان کے بطریق کو

کرزن گزٹ

ہو سکا میں نے اُن کی مدد کی پھر میں اٹھارہ زخمی عورتوں اور بچوں کے پاس ایک جنگی اسپتال میں گیا اور اُن کی بھی اپنی حیثیت کے موافق مدد کی۔ بڑے غضب کی بات تھی کہ بزدل روسیوں نے بیگناہ عورتوں اور بچوں کو بھاگے مار مار کے زخمی کر دیا تھا جو مچھلی کی طرح تڑپ رہے تھے اور زخموں کے درد سے غل مچا مچا کے روتے تھے۔ ۷ اور ۸ برس کے بچے اسی مجروحی حالت میں نظر آئے یہاں تک کہ ایک نو مہینے کے بچے کو دیکھ کے چھاتی پھٹ گئی کہ اُسے بھی ظالم اور بیدرد روسی نے نہایت سنگدلی سے زخمی کیا تھا یہ حادثات اتفاقیہ پیش نہیں آئے تھے بلکہ روسی شائستہ فوج نے عمداً ایسا کیا تھا پھر مقام یانی زگرا سے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار نے حسب ذیل تحریر بھیجی"۔ یہ ایک محال امر ہے کہ میں اُن خطرناک حادثات کا جو روسیوں کے قبضہ کے بعد ہوئے مفصل بیان کروں۔ اِن ہولناک مظالم کو دیکھ دیکھ کے میرا دل بجھا جاتا ہے اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہے۔ تمام بستی سنسان ویرانہ بن گئی ہے آدمی نہ آدم زاد کوئی نظر نہیں آتا۔ مویشی اپنے مالکوں کے مردہ اجسام کے پاس اُن نیم سوختہ کھیتوں میں چر رہے ہیں جہاں انہوں نے پرورش پائی تھی وہ اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں اور کوئی اُس کا پوچھنے والا نہیں ہے آپ یقین جانئے کہ

۱۵

مرحمت ہوا۔ آزادی کا فرمان لکھا گیا اور سلطان نے اس فرمان پر مُہر کر دی۔ عیسائی مذہب بالکل آزاد کر دیا گیا اور وہ دیوانی اور فوجداری کے اختیارات جو سلطنت مشرقی میں بطریق کے سلب ہو چکے تھے پھر نئے سرے سے عطا کئے گئے۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ عیسائی بالکل آزاد ہیں وہ اپنی ہر مذہبی تقریب بآزادی ادا کر سکتے ہیں اور انہیں کوئی مانع نہ ہوگا۔ اپنے مذہبی فرائض بآزادی انجام دیں کوئی ان سے آنکھ نہیں ملا سکتا۔ جب بطریق سلطان سے رخصت ہوا ہے اور سلطانی گھوڑے پر سوار ہو کے باہر نکلا ہے ایک ہلچل پیدا ہو گئی کہ ترکوں سے یہ امید ہرگز نہ تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ جو آزادی سلطان نے عیسائیوں کو دی خود اُن کی سلطنت میں بھی انہیں نصیب نہ تھی۔

جتنے گرجے اور تھے سب عیسائیوں کے حوالہ کر دیئے گئے اور ایک اعلان سلطانی جاری ہوا کہ جو عیسائی خوف کے مارے بھاگ کے قسطنطنیہ سے چلے گئے ہیں وہ پھر آ کے بآزادی آباد ہو جائیں وہ ہر طرح سے بلحاظ مذہب و تجارت آزاد ہیں۔ یہ اعلان دیکھتے ہی عیسائی جوق جوق قسطنطنیہ میں آنے شروع ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہی چہل پہل ہو گئی۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں عیسائی جو رومینیا اور ایشیائے

۱۵ مارچ ۱۹۰۱ء

ہیں جو ہولناک حادثے اپنے قلم سے نہیں لکھ سکتا۔ یہ سارے کرتوت روسی باقاعدہ فوج کے ہیں۔ مجھے تعجب ہی کہ بیگناہ عورتوں اور بچوں نے ان بزدل سپاہیوں کا کیا بگاڑا تھا۔ میں صدہا پناہ گزینوں سے ملا اور باتیں کیں۔ میں نے کئی یہودی خاندان انہیں پناہ گزینوں میں دیکھے جو بمشکل حملہ آوروں کی زد سے بچکے آئے تھے۔ اسکی زگرا کا حال بہت سے لوگوں نے چشم دید بیان کیا کہ جنرل گورکو کے حکم سے روسی سپاہیوں نے باستثنا رزن و بچہ سب کو قتل کرڈالا یا جو رنگ اڑا دیا میں نے سب سے زیادہ ایک ایسا ہولناک واقعہ دیکھا جس سے میرا کلیجہ کانپ گیا اور میں کبھی اس خونی نظارہ کو مدت العمر نہیں بھولوں گا۔ ایک کم سن لڑکی دم توڑ رہی تھی اور اس کے گرد اس کے مجروح بہن بھائی اور بوڑھے ماں باپ تڑپ رہے تھے"! سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ شرمناک حال انیسویں صدی میں مسٹر آرکی بالڈ فوربس نے چشم دید لکھا تھا کہ روسی وحشی سپاہیوں نے چارسو یہودی بہنوں سے اُن کے والدین کے سامنے زنا بالجبر کیا اور پھر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے اڑادیئے"! یہ تھے افعال اس شائستہ اور متمدن قوم کے جو محض انسانیت اور عیسائیت کی حمایت پر ترکوں کے خلاف شمشیر بدست ہوئی تھی اور لطف یہ ہی

کوچک میں آباد ہو گئے تھے سلطان کا حکم پہنچا کہ تم فوراً واپس آؤ چنانچہ غول کے غول خوشی خوشی چلے آئے۔ جب قسطنطینیہ اسی طرح آباد ہو گیا اور پورا امن ہوا تو سلطان ایڈریانوپل چلا آیا اور یہاں اس نے شہنشاہ یونان کی باقیماندہ عملداری کو مطیع کر کے قبضہ میں کیا۔

سکندر بیگ ایک بار اور بھی میدان جنگ میں سلطان کے مقابلہ کے لئے نکلا اگرچہ اس نے سلطان کو کوئی اعلان جنگ نہیں دیا تو بھی مدتوں سلطان کے سپاہ سالاروں کو جنگ پریشاں سے ستاتا رہا اور جب تک ۱۴ ار فروری ۱۴۶۷ء اُس کا انتقال نہ ہو گیا اس جھگڑے کا خاتمہ نہیں ہوا۔ سکندر بیگ کی سپاہ سالاری کی چار دانگ عالم میں شہرت تھی اور یہ بیان کیا گیا ہی کہ تاریخ میں ایک نامور جنرل کی حیثیت سے اُس کا ذکر کیا گیا ہی۔ عثمانی سلطنت کو مدت تک اس نے پریشان رکھا بڑے بڑے خونریز میدان لڑے شکستیں دیں بھی اور کھائیں بھی لیکن اس کے مرنے کے بعد محض اس کی شجاعت اور قابلیت سپاہ سالاری پر ترکوں نے بھی اگرچہ وہ ان کا دشمن تھا افسوس ظاہر کیا۔

پوپ کالکزٹس ثالث ترکوں کی اس ترقی سے خوف زدہ ہوا اس نے کوشش کی کہ شاہان یورپ سے

کہ ان ظالمانہ اور شرمناک افعال پر بھی یورپ ایسا کانوں میں تیل ڈال کے بیٹھا کہ ہوں تک نہیں کی کہاں گیا وہ گلیڈ اسٹونی رحم اور پاک عیسائیت کا جلوہ جس کے راگ الاپے جا رہے تھے۔ ملک گیری کی خواہش سے ہمیشہ یہی مظالم ہوتے رہے لیکن ان کا کھوج مسیحی دنیا میں زیادہ ملتا ہے۔ جو دعوے کیا جاتا ہے وہ زبانی اور جو کچھ کہا جاتا ہے اُس کا اثر دل پر مطلق نہیں ہوتا۔ ایک قوم دوسری قوم کو وحشی اور ناتربیت یافتہ کہتی ہے مگر اپنے گریبان میں کوئی منہ نہیں ڈالتا حضرت مسیح نے سچ فرمایا ہے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا شہتیر اور اپنی آنکھ کا شہتیر تنکا نظر آتا ہے۔ بزدل اور ظالم روسیہ نے جو کچھ سنہ ۱۸۷۷ء میں کیا اُس کا عشر عشیر بھی نہ چنگیز خاں نے کیا اور نہ ہولا کو خاں نے نہ تیمور اور نادر نے پرانی داستانیں محض مبالغہ آمیزی سے بیان کی گئی ہیں پھر بھی اگر وہ سب صحیح مان لی جائیں روسیوں کے ان شرمناک مظالم سے اُن کی تعداد کسی طرح نہیں بڑھ سکتی۔ دھاوے میں یا گولہ باری کرنے میں چند عورتوں یا بچوں کا اُڑجانا واقعی کوئی قابلِ اعتراض امر نہیں ہے لیکن چُن چُن کے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اس سے زیادہ بزدلانہ پن اور ہو نہیں سکتا۔ اگر مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہو

تحریک کرکے اُنہیں ترکوں کے خلاف متفق کر دیا جائے۔ اور سب مل کے ترکوں پر حملہ کریں۔ جب پوپ کے خط شاہانِ یورپ کے پاس پہنچے تو اُن میں سے اکثر نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ جنگ صلیبی کی ناکامی ابھی تک ہماری زبانوں پر موجود ہے اس وقت ہمارے اتفاق نے کوئی بین کامیابی ہمیں نہیں دی تھی کہ اب ترکوں کے مقابلہ میں ہم کسی کامیابی کی امید کریں۔ اور وہ شاہ جو اس اتفاق میں راضی ہو گئے تھے انہیں تیاری جنگ میں اتنا عرصہ ہو گیا کہ سلطان نے محض دور اندیشی کی وجہ سے پہلے خود ہی حملہ کرنا چاہا وہاں تیار ہوتے رہے اور یہاں سلطان نے حملہ کر دیا سب سے پہلے بلغراد کا محاصرہ کر لیا گیا ہنیاڈس نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا خوب گھمسان کی جنگ ہوئی اور ہر لڑائی میں سلطانی فوجیں ناکام رہیں آخر سلطان نے محاصرہ کو توڑ کے فوجوں کو اُٹھا لیا۔ اس ناکامی پر سلطان شکستہ دل نہ ہوا فوراً سربیا پر حملہ کرکے اس کو بالکل فتح کر لیا اور پھر پائے تخت یونان کا محاصرہ کرکے اُس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا۔ بلغراد کا پورا بدلہ وہاں نکل گیا۔

نائٹس آف اوڈس جو بعد ازاں نائٹس آف مالٹا کہلائے سواحل عثمانی پر چلے آئے اور ترکوں کی

کہ انگریز روسیوں کی نسبت مجسّم رحم ہیں اگرچہ غدر میں ناخدا ترس باغیوں نے ان کے بچے اور عورتوں کو سخت بیرحمی سے قتل کیا تھا لیکن انھوں نے باغی شہروں کو فتح کرنے کے بعد نوجوان مردوں کو تو بیشک قتل کیا اور پھانسیاں دیں لیکن عورتوں اور بچوں کو ہاتھ نہ لگایا حالانکہ وہ انتقام لےسکتے تھے اور اُن کا یہ انتقام لینا بری نظروں سے بھی نہ دیکھا جاتا کیونکہ اُن کے بیگناہ معصوم بچے اور عورتیں پہلے ماری جاچکی تھیں۔ ایسے موقع پر اگر روسی ہوتے تو العظمۃ للہ ایک شیرخوار بچہ بھی نہ بچتا اور یہ ظالم قوم سب کو تہ تیغ کرتی خدا اسے صفحۂ ہستی سے مٹادے اور یہ اپنے مظالم کا پورا مزا چکھے۔

لنڈن ٹمیس لنڈن کا نیم سرکاری اخبار ابتدا سے ترکوں کا دشمن تھا اس نے مخالفت کا ایک پہلو اختیار کرلیا تھا اور اخیر تک اس کو نبھاتا رہا۔ پھر بھی اسے اپنے ایک لیڈر میں یہ تسلیم کرنا پڑا (چنانچہ وہ لکھتا ہے) "شملہ سے ہمارے نامہ نگاروں نے جو تحریریں بھیجی ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ سخت قتل عام ہوا اور اس میں عورتیں اور بچے بھی مجروح اور مقتول ہوئے۔ روسیوں کے جو مظالم بیان کئے گئے ہیں کوئی شک نہیں کہ وہ اکثر صحیح ہیں"۔ پھر کیا اس قبول کرنے کے بعد بھی لنڈن ٹمس روسیوں کی حمایت پر

تجارت کا ستیاناس کرنا شروع کیا۔ سلطان نے ارادہ کیا کہ اوڈس پر حملہ کرکے نائٹ اف سینٹ جان آف آور شلیم کو برباد کردے۔ لیکن یہ ارادہ کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کرکے جزیرہ آرکی پیلیگو پر حملہ آور ہوا اس کا خیال تھا کہ نائٹ اوڈس کی امداد کو آئیں گے اور یہاں سب کسر نکل جائے گی۔ مقام لیبس پر تو سلطان نے بآسانی قبضہ کرلیا۔

اس خوشنما اور بار آور جزیرہ کے فتح کرنے کے بعد آرکی پیلیگو کے اور جزائر پر حملہ آور ہوا اور سب کو تلوار کے سنہ پر فتح کرکے اپنی عملداری میں شریک کرلیا۔ اس کے بعد ایوبیا پر قبضہ کرلیا۔ اس جزیرہ کے گورنر نے بڑی بہادری سے جنگ مدافعت لڑی لیکن ۱۴۷۰ء میں مجبوراً اسے اطاعت کرنی پڑی۔ اس گورنر سے اگرچہ سلطان نے معافی کا وعدہ کرلیا تھا لیکن اُس کی ایک سازش کا سلطان کے خلاف افشا ہوگیا اس لئے گورنر مع اپنے کل افسروں کے قتل کرڈالا گیا۔

یہاں سلطان فتوحات پر فتوحات کررہا تھا اور وہاں اُس کا بیٹا مصطفےٰ ایرانی سرزمین میں کئی کامیاب میدان جیت چکا تھا مگر سلطان نے بعد ازاں اپنے بیٹے کو بغاوت کے جرم میں قتل کروا ڈالا۔

تلا رہا اور اس مہذب پرچہ کو یہ نہ ہوا کہ روسیوں کو ان مظالم پر دھتکارتا اور اپنی گورنمنٹ کو آمادہ کرتا کہ وہ اس معاملہ میں دست اندازی کرکے روسیہ کا ہاتھ بچوں اور عورتوں کے قتل سے روک دے اور اس متمدن اور انسانیت کے زمانہ میں کئی صدی پہلے کے سے ظلم نہ کرنے دے۔ مگر کون سنتا ہے۔ مسلمان پہلے ہی سے وحشی ہیں ان وحشیوں کا کیا کہنا ان کا مرنا جینا انسان کا مرنا جینا نہیں ہے ایک کے بدلہ ہزار مارے جائیں اُن کی بلا سے ملّا کو اپنے حلوہ مانڈھے سے کام مُردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں اُسے اپنے گلچھرّے اُڑانے سے غرض۔

جو کچھ کیا روسی اور بلغاریوں نے اپنے اعلیٰ افسروں کے حکم سے کیا جو کبھی قابل معافی نہیں ہو سکتا ایسا وحشت ناک قتل ہوا ہے کہ کبھی نظر نہیں آیا۔ نو مہینے کے بچّہ کے ظالم روسی ماں کی گود ہی میں نیزہ ماریں اور رفل سے ایک ٹانگ اُڑا دے اور وہ ماں کے گلے لپٹ کے تڑپتا رہجائے۔ آہ اے ظالم آسمان تو نے کیا کیا گردشیں نہیں دکھائیں ایک وہ زمانہ تھا کہ روس ماسکو سے ترکوں کے ڈر کے مارے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یا اب وہ زمانہ ہے کہ وہی روسی ترکی سرزمین میں ترکی گورنمنٹ اور ترکی

نائٹس اف روڈس نے اس التوائے جنگ سے فائدہ اُٹھا کے خوب تیّاری جنگ کر لی اور آیندہ حملہ کی روک تھام کے لئے ہر قسم کی قلعبندیاں تیّار کیں اور بہت مضبوطی سے مورچے باندھ لئے جب گرانڈ ماسٹر پیر ڈی ایوبوسن نے یہ دیکھا کہ سلطان نے وینس کے جمہوری سلطنت سے صلح کرکے ایشیا کی کل جنگوں کا خاتمہ کر دیا تو اس نے تین مہینے کی سلطان سے مہلت جنگ مانگی۔ سلطان نے یہ مہلت دیدی اس عرصہ میں اکثر مسیحی شہزادے روڈس کی امداد کے لئے جمع ہو گئے۔

سنہ ۱۴۸۰ء میں ترکی جہازوں کا جنگی بیڑا زبردست فوج اور سامان بار برداری کے ساتھ روڈس پہنچا اور فوراً محاصرہ شروع ہوا۔ جہازوں پر اژدہا پیکر توپیں نصب تھیں اور ہر قسم کا سامانِ حرب نہایت بہتات اور افراط سے تھا۔ طرفین نے جان توڑ کے جنگ کی اور اس بیجگری سے لڑے کہ کبھی ایسی لڑائی نہ ہوئی تھی محصورین کی توپوں کے گولے زیادہ پُراثر ثابت ہوئے ترکوں کے دل چھوٹ چھوٹ گئے برابر گولوں کی بھرمار ہو رہی تھی اور میدان جنگ پورے شباب پر تھا۔ اس جنگ میں سلطان شریک نہ تھا پاشا جنگ کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک عیسائی پاشا کے پاس آیا اور کہا اگر مجھے یہ

قوم کی موجودگی بیگناہ حاملہ بڑھیا اور بن بیاہی عورتوں کو مع اُن کے شیر خوار بچّوں کو قتل کر رہے ہیں اور کوئی ہُوں تک کرنیوالا نہیں۔ ؎ تفو بادہ بر چرخِ گرداں تفو۔

کاش ترکی افسروں میں قومی ہمدردی ہوتی اور وہ عقلمندی اور دلسوزی سے جنگ کرتے تو کیوں کئی لاکھ عورتیں اور بچّے بیرحم روسیوں کے ہاتھوں ضائع ہوتے۔ اے صبا ایں ہمہ آوردۂ تست اپنے کئے کی سزا پائی اور ایسے نمک حراموں کی یہی سزا تھی جو دی گئی۔ لندن ٹیمس نے ان خونی اور بیرحمانہ واقعات کی بڑی چھان بین کی ہے اور اس نے اس کی تحقیقات کے لئے کئی خاص نامہ نگار بھیجے تھے جو کچھ نامہ نگاروں نے تحقیق کیا لکھ کے لندن ٹیمس کو بھیجدیا۔ مگر یہ تحقیق بہت کامل تحقیقات تھی کیونکہ مجروحین کے ہر مقام نامہ نگاروں نے اظہار لئے تھے اور یہ اظہار اُن کی زبانی تھے جو دم توڑتے ہوئے بیان کرتے جاتے تھے۔ اسی طرح جب بلغاریوں کے قتل عام کا الزام ترکوں پر لگایا ہے اور جب اس کی کامل تحقیقات ہوئی تو سارے الزامات محض بے بُنیاد اور لغو تھے اور معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تمام کہانیاں جو ایجاد کی گئی ہیں محض غلط ہیں مگر روسی مظالم کے ساتھ یہ بات نہیں ہوئی اس کے کامل

انعام دیا جائے تو میں گرانڈ ماسٹر کو زہر دیدیتا ہوں ترکی پاشا نے منظور کیا۔ وہ عیسائی زہر دینے کی تدبیر کر رہا تھا کہ یہ عقدہ کھُل گیا فوراً گرانڈ ماسٹر نے اس کی گردن اُڑا دی۔ پھر ایک جرمنی ترکی لشکر گاہ سے مخبری کے لئے اوڈس روانہ ہوا۔ تمام قسم کی اطلاع اس نے حاصل کر لی مگر واپس آتے وقت گرفتار ہو گیا اور گرانڈ ماسٹر کے حکم سے اس کی بھی گردن مار دی گئی۔ ترک پے درپے حملہ کر رہے تھے اور ہر بار انہیں پس پا ہونا پڑتا تھا۔ کیوں کہ نائٹ گولوں کا مینہ برسائے جاتے تھے۔ اس پر بھی پاشا نے دل نہیں ہارا اور برابر اپنے حملوں میں سرگرم رہا اور اخیر یہ ارادہ کر لیا کہ ایک انقطاعی جنگ لڑنی چاہیے اِدھر یا اُدھر۔ اخیر عزم بالجزم کرکے ترکوں نے حملہ کیا۔ نائٹ کی شجاعت میں شک نہیں خوب ہی جان توڑ کے جنگ کر رہے تھے۔ اس شدّت کی جنگ ہوئی کہ الاماں۔

گرانڈ ماسٹر اس حملہ میں سخت مجروح ہوا اور اخیر ترک مورچوں اور قلعبندیوں کو توڑتے ہوئے مسیحی بہادروں کی صفوں کو چیرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ ان کا داخل ہونا تھا کہ نائٹ برافروختہ ہو گئے کل فوج اور رعایا نے یکبارگی حملہ کیا۔ دست بدست جنگ ہونے لگی۔ سخت خونریزی ہوئی

مظالم صحیح نکلے اور متفرق تحقیقات کے بعد بھی ایک بات غلط نہ نکلی۔ ترک کبھی ایسا نہ کرتے ترکوں کی شائستہ فوج رحم کا پتلا ہے اس سے زیادہ رحم دل اور قانون کی پابند دنیا میں کوئی ایسی فوج نہ ہوگی تھسلی میں جو کچھ انہوں نے فاتحانہ داخل ہونے کے بعد کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ گاؤں کے چھوٹے چھوٹے بچے ترکی کیمپ میں چلے آئے تھے تو ترکی شائستہ سپاہیوں نے اپنے کندھوں پر بٹھالیا تھا اور انہیں بہت دیر تک کھلاتے رہے تھے۔ ایک سپاہی نے کسی دکان سے ایک قمیص اٹھالی تھی اس کے ادہم پاشا نے اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے تھے۔ یہ ہے تہذیب اور تمدن ترکوں اور روسیوں کا جس کا مقابلہ ناظر بخوبی کرسکتا ہے۔

ادھر روسی اپنے مظالم کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے اور ادھر لندن کی پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ چھڑ گیا۔ عام طور پر لندن میں روسیہ سے سخت ناراضی ظاہر کی گئی اور اس بات کا ثبوت ہوگیا کہ روسیہ نے اس مسلمان آبادی پر جو اس کے قبضہ میں آئی بلغاریہ کے ساتھ مل کے بہت ہی ظلم کئے۔ پارلیمنٹ میں یہ مضمون بیان کیا گیا لارڈ ڈربی نے کچھ خط وکتابت پیش کی جو اس مضمون پر

اور مجبوراً ترک شہر چھوڑ کے باہر چلے آئے۔ اخیر ۱۷ اگست ۱۸۲۸ء انہیں جہازوں میں سوار ہوکے اپنے ملک واپس آنا پڑا۔ فتح کے بعد شکست یہ ایک خاص راز ہے جس کا کھلنا مشکل ہے۔

جب سلطانی سپاہ سالار پیلیولوگس کو شکست فاش ہوئی تو اس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور وہ ایسا شکستہ خاطر ہوا کہ اخیر اسے قسطنطنیہ واپس آنا پڑا وہ اس بات سے حیران تھا کہ میں اس شکست کا کیا عذر سلطان کے آگے پیش کروں گا۔ جوں ہی سلطان نے اس بے ہنگام شکست کی خبر سنی مارے غصہ کے کانپ گیا اور فوراً حکم دیا کہ مجرم افسروں کی گردنیں اڑادی جائیں۔ مگر پیلیولوگس پر اتنی عنایت کی کہ جان سے تو نہیں مارا ہاں جلاوطن کرکے گیلی پولی روانہ کردیا۔

سلطان نے اپنی فوج کی اس بےعزتی کو کھونے اور اس شکست کا انتقام لینے کے لئے دو بڑی بڑی فوجوں کی ترتیب دیکے ایک کو ایران فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسری کو یورپ۔ یہ بات خاص راز میں رکھی گئی تھی سوائے سلطان یا خاص خاص وزرا کے کسی کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ یہ جرار فوج یورپ کے کس ملک کو زیروزبر کرنے کے لئے روانہ کی گئی ہے ابھی یہ فوجیں کامل تیار ہوکے روانہ بھی نہ ہوئی تھیں کہ

مختلف عہدے داروں سے کی گئی تھی۔ تمام بحث و مباحث ہونے کے بعد پارلیمنٹ کی کتاب شائع ہوئی جس میں کل کونسلوں کی رپورٹیں درج کی گئیں اور تحقیقات کے بہت سے نتائج بیان کئے گئے۔ پارلیمنٹ کی کتاب کا نام بلیو بک آون ٹرکی تھا۔ اس کتاب کا نمبر ۲۸ تھا۔ اس کتاب میں علاوہ کونسلوں کی رپورٹ کے زخمی عورتوں اور بچوں کے بیان بھی درج کئے گئے ہیں جو انہوں نے کونسلوں کے آگے کئے تھے۔ اسی بلیو بک میں ترکوں کی زیادتی کا بھی روسیوں کے پہلو بہ پہلو ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب مجموعی ہیئت سے ایک دفتر ہے اُن مظالم کا جو آج تک بہت کم ہوئے ہوں گے۔ ہولاکو خاں۔ نادر اور تیمور کے مظالم کا راگ ان روسی ستم شعاروں کے مظالم کے آگے محض بے حقیقت ہے عجیب بات یہ ہے کہ کرنیل ویلسلے نے اپنے ۱۶ اراگست کے مراسلہ میں ان سب باتوں کی تردید کی ہے اور کہا ہے جتنے الزامات روسیوں پر لگائے گئے ہیں سب بے بنیاد ہیں۔ کرنیل صاحب کی اس نرالی تحقیق اور رائے کو دیکھ کے سب پریشان ہو گئے اور اُس کی مدلّل تردیدیں شروع ہو گئیں اور سرکاری طور پر یہ لکھا گیا کہ کرنیل ویلسلے نے جو کچھ لکھا ہے محض غلط ہے کیونکہ جن گاؤں اور قصبوں میں روسیوں نے ظلم

یکایک ۲ر جولائی ۱۴۸۱ء کو تیس برس سلطنت کے بعد ۵۳ برس کی عمر میں سلطان محمد کا یکایک انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سلطان محمد جیسا عالی حوصلہ شاہ تاریخ کے صفحوں میں بہت کم نظر آتا ہے۔ اس کی قابلیت انتظام۔ سپاہ سالاری۔ اور شجاعت نے دنیا کے نامور سلاطین کے پہلو بہ پہلو کر دیا۔ سلطان محمد کا نام فتح قسطنطنیہ کے ساتھ ہمیشہ مشہور رہے گا۔ جو کچھ اس کے زمانہ میں ترکوں کو ترقی ہوئی وہ حد سے زیادہ تعریف کے قابل ہے۔ سلطنت مشرقی کا قدیم سایہ اسی نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا یہ پہلا بادشاہ دنیا کا ہے جو کئی میل تک جہازی بیڑا خشکی میں گھسیٹ کے لیگیا۔ ترک سلطان محمد ثانی کو شہنشاہ اعظم سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ سلطان محمد کی زمانۂ سلطنت کا بہت سا حصہ جنگ میں گزرا پھر بھی قلیل زمانہ جنگ میں اس نے دو سلطنتیں۔ دو ملک اور تین سو شہر فتح کر لئے تھے۔

گئے تھے وہاں وہ نہیں گیا یہ ہمیشہ روسی فوج ہراول کے ساتھ رہتا تھا اور جو کچھ اس نے لکھا کر محض سنی سنائی باتوں کی بنا پر اس لئے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ محض یہ الفاظ لکھ کے کہ یہ کل واقعات غلط ہیں اس نے اپنے دعوے کی صداقت چاہی ہو حالانکہ یہ اُس کا خیال ہی خیال ہی بغیر معتبر عینی شہادتوں کے کوئی بات تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ ترکی گورنمنٹ نے لکھا اس لئے غلط ہی کہ وہ اس وقت روسیہ سے جنگ کر رہی تھی اور ایک حریف دوسرے حریف پر ہمیشہ الزام رکھا کرتا ہی اگر ترکی نے روسیہ کو مظالم کا ملزم گردانا تو یہ بات زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہو سکتی مگر یہ بات نہیں تھی بلکہ انگریزی کونسل۔ انگریزی اخبارات اور وہ اخبارات جو ترکوں کے سخت مخالف تھے۔ جرمنی اور آسٹریا کے اخبارات اور دوسرے اشخاص متفق اللفظ ہیں کہ روسیوں نے عورتوں اور بچوں پر بزدلانہ ظلم کئے اور ایسے ظلم کئے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور کلیجہ پھٹتا ہی۔ ان مظالم میں نہ صرف بلغاری اور کوہ قافی ہی شریک تھے بلکہ روسیہ کی شائستہ فوج نے بھی کوئی کسر نہیں رکھی تھی۔

نواں باب ۹

بایزید ثانی۔ ترکی کا آٹھواں سلطان

۱۴۸۱ء سے ۱۵۱۲ء تک

بایزید کی جانشینی۔ رقیب۔ شہزادہ جم۔ بایزید کا حج بیت اللہ۔ اس کی غیر موجودگی میں جم کی وجہ سے ملکی لڑائی کا ہو جانا۔ جم کی شکست اور مصر بھاگنا۔ شہزادہ کا پائے تخت واپس آنا۔ پہلے نائٹس اف روڈس کے ہاں پناہ لینا پھر فرانس میں جاکے قیام کرنا۔ رومۃ الکبریٰ میں زہر سے وفات پانا۔ وینس کی شکست۔ بایزید کے بیٹے سلیم کے حکم سے بایزید کا تخت سے اُتار دینا اور زہر کھلاکے مروا ڈالنا۔

بایزید سلطان محمد کا بڑا بیٹا اپنے بھائی سے جھگڑا کرنے کے بعد تخت سلطنت کے لئے نامزد ہوا۔ بجائے اس کے

لنڈن ٹیمس کا بحری نامہ نگار ان قابل رحم مظالم کی اپنی ۱۶ ار اگست کی چٹھی میں حسب ذیل توضیح کرتا ہے "پرسوں میں بمقام ہین بوغانہ شاہی فوج کے ساتھ گیا۔ کل میں نے مقام لینائی پر جو درہ سے ڈھائی گھنٹے کی مسافت پر تھا ایک سو بیس مسلمان دیکھے جنہیں نہایت وحشیانہ طور پر بلغاریوں اور کوہ قافیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔ مقتولین میں دو عورتیں بھی تھیں اُن میں سے ایک نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی جو اُسی وحشیانہ طریقہ سے قتل کر کے ایک تالاب میں ڈالدی گئی تھی باقی مقتولین خالی زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کئی خاندان جن میں عورتیں اور چھوٹے چھوٹے بچّے زندہ کوؤں میں ڈالدیئے گئے تھے۔ ان عورتوں اور بچوں کے لباس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ دولتمند گھرانے کے تھے۔ ایک گھر میں صرف عورتیں اور بچّے ہی بند کر دیئے گئے تھے اور اُن پر دس روز سے بلغاری اور کوہ قافی سخت ظلم توڑ رہے تھے۔ اسی نواح کی ایک ضعیفہ عورت نے مجھ سے کہا کہ بزدل ناخدا ترس روسیوں نے ایک مکان میں پندرہ عورتوں کو بند کر کے جلا دیا تھا۔ جب بلغاریوں نے یہ سنا کہ بمقام ہین بوغانہ ترکی فوج آگئی ہے تو بلغاری کل سو کی عورتوں اور بچّوں کو جن کی عمر تین سال سے تیس سال تھی بھگا لے بلقان

کہ وہ قسطنطینہ میں سلطانی تخت پر بیٹھ کے تمام تقریبات تاج پوشی ادا کرتا سیدھا مکّہ معظمہ حج کے لئے روانہ ہوگیا اور اپنے وزرا سے یہ کہہ گیا کہ میری غیر موجودگی میں میرا نابالغ بچّہ حکومت کرے گا۔ یہ سلطان انتہا درجہ مذہبی دماغ رکھتا تھا ایسے موقع پر اسے کسی طرح بھی زیبا نہ تھا کہ وہ سلطنت کو خطرہ میں چھوڑ کے اور تاج پوشی کی رسم ادا کئے بغیر حج کرنے چلا جاتا۔ مگر اس نے بے انتظامی اور قتل و غارت ہونے کا مطلق خیال نہ کیا اور سیدھا مکّہ معظمہ روانہ ہوا۔ اِدھر سلطان نے پیٹھ موڑی اور اُدھر ملکی لڑائی شروع ہوگئی۔ بیچارہ معصوم شہزادہ میں اتنی قابلیت تھی اور نہ قوت تھی کہ ایسی وسیع سلطنت سنبھال سکتا۔ جم سلطان کا بھائی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے مشیروں کی ہمّت پر بہتیری کوشش کی کہ کسی طرح تخت پر قبضہ ہو جائے لیکن ہر بار اُس کے ساتھیوں کو شکست ملی اور اخیر اُس کی ساری فوج پارہ پارہ کر دی گئی۔ ۲۰ جون ۱۴۸۱ء کو اُسے بھاری شکست ملی اور اب اس کی کمر بالکل ٹوٹ گئی ناچار وہ بھاگ کے مصر چلا گیا۔ اہل مصر نے اُس کی عزّت کے مطابق اُس کا استقبال کیا اور نہایت احترام سے اپنے ہاں رکھا۔

جب سلطان بایزید ثانی قسطنطینہ واپس آیا تو تخت کو مامون و محفوظ پایا کیونکہ اُس کے بھائی کو بھی شکست

لیگئے۔ جن مقتولین کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے انہیں روسیوں اور بلغاریوں نے ایک جگہ جمع کرکے باری باری سے ایک کے سامنے ایک کو لٹا کے ذبح کر ڈالا تھا اور بھی متعدد بچے اور عورتیں اسی قصائی پنے سے ذبح کی گئیں مگر میں یہ خطرناک منظر خود نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ دوسرے کاموں سے مجھے فرصت بہت کم ملی تھی"۔ یہ ہی شہادت اُس اخبار کے نامہ نگار کی جو ہمیشہ سے ترکی مخالفت پر اُدھار کھائے بیٹھا تھا اور اول روز سے ترکی کے ہر معاملہ پر اس نے مخالفانہ مضامین لکھے تھے۔

پھر اسی اخبار کا ایک جنگی نامہ نگار ۱۹ر جولائی کو حسب ذیل لکھتا ہے "یہ جنگ شائستہ اور مہذب جنگ نہیں ہے بلکہ وحشت اور ظلم اس جنگ میں بھرا ہوا ہے۔ روسی افسر تو خیر کچھ نہ کچھ مظالم کے روکنے کی کوشش کرتے ہیں مگر روسی سپاہی ترکوں کو مثل شکاری جانوروں کے سمجھتے ہیں اور انہیں قتل کرنے میں کچھ بھی درد نہیں آتا۔ بلغاری ان سے زیادہ بھڑکے ہوئے ہیں اور کسی کا حکم نہیں سنتے اُن کے آگے خواہ شیر خوار بچہ ہو یا عورت یا مرد وہ بغیر قتل کئے نہیں ملتے اور اس کو اپنی بڑی فتحمندی سمجھتے ہیں۔ جب مظالم کی انتہا ہو گئی تو روسی افسران فوج کی زبان سے اخیر یہ نکلنے لگا۔

مل چکی تھی اور ملک کا کوئی دعوے دار نہ رہا تھا۔ لیکن شہزادہ جم ابھی تک مخالفت پر تلا ہوا تھا خلیفہ مصر اس کی امداد پر کمربستہ ہو گیا اُدھر وہ ایشیائے کوچک میں جاکے کرمان اوغلی کے بیٹوں سے مل گیا اور تخت قسطنطینیہ کو حاصل کرنا چاہا۔ مگر پھر بھی اُسے شکست ملی اور کمبخت شہزادہ کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ جب بالکل مایوس اور شکستہ خاطر ہو گیا تو ناچار نائٹس آف روڈس کے ہاں جاکے پناہ لی۔ غرض صرف یہ تھی کہ یہاں عارضی طور پر قیام کرکے کسی صورت سے بحفاظت یورپ چلا جاؤں۔ نائٹس آف روڈس نے اس بات کا کونسل میں فیصلہ کر دیا کہ شہزادہ کی درخواست کے انکار سے ہماری عزت اور عظمت میں فرق آجائے گا اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس کی درخواست کو قبول کرکے اُسے مدد دیں۔

گرانڈ ماسٹر پیئراف کیسٹائل نے حکم دیا کہ ایک بیڑہ جہازات عثمانی بندرگاہ پر جہاں شہزادہ اپنے بیالیس[۴۲] ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے روانہ ہو۔ وہ جہازی بیڑا آکے پہنچا اور شہزادہ کو جہاز میں بٹھا کے ۲۳ر جولائی ۱۴۸۲ء میں روڈس اُتار دیا۔ جب بایزید کو یہ معلوم ہوا کہ بھائی جم وہاں ہے فوراً اپنی حکمت عملی سے ایک عہدنامہ روڈس سے کر لیا جس کی شرطیں نائٹس ہی کی مفید مطلب زیادہ رکھیں لیکن

"ہم نے بلغاریوں کے تحفظ کے لئے ترکوں کے خلاف جنگ کی ہو اب ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ ترکوں کے تحفظ کے لئے بلغاریوں کے مقابلہ میں شمشیر بدست ہونا پڑے گا" اکثر مواقع پر میں نے خود دیکھا کہ روسی افسروں نے بلغاریوں کو کوڑے مارے ہیں کہ وہ مجروحین کو قتل کر رہے تھے اور مقتولین کا لباس اُتار رہے تھے"۔ ممکن ہو روسی افسروں نے ایسا کیا ہو کیونکہ نہ سب کی طبیعتیں یکساں ہوتی ہیں اور نہ سب کے خیالات ایک ہوتے ہیں مگر جو کچھ کیا روسیوں نے کیا ورنہ بلغاریوں کی مجال نہ تھی کہ وہ مسلمانوں پر بغیر روسی امداد کے اس قدر چیرہ دست ہو جاتے۔ روسیوں نے جس شہر پر قبضہ کیا پہلے یہ کارروائی کی کہ مسلمان آبادی کے ہتیار لیلئے اور بلغاریوں میں تقسیم کر دیئے اور اس کے بعد دوسرے انتظامات کی طرف رجوع ہو گئے اور اندرون شہر کی خبر نہ رکھی۔ اس کے یہ معنی تھے کہ مسلمان نہتّے کر دیئے گئے ہیں جتنا تم سے مارا جائے مارو اور کوئی کسر نہ رکھو مسلمانوں سے اگر روسی فوجیں ہتیار نہ چھین لیتیں تو وہ اکیلے بلغاریوں کے بس کے نہ تھے۔ مگر جب وہ بالکل خالی ہاتھ کر دیئے گئے تو اب ہوتا کیا تھا جتنا جی چاہا بلغاریوں نے ظلم کیا اور جو اُن سے ہو سکا اس کے

اس عہد نامہ کی اخیر شرط یہ تھی کہ جم کو حوالہ کرنا پڑے گا اس لئے نائٹس نے ایسے عہد نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ یہاں شہزادہ مدّت تک نظر بند رہا اخیر زمانہ دراز کے بعد جنوب فرانس میں بچکے نکل گیا۔ یہاں شاہ فرانس نے اس سے نہایت مہربانی کا برتاؤ کیا۔ نائٹس میں مدتوں تک مقیم رہا صرف اس خیال سے کہ دربار فرانس خود طلب کرے گا لیکن یہ بات نہ ہوئی اگرچہ نائٹس میں اس کی کافی عزت کی جاتی تھی لیکن نگرانی بھی ویسی ہی ہوتی تھی۔ اخیر فرانسیسی گورنمنٹ نے اسے جزیرہ کے ایک قلعہ میں بھیجدیا جہاں سات برس تک وہ مقیّد رہا۔ شہزادہ فرانس کا یہ برتاؤ دیکھ کے سخت برہم ہوا اس نے اوڈس وغیرہ سے اپیل کی کہ فرانس نے بلا وجہ مجھے قلعہ میں قید کر دیا ہو یہ کیا ستم ہو آپ مجھے خلاصی دلوائیں اور میری مدد کریں۔ لیکن یہاں سے صدائے برنخواست کا مضمون ہوا۔ مصیبت زدہ کی کون امداد کرتا ہو بگڑی کا کوئی ساتھی نہیں بنے کے سب ساتھی ہوتے ہیں۔ شہزادہ کی فریاد کی طرف سے سب نے تو روئی کانوں میں دے لی لیکن پوپ معصوم ہشتم نے خیال کیا کہ اگر ترکی شہزادہ میرے قبضہ میں آگیا تو تمام یورپی دول کو عثمانی سلطنت کے خلاف متحد کر دوں گا یہ خیال پکا کے اس نے ایک خط

کرنے میں کسر نہیں کی۔ روسی قوم ابتدائے زمانہ سے نہایت سنگدل اور وحشی ہے اور اس نے جب اس کا موقع بنا ہے اپنی فطرت کی بانگی دکھادی ہے۔ جب ان مظالم کا یہ غل مچا اور لندن کی طرف سے روسیوں کو لکھا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا جو کچھ ہماری نسبت بیان کیا گیا ہے محض غلط ہے" سوائے اس کے روسی گورنمنٹ اور جواب کیا دے سکتی تھی۔ اس وقت زبردست کے سو بسوے کی مثل روسیہ پر صادق آرہی تھی کسی نے اس کے انکار پر ہُوں تک نہیں کی اور سب منہ میں گھنگنیاں لیکے خاموش ہو گئے۔ جب کبھی جنگ ہوئی ہے ظالم روسیوں نے ایسے ناانسانیت کے افعال کئے ہیں۔ جنگ کریمیا میں بھی اس نے کوئی کسر نہیں رکھی تھی۔ صلح کے جھنڈے برداروں کو گولی مار دینا اور مجروحین کو موقع پاکے میدان جنگ میں قتل کر ڈالنا یہ روسی فوج کا روزمرہ تھا۔ مگر جنگ کریمیا کے مظالم کی ۱۸۷۷ء کے مظالم کے آگے کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ دنیا کے تمام ظالم شاہوں کے کارنامے ایک طرف اور روسیوں کے مظالم ایک طرف۔

ترکوں پر بھی مظالم کے الزام لگائے گئے ہیں مگر شہادتوں میں بہت بڑا اختلاف ہے تو بھی ہم کل بیانات درج کردیتے ہیں تاکہ دونوں جنگجو قوموں کے مظالم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہو جائے۔ ترکی مظالم کے

چارلس ہشتم حکمراں فرانس کو بھیجا کہ ترکی شہزادہ کو میرے حوالہ کردو فرانس نے بڑی قیل وقال کے بعد اس بات کا فیصلہ کردیا کہ ترکی شہزادہ پوپ کے حوالہ کردیا جائے۔

۱۴۸۹ء میں بدقسمت شہزادہ روستہ الکبریٰ پہنچا جہاں معصوم پوپ نے بطور شہنشاہ کے اس کا استقبال کیا۔ خاص محل میں اُسے رہنے کو جگہ دی گئی اور یہاں وہ تین سال تک مقید رہا۔ شہزادہ کی شومی طالع سے پوپ معصوم ہشتم کا انتقال ہو گیا گورنمنٹ روستہ الکبریٰ نے فوراً اس کو اپنی حفاظت میں لیلیا کہ جب تک دوسرے پوپ کا انتخاب نہ ہو وہ فوج کی نگرانی میں رہے۔ جدید پوپ کا انتخاب ہوا یہ پوپ الکزینڈر ششم او ڈیری گو بورجیا بڑا بدمعاش اور حرامزادہ تھا۔ اس کی بدمعاشیاں مشہور زمانہ ہیں سفاکی میں بھی اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ بڑا ہی دغاباز اور فریبی تھا۔ اس نے شہزادہ کو اپنے قبضہ میں کر کے بایزید کے پاس ایک ایلچی بھیجا کہ اگر آپ چالیس ہزار اشرفیاں دیں تو شہزادہ کو آپ کے حوالہ کردیا جاتا ہے۔ پوپ اور سلطان میں عہد وپیمان ہو رہے تھے کہ یکایک شاہ چارلس ہشتم والئے فرانس چونکہ پوپ نے ناحق شہزادہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کردیا فوراً فوجیں جمع کرکے صرف شہزادہ نے

بیان کرنے سے پہلے یہ ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ اگر ترکوں نے کچھ کیا بھی تو روسیوں کے بعد اور جو کچھ کیا محض انتقام لینے کی غرض سے کیوں کر خیال آسکتا ہے کہ ایک غیور سپاہی اپنے بچوں اور عورتوں کو دشمن کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہوا دیکھے اور اسے اشتعال نہ پیدا ہو ترکوں نے اگر ظلم بھی کیا اور وحشت سے بھی کام لیا تو وہ اشتعال پا کے اس لئے معذور ہیں اور اُن پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔

نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھیں   سدا معذور ہے مضطر نکل آیا نکل آیا

دوسری بات یہ دیکھنے کی ہے کہ ترکی شایستہ فوج نے یہ ظلم نہیں کیا کوئی خفیف سے خفیف اور کمزور سے کمزور شہادت بھی ایسی نہیں ملتی کہ ترکی شایستہ فوج نے یہ ظلم کئے ہوں جہاں باشی بزوقوں نے عیسائیوں پر کچھ زیادتی کی اور اس عرصہ میں ترکی فوج پہنچ گئی اُس نے فوراً انتظام کر دیا اور ترکی شایستہ فوج کی آنکھوں کے آگے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک بچے یا عورت یا مرد پر کسی نے انگلی بھی اُٹھائی ہو۔ باشی بزوقوں نے جو ایک خونخوار اور ناشایستہ قوم ہے جو کچھ زیادتیاں کیں اُن کا الزام ترکوں پر نہیں آسکتا کیوں کہ نہ ترکوں کی مرضی سے ایسا ہوا اور نہ ترکی شایستہ فوج کے آگے ایسی بدمعاشیاں کی گئیں۔

حاصل کرنے کے لئے اطالیہ پر حملہ آور ہوا۔ پوپ چکرایا کہ شہزادہ کے لئے خونریزی کرنی پڑے گی فوراً شرطیں کر کے شہزادہ کو پھر فرانس ہی کے حوالہ کر دیا۔ لیکن پوپ اس تاک میں لگا رہا کہ شہزادہ کو فرانس کے قبضہ میں نہ رہنے دوں کمبخت دغاباز اور سنگدل پوپ نے چند جاسوس بھیج کے بیگناہ شہزادہ کو زہر دلوا کے مروا ڈالا۔ ٹوکو نہ موکو لے چولہے میں جھوکو کی مثل پوپ پر صادق آتی ہے۔

۳۶ برس کی عمر تھی جب شہزادہ کو پوپ نے زہر دے کے مارا ہے بیچارہ اس عمر میں پورے تیرہ سال قید میں رہا۔ جب سلطان ترکی نے اپنے بھائی کی وفات کی خبر سُنی جنازہ کو ترکی میں منگوالیا اور شاہانہ عزت اور احترام سے بروصہ میں دفن کر دیا۔

بایزید ثانی چونکہ وینس سے ناراض تھا فوراً بڑی تیاری کے بعد حملہ آور ہوا۔ اس حملہ سے ترکی کی بحری قوت کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ ترکی امیر بحر نے مسیحی دنیا میں ایک زلزلہ ڈال دیا تھا اور یہ وہ امیر البحر ہے جس پر ترکی ہمیشہ ناز کرے گی۔ پہلا ترکی بیڑا اسپین بھیجا گیا جہاں اس کو پورے طور پر کامیابی ہوئی۔ پھر ترکی بیڑے نے وینس کے مقابلہ میں بہت بڑی ناموری حاصل کی۔ عیسائیوں کو بڑی بھاری شکست

باغی بزدلوں نے بھی اس وقت تلوار اٹھائی جب ان کی آنکھوں کے آگے ان کے بچوں اور مستورات پر بیدردی سے حملے کئے گئے اور انہیں قتل کیا گیا۔ ایسی حالت میں ایک کمزور سا کمزور اور نامرد سا نامرد شخص بھی جذبہ میں آجاتا ہے اور اسے کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ بہرحال انگریزی نامہ نگاروں یا حکاموں کے بیان کردہ توضیحات کو درج کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے کیا کیا اور روسی ان سے پہلے کیا کر چکے تھے۔ ہم انگریزی اخباروں اور اعلیٰ حکام کے بیان میں ذرا بھی کاٹ چھانٹ نہیں کرنے کے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس کا بلفظہ ترجمہ کردیں گے اور پھر اخیر میں اپنی رائے کا اظہار کریں گے چنانچہ ترکی مظالم کی نسبت جو بیانات سرکاری انگریزی کتاب یعنی بلیو بک میں ہوئے ہیں یہ ہیں۔

مسلمانوں کی طرف سے بھی زیادتی ہوئی لیکن آغاز روسیوں اور بلغاریوں ہی کی جانب سے ہوا تھا مگر ترکی شائستہ فوج اب بھی ان الزاموں سے بری تھی اور اس نے خفیف ظلم بھی نہیں کئے تھے اس کی شہادت جنرل زمرمین جیسا اعلیٰ افسر دیتا ہے ۱۵ر جولائی جنرل زمرمین نے بحری کمان افسر ڈرمین سے جو انگریزی جہاز ریڈ کی کمان کر رہے تھے یہ کہا "اگر انصاف سے پوچھئے تو ذاتی طور پر ترکوں نے

دے کے جزیرہ اسپینزا پر قبضہ کرکے شہر لیپانٹو کو فتح کرلیا۔

جوں جوں بایزید کا زمانہ سلطنت منقضی ہوتا گیا سلطنت کے امن اور آسایش میں خانگی جھگڑوں اور ملکی لڑائیوں سے خلل پڑتا گیا۔ بایزید نے اپنے دو بیٹوں احمد اور سلیم کو صوبوں کا گورنر بنا دیا۔ چونکہ بایزید کی صحت بہت خراب ہوگئی تھی اور ادھر نظام سلطنت میں ابتری پیدا ہوگئی تھی اس لئے دونوں بیٹوں میں تخت کو حاصل کرنے کے لئے جھگڑا ہونے لگا ہر بیٹے نے چاہا کہ میں ہی سلطان بنجاؤں۔ سلیم اگرچہ چھوٹا تھا لیکن بڑا ہوشیار اور بہت قابل تھا اس نے تخت حاصل کرنے کے ذرایع بھی اعلیٰ درجہ کے حاصل کرلئے فوج سلیم پر جان دیتی تھی اور اسے دل سے عزیز جانتی تھی وہ بہت سی فوج جمع کرکے ایڈریانوپل بڑھا۔ تاکہ وہاں سے زبردستی قسطنطنیہ میں گھس کے پائے تخت پر قبضہ کرلے۔ بایزید اس وقت جانکندنی کی حالت میں تھا تو بھی اس نے اپنے بڑے بیٹے احمد کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ سلطانی اور سلیمی فوجوں میں جنگ ہونے کو تھی کہ روسیلیا کے ایک شخص بیلر بے ناجی نے بیچ میں پڑکے باپ بیٹے کا فیصلہ کرادیا ورنہ بڑی خونریز جنگ مسلمانوں میں ہوتی جب بایزید نے اپنے بیٹے سلیم سے یہ وعدہ کیا کہ میں احمد کو اپنا جانشین نہیں کرتا تو اس نے اپنی فوجیں پیچھے ہٹالیں

عیسائیوں پر کبھی قتل و غارت نہیں کیا مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہے اور میں اس سے خوب واقف ہوں۔ اس سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ کوہ قافی اور بلغاریہ والے ترکی عورتوں اور بچوں کو برابر قتل کئے جاتے تھے اور ان ناخدا ترسوں نے نہ کبھی بوڑھی عورتوں پر رحم کھایا اور نہ معصوم بچوں پر۔ جب پانی سر سے گزر گیا اور باشی بزوقوں نے اپنی آنکھ سے بلغاریوں اور روسیوں کے یہ ظالمانہ افعال دیکھے تو اختتام جولائی پر انہیں بھی انتقام کا جوش پیدا ہوا ڈیلی نیوز کا ایک نامہ نگار جو سلیمان پاشا کی فوج کے ساتھ تھا۔ ۲۹ر جولائی کو حسب ذیل لکھتا ہے۔ سوختہ گاؤں جن میں سے اب بھی دھواں اُٹھ رہا تھا عیسائیوں کے تھے جن کو ہم سامنے سے دیکھ رہے تھے اور کل عیسائی مرد و زن یہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ جب میں قصبۂ کرابولوز میں پہنچا تو میں نے ترکی سپاہی کے ہاتھ میں بلغاری کا سر دیکھا اس ترکی سپاہی نے یہ بیان کیا کہ اس شخص نے بلا وجہ مجھ پر گولی چلائی تھی اس گولی نے خطا کی اور میں نے اس کی خبر لیلی۔ یہ سر ایک کھائی میں ڈالدیا گیا اور وہ کئی روز تک وہیں پڑا رہا اخیر چند رحمدل آدمیوں نے اس پر مٹی ڈالدی۔ ترکوں پر سب سے شدید الزام یہ لگائے

کچھ عرصہ کے بعد پھر سلیم ایڈریانوپل میں چلا آیا اور اپنے باپ کی حفاظت کے نام سے یہاں کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیلی۔ جب بایزید کو سلیم کی یہ زیادتی معلوم ہوئی تو مجبوراً اس نے اپنے لشکر کو باغی بیٹے کی گوشمالی کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سلیم بھی اپنی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ میں آیا لیکن سلطانی افواج نے اس کی تمام فوجوں کو پارہ پارہ کر دیا اور سخت قتل عام کیا ناچار سلیم بڑی ترکیب سے جان بچا کے بھاگا۔ سلیم بچ کے کریمیا پہنچا یہاں اُس کا خسر حکمراں تھا نورہ ہوا دوسری فوج کی ترتیب دی اور پھر تخت حاصل کرنے کے عزم بالجزم کے ساتھ آگے بڑھا۔

اگرچہ سلیم سے بایزید نے تخت دینے کا وعدہ کر لیا تھا لیکن اس کی بغاوت اور جنگ سے ناخوش ہو کے اب اس نے یہ قصد کر لیا کہ احمد کو مستقل سلطان بنا دوں دقت ساری یہ تھی کہ فوج کو احمد سے کچھ محبت نہ تھی جب اس نے سلطان کا یہ منشا دیکھا خود پائے تخت میں غدر کر دیا کل جان نثاری بگڑ گئے اور ایک عام بغاوت کی آگ لگ گئی۔

جب سلیم کو یہ معلوم ہوا کہ باپ کے جانشین ہونے کے لئے مجھے چاہا گیا ہو فوراً بیس یا تیس ہزار فوج کے

گئے ہیں کہ زخمیوں کو میدان جنگ میں قتل کر ڈالتے تھے اور پھر لوٹ لیتے تھے لیکن یہ ساری بے بنیاد باتیں ہیں اور ایسی باتیں نہیں ہیں جن کا مقابلہ روسی اور بلغاری مظالم سے کیا جائے۔

مقام گورنا کے قتل عام پر انگریزی نامہ نگاروں نے بڑا غل مچایا ہی کہ پندرہ سو سرکیشیوں نے کل عیسائی آبادی کو قتل کر ڈالا تھا مگر اس کی اصلی حقیقت یہ ہی کہ پندرہ سو سرکیشیا والوں کی بے قاعدہ فوج گورنا میں پہنچی اور اس نے صرف ایک لاکھ پیاسٹر جو سو پونڈ کے برابر ہوتے ہیں بطور محصول جنگ کے عیسائیوں سے طلب کئے انہوں نے انکار کیا اور جنگ کرنے کے لئے تیار ہوئے جو شخص ان کے پاس پیغام لیکے گیا تھا اُسے قتل کر ڈالا۔ غرض باقاعدہ لڑائی شروع ہوئی۔ لیکن سرکیشیا والوں سے بر سر نہ آسکے۔ سو عیسائیوں کے قتل ہوتے ہی شہر پر سرکیشیوں کا قبضہ ہو گیا۔ پانسو عیسائی بالچک بھاگ گئے یہاں آسٹریا کے ایک جہاز نے انہیں پناہ دی اور ورنا پہنچا دیا یہاں اس وقت پچاس ہزار پناہ گزیں جمع ہوئے تھے۔ سوائے اس کے اور کوئی خبر نہیں آئی کہ سرکیشیا والوں نے شہر کو لوٹ لیا یہ کسی نامہ نگار نے نہیں بیان کیا کہ سرکیشین نے عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کیا۔ عیسائیوں کے حامی

ساتھ کریمیا سے روانہ ہوا اور جب وہ پائے تخت کے قریب پہنچا تو شاہانہ جلوس سے امرا اور وزرا اس کے استقبال کے لئے آئے بعد ازاں بایزید ثانی یعنی سلیم کے باپ کا یہ اعلان شائع ہوا "میں نے اپنے بیٹے سلیم کو اپنا جانشین مقرر کیا" اس اعلان کو دیکھ کے فوج اور اہل شہر نے خوشی کے نعرے مارے۔ سلیم نے محل میں آکے اپنے پدر بزرگوار کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور پسرانہ ادب اور تعظیم سے پیش آیا۔

سلطان بایزید نے تخت سے استعفا داخل کر دیا اور چاہا کہ اپنے وطن مالوفہ میں جا کے اپنی زندگی کے باقی ماندہ روز گزاروں لیکن افسوس وہ وطن نہ پہنچ سکا اور عام افواہ یہ ہی کہ سلیم نے اپنے باپ کو زہر دیدیا۔ کوئی تصدیق سلیم کے زہر دینے کی نہیں ہی اور نہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیم نے زہر دیا ہو اس لئے کہ رعایا اور فوج نے سلیم کو سلطان تسلیم کیا سلیم اپنی قوت سے سلطان بنا باپ نے اپنا دستخطی اعلان سلیم کی تخت نشینی کا شائع کر دیا پھر کونسی بات ایسی تھی کہ سلیم اپنے بوڑھے مریض باپ کو زہر دیتا۔ مشرقی ممالک میں کسی بوڑھے سے بوڑھے اور مریض سے مریض

ہر جگہ موجود تھے اور کل سلطنتیں عیسائیوں کو اپنے ہاں پناہ دے رہی تھیں مگر مسلمانوں کا اللہ بیلی تھا سوائے خدا کے انہیں اور کہیں پناہ نہ تھی۔ غیر سلطنت کی سرزمین تو ایک طرف رہی خود اُن ہی کے مقبوضہ ملک میں عیسائی رعایا کی وجہ سے ذرہ ذرہ اُن کا دشمن ہو گیا تھا اور جہاں سالہا سال سے وہ حکومت کر رہے تھے ان کی محسن کش رعایا موقع پا کر ان کے بال بچوں کو قتل کر ڈالتی تھی یا اُن کا گھر جس کا ذکر اوپر آچکا ہے قتل و غارت سے نہیں بچا تھا بغیر کسی عینی شہادت اور بلا وجوہات کے صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے بلغاریا والوں کو باشی بزوقوں نے قتل کر ڈالا تھا لیکن اسباب قتل نامہ نگاروں نے کچھ بھی بیان نہیں کئے۔ چند روز کے بعد لنڈن ٹمس کے نامہ نگار نے دس لاشیں گڑھے سے کھدی ہوئی دیکھیں جن میں دو عورتیں بھی تھیں۔ نامہ نگار صاحب نے لاشیں تو دیکھ لیں لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ یہ عورتیں کیوں کر مریں کس نے ان عورتوں کو مارا اور ان کے قتل کے اسباب کیا تھے یہاں بالکل خاموشی ہے اور عجیب گومگو کا معاملہ ہے۔ آگے چلکے نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے زیادہ مقتول عیسائیوں کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا لیکن میں اپنے خیال سے

رئیس کی موت طبعی نہیں ہوا کرتی جو رئیس یا راجہ یا نواب یا بادشاہ مرتا ہے یہی اُڑا دیا جاتا ہے کہ کسی نے زہر دیدیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا سے چونکہ سازش کا سلسلہ چلا آتا ہے اس لئے عام طور پر یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی رئیس اپنی موت سے نہیں مرتا۔ بایزید ثانی کو زہر دینے کی نسبت محض افواہ اُڑی تھی مگر اس کی تصدیق نہیں ہوئی اور نہ کسی معتبر تاریخ میں اس کا مذکور ہے۔ بایزید مدت سے مریض چلا آتا تھا اس میں اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت سلب ہو گئی تھی اور پیغام موت آنے تک اس کی طبیعت مطلق نہ سنبھلی تھی۔ اس میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ سفر کر سکتا۔ اخیر موت کا پیغام آگیا باسٹھ برس کی عمر میں تیس سال سلطنت کرنے کے بعد ۱۵۱۲ء میں عالم جاودانی کو سدھارا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی آغاز سلطنت اور اخیر سلطنت میں فوجوں کی بغاوتیں اور عام مفسدے اکثر ہوتے رہے ہیں مگر ترکی تاریخیں اُس کی مدح میں بھری پڑی ہیں کہ اُس سے زیادہ علوم اور صنعت کا سرپرست اور سلطان کم ہوا ہے۔ متعدد مساجد اس کی بنائی ہوئی ہیں اور وہ عالیشان مسجدیں ہیں۔ قسطنطنیہ کی فصیلوں کو اس نے از سر نو تعمیر کرایا تھا جو زلزلہ سے

کہتا ہوں کہ اور بھی صدہا مارے گئے ہوں گے۔ اس اہم اور سنگین معاملہ میں اس خیال کے قربان اور اس نامہ نگاری کی صداقت پر صدقہ کہ میں خیال کرتا ہوں صدہا عیسائی مسلمانوں کی تلواروں کے شکار ہوئے۔ سے ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

مذکور نامہ نگار صاحب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ مقتولین میں میں نے مسلمان کی لاش نہیں دیکھی۔ ایک خطرناک منظر دکھائی دے رہا تھا اور باشی بزوقوں نے ایک ستم برپا کر رکھا تھا کہ اتنے میں سلیم پاشا کی ماتحتی میں ترکی باقاعدہ فوج وہاں آ کے پہنچی جس نے اس تمام بدعت کا فیصلہ کر دیا اور بلغاریوں کو ایک زبردست فوجی گارڈ کی حفاظت میں ایڈریانوپل پہنچا دیا۔ اب انصاف سے سمجھنے اور دیکھنے کی بات ہے کہ ان بے رحمیوں پر جو روسی شائستہ فوج کے ساتھ ملکے بلغاریوں نے اُن کی عورتوں اور بچوں پر کی تھیں ترکی شائستہ فوج کے ایک سپاہی نے بھی اُف تک نہیں کی اور اخیر تک اپنا برتاؤ رحیمانہ رکھا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو بھی ایذا نہیں پہنچائی۔ لندن کے کل اخباروں کے نامہ نگار اس امر میں متفق اللفظ ہیں کہ ترکی شائستہ فوج نے تو کبھی کوئی ناواجب فعل نہیں کیا لیکن ہاں

گر پڑی تھیں جب تک سلطنت کامیابی سے کی اور ہمیشہ ہر بغاوت اور مفسدہ پر اسے فتحمندی ہوتی رہی۔

دسواں باب

سلیم اول۔ ترکی کا نواں سلطان

سلیم اول۔ اُس کا طرز و انداز۔ لشکر کی بغاوت۔ بلندی
ایشیا میں فتوحات۔ مملوکیوں سے جنگ۔ مملوکیوں کی شکست
شام اور مصر کی فتح۔ مظالم۔ موت۔

اپنی طرز جہانداری کے افعال سے سلیم نے اس بات کا ثبوت دیدیا کہ وہ نہایت ہی خطرناک سلطان ہے سب سے پہلے اُس نے اپنے دو بھائیوں کو سزائے موت دی کیوں کہ اُنہوں نے اُس سے جنگ کی تھی اور خود تخت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بڑا بھائی احمد تو جنگ کرنا ہی نہیں چاہتا تھا

باشی بزوق - سرکیشی اور باقاعدہ ترکی فوج نے جدھر سے اُس کا گزر ہوا لوٹا بھی مارا بھی اور جلا بھی دیا۔ تو بھی ایک نامہ نگار ایسی شہادت نہ دیکا کہ میں نے فلاں مسیحی عورت کے جانکندنی کے وقت اظہار لئے جبکہ اس کا مجروح شیر خوار بچّہ اس کے پہلو میں تڑپ رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی کہ فلاں باشی بزوق نے مجھپر یہ ظلم کیا ہی۔ ایسی شہادت ایک بھی نہیں ہے۔ جو کچھ بیان ہوا ہی محض وہ واقعات بیان ہوئے ہیں جو جنگ میں ہمیشہ پیش آتے ہیں اور جن سے چارہ نہیں ہی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں اس بات کی ہم شہادت دیتے ہیں اور اپنے یقین۔ ایمان اور مشاہدہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ جب انگریزوں نے دہلی فتح کی ہی تو عورت اور بچّہ پر کبھی ہاتھ نہیں ڈالا اور وثوق سے اس بات کے بیان کرنے کا ہمیں حق حاصل ہی کہ کسی انگریزی سپاہی کی بندوق یا تلوار سے نہ کوئی عورت مجروح ہوئی اور نہ کوئی کم سن بچہ تو بھی جنگ کی تباہی اور بربادی سب پر آرہی تھی ادہر سے اُدہر بھاگے بھاگے پھرتے تھے۔ ہزاروں عورتیں اور بچّے بھوک پیاس مرض اور پریشانی سے راہ ہی میں تڑپ تڑپ کے مر گئے۔ وہ مستورات جنکا آنچل آفتاب کی نظر بھی مشکل سے پڑا ہو گا چٹیل میدانوں

نہ اُس نے اپنے حقوق سلطنت طلب کئے پھر بھی اُس کی جان نہ بچ سکی اور اس نے اپنے حقوق سلطنت کے ساتھ اپنی زندگی بھی بھائی سلیم کے ہاتھ فروخت کر ڈالی۔ دوسرے بھائی نے بہتیرا اپنے کو چھپایا لیکن ایک سرائے میں سے وہ گرفتار ہو کے قتل کر ڈالا گیا۔ احمد کے ساتھ ابتدا میں پندرہ سو ساتھی تھے لیکن اُن کی جمعیت پریشان ہو گئی اور میدان کارزار میں احمد کی گردن اُڑادی گئی اس کے دو چھوٹے بیٹے بچکے نکل گئے ایک ایران چلا گیا اور ایک نے مصر میں جاکے پناہ لی۔ اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کے بعد سلیم نے اپنے پانچ بھتیجوں کو بھی سزائے موت دی۔ جب میدان صاف ہو گیا تو سلیم نے جنگ ایران کی جہاں اُس کا بھتیجہ مراد خاں پناہ گزین ہوا تھا تیاری کی۔ آج کل یہاں شاہ اسمٰعیل حکومت کرتا تھا۔

فوج کثیر کے ساتھ دریائے فرات کے سواحل پر بڑھا لیکن یہاں کے باشندے ملک کو ویران کر کے پہلے ہی سے کافور ہو گئے تھے اس لئے ترکی فوج کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا جہاں ترکی فوجیں اُترہیں ملک کو ویران پایا اور جتنے کوئیں ملے سب کے پانی میں زہر ملا ہوا پایا۔ اس پریشانی اور مصائب فوج میں بغاوت

اور لوٹی ہوئی قبروں میں نظر آرہی تھیں وہ ہیئتیں جو سرِ شام دیلینز کے باہر وہم کے مارے قدم نہ رکھتی تھیں مُردوں کی قبروں پر اُن کی حالت زبونی دیکھی گئی - صد ہا معصوم بچے اپنی ماؤں سے بچھڑ گئے اور صد ہانے ماؤں کی گودی میں جان دیدی - یہ ہیں نتائج جنگ جو سب پر پیش آتے ہیں اور ان سے نہ اُس سپاہی کو مفر جو میدان جنگ میں لڑ رہا ہی اور نہ اُس پردہ نشین خاتون کو چارہ ہی جو بالکل بیگناہ ہی اور گھر میں چھپی بیٹھی ہی - رہا یہ کہ غنیم کے بزدل سپاہی چھوٹے چھوٹے بچوں کو انتقام کی غرض سے قتل کر ڈالیں اور اُن کی بیگناہی اور بے بسی پر ترس نہ آئے قابل اعتراض بن سکتا ہے -

جہاں تک خیال کیا جاتا ہی لندن ٹیمس کے نامہ نگاروں کی بہت سی باتیں ایجاد کردہ ہی ہیں - اس لئے کہ ایک کا بیان دوسرے کے بالکل متضاد آکے واقع ہوا ہی لندن ٹیمس اگرچہ لندن کا سب سے معزز پرچہ ہی اور عام طور پر یہ بھی مشہور ہی کہ وہ نیم سرکاری اخبار ہی مگر اُس عظمت اور وقعت پر وہ بڑی سی بڑی باتوں میں بھی روسیوں ہی کی تائید کرتا تھا اور ہمیشہ اُن کی

پیدا ہو گئی کیوں کہ پائے تخت ایران تک پہنچنے سے مایوسی ہو گئی تھی - ایک سپاہ سالار اپنی فوج کے ساتھ بگڑ گیا اور اس نے سلیم سے صاف کہدیا کہ ہم ہرگز آگے نہیں بڑھنے کے اور اگر تو زور ڈالیگا تو ہم یہیں تجھسے جنگ کرنے کو آمادہ ہیں - سلیم نے اس سپاہ سالار کی فوراً گردن ماردی اور گھوڑے کی باگیں اُٹھائے ہوئے سیدھا تبریز پر پہنچا - یہ شہر اس زمانہ میں ایران کا پائے تخت تھا - یہاں تک پہنچتے پہنچتے پھر ایک ناراضی پیدا ہو گئی لیکن سلیم کا اثر فوج پر کچھ ایسا تھا کہ اس نے کسی افسر یا پلٹن کی ناراضی کی پرواہ نہ کی اور آگے بڑھتا چلا گیا - جب تبریز کے قریب پہنچ گیا تو ایرانی فوج نمودار ہوئی اور ایک خونریز میدان ہوا - اس قدر قتل اور خونریزی ہوئی کہ بیان نہیں ہو سکتا - نتیجہ جنگ سلیم کے حق میں ہوا - ترکوں کو فتح تو القطاعی ہوئی لیکن یہ فتح خریدی گئی بڑی بھاری قیمت پر - جیسی فتح القطاعی ہوئی اسی طرح خونریزی نے بھی طول مارڈیا - ایرانی بھی خوب جانبازی سے لڑے اور انھوں نے اپنی شجاعت کی بانگی پوری پوری دکھا دی علاوہ رفد تلوار کی لڑائی ہوتی رہی اسی سے اندازہ ہو سکتا ہی کہ کس قدر کشتوں کے پشتے ہو نگے -

موافقت میں مضامین لکھے نامہ نگار بھی اپنے ایڈیٹر کے مذاق کا ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے اور جہاں تک ان سے ممکن ہوسکتا تھا اپنے ایڈیٹر کے مذاق کے بموجب لکھتے تھے مگر بعض نامہ نگار اول درجہ کے ایماندار تھے انہوں نے اپنے ایڈیٹر کے مذاق کا کبھی خیال نہیں کیا اور جو کچھ لکھا محض ایمانداری سے لکھا۔ مثلاً مقام یانی زگرا کی بابت جب لندن ٹیمس میں چھپا ہی کہ ہزارہا عیسائی لاشوں کو دیکھا گیا جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے اور نامہ نگار مذکور نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا تھا تو عام طور پر خیال کر لیا گیا تھا کہ یہ بالکل صحیح ہی اور اس میں کسی طرح کا بھی شبہہ نہیں ہے مگر جب اسی واجب التوقیر اخبار کا بحری نامہ نگار ۷ ار جولائی کو یانی زگرا پہنچا تو اس نے لندن ٹیمس کو لکھ بھیجا کہ میں نے یہاں قتل و غارت کا خفیف سا نشان بھی نہیں دیکھا ہر چند میں نے اس بات کی تلاش کی کہ کوئی برہنہ یا بے گور و کفن لاش ایسی مل جائے جس کی میں تجہیز و تکفین کر دوں لیکن کوئی نظر نہیں آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی طرح کا بھی قتل یہاں نہیں ہوا بلکہ مجھے یقین دے کے عیسائیوں نے بیان کیا کہ یہاں تو خون کی ایک بوند بھی

۱۲ فاتح سلطان اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ تبریز میں بڑھا۔ شاہ صفوی کے محل میں فروکش ہوا اس نے ارادہ کیا کہ موسم سرما یہاں گزار کے موسم بہار میں آگے فوجکشی کروں لیکن فوجوں میں پھر ناراضی پیدا ہوگئی کل جاں نثاری بگڑ گئے ناچار سلیم اپنے کل لشکر کے ساتھ اپنے وطن واپس پھر گیا شاہ صفوی نے صلح کی شرطیں کرنے کے لئے کئی ایلچی بھیجے لیکن ہر شرط نامنظور کی گئی سلیم کی سلطنت میں ایران اور ترکی سے برابر جنگ ہوتی رہی ترکی فوجیں ہر جنگ میں فتحمند رہیں اور ایرانی افواج نے ہر موقع پر سخت ہزیمتیں اٹھائیں مگر سلطان سلیم کے ہاتھ ایران کی ایک انچ زمین نہیں لگی۔ مثل تبریز کے فتح کیا اور چھوڑ کے چلے آئے۔

ایران میں فتح کے بعد ناکام ہو کے سلیم نے اپنے فتحمندانہ ہتیاروں کو مصر اور شام کی طرف اٹھایا شوریٰ وزرا سے یہ قرار پایا کہ احکام قرآنی کے بموجب سب سے پہلے مصر کو اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا گیا کہ کیا تو ہمارا باجگزار بننا قبول کر ورنہ ہم حملہ کریں گے۔ دربار مصر نے صاف جواب دیا کہ آپ بسم اللہ کیجے ہم اطاعت نہیں کریں گے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ یہ تحریر دیکھتے ہی سلیم ایک کثیر التعداد

نہیں گری۔ اب اس سفید جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہی کہ سابق الذکر نامہ نگار نے کیا صریح دہوکا لوگوں کو دیا ہی اور لاشوں کے کتنے ڈھیر بیان کیئے ہیں استغفر اللہ۔ بدبخت اردو اخباروں کے نامہ نگار یہ تو کبھی جرأت نہیں کرسکتے کہ فرضی طور پر کوئی واقعہ ایجاد کرکے لکھ ماریں ہاں اتنا ضرور کرتے ہیں کہ جو کچھہ ہوتا ہے پوری تحقیق اور در در دوسری سے نہیں لکھتے تو ایسی ایک غل مچ جاتا ہی اور انگریزی اخبارات نہایت حقارت سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ذلیل پرچوں میں جو کچھہ چھپتا ہی محض غلط ہی اور اُن کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں مگر اس کے خلاف انگریزی زبان ایسی مقدس زبان ہی کہ جو کچھہ اس میں لکھا جائے معاذ اللہ اس کو منزل من اللہ سمجھا جائے اور یہ ایسی جادو کی زبان ہی کہ جھوٹ اس میں آ ہی نہیں سکتا۔ اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد بھی ہماری ذاتی رائے یہ ہی کہ انگریزی اخباروں میں مشکل سے فیصدی پانچ واقعات صحیح درج ہوتے ہونگے اور اگر زیادہ تحقیق سے کام لیا جائے گا تو شاید اوسط اس قدر بھی نہ نکلے۔

ایک ترجمان کو ساتھ لیکر اس نے پناہ گزینوں کے ہر جھگڑے کا سامان بچشم خود دیکھا اور علیحدہ علیحدہ

فوج کے ساتھ دشوار گزار راستہ میں ہو کے مصر پر حملہ آور ہوا۔ یہاں مملوکوں کا بادشاہ غوری حکومت کرتا تھا اور خلیفہ مصر کے نام سے مشہور تھا۔ مملوکوں کا امیر ایک نہایت اعلی درجہ کی فوج لیکے مقابلہ کے لیئے روانہ ہوا۔ فوج کی عمدگی میں شک نہیں تہا لیکن سواروں کی تعداد بہت کم تہی شام کے میدانوں میں الیپو کے قریب آتش جنگ بھڑکی۔ ۲۴ اگست ۱۵۱۶ء میں ایک خونریز میدان ہوا ترکی توپوں نے مملوکوں کا ستراؤ کردیا ادہر ان میں باہم کشش پیدا ہوگئی اس صورت سے باسانی سلیم کو فتح ہوگئی۔

جب مصریوں کو ایسی فاش شکست ملی تو الیپو نے اپنے دروازے سلیم کے لئے کھولدیئے۔ سلیم معہ اپنی تمام فتحمندانہ فوج کے الیپو میں داخل ہوا۔ فوجوں کو حکم دیدیا تھا نہ کسی کو لوٹیں اور نہ کسی کو ستائیں شہر میں ایک گھر بھی نہیں لوٹا گیا اور نہ کسی باشندے کو ستایا گیا۔ سلیم کے اس رحم اور انسانیت سے اور شہروں پر بھی بڑا اثر پڑا اور ایک عام میلان لوگوں کا ترکوں کی طرف ہونے لگا۔

دوسری جنگ مقام غزا میں ہوئی وہاں بھی اسے پھر بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اخیر بیت المقدس نے

ہر شخص سے اُن مظالم پر جو اُن پر کئے گئے تھے جرح کے سوال کئے - کوئی مرد - عورت یا بچہ کو کسی قسم کا
صدمہ نہیں معلوم ہوتا تھا صرف ایک شخص نے بیان کیا کہ میرا ایک رشتہ دار کھو گیا - ایک دس برس کے
بچہ نے اس سے کہا کہ چند آدمی ایسے مقام پر پڑے ہیں جس کا پتہ نہیں بتا سکتا ہوں - نامہ نگار ڈیڑھ
گھنٹے کی راہ پر اس کے ساتھ گیا مگر چونکہ چودھویں جولائی کو یہاں باشی بزوقوں اور روسیوں میں جنگ
ہوئی تھی اس لئے اس بچہ کی شہادت مردہ اجسام کے لئے کوئی قیمت نہیں رکھتی تھی - لنڈن ٹیمس کا مخبر بھی
نامہ نگار چند روز پہلے اس شہر کو دیکھ چکا تھا اور ایسے بہت سے مردہ اجسام ملے تھے جن میں عورتیں بھی
شامل تھیں لیکن یانی زگرا میں جو خونریزی ہوئی اس میں بالکل بلغاریوں کی شرارت تھی - ترکوں کے مظالم
کی نسبت جتنی خبریں آئیں وہ سب ایجاد کی گئی تھیں - ان کی اصل مطلق کچھ نہ تھی محض اس لئے ان بے بنیاد
خبروں کو تراشا تھا کہ ترکوں کے دشمنوں میں جوش پیدا ہو - اگرچہ ہر جنگ میں اس قسم کی جھوٹی خبریں
بنائی جاتی ہیں لیکن ترکی روسی جنگ میں یہ ایجاد حد سے تجاوز کر گئی تھی - ترکوں نے جہاں تک تحقیق ہوا
موجودہ تمدن اور انسانیت کا ہر موقعہ پر لحاظ کیا اگرچہ بعض اوقات اُن کی بے قاعدہ فوج نے مثل

اپنے دروازے سلیم کے لئے کھولدئے - یہاں بھی سلیم نے کسی کو نہیں ستایا اور اپنی فوج کے ساتھ ایک بڑے
صحرا کو طے کر کے مصر کے پائے تخت القاہرہ پر آدھمکا - بوڑھے خلیفہ مصر کا اسی اثناء میں انتقال ہو چکا تھا
اور اس کی جگہ طومان بے نامی شخص خلیفہ مصر بن چکا تھا - طومان بے القاہرہ سے کچھ فاصلہ پر سلیم کی
فوجوں کا منتظر کھڑا تھا - اخیر ترکی ہلال اڑتا ہوا نظر پڑا اور ترکی سواروں کے بھالے آفتاب کی کرنوں
سے جھم جھم کرتے نظر آئے - رومی توپوں کی گڑگڑاہٹ مسموع ہونے لگی اور ترکی گھوڑوں کی ٹاپوں کی
آوازوں نے صحرا میں شور قیامت برپا کر دیا - مملوکی اپنے پائے تخت بچانے کے جوش اور اپنے وطن پر
جان نثار کرنے کے عزم میں نہایت سرخوشانہ حالت میں دو دو ہاتھ کرنے کے لئے آگے بڑھے - ۲۲ جنوری
۱۵۱۷ء ایک بھاری میدان ترکوں اور مملوکیوں میں ہوا - مملوکی بہتیرا جان توڑ کے لڑے لیکن ترکوں کے
آگے کچھ پیش نہ چلی - اگر دو مصری سردار اپنے سردار کو دھوکا نہ دیتے تو ترکی لشکر کو سخت چشم زخم اٹھانی
پڑتی طومان بے نے یہ تجویز کی تھی کہ عقب سے حملہ کر کے اس وقت کہ جب وہ بڑھے چلے آتے ہوں ترکوں کو
پریشان کر دوں فی الحقیقت یہ بہت اچھی تجویز تھی اگر ترکوں پر اس صورت سے حملہ ہوتا تو بے شک

کرزن گزٹ

عیسائیوں کے بے اعتدالگی ضرور کی۔ ٹیمس کے جنگی نامہ نگار نے ۱۹ویں جولائی کو مقام کزان لک سے چند ناگوار واقعات کا ذکر کیا ہے جو اس نے ورستپکا میں ۱۸ویں تاریخ کے جنگ کے بعد دیکھے۔ وہ لکھتا ہے کچھ قدم آگے بڑھ کے میں نے روسی افسروں اور سپاہیوں کے دائرے میں بہت سے اجسام دیکھے جو ملاحظہ کے لئے جمع کئے گئے تھے۔ کل اجسام بے سر تھے۔ بعض کے بازو اور ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں۔ اور بعض مردہ اجسام کی اس صورت سے توہین کی گئی تھی کہ تمام دنیا کو ناگوار معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ خبر نہیں کہ آیا یہ شرمناک اور بے رحمانہ برتاؤ زندگی میں کیا گیا یا مرنے کے بعد۔ بعض کی نسبت کچھ ہو سکتا ہے کہ ان سے یہ بدسلوکی زندگی میں کی گئی اور بعض کی نسبت مطلق شبہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جسکی انگلی ایک ایک علیحدہ علیحدہ کاٹی گئی تھی اور اس کے تمام جسم پر چوکے لگے ہوئے تھے۔ دوسرا شخص اس کے پاس پڑا ہوا تھا جس کے بازو پر ریڈ کراس کی نشانی تھی۔ اسی طرح ایک شخص دست و پا بریدہ ان ہی مردوں میں دیکھا جس کے کئی زخموں پر پٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایک نہایت نوجوان جسیم اور قوی ہیکل شخص کو دیکھا جس کے دھڑ پر گردن نہ تھی نہ اس کے جسم پر کوئی زخم تھا جس سے

۶

نتیجہ جنگ بدل جاتا۔ مگر یہ بات نہ ہوئی کمبخت طومان بے اپنے دو سرداروں کے بہکانے میں آگیا۔ مملوکیوں نے عزم بالجزم کر لیا کہ ٹھنڈے بیٹھوں ہرگز پائے تخت پر قبضہ نہ دیں گے مملوکیوں نے کسی موقع پر ایسی بہادری نہیں دکھائی جیسی اس وقت اپنی اعلیٰ درجہ کی شجاعت کا اظہار کر دیا۔ مگر ترکوں کے توپخانہ کے آگے ان کی بہادری کچھ نہ چل سکی۔ اس خونریز اور انتظامی جنگ کے بعد سلیم ہی کو فتح ہوئی فتح کے بعد ایک فوج القاہرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی گئی۔ یہ مختصر سی فوج القاہرہ میں داخل ہوئی مملوکی خاص مقامات میں چھپے ہوئے تھے وہ یکایک ترکی فوج پر آ پڑے اور ایک ایک کر کے سب کو قتل کر ڈالا سلیم نے پھر ایک ڈیویژن فوج القاہرہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن اس فوج نے دیکھا کہ القاہرہ پر دشمن کی بڑی بھاری فوج موجود ہے اور ان کی آمد کا انتظار کر رہی ہے شاہراہوں میں دست بدست جنگ شروع ہوئی تین دن کامل مملوکیوں نے سلطانی فوج کے خلاف آتش جنگ برپا رکھی جب تلوار کی لڑائی کو یہ طول ہوا تو سلیم نے ناچار ہو کے حکم دیا کہ القاہرہ کو آگ لگا دو اب مجبوراً مملوکی پس پا ہوئے کیونکہ زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ شہر پر قابض

۱۳ اپریل ۱۹۰۱ء

معلوم ہو سکتا کہ یہ باقاعدہ جنگ میں مارا گیا۔

ٹیمس کا جنگی نامہ نگار لفٹننٹ کرنل بریکنبری تھا اُس نے دو فرانسیسی نامہ نگاروں اور ایک اسپنیش امریکن اخبار کے نامہ نگار کے ساتھ اس کاغذ پر دستخط کیے جس میں ان خطرناک مظالم کا حال لکھا ہوا تھا۔ یہ کاغذ کرنل ولسلی کی معرفت گورنمنٹ انگلستان کو بھیجا گیا تھا جو ۱۸۷۶ء میں لندن کے پارلیمنٹ کے آگے اور دستاویزات کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اس کاغذ کی تحریر سے معلوم ہوتا تھا کہ ترک اپنی وحشت میں آکے اپنے مخالف کے ساتھ کیسا بیرحمانہ برتاؤ کرتے ہیں اسی وجہ سے انگلستانی رعایا میں ترکوں کے خلاف سخت جوش پیدا ہو گیا۔ تعجب اس بات کا ہے کہ صرف تین نامہ نگاروں کے دستخطی تحریری بیان پر اس قدر اعتبار کر لیا گیا کہ وہ کاغذ سرکاری طور سے پارلیمنٹ میں بھی پیش ہوا اور انگلستان کی عامۂ خلائق کو ترکوں پر غصہ بھی آیا مگر وہ حلفی بیانات جو انگریزی کونسلوں نے روسی مظالم کی بابت اپنی گورنمنٹ کو بھیجے تھے ان پر نہ زیادہ غصّہ کا اظہار کیا گیا اور نہ روسیوں کو ڈانٹا گیا۔ اس سے زیادہ اور بدقسمتی ایک قوم کی کیا ہو سکتی ہے کہ قدیم دوست بھی اُس سے آنکھیں بدل لیں۔ ترکی افسروں کی نمکحرامی

ہونے کے بعد سلیم نے سرکش سرداروں کے نام احکام بھیجے کہ میری اطاعت قبول کر لو اور ایک فرمان رعایائے قاہرہ کو بھیجا کہ اگر ہتیار ڈالدو گے تو تمہاری حفاظت کا میں ذمہ دار ہوں تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور تمہیں ہر طرح امان دی جائے گی۔ اکثر لوگوں نے ہتیار ڈالدیئے پھر وہ فوراً گرفتار کر لیے گئے اور اُن میں سے آٹھ سو نو سو مملوکی سرداروں کے سر اڑا دیئے گئے اور عام قتل عام کا حکم دیا کہتے ہیں چالیس پچاس ہزار باشندے قتل کر ڈالے گئے۔

جب طومان بے کو قاہرہ میں کامل شکست ہوئی اور قاہرہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو اس نے ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک دفعہ بھی فوج جمع کی لیکن کچھ کامیابی نہیں ہوئی آخر وہ گرفتار کر لیا گیا اور ۱۵۱۷ء میں سلیم کے حکم سے اس کی گردن ماردی گئی۔

اب ترکوں کا مصر پر کامل قبضہ ہو گیا تھا۔ قاہرہ کے فتح ہونے کے بعد اسکندریہ اور تمام بڑے بڑے شہروں نے سلطان کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ آخر سلطان نے قسطنطنیہ واپس ہونے سے پہلے مصر اور شام میں اپنی طرف سے دیکھ بھال کرنے کے لئے گورنر مقرر کر دیئے اور اپنے فتحمند لشکر کے ساتھ

باہمی نااتفاقی کی خدا کی طرف سے سزا دی گئی تھی کہ ان کے بے بس بال بچے سنگدل بلغاریوں اور روسیوں کے ہاتھ ذبح کئے جائیں اور تمام دنیا اسے اچھی نظروں سے دیکھے۔ خدا صرف مسلمانوں کا خدا نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کا خدا ہے۔ اس کے قوانین قدرت سب کے لئے مساوی ہیں جس قوم نے ان قوانین سے تجاوز کیا وہ اسی صورت سے برباد کر دی جاتی ہے۔ روسیوں نے دس لاکھ بے پناہ بچوں اور عورتوں کو ذبح کر ڈالا جلا دیا۔ مار ڈالا۔ قتل کر دیا۔ برباد کر دیا۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہ ہوا۔ کہ آخیر تمدن اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ کے بین الاقوامی معاہدوں کے خلاف کیوں ایسا کیا گیا مگر باشی بزوقوں کے چند گمنام بے اعتدالیوں سے شور محشر بپا ہو گیا غصّہ کی آگ بھڑکی اور مصیبت زدہ ترکوں کو سب خونی نگاہوں سے دیکھنے لگے اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں یہہ سب اپنے اعمال کی سزا ہے اس سے بھی زیادہ ترکوں کو اگر سزا دی جاتی تو ترکوں کے شایانِ حال تھی کیوں وہ باہم مخالف بنے کیوں انہوں نے اپنی گورنمنٹ سے نمکحرامی کی۔ کیوں نہیں انہوں نے قومی پاس و لحاظ رکھا اور کیوں چند پیسوں کے لئے دشمن سے مل گئے۔ حدود اللہ سے باہر کیوں قدم رکھا

بے انتہا مالِ غنیمت کے لئے اپنی عظیم سلطنت کے پایۂ تخت کی طرف روانہ ہوا۔ چند مہینے اس نے دمشق میں قیام کیا اور بعد ازاں الیپو میں۔ اور بماہ اگست ۱۵۱۸ء میں قسطنطنیہ پہنچا اب پایۂ تخت سے اپنی دو برس کی غیر حاضری میں اس نے تین قوموں یعنی عرب۔ شامی اور مصریوں کو فتح کر لیا تھا۔

ان طولانی جنگوں سے اس کا خزانہ بالکل خالی ہو گیا مگر اس نے اپنی سلطنت کے چند دولتمند اور اعلیٰ افسروں کا سر کاٹ کے اپنا خزانہ بھر لیا۔

سلیم کو وہ شکست یاد تھی جو اس کے دادا کو نائٹ آف رہوڈس سے ملی تھی۔ اس بنا پر اس نے مصمم ارادہ کیا کہ کثیر فوج کے ساتھ نائٹ کو نیچا دکھائے۔ بڑی دھوم دھام سے تیاریاں شروع ہوئے اور کثرت سے سامان باربرداری جمع کیا گیا۔ تھوڑے عرصہ میں بڑی جرار فوج تیار ہو گئی اور دشمن کے ملک پر حملہ کرنے کے لئے لیس ہو کر کیل کانٹے سے مستعد بن گئی۔ سلطان اپنے پایۂ تخت سے ایڈریانوپل روانہ ہوئے۔ رستہ میں ایک سخت مرض کا دورہ ہوا

اور شریعت غرّا کے فرمان کی کیوں نافرمانی کی ان کی بداعمالی نے یہ سزا دی ہے اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں۔ ان ہی معائب سے بڑی بڑی قدیم سلطنتیں برباد کی گئی ہیں اور اب ڈھونڈے سے بھی اُن کا کہیں کھوج نہیں ملتا۔ نہ اس میں روسیوں کا کچھ قصور ہے اور نہ یورپ کا۔ سارا قصور ترکوں کا ہے کہ کیوں انہوں نے روسیوں اور بلغاریوں کو ان کے وحشیانہ افعال کے کرنیکا موقعہ دیا روسیوں کی وحشت ابھی تک جوں کی توں باقی ہے۔ پیٹر اعظم کے وقت سے اس وقت تک وحشیانہ خون اُن کی رگوں میں موجود ہے وہ مظالم اور شرمناک افعال جو تمدن۔ انسانیت رحم اور مذہب کی نظر میں کفر سے بھی زیادہ زبوں تریں ثابت ہوئے ہیں وہ روسیوں میں اعلیٰ درجہ کی نیکی سمجھے جاتے ہیں۔ انسانی گرم گرم خون اُن کے لئے شیر مادر ہے۔ معصوم بچّوں اور بیگناہ عورتوں کو ذبح کرنا دل لگی سمجھتے ہیں اور پھر لطف یہ کہ اپنے کو مہذب اور متمدن اقوام سے گنے جاتے ہیں۔ ظلم۔ وحشت۔ سیہ کاری سنگدلی اور بے رحمی ان میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی ہے وہ رحم کو کمزور دماغ کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور انصاف کو دل کی کمزوری کی دلیل۔ روس ہی پر کیا منحصر ہے یورپ کے بعض مدعی تمدن

اور یہ وہ مقام تھا جہاں سلطان نے اپنے باپ سے جنگ کی تھی۔ مرض کی شدّت اس بلا کی ہوئی کہ سلطان کو رستہ ہی میں ٹھیرنا پڑا۔ تھوڑے عرصہ میں اسی مقام پر جہاں سلطان کی باپ کی وفات ہوئی تھی ۲۲ ویں ستمبر ۱۵۲۰ء میں دنیائے فانی سے کوچ کیا۔ وفات کے وقت سلطان سلیم کی عمر ۵۴ سال کی تھی زمانہ سلطنت صرف ۸ سال شمار ہوا ہے۔

اور تہذیب سلطنتوں کی یہی یہی کیفیت ہی شہنشاہ جرمن نے جب اپنی فوج کو چین رخصت کیا ہی تو یہ فرمایا تھا کہ جو ملے اُسے قتل کر ڈالنا کسی کو پناہ ندینا نہ بچوں کو چھوڑ اور نہ عورتوں کو نہ مردوں کو۔ غرض کوی شخص تمہاری شمشیر خارہ شگاف سے بچکر نہ جائے۔ یہ ہے تمدن اور یہ ہے تہذیب جسپر آج یورپ فخر کرتا ہی اور دوسری اقوام کو اپنے مقابل میں وحشی اور جانور سمجھتا ہے۔

ان تمام سلطنتوں کے طرز عمل کو دیکھ کے ہم بلاخوشامد برطن اعظم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تمدن و تہذیب کے دعوی میں کوئی قوم دنیا میں سچی ہے تو وہ انگریز اور ترک ہیں۔ سابق الذکر نے اپنے اعلی تمدن اور رحم کا غدر ۱۸۵۷ء میں پورا ثبوت دیدیا ہے۔ جہاں کسی بچے اور عورت کو انگلی تک نہیں لگائی گئی۔

اسی طرح حال کی جنگ یونان میں ترکوں کی شائستگی کا پورا ثبوت ملگیا ہے جہاں مخالف قوم کے بچے ترکی سپاہیوں کے کندھے پر چڑھے چڑھے پھرتے تھے باقی اور دول یورپ کی سب کہانی ہی اور کل دولتیں ایک نہ ایک دن اپنے ان مظالم کا ضرور مزہ چکھیں گی۔

ان متعدد گاؤں میں جو ترکوں نے برباد کر دیئے ایک گاؤں کا راکی بہی بیان کیا جاتا ہی جو ترنو دوسے

۱۱

گیارہواں باب

سلیمان کی تخت نشینی۔ تاریخ سلطنت میں اُس کی مشہور حکمرانی۔ بلغراد کی فتح۔ رہوڈس کا محاصرہ اُس کا مفتوح ہونا۔ مفتوحہ شہر میں سلیمان کا داخلہ۔ نائٹس کی روانگی۔ ہنگری سے جنگ۔ وائنا کا محاصرہ باربروسہ۔ اُس کی عملی کامیابی۔ باربروسہ کا کپتان پاشا مقرر ہونا سواحل اطالیہ اور آرچی پیلیگو کا زیر و زبر کرنا۔ جنگ اور آسٹریا کے ساتھ عہد و پیمان۔ سلیمان کی خاندانی معاشرت۔ اس کے پیارے اور عزیز از جان بیٹے کی وفات۔ باربروسہ کی موت۔ روز افزوں ہنگری میں مشکلات کا پیدا ہونا۔ ڈراگٹ آف گورسیر کا امیر بحر مقرر ہونا۔ مالٹا اور طرابلس الغرب کا محاصرہ۔ خاندانی معاملات۔ سلیمان کا حکم اپنے بڑے

۱۵ اپریل ۱۹۰۱ء

۱۵ر اپریل ۱۹۱۰ء

سولہ میل کے فاصلہ پر فلیپو پولس کی سیدھ میں واقع ہو اُس میں تین سو گہروں سے زیادہ بنے ہوئے تھے لیکن ۳۰ر جولائی کو باغی بزدلوں نے اسے بالکل برباد کر دیا تھا۔ بہت سے لوگ تو حملہ ہونے سے پہلے ہی نکل کے چلے گئے تھے لیکن چھ سو آدمی رہگئے تھے۔ یہ سب عورتیں اور بچے تھے جو باغی بزدلوں کے خوف سے کھیتوں اور کھوؤں میں چھپ گئے تھے۔ بعض خوش قسمتی سے نگاہ سے بچ کے نکل گئے یا حملہ آوروں کی نظر ہی نہ پڑے لیکن باقیماندہ کو باغی بزدلوں نے پکڑ لیا اور سخت بیرحمی اور خطرناک طریقہ سے قتل کر ڈالا۔ پھر اس گاؤں کو برباد کر کے آگ لگا دی اس کے بعد انگریزی اخبار کا ایک نامہ نگار اس سوختہ اور برباد شدہ گاؤں میں گیا تو اُس نے دیکھا کہ کتے اور سؤر لاشوں کو بھنبوڑ رہے ہیں۔ گدھے اور سویشی شتر بے مہار کی طرح بغیر مالک کے ادہر ادہر رستہ میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اس سے بھی خوفناک اور بدتر حالت جیولا ہالیسی گاؤں کی ہوئی جو یانی زگرا اور ٹرنوو اکی ریل کی سڑک کے قریب واقع ہے۔ ۲۷ر جولائی کو ایک بڑا گروہ سرکیشین کا اس بستی میں آیا پہلے اُس نے نوجوان لڑکیوں کو ساتھ لیا۔ اور پھر مہیب طور سے باقیماندہ آبادی کو کاٹ ڈالا۔

۱۴

بیٹے مصطفےٰ کے قتل پر۔ ملکی لڑائی مالٹا کا محاصرہ۔ ترکوں کا پس پا ہونا۔ سلیمان کی وفات۔

سلیم کی وفات کی وحشتناک خبر نے سلطنت میں سخت مشکلات پیدا کر دیں۔ شخصی حکومت کا ہمیشہ سے یہ خاصہ چلا آیا ہے کہ جدید سلطان کی تخت نشینی پر اسی قسم کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ سلیمان پسر سلیم نے سب سے پہلے اپنی توجہ اس ابتری کے رفع کرنے میں مبذول کی جو قسطنطنیہ سے شام تک پھیل رہی تھی اور جس سے ایک بے انتظامی اور بدامنی پیدا ہو گئی تھی۔ وجہ صرف یہ تھی کہ صوبوں کے گورنر خود مختار رہنا چاہتے تھے۔ سب سے پہلے شام کے گورنر کی سرکوبی کے لئے سلیمان نے فوجیں روانہ کیں۔ فوج نے جاتے ہی گورنر مذکور کو چٹ پٹ گرفتار کر لیا اور باغی صوبہ کو ایسا سبق پڑھایا کہ اور گورنروں میں بغاوت کرنے کی ہمت نہ رہی اور چاروں طرف امن امان ہو گیا۔

سلیمان اپنے باپ کے عہد سلطنت میں ایڈریانوپل پر حکومت کرتا تھا۔ اس لئے حکمرانی کے عملی اصول اُسے کامل مہارت ہو گئی تھی اور عام طور پر اس کی بزرگی اور محبت رعایا اور فوج کے دلوں میں پیدا

لندن ٹائمز

جب اُنہوں نے دیکھا کہ عورتوں اور بچّوں نے گرجوں میں پناہ لی ہے وہ انکے پیچھے پیچھے ہو لئے۔
اور گرجے میں جا کر سب کو ذبح کر ڈالا۔ ۱۷۵ لاشیں گرجے سے باہر نکالی گئیں۔ کرنیل لیفٹننٹ اور
فوجی اٹاچیوں نے اُنہیں دفن کر دیا اس کے علاوہ بہت سی لاشیں مختلف مقاموں میں پائی گئیں۔
اور ۳۳ مجروحین کی ڈاکٹروں نے مرہم پٹّی کی۔ گرجے کے چشم دید واقعہ کا اس طرح بیان کیا گیا ہے۔
مقتول اور دم توڑتی ہوئی عورتیں اور بچے ایک پر ایک پڑے ہوئے تھے چھوٹے چھوٹے بچے اپنی ماؤں
کو دیکھکر بلک رہے تھے۔ زخمی مائیں مقتولین کی ڈھیر میں سے اپنے بچّوں کو تلاش کر رہی تھیں لیکن
بیرحم تلواروں نے ان کو اس وحشت اور بیدردی سے کاٹا تھا کہ وہ اُنہیں نہ پہچان سکیں۔ متعدّد
عورتوں پر خوفناک مظالم توڑے گئے۔ اور بعض عورتوں کی پستانیں کاٹ ڈالی گئیں اور بہت
سی عورتوں کے پہونچے کاٹ ڈالے گئے تھے۔ ایک مقتول ماں کا شیر خوار بچہ بھوک کے مارے تڑپ
رہا تھا اور اپنی ماں کے پاس دودھ پینے کے لئے دوڑ رہا تھا اور اُس کو ہلاتا تھا کہ وہ جاگ کر
دودھ پلائے۔ اِدہر یہ لوگ اس بستی میں قتل وغارت کا نظارہ دیکھ رہے تھے اُدہر دوسری بستی میں

ہو گئی تھی۔ لوگ اُس کے باپ کے مظالم اور سختیوں سے پریشان اور ماندہ ہو گئے تھے۔ اس
وجہ سے اور بھی اُنہوں نے جدید نوجوان سلطان کے لئے خوشیاں منائیں۔
شام کی مشکلات کا فیصلہ کرنے کے بعد ہنگیری کی طرف نوجوان سلطان نے اپنی عنانِ توجہ منعطف
کی اور یہیں سے اُس کی فتوحات کا پہلا باب شروع ہوا۔ اُس نے چاروں طرف سے بلغراد کو روک
لیا اور بہت جلد اس کل صوبہ کا مالک بن بیٹھا۔ جب بلغراد کی فتح پوری ہو چکی تو بلغراد میں ایک
زبردست ترکی قلعہ بنا کے اور اُس میں فوج متعیّن کر کے پائے تخت واپس چلا آیا تاکہ آیندہ سال
مزید فتوحات کی تیاریاں کرے۔
اسی اثناء میں اس نے جزائر رہوڈس پر حملہ کرنے کے لئے ایک مہم روانہ کی جن پر بیت المقدس کے
نائٹس آف سینٹ جان نے بہت دنوں سے قبضہ کر رکھا تھا۔ محمد ثانی کے زمانہ سے اُنہیں بے
دخل کرنے کی کئی بار کوشش ہو چکی تھی لیکن انہوں نے وہاں سے جنبش نہ کی تھی۔ ترکوں کے گزشتہ
حملہ کے بعد سے ایک جدید گرانڈ ماسٹر آف دی آرڈر ویلیرس ڈی آئل آدم نامی ایک فرانسیسی نژاد

خونریزی ہو رہی تھی۔ لندن ٹیمس کے بحری نامہ نگار کی جان بھی خطرہ میں پھنسی ہوئی تھی اور اسے ڈر تھا کہ یہ لوگ پلٹ کر سر اقلیم قمع نہ کر دیں۔ ایک سرکیشی نے ایک جھاڑی کے پیچھے سے اس نامہ نگار کے گولی ماری لیکن یہ بال بال بچ گیا۔ کوئی باقاعدہ فوج ابھی تک شہر میں نہیں آئی تھی اس لئے سرکیشی بہت ازادی سے شرمناک افعال کر رہے تھے۔

لندن ٹیمس کے بحری نامہ نگار کے اس بیان سے بشرطیکہ وہ صحیح ہو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ترکی شایستہ فوج کا ایک سپاہی بھی ان خطرناک جرایم کا مرتکب نہیں ہوا۔ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ اس بے قاعدہ فوج نے اس وقت یہ ناروا افعال کئے کہ جب بلغاری اور روسی مسلمان عورتوں اور بچوں کے خون میں اپنے ہاتھ تر کر چکے تھے۔ کسی شہادت سے اور کسی کمزور بیان سے یہ بات ذرا بھی ثابت نہیں ہوتی کہ ترکی شایستہ فوج نے کہیں بھی بے اعتدالی سے کام لیا بلکہ برخلاف اس کے اکثر ایسا ہوا کہ جہاں وہ باشی بزوقوں کے موقعہ پر پہنچ گئی ان کو قوت سے فوراً اروکدیا اور کسی پر ہاتھ نہ ڈالنے دیا۔

شخص مقرر ہوا تھا جو بہت بڑا بہادر اور نامور تھا۔ بہت سے لوگ جو اس کے عہدہ کے مستحق تھے محروم کر دیئے گئے انہیں سخت صدمہ ہوا اور آدم کے ساتھ حسد کرنے لگے اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ رشوت لیکے اس جزیرہ اور اس کے بہادر سپاہیوں کو سلیمان کے سپرد کر دیں۔

جو معاہدے سابق سلاطین کے رہوڈس سے ہوئے تھے سلیمان نے خلاف معاہدہ نائٹس کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کے ان معاہدوں کو توڑ ڈالا۔ ایک ترکی بیڑہ جہازات چار سو جہازوں کا جن پر پچاس ہزار تک کی فوج تھی حملہ کی غرض سے روانہ ہوا اور جزیرہ میں پہنچا۔ کنارہ پر اترتے ہی محاصرہ شروع کر دیا قلعہ بندیاں خوب مضبوطی سے ہو رہی تھیں اور بڑے زبردست مورچے قایم کئے گئے تھے۔ فوج قلعہ کی تعداد پانچ ہزار تھی جس میں چھ سو نائٹس تھے علاوہ اس فوج کے کل شہر کا شہر جنگ کرنے کے لئے موجود تھا اس لئے لڑنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ تمام فوج اور شہری پورے طور پر مسلح تھے اور اخیر تک دشمن سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ تھے۔

پانچ مہینہ تک جنگ رہی لیکن رہوڈس مطیع نہ ہوا۔ سلطان سے رہا نہ گیا فوراً آندھی اور مینہ کیطرح

ڈیلی نیوز کا نامہ نگار بلغاری بستیوں کی بابت مفصلۂ ذیل لکھتا ہے۔ مرد۔ عورتیں اور بچوں کی لاشیں سوختہ مکانات کی راکھ میں پڑی ہوئی تھیں۔ کسان کھیتوں میں گولی مار دیئے گئے تھے۔ ایک بلغاری کو میں نے کوئیں کے پاس نہایت شدید مجروحی حالت میں دیکھا جس کی پیشانی پر صلیب کا زخم تھا۔ مقام کسلدیو میں بھی اسی طرح کی مہیب صورتیں نظر پڑیں۔ اس قصبہ پر پہلے روسی ڈراگوں کی ایک رجمنٹ نے کرنل بلڈرلنگ کی ماتحتی میں قبضہ کر لیا تھا۔ اسی اثنا میں ترکوں کی ایک رجمنٹ آئی اور اس نے روسیوں کو مار کر نکالدیا اور اب ترکوں کا اس بستی پر قبضہ ہو گیا یہ رجمنٹ ترکی بے قاعدہ فوج کی تھی۔ سبھی باشندے گرجوں میں جاکے بند ہو گئے لیکن ترکی افسر کے حکم سے گرجے کے دروازے توڑ ڈالے گئے اور سب پناہ گزینوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جب کرنل بلڈرلنگ شب کو واپس آیا تو اس نے بستی کو برباد دیکھا اور گرجے میں خون بہا ہوا نظر کیا۔ چند آدمی قریب کے باغوں میں چھپ گئے تھے۔ وہ روسیوں کو دیکھ کے ان کے پاس آئے اور سب رام کہانی سنائی۔

بذاتِ خود فوج کی کمان کرنے کے لئے روانہ ہوا ایک انجینئر سلطان کے ساتھ تھا جو قلعجات میں سرنگ کھودنا خوب جانتا تھا۔ سلطان موقع پر پہنچا اور قلعوں کے نیچے سرنگیں کھودی گئیں جب ان سرنگوں میں آگ دی گئی ہو اور قلعے اڑے ہیں الحفیظ الاماں بہت بڑا اثر ہوا اور رہوڈس پر خطرناک حالت طاری ہو گئی۔ ہزاروں آدمی مر گئے لیکن ان کی شجاعت پر آفریں کرنے کو جی چاہتا ہے کہ وہاں سے انہوں نے جنبش نہ کی۔ روز بروز دہڑا دہڑ گڑھیاں اڑ رہی تھیں اور سخت خطرناک صورت پیدا ہوتی جاتی تھی۔ قلعہ کا فصیل ... گیں ... انھوں نے سامنے عیاں ہونے لگی۔

نائٹس کا توپخانہ ترکوں کی نسبت بہت بڑا تھا لیکن بدقسمتی سے گولہ بارود ختم ہو چکا تھا۔ مخبروں کے ذریعہ سے سلطان کو یہ خبر لگ گئی کہ گولہ بارود نہیں رہا اور اب نائٹس کی جان پر بن گئی ہے وہاں کے ہائی چینسلر رہوڈس کی نسبت یہ شبہہ ہوا کہ اس نے ترکوں کو یہ خبر پہنچائی ہے فوراً اس کا کورٹ مارشل کیا گیا اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

اِس سے بھی زیادہ قصائی پنے کے افعال مقام سلیفرگرا کے گرد واقع ہوئے - ۲۹ سے ۳۱ جولائی تک روسی رسالے اور ترکی فوج میں پہلے الفطائی اور خونریز جنگ ہوئی - روسی رسالہ پارہ پارہ کر دیا گیا اور روسیوں کے ہزیمت خوردہ سوار کافور ہو گئے اس ترکی غیر شایستہ فوج نے اس مقام پر قبضہ کر کے عام قتل عام شروع کیا - تمام عیسائی مرد - عورتیں اور بچے گھر سے نکلتے ہی گولی مار دیئے گئے - اور جو لوگ گھر سے باہر نہ نکلے ان کو گھروں ہی میں زندہ جلا دیا - بہت سے ترکی تاجروں نے ان بے رحمانہ افعال میں حصّہ لیا - اُنہوں نے بکثرت باشی بزوق جمع کئے اور شریان کے آس پاس عیسائیوں کو قتل کرنے کے لئے بھیج دیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ساٹھ گاؤں اور قصبے جلا دیئے گئے اور تیس گرجوں سے زیادہ منہدم کر دیئے گئے اور بہت سے آدمی مار ڈالے گئے - بارہ پندرہ ہزار مقتولین کی تعداد بیان ہوئی ہو لیکن اس تعداد میں بہت ہی مبالغہ سے کام لیا گیا ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ جو عیسائی مرد - عورتیں اور بچے قتل کئے گئے اُن کی تعداد کچھ کم نہ تھی - مگر ہاں اس تعداد کا اگر وہ بارہ پندرہ ہزار ہی قبول کر لی جائے اُس تعداد سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی جو بلغاریوں اور روسیوں نے

نائٹس بہت عرصہ تک دول یورپ کی امداد کے امیدوار رہے کہ شہنشاہان یورپ آ کے ترکوں کی آفت سے نجات دیں گے لیکن چارلس پنجم اور فرانسیس اول خود ہی مُصیبت میں پھنسے ہوئے تھے اُنہیں رہوڈس کی زیادہ پروا نہ ہوئی ان کے علاوہ اور مسیحی شہنشاہ معہ پوپ معصوم کے ترکوں کے خلاف اس جنگ میں دست اندازی نہ کر سکتے تھے - رہوڈس کیا تو خداوند مسیح کی نگرانی میں تھے اور کیا نائٹس کی شجاعت پر اور کوئی اُن کا ممد و معاون نہ تھا -

[illegible] کا کھلیان پسند نہیں کیا اُنہیں اپنے توپخانہ اور اپنی سرنگوں پر کامل بھروسہ تھا اور وہ جانتے تھے کہ ہم رہوڈس کو فتح بھی کر لیں گے اور اُس کو برباد بھی کر دیں گے - ساعت بہ ساعت نئی دراڑیں پیدا ہوتی جاتی تھیں اور جنگ آور قدم بقدم جنگ کرتے جاتے تھے - نری شجاعت کام نہیں دیسکتی نائٹس کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ شہر اب کسی صورت سے نہیں بچ سکتا -

سلیمان خوب سمجھتا تھا کہ رہوڈس نہیں بچ سکتا اور چونکہ محض شجاعت کی وجہ سے وہ نائٹس کو

مسلمان عورتوں اور بچوں کی قتل کی تھی۔

یہی کیفیت ایشیا میں ہوئی۔ جب جنرل ترگوکسف وسط جون میں مقام دیلی بابا کے حوالی میں جنگ کر رہا تھا تو بائیس ہزار کردوں نے مقام وآن سے بڑھ کے شہر بایزید پر قبضہ کر لیا اور روسی فوج قلعہ کو مار کے فصیلوں اور گرگجوں میں بند کر دیا۔ دو دن کے محاصرہ کے بعد روسی فوج قلعہ نے اطاعت کی شرطیں پیش کیں۔ اس فوج میں بارہ سو کوہ قافی بھی تھے ایک حصہ فوج نے ہتیار ڈال دیئے اور غیر مسلح کردوں کی حفاظت میں گرگجوں کے باہر نکلے۔ کرد یکایک ان غیر مسلح روسی سپاہیوں پر ٹوٹ پڑے اور سب کو تہ تیغ کر دیا۔ باقی ماندہ روسی فوج قلعہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو فصیلوں کے دروازے بند کر دیئے اور صاف انکار کر دیا کہ ہم ہتیار نہیں ڈالیں گے۔ ۱۰ر جولائی کو جیسا کہ ہم پہلے کسی باب میں بیان کر آئے ہیں روسی سپاہ سالار ترگوکسف نے آکے خلاصی دلوائی۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ کردوں نے اس پھرتی سے قتل عام کیا کہ ترکی باقاعدہ فوج اُن کے اس ناشائستہ فعل میں دست اندازی نہ کر سکی۔ جب مختار پاشا سپاہ سالار افواج عثمانیہ نے اس واقعہ کو سنا تو

عزیز رکھتا تھا اس لئے یہ تجویز کی کہ عزت کے ساتھ رہوڈس اطاعت قبول کرے اور کسی قسم کی ان شجیع لوگوں کی بے عزتی نہ ہو۔ مگر اہل شہر کی ناراضگی سے اول تو گرانڈ ماسٹر راضی نہ ہوا لیکن جب لاطینی اور یونانی بشپوں نے انسانیت اور عیسائیت کا واسطہ دے کے کہا کہ تو ترکوں کی شرطوں کو مان لے اس اصرار اور فہمائش پر ناچار گرانڈ ماسٹر نے حکم دیا کہ امن طلبی کا جھنڈا برج پر اڑا دیا جائے۔ ترکوں نے فوراً اس جھنڈے کا جواب دیا اور دونوں طرف سے توپیں فیر بند ہو گئے۔ دوسرے روز عہد و پیمان شروع ہو گئے اور بڑی کشمکش اور ردوبدل کے بعد اخیر ۲۲ دسمبر ۱۵۲۲ء میں عہد نامہ پر دستخط ہو گئے اور رہوڈس کی کنجیاں سلطان کے قدموں پر ڈال دی گئیں۔ عین بڑے دن سلطان سلیمان شہر میں داخل ہوا۔ نائٹس نے چھ مہینے کے بعد ایک ایسی حکومت کو چھوڑا جو دو سو بیس سال سے اُن کے قبضہ میں تھی اس عرصہ میں جو نمایاں ترقی تجارت اور تمدن میں ہوئی تھی جس سے تمام مسیحی دنیا مالا مال ہو گئی تھی ہمیشہ یادگار رہے گی اور ایسا ہی دن کہ دو سو بیس سال کی سلطنت گئی ہمیشہ نقش کالحجر رہے گا۔

آپ بہت افروختہ ہوئے اور یہ حکم دیا کہ جن کردوں نے ایسا کیا ہے وہ گولی مار دیئے جائیں۔ یہ ہے ترکی شائستہ فوج کے کمان افسروں کی تہذیب جس سے بہتر شائستہ اور قانون کے پابند افسر یورپ میں بھی کم نظر آتے ہیں۔

یورپین ترکی کی حالت اس سے کم خراب نہ تھی لنڈن کے نامہ نگار نے ۲۸ر جولائی کو یہ لکھا تھا "ہر جگہ میں نے یہی حکایتیں سُنیں کہ روسیوں نے ترکوں کو مار ڈالا اور ترکوں نے روسیوں کو قتل کر ڈالا۔ میں پے در پے کئی سو گاؤں میں ہو کے گزرا میں نے تو سب کو ہی خالی پایا۔ عیسائیوں اور سلمانوں کے گھر برباد دیکھے اور سوائے کتّوں۔ لبطوں اور مرغیوں کے آدمیوں کا کہیں نشان نہ پایا۔ جب روسی فوجیں آگئیں تو کل بلغاری یکایک پیدا ہو گئے اور ریل و تار ڈاک وغیرہ کے برباد کرنے اور سلمانوں کو قتل کرنے میں روسیوں کا خوب ہاتھ بٹایا۔ جہاں جہاں روسی فوجیں گئیں عثمانی رعایا ترکوں سے باغی ہو گئی اور اس نے ترکوں پر حملہ کرنا شروع کیا۔ جہاں تک روسیوں سے ہو سکتا تھا ہر ممکن طریقہ سے عیسائیوں کو فساد پر آمادہ کرتے تھے اس کہنے کی ضرورت نہیں کہ

سلیمان نے بہادر مفتوحین سے بڑی اولوالعزمی اور فیاضی کا برتاؤ کیا اُنہیں عہد نامہ کے مطابق بارہ روز کی مہلت دی کہ وہ اس عرصہ میں شہر سے نکل سکتے ہیں۔ کسی سے اُف تک نہ کی اور کسی کو ہاتھ لگایا نہ شہر میں لوٹ مچی۔ شہریوں کو اجازت دیدی گئی کہ وہ بازادی اپنے مذہبی ارکان ادا کریں۔ اُن کے گرجوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ کوئی بچّہ اس کے والدین سے نہیں لیا گیا یہاں تک کہ کل جزیرہ کو پانچ سال تک خراج معاف کر دیا۔

سلیمان گرانڈ ماسٹر سے بہت ہی مہربانی کے ساتھ پیش آیا۔ پہلی ملاقات میں سلطان نے گرانڈ ماسٹر کی بہادری کی بہت تعریف کی اور چاہا کہ گرانڈ ماسٹر میری ملازمت قبول کرلے۔ ڈی آدم گرانڈ ماسٹر نے جواب دیا اگر میں آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں تو سمجھہ لیجے کہ آپ کی ملازمت کے ہرگز قابل نہ ہوں گا۔ فتح کے بعد مفتوحہ شہر پر جو کچھہ بیتا پڑتی ہے اور سخت احتیاط کے بعد بھی جو خرابی واقع ہوتی ہے اس سے رہوڈس بالکل محفوظ تھا۔ نوجوان سلیمان کے اس رحمانہ فعل کی دہاک تمام یورپ میں بیٹھہ گئی اور سب کی نظریں ترکوں کی اس شائستگی کی طرف تعجب سے اُٹھنے لگیں فی الحقیقت

روسیوں کو اس بغاوت پیدا کرا دینے سے کس قدر فائدہ ہوتا تھا۔

آہ اے مذہبی تعصّب آہ تو نے دنیا میں سخت سخت بیرحمیاں کی ہیں آہ اے مذہبی تعصّب آہ تو نے صدہا آباد شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور لاکھوں معصوم بچّوں اور بیگناہ عورتوں کو بکروں کی طرح ذبح کرڈالا۔ اس ستعار زندگی کے لئے انسان کیسی کیسی بیرحمیاں کرتا ہی اور کچھ ایسا غفلت کا پردہ اُس پر پڑا ہوا ہی کہ اپنے افعال کا اُسے ذرا بھی درد نہیں آتا۔ دنیا کا ایک عجیب راز ہی جو کسی سے نہ کھل سکا دم زدن کا کسے یارا ہی کون جان سکتا ہی کہ پردہ کے پیچھے کیا ہی۔

عیسائیوں کے اُن بے شمار قصبوں میں جن کو باشی بزوقوں نے برباد کر دیا ایک قصبہ کاراتلی تھا جس میں تین سو گھر تھے لیکن ۳۰ر جولائی باشی بزوقوں نے اُس قصبہ کو بالکل برباد کر دیا تھا۔ بہت سے قصباتی تو حملہ سے پہلے ہی نکل کے چلدیئے تھے لیکن پھر بھی چھ سو کے قریب موجود تھے اور یہ سب عورتیں اور بچّے تھے باحمیت عیسائی اپنی عورتوں اور بچّوں کو چھوڑ کے چلدیئے تھے جب ان عورتوں اور بچّوں نے حملہ کی خبر سُنی تو سب کے سب قریب کے کھیتوں اور جنگلوں میں

یہ بے نظیر کام اُس زمانہ میں اعجوبہ تھا۔

جزیرہ سے نائٹس کے چلے جانے کے بعد سلیمان اعظم قسطنطنیہ واپس چلا آیا۔ اور یہاں سلطنت کے اندرونی معاملات کو ترقی دینے میں مصروف ہوا لیکن ممکن نہ تھا کہ سلیمان آرام سے بیٹھتا کیونکہ اس کی خونخوار جاں نثاری فوج بغیر جنگ کے چند روز بھی آرام نہ لیسکتی تھی۔ باہم کٹا چھنی ہونے لگی اور بہ مشکل سلیمان نے اس فساد کو رفع دفع کیا سلیمان سمجھ گیا کہ ان کی فطرت میں جنگجوئی ہی جب تک انہیں جنگ میں مبتلا نہ رکھا جائے گا ملک میں کبھی امن نہیں ہوسکتا۔

ہنگیری سے زیادہ اور کوئی میدان اُس کی حوصلہ مندی کے نکالنے کا نہ تھا کیونکہ جب سے بلغراد فتح ہوا تھا سلیمان کی نظریں ہنگیری کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ لوئیس ثانی شاہ ہنگیری کی عمر اسوقت ۲۲ سال کی تھی۔ یہ نہایت پُرجوش بادشاہ تھا اور اس کی اولوالعزمی کا شہرہ بہت کچھ تھا۔ اگرچہ یہ بیان کیا گیا ہی کہ وہ زیادہ تجربہ کار نہ تھا۔

غرض بڑی تیاری کے بعد ۱۵۲۶ء میں سلیمان نے فوج کثیر کے ساتھ ہنگیری پر حملہ کیا۔ ہنگیری

۲۳ اپریل ۱۹۱۰ء

جا کے چھپ گئے۔ ان میں سے بعض ایسے خوش قسمت تھے کہ اُن پر باشی بزوقوں کی نظر ہی نہ پڑی لیکن ان میں کی اکثر عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے اور باشی بزوقوں نے سخت بیرحمی سے مار ڈالا۔ پھر یہ قصبہ لوٹ لیا اور برباد کر دیا گیا۔ اس بربادی کے بعد ہی انگریزی نامہ نگار اس گاؤں میں پہنچا تو کتے اور سوروں کو دیکھا کہ لاشوں کو بھنبوڑ رہے ہیں اور مویشی۔ گدھے شتر بے مہار کی طرح سڑکوں پر ادھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔

مگر اس سے بھی زیادہ خطرناک مظالم قصبہ جیولا جہالسی میں ہوئے جو سٹرنودا اور یانی زگرا کے بیچ میں واقع تھا۔ ۲۷ر جولائی اس قصبہ میں بکثرت سرکیشین گھس آئے اور تمام نوجوان لڑکوں کو پکڑ کے لیگئے اور پھر باقیماندہ لوگوں کو قتل کرنے کے لئے واپس آئے انہوں نے آکے دیکھا کہ عورتیں اور بچے گرجے میں جاکے پناہ گزیں ہوئے ہیں۔ سرکیشیا والے گرجے میں گھس آئے اور سبکو قتل کر ڈالا۔ کرنیل ناکس وغیرہ نے ایک سو چہتر مردہ اجسام کو گرجے سے نکال کے باہر دفن کیا۔ بہت سی لاشوں کا مختلف مضافات میں پتہ لگا۔ چھتیس مجروحین ملے جن کی مرہم پٹی کا [illegible]

۱۴

فوج بھی جنگ کے لئے میدان میں آئی لیکن دو ہی گھنٹے میں ہنگیری کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا تمام ہنگیری فوج پارہ پارہ کر دی گئی اور میدان جنگ کو اس بہادر سپی فوج کی لاشوں نے پاٹ دیا۔ نوجوان شاہ اپنے لشکر کی خود کمان کر رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ جان نثاری مارتے مارتے قلب لشکر میں آگئے اور صفوں کی صفوں کو پارہ پارہ کر دیا تو وہ بیچارہ جان بچا کے بھاگا مگر میدان جنگ کے قریب ایک ندی میں ڈوب کے مر گیا۔ اس انقطاعی ختم کے بعد فاتح فوج ڈینیوب کے ساحل ساحل روانہ ہوئی اور ۱۰ر ستمبر ۱۵۲۶ء میں شہر بودا۔ پیسٹ اور پائے تخت نے اُن کے قدموں پر کنجیاں رکھدیں۔ کہتے ہیں پائے تخت لوٹا گیا اور یہاں جان نثاریوں نے بڑی بیدردی کی۔ کثرت سے مال غنیمت لیکے فاتح سپاہی اپنے وطن واپس پھرے۔ لاکھوں کروڑوں روپے کا سامان اُن کے جانوران بار برداری پر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہزاروں مرد عورتیں اور بچے بطور لونڈی غلاموں کے اُن کے ساتھ تھے جو قسطنطنیہ کے بازارِ غلاماں میں لاکے فروخت کئے گئے۔ یکایک ہنگیری میں مشکلات پیدا ہو گئیں۔ لوئیس ثانی کے مرتے ہی ملکی جنگ کا آغاز ہوا۔

کی گئی جس شخص نے گرجہ کو اندر سے جا کے دیکھا وہ یہ بیان کرتا ہے "لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا ان میں سے بعض سسک رہی تھیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے اماں اماں کہکے بلک رہے اور لاشوں میں دبے ہوئے تھے مجروح مائیں اس خوفناک ڈھیر میں سے اپنے بچوں کو تلاش کر رہی تھیں لیکن اپنے بچوں کو پہچان نہ سکتی تھیں کیونکہ تلواروں سے اُن کے اجسام پاش پاش ہو گئے تھے اور اُن کے سر کی گئی پھاکیں بن گئی تھیں۔

یہ ہیں بیانات جو باشی بزوقوں کے مظالم کی بابتہ انگریزی اخبارات لندن میں شائع ہوئے۔ ممکن ہے کہ یہ کُل بیانات صحیح ہوں لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کل بیانات میں آہنگی اس بلا کی ہے کہ ایک بات بھی ٹھیک نہیں معلوم ہوتی مظالم کے الفاظ کُل نامہ نگاروں کے ایک ہی ہیں واقعات بھی ایک ہی پھر لطف یہ ہے کہ بیان کرتے وقت ممکن الوقوع اور ناممکن الوقوع باتوں کا مطلق خیال نہیں کیا گیا ہے۔ دشمن اور اس کے ساتھ غصہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔ ایک جگہ تو یہ لکھا ہے کہ بچے ہلک رہے تھے اور لاشوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور دوسری جگہ قلم فرسائی

آرچ ڈیوک فرڈیننڈ آسٹریا برادر چارلس پنجم نے بہ حیثیت برادر نسبتی لوئیس کے تخت کا دعویٰ کیا مگر اُس کی جان زپولی ایک زبردست امیر سلطنت نے مخالفت کی۔ دونوں کے ہمراہی بہت کثرت سے تھے۔

فرڈیننڈ زبردست فوج کے ساتھ اپنے مخالف پر حملہ آور ہوا اور ٹوکے کے میدان میں سخت خونریز جنگ ہوئی۔ زپولی کو بڑے نقصان کے ساتھ شکست ہوئی اور وہ اپنے نسبتی بھائی شاہ سجسمند کے ساتھ پولینڈ میں جا کے پناہ گزیں ہوا اور شاہ پولینڈ سے کہا تو میری امداد کر لیکن اس نے اس جھگڑے میں پڑنے سے صاف انکار کیا جب زپولی نے صاف جواب پایا تو سیدھا آ کے سلیمان کے قدموں پر گر پڑا۔

سلطان نے زپولی کو اپنے ہاں پناہ دی اور بلغراد کی لشکر گاہ کے قریب سلطنت ترکی کی طرف سے اس کا استقبال ہوا۔ سلیمان بہت مہربانی سے پیش آیا اور کہا تو غم نہ کھا تجھے ہنگیری کا تخت دلوا دوں گا۔ سلطان سمجھتا تھا کہ تاج ہنگیری میرا ہے دوسرا شخص اُس کا مدعی کیونکر

کی گئی ہی کہ زخمی مائیں اپنے بچّوں کو لاشوں میں سے تلاش کر رہی تھیں اور اُن کی صورت نہ پہچانی جاتی تھی۔ اسی قسم کے بیانات گزشتہ صفحوں میں بھی ناظرین نے ملاحظہ کئے ہوں گے۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد کی شکل ہی۔ یہ طفلانہ اور بے سر و پا بیان ہیں جو باشی بزوقوں کے سر چپیکے گئے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس ہی کہ باشی بزوقوں نے ضرور زیادتیاں کی ہوں گی لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بات دیکھنے کی ہی جس کا اشارہ ہم اوپر کر آئے ہیں کہ جو کچھ اُنہوں نے کیا روسی مظالم کے بعد کیا اور ایسی حالت میں جب اُنہوں نے اپنی مستورات اور اپنے معصوم بچّوں کی لاشوں کو دیکھا تو اُنہیں جوش آگیا اور اُن کا یہ جوش قابل معذوری تھا۔

محمد علی پاشا اور سلیمان پاشا کا طرز و انداز

پلونا پر عظیم حملہ کی تیاریاں اور بعض واقعات

جب روسیہ کا بلغاریہ پر پورا قبضہ ہوگیا تو اُنہوں نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ذرا بھی پس و پیش نہ کیا۔ ماہ جولائی کے ختم ہونے سے پہلے روسیہ نے ایک اعلان جاری کیا کہ وہ

ہو سکتا ہی اور کیوں زپولی کو مار کے نکالا گیا ہی سلیمان نے صاف الفاظ میں کہا۔ زپولی تو سطمئن رہ میں تیرا دوست ہوں۔ بماہ مئی ۱۵۲۹ء میں دو لاکھ پچاس ہزار فوج کے ساتھ سلطان سلیمان پائے تخت سے باہر نکلا علاوہ جاں نثاریوں کے سب قسم کی فوج تھی۔ اِدہر فوج کو کوچ کا حکم ہوا اور اُدہر بارش شروع ہوئی بارش نے فوج کو سخت پریشان کر دیا اور اُس سے راستہ نہ چلا گیا اور وہ سخت ماندہ ہو گئی۔ چار مہینے سے زیادہ سفر کرتے ہوئے گزر گئے تھے پھر کہیں جا کے دشمن سے مقابلہ کی ٹھیری۔ رستوں کی مشکلات برسات کی وجہ سے بہ مشکل قدم کا اُٹھنا اور پھر توپوں اور سامان باربرداری کا لیجانا یہ ایسی مشکلات تھیں کہ انہیں طے کرنیکے بعد فوج بالکل تھک گئی تھی۔ آخیر خدا خدا کر کے دشمن کی فوجوں کے پرے دکھائی دیئے۔ سلطانی فوج خوش ہوئی کہ اللہ نے مراد دی کہ منزلِ مقصود نظر آنے لگی۔ سلیمان نے ایک دن کا بھی اس تکان اور ماندگی سے آرام نہیں لیا اور فوراً دشمن کے آگے نقّارہ جنگ بجانے کا حکم دیا۔ بہادر مسیحی سپاہ جو بالکل تازہ دم تھی اور بہت عرصہ سے سلیمان کی فوج کے انتظار میں پڑی ہوئی تھی

قانون جس سے عیسائی فوج میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے ٹیکس ادا کرتے تھے منسوخ کر دیا گیا۔ وہ یکی کا قانون یکم جنوری ۱۸۷۹ء سے جاتا ہی رہا تھا۔ ہاں بجائے اس کے نقد ٹیکس لیا جاتا تھا۔ سال رواں میں تو ترکی قانون کے مطابق دہ یکی روسی افواج نے لی تھی کیونکہ انہیں غلہ وغیرہ کی ضرورت تھی اس کے مقابلہ میں روپیہ کی چنداں حاجت نہ تھی۔ ترکی نوٹ بالکل برباد کر دیئے گئے اور حکم دیدیا گیا کہ کوئی ترکی نوٹ کا روپیہ نہ دے۔ روسی کاغذ چلنے لگے شہنشاہ روس نے براہ راست اپنی حکومت مفتوحہ صوبہ پر قایم کر لی اور چھوٹے چھوٹے عہدے بلغاریوں کے لئے چھوڑ دیئے۔ ضلع ماچن واقع ڈبرو ڈشا میں رومینی خاندان آباد ہوگئے تھے لیکن انہیں بلغاریوں نے ستا مارا تھا آخر سب نے واویلا مچایا کہ بلغاری ہمیں کھائے چلے جاتے ہیں ہم کل قسم کے ٹیکس ادا کر چکے ہیں پھر بھی بلغاری کوڑے سے ہماری خبر لیتے ہیں اور ہم سے بیجا ٹیکس مانگتے ہیں۔ یہ وقت تھا کہ رومینی ترکوں کے چلے جانے کا افسوس کرتے تھے اور ہاتھ سے ہاتھ ملتے تھے کہ ہمنے ترکوں کی کیوں مخالفت کی ان کے چلا جانے سے ہم پر یہ بپتا پڑی ہے۔

آگے بڑھی اور اب طرفین کے دلوں کے حوصلے نکلنے شروع ہوئے توپوں کی آوازوں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ میدان جنگ محشر بن گیا چھ روز تک کامل جنگ ہوتی رہی بڑے بڑے بہادر خاک و خوں میں لوٹے اور تمام میدان نے خونی لباس زیب تن کر لیا۔ ترک برابر بڑھے چلے جاتے تھے آخر سینہ بسینہ جنگ ہوئی۔ دست بدست لڑائی بہت جلد ہی جنگ عظیم کا فیصلہ کر دیتی ہے چنانچہ عیسائی لشکر کاٹ ڈالا گیا۔ تلواروں کے منہ پر چورنگ اڑایا گیا اور مسیحی شجاع کھیرے اور ککڑی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے۔ کل بقیۃ السیف فوجیں بھاگیں اور ترکوں نے بجائے چند روز آرام لینے کے اپنی باگیں وانا پائے تخت آسٹریا کی طرف اٹھائیں۔

فرڈیننڈ نے جب دیکھا کہ دشمن بہت قریب آگیا ہے بیس ہزار زبردست فوج قلعہ میں چھوڑ دی اور چاروں طرف سے مورچہ بندی کر لی اور اس کثرت سے سامان خورد نوش جمع کر دیا یہ کہ مدت تک محاصرہ میں فوج کو کافی ہو۔ فصیلوں پر گرگج بنے ہوئے تھے ایک ایک گرگج پر سو سو توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ فرڈیننڈ نے کوئی پہلو تیاری جنگ کا اٹھا نہیں رکھا۔ اور اپنے خطرناک

بلغاری اپنے بھائی رومیوں کو دن دیوے لوٹ رہے تھے اور کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ اس کے بعد روسیہ نے فوجداری کے قوانین کا اجرا کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی میں سات بلغاری ممبر معہ میر مجلس اور تین ترک داخل کئے تاکہ عام طور پر یہ غل مچ جائے کہ روسیہ کے ہاں کس قدر آزادی ہے کہ معاملات انتظامیہ میں مسلمانوں کو بھی شریک کر لیا حالانکہ یہ نری دھوکا دہی اور دغابازی تھی اکیلا چنا بھاڑ کو کب پھوڑ سکتا ہے۔ یہ اور اس جیسی ساری باتیں برائے نام کی جاتی تھیں گیارہ ممبروں کے آگے بیچارے تین مسلمان ممبروں کی کسی صورت سے بھی دال نہ گل سکتی تھی کمیٹی کے ہر جلسہ میں کیا تو مسلمانوں کو اپنی طبیعت کے خلاف ہاں میں ہاں ملانی پڑتی تھی اور اگر کبھی بولتے بھی تھے تو سوائے منہ کے کھانے کے اور انہیں کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔ ایک اور غضب جو ان ممبروں کی جان پر توڑا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ جہاں کوئی مسلمان گرفتار ہو کے آیا اور کمیٹی نے اسے مجرم گردانا اس کی سزا دہی کے لئے ان بیچارے مسلمانوں کو احکام نافذ کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ غرض یہ بھی ایک قسم کی روحانی سزا تھی جو ممبر ہونے کے بعد ان ترکوں کو

دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے انتظار کرنے لگا آخیر ایک دن عثمانی جھنڈا ہوا میں فراٹے بھرتا ہوا نظر پڑا فوراً توپوں کے منہ پر بتی پڑی میدان کارزار گرم ہوا اور طرفین نے اپنے اپنے فنون جنگ اور شجاعت کا نمونہ دکھانے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔

ترک جان توڑ توڑ کے شہر پر حملے کر رہے تھے لیکن ہر بار ہزاروں توپوں کی بھرمار سے انہیں پس پا ہونا پڑتا تھا۔ اب بھی ترکوں کے وہی دم خم باقی تھے اور حملے کرنے کے جوش کی وہی کیفیت تھی فنون جنگ اور شجاعت جہاں تک رستہ دے سکی ترکوں نے ایک مہینہ تک جنگ کی اور کسی پہلو سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس خونریز جنگ میں سلیمان کے چالیس ہزار سپاہی کام آئے اور محصورین کے اکیس ہزار۔

پے در پے کی ناکامیوں سے ترکی فوج میں بغاوت پھیل گئی۔ ادھر سامان خورونوش کی کمی اور پھر شدید موسم کی سختی نے سلیمان کو مجبور کیا کہ وہ محاصرہ اٹھا کے اپنے وطن واپس پھر جائے۔ بڑی بات بغاوت کی تھی اور وہ سلیمان فرو نہ کر سکتا تھا۔ آخیر یہ قرار دیا گیا کہ ۱۴ اکتوبر ۱۵۲۹ء

دیجاتی تھی۔ ۲۳؍جولائی کو دو مسلمان سگے بھائی گرفتار ہو کے آئے اور اُن پر عیسائیوں کے قتل کا جرم ناحق لگایا گیا کل ممبروں نے متفق اللفظ اُن کے لئے سزائے موت تجویز کی پھر مسلمان ممبروں کی باری آئی اُنہوں نے بھی جبراً قہراً یہ کہا کہ مجرم کے لئے کسی قوم اور مذہب کی قید نہیں ہے چونکہ اُنہوں نے جرم کیا ہے اس لئے اُنہیں سزائے موت ملنی چاہئے اگر ایسے موقع پر عیسائی ہوتے تو وہ بھی پھانسی دیئے جاتے چنانچہ فوراً ان دونوں بیگناہ مسلمان بھائیوں کو سزائے موت دی گئی۔ اگر فی الحقیقت یہ لوگ مجرم ہوتے تو انہیں سزا دینا کوئی بات نہ تھی مگر مشکل یہ تھی کہ مسلمانوں سے انتقام لیا جاتا تھا اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے یہی جرم کافی ہوتا تھا کہ وہ مسلمان ہے شہنشاہِ روسیہ بذاتِ خود اس بات پر تُلا ہوا تھا کہ اُن مسلمانوں کو سزائے موت دے جو جولائی ۱۸۷۶ء کے قتل عام میں شریک ہوئے تھے۔ اُس وقت گیلی اور سوکھی سب جل رہی تھیں مسلمانوں کو برباد کرنے کا یہ صرف ایک بہانہ تھا ورنہ جن لوگوں نے بلغاریوں کو قتل کیا تھا بشرطیکہ ایسا قتل عام صحیح بھی ہو اُن میں سے ایک بھی نہ رہا تھا وہ سب چلے گئے تھے یہ صرف تجارت پیشہ

محاصرہ اُٹھا لیا جائے۔ جنگ ہنگیری۔ جنگ وائنا اور شدائدِ سفر۔ امراض اور زخموں سے سلیمان کے قسطنطنیہ پہنچتے پہنچتے اسّی ہزار آدمی کام آچکے تھے۔

محاصرہ اُٹھا دیا گیا اور سلطان نے اپنے پائے تخت کی طرف باگیں اُٹھائیں۔ سفر کی سختی برداشت کرتا ہوا قسطنطنیہ پہنچا۔ کچھ عرصہ کے بعد شہزادہ مالڈیویا حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ کل سلطنت حضور کے قدموں پر نثار کرتا ہوں۔ اپنے ہاتھ سے مجھے تاج پہنائیے میں حضور کا خراجگزار خوشی سے بنا چاہتا ہوں۔

چار سال کے بعد سلطان اور فرڈیننڈ والئے آسٹریا میں صلح ہو گئی۔ عہد نامہ کی یہ شرط تھی کہ سلطنت ہنگیری فرڈیننڈ اور شاہ جان معروف بہ زپولی میں تقسیم کی جائے گی۔ اس طرح یہ خونریز جھگڑا رفع دفع ہوا اور کل لوگ رضامند ہو گئے۔ اِدھر اُدھر کا معاملہ بالکل ٹھنڈا پڑ گیا جب یورپ کی جنگ سے فراغت پائی اور کسی قدر سکون ملا تو اب سلیمان کی نگاہیں ایران پر اُٹھنے لگیں کیونکہ نہ اُس سے نچلا بیٹھا جاتا تھا نہ اُس کی فوج سے اُسے کوئی نہ کوئی شغل چاہئے تھا،

سلمان رہ گئے تھے جنہیں نامرد روسیہ فتح کرنے کے بعد اس اس صورت سے ستا رہا تھا۔ یہ تھا انصاف اور تمدن اس قوم کا جو بنی نوع کی ہمدردی میں شہرۂ آفاق ہی اور جس نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہی محض انسانیت کی حمایت میں تلوار اُٹھائی تھی۔

یہ ابھی تک تحقیق نہ تھا آیا جس صوبہ کو روسیہ نے فتح کیا ہی وہ ہمیشہ تک اُس کے قبضہ میں ہی رہے گا یا نہیں۔ جس وقت محمد علی پاشا یورپ کی ترکی افواج کے سپاہ سالار اور سلیمان پاشا بلقانی ترکی افواج کے جنرل مقرر ہوئے تو ترکوں میں نئی طرح سے جوش پیدا ہو گیا تھا محمد علی پاشا یہ عہدہ قبول ہی نکرتا تھا اس نے صاف لکھ کے بھیج دیا تھا کہ مجھے اس عہدہ سے معذور رکھا جائے لیکن اس پر جبر کیا گیا تو اس نے بادل غمگین اس عہدہ کو قبول کر لیا۔ اور وزیر اعظم کو لکھ کے بھیجا کہ "میں افسوس کے ساتھ آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ شملہ کی فوج کی بابت اُس کی رائے ٹھیک نہ تھی اور ساتھ ہی سپاہ میں بھی وہ ہر دلعزیز گنا جاتا تھا۔ سنہ ۱۸۵۳ء میں جب مکتب حربیہ سے پاس ہو کے نکلا تو محمد علی پاشا کا تقرر عمر پاشا کے عملہ میں لیفٹنٹ کے عہدہ پر

اور وہ بغیر اُس کے آرام نہ پا سکتا تھا۔ سلطان نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران پر حملہ کر دیا اور ایرانی خوب جانتے تھے کہ ایسے ایسے بے آب وگیاہ صحرائے لق ودق رستہ میں پڑتے ہیں کہ ترکی فوجیں ان صحراؤں کو عبور نہ کرسکیں گی ہماری قدرتی محافظت ان صحراؤں سے کافی ہی۔ ایرانیوں کا خیال بہت صحیح تھا۔ ترکی فوجیں ان خشک صحراؤں میں سفر کرتے کرتے تھک گئیں اور سخت پریشان ہو گئیں۔ شاہ ایران نے پہلے پائے تخت کو خالی کر دیا جب ترکی فوجیں وہاں داخل ہو گئیں چونکہ سخت تھکی ہوئی اور بھوکی تھیں شاہ ایران چاروں طرف سے حملہ آور ہوا بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی اخیر ترکوں کو پیچھے ہٹنا پڑا سلیمان نے پھر اپنی پراگندہ فوجوں کو جمع کر کے کئی کئی بار حملے کئے لیکن ہر حملہ میں ناکامی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کامل بیس سال تک جنگ رہی اور اس عرصہ میں آرمینیا۔ عراق۔ عرب۔ سہ شہروان۔ موصل اور بغداد کے ایرانیوں کے قبضہ سے نکل کے ترکوں کے قبضہ میں آگئے جو ابھی تک اُن ہی کے پاس ہیں۔

کیا خدا کی شان ہی کہ ادہر ایشیا میں سلطان شہروں پر شہر اور صوبوں پر صوبے فتح کر رہا تھا۔

ہوا تھا اور آغاز جنگ میں ماتحتی کی حالت میں بہت عمدہ عمدہ کام وہ کر چکا تھا چونکہ وہ یورپ کی کل زبانیں جانتا تھا اس لئے اس نے ترکی گورنمنٹ اور اپنے اعلیٰ افسروں کی بڑی خدمات انجام دیں۔ جنگ ڈینیوب اور کریمیا میں بہت بڑا نام پا چکا تھا ۱۸۶۸ء میں میجر جنرل کے عہدہ پر پہنچ گیا اس وقت اس کی عمر ۳۹ سال کی تھی۔ علی پاشا اپنے مُربّی کے فوت ہونے پر محمد علی فیلڈ مارشل کے عہدہ پر کر دیا گیا۔ ۱۸۷۸ء کے آغاز میں ترقی پا کے اخیر تمام یورپی افواج کا سپاہ سالار بنا دیا گیا اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں وہ آنیوالی جنگ کے مقابلہ میں بے حقیقت معلوم ہوتی تھیں۔ جنگ کا زور اب آگے بڑھنے والا تھا اور روسیوں کو بھی معلوم ہونے کو تھا کہ ترکی کیا چیز ہے اور آیا ترک مثل خرگوشوں کے اُن کے آگے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں یا اب وہ اُن ہی خرگوشوں کے ہاتھوں کُتّے کی موت مارے جائیں گے اور فتح بڑی گراں قیمت سے خریدنی پڑے گی۔ طرفین نے بڑی خونریز جنگ لڑنے کے لئے فوجوں کو جمع کیا۔ ہر طرف لشکر کے دل بادل چھا گئے اور قواعد کے بگلوں نے میدان کارزار کو سر پر اُٹھا لیا۔ روسی امداد برابر چلی آتی تھی رومینیا کا دوسرا ڈیویژن فوج ڈینیوب سے پار ہو کے

11

اور ادھر افریقہ میں سلیمان کے عاقل اور زبردست بحری افسر بڑے بڑے شہر فتح کر رہے تھے جب افریقہ کی فتوحات کی خبریں پہنچیں تو سلطان کو کچھ اچنبھا سا ہو گیا کہ اتنی جلدی میرے افسروں نے اتنے بڑے ملک کو زیر و زبر کر ڈالا۔

بحر متوسط اور بحر احمر کے سواحل کے کل بندر اور بحر ہند میں دُور تک اکثر جزیرے سلطانی باجگزار بنا دیئے گئے۔ سلطان کے کل افسروں میں سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ تجربہ کار ایک افسر تھا جو باربروسہ کے نام سے مشہور تھا۔ سلیم اور بایزید کی حکومت میں باربروسہ اپنے بھائی کے ساتھ عموماً بحری قزاقی کیا کرتا تھا۔

یہ دونوں بھائی نہایت جری اور قابل تھے اُنہوں نے اسپین اور اطالیہ کے سواحل پر تاخت و تاراج کرتے کرتے الجزائر پر قبضہ کر لیا تھا۔ باربروسہ کے بھائی اردوش نے یہاں اپنی حکومت قائم کر لی اور اب وہ بمنزلہ ایک حکمراں کے گنا جاتا تھا۔

جب ان دونوں بھائیوں کے یہ کارنامے اور اولوالعزمی کے حالات سلطان کے کان تک پہنچے تو یکا یک

نکوپولس پہنچ گیا تھا۔ سرویا جو ابھی تک خاموش تھی یکایک نئے جھاڑ کے ترکوں کے مقابلہ کیلئے آمادہ پرخاش ہوگئی تھی اور بغیر بڑے پس و پیش کے بعد وہ اپنی کل فوجوں سے میدانِ جنگ میں ترکوں کے مقابل ٹوٹ آئی تھی۔ مدوبینیا کے دوسرے ڈیوبتران روانہ کرنے سے آسٹریا چونکا اگرچہ اُس لئے ڈینیوب سے پار ہوتے وقت کوئی اعتراض نہ کیا تھا پھر بھی اس خیال سے مبادا اس خطرناک جنگ کی آگ بڑھتے بڑھتے میری سرحدات کو نہ جلادے فوجوں کی تیاری کا حکم دیا اور ایک بڑی تعداد فوج کی سرحدات پر بھیج دی اور تمام جنگی حلقوں میں تیاری جنگ کے احکام صادر ہوگئے۔ چاروں طرف فوجوں کی نقل و حرکت نے ایک نیا انتشار آسٹریا میں پیدا کر دیا۔ اگرچہ روسیوں نے بذریعہ تحریری معاہدہ کے آسٹریا سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ روسی فوجیں اُدھر کا رُخ نہیں کرینگی اور اختتام جنگ پر فتوحات میں سے کچھ آپ کے بھی نذر کیا جائے گا مگر معاملات سیاسی بعض اوقات معاہدوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ دنیا میں کسی قوم نے بغیر تلوار کے کسی معاہدے کی شرط پر عمل نہیں کیا تلوار ضامن ہے امن کی تلوار ضامن ہے راست گفتاری اور وفاداری کی اگر ایک قوم تلوار کو ہاتھ سے

سلیمان کی مہربانی کی توجہ ان کی طرف مائل ہوئی۔ سلطان نے باربروسہ کو کپتان پاشا یا جہازوں کے جنگی بیڑے کا کمان افسر مقرر کیا۔ جب باربروسہ کو ایسا اعلیٰ درجہ کا عہدہ ملگیا تو اب اور بھی اسکی قابلیتوں نے نمایاں ترقی کرنی شروع کی۔ چونکہ یہ صرف بحری قزاق تھا اس لئے جنگ کے عام معاملات کا اسے تجربہ نہیں تھا سلطان ایسے سنگین معاملات میں بذاتِ خود مشورہ دیتا تھا۔ اور تمام بحری یا بری جنگی امور میں ہمیشہ اس کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔ دوریا امیر بحر جو ابھی تک سمندروں میں تاخت و تاراج کر رہا تھا باربروسہ سے مقابل ہوا بڑی بھاری بحری جنگ ہوئی باربروسہ نے اس کے جہازوں کو توڑ ڈالا اور اُسے نقصان کثیر کے ساتھ بھگا دیا۔ اس نمایاں فتح پر قانع نہ ہوکر بربروسہ آگے بڑھتا چلا گیا اور جینوزی کے تمام سواحل کو برباد کر دیا اور تلوار اور آگ سے اپنی فتح کی تکمیل کی۔

پھر یہ بہادر ترکی امیر بحر اٹالیہ کے ساحل پر حملہ آور ہوا کلیبریا میں متعدد شہروں کو فتح کر لیا اور نیپلز میں اپنے رعب سے زلزلہ ڈالدیا خود روما الکبریٰ بھی ان ترکی فتوحات سے کانپ

ڈھیلا پکڑے ہوئے ہی تو نہ اس کی کچھ عزت ہی اور نہ ان معاہدوں کی کوئی وقعت ہی جو اس سے کیے گئے ہیں۔ آسٹریا روسیہ کی حکمت عملی کو خوب جانتا تھا وہ رومینی ڈیویژن کے عبور ڈینیوب سے اس لئے چونک پڑا کہ روسیہ کا تو کوئی اعتبار نہیں ہی اور اس وقت اس کا ہتھا چڑھا ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ دوستی کا دم بھرتے بھرتے سرحدات آسٹریا کو زیر و زبر کر ڈالے۔ بیچارے نے اپنی بساط کے موافق فوجوں کے دلبادل سرحدات پر پاٹ دیئے کہ اگر رومینی فوجیں روسیہ کے اشارہ سے ادھر کا رخ کریں تو ان کی نہایت سرگرمی سے دعوت کی جائے۔

وائنا کے جلسہ وزرا نے صاف طور پر یہ بیان کر دیا تھا کہ ڈینیوب کی کل ریاستیں بجائے خود محض ذلیل اور بے حقیقت ہیں ہم ان کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں مگر یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ بغیر روسی سرپرستی کے وہ کان نہیں ہلا سکتیں اور جو کچھ جوش و خروش دکھایا جا رہا ہی محض روسیہ کے اشارہ سے۔

وائنا کی گورنمنٹ بالکل آمادہ تھی کہ اگر بوسینا کو روسیہ رومینیا کے ساتھ ملحق کر دے گا تو قطعی اعتراض کیا جائے گا اور یہ اعتراض جب تک انفراق نہ ہو جائے گا قایم رہے گا۔

اٹھا تھا۔ یکایک اس نے افریقہ کا رخ کیا اور بہت جلد ٹیونس کو فتح کر کے ترکی عملداری میں شامل کر دیا۔ چارلس پنجم جو عثمانی فتوحات کو حاسدانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ یورپ کے جنوبی ساحل کی آفت ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔ تمام مسیحی شاہوں سے اس نے ترکوں کے خلاف اتفاق کر لیا اور سنہ ۱۵۳۵ء میں جہازوں کے کثیر تعداد بیڑے کا امیر بحر بنکر ساحل افریقہ کی طرف روانہ ہوا ٹیونس میں پہنچکر شہنشاہ نے قلعہ کولیتا کو خلاصی دلوائی اور اپنی فوجوں کو خشکی میں اتار کر باربروسہ کے لشکر سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے قدم بڑھایا۔ باربروسہ بڑی لڑائی میں زیادہ تجربہ کار نہ تھا شہنشاہ چارلس نے اسے سخت شکست دی اور ٹیونس میں داخل ہو گیا باشندوں کو اس دردناک بیرحمی سے قتل کیا جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

پھر چارلس نے الجیریہ کی طرف رخ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا لیکن یہاں اس کی بہادر فوج موسم کی شکار ہو گئی اور اس کے چالیس جہاز بربری ساحل کے طوفان میں آکے بیکار ہو گئے ناچار محاصرہ اٹھا لیا اور اپنی فوجوں کو کارآمد جہازوں میں بٹھا کے پایہ تخت کی طرف روانہ کیا۔

ہنگیری میں عام طور پر روسیہ کے خلاف جوش پھیل رہا تھا اور کل ہنگیرین آمادہ تھے کہ دولت علیہ عثمانیہ کو برباد ہونے سے بچائیں۔ پورے دو سو ہنگیری شہروں میں ترکوں کی تائید میں پرجوش جلسے ہوئے جیرف مقام کروٹیا میں جہاں روسی نسل کے لوگ آباد ہیں ترکوں کے خلاف ایک جلسہ ہوا اس میں بارہ سو آدمی شریک تھے ۵ راگست بمقام اگرام اس کا انعقاد ہوا اور بڑے بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ مشرقی یورپ میں عیسائیوں کی مصیبت کا جبتک خاتمہ نہ ہوگا کہ ترک صفحۂ ہستی سے نہ مٹادیئے جائیں کم سے کم یہ تو ضرور ہونا چاہئیے کہ یورپ سے ترکوں کو بالکل خارج کردیا جائے اور اگر ترکی یورپ سے خارج نہ ہوئے تو ظلم کا سلسلہ کبھی موقوف ہونے والا نہیں یہ جلسہ اُن قوموں سے دلی ہمدردی کرتا ہے جو اپنی آزادی کے لئے لڑ رہی ہیں اور اسی طرح روسیہ آسٹریا ہنگیری کے دوست سے ہمدردی رکھتا ہے اخیر میں جلسہ آسٹریا و ہنگیری سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ترکی کو ہرگز امداد نہ دے لیکن خلاف اس کے فوراً بوسینا اور ہرزیگوینا پر قبضہ کرلے۔

آسٹریا میں اس وقت دو قومیں تھیں ایک روسیہ کی ہمدردی کا غل مچا رہی تھی اور دوسری ترکوں کی

سلیمان نے اپنی تمام بحری فوج کو جو باربروسہ کے ماتحت تھی جمع کرکے وینس کی جمہوری سلطنت کی طرف باگیں اٹھائیں آرکیپیلیگو کو زیروزبر کرکے بہت سے جزائر پر قبضہ کرلیا۔ یہاں اسپینی اطالیہ اور وینس کے مشترکہ بیڑے سے سلیمان کا مقابلہ ہوا۔ مقام پریویسہ پر بڑی بھاری لڑائی ہوئی سلیمان اپنے جہازوں کی کمان کر رہا تھا تینوں سلطنتوں کے مشترکہ بیڑوں کو پارہ پارہ کردیا اور وینشین ریپبلک کو مجبور کیا گیا کہ وہ صلح کے لئے درخواست کرے۔

عبنز یا پوم الفتح شاہ ہنگیری کا انتقال ہوگیا۔ ایک سال کی عمر کا ایک بچہ شاہ ہنگیری نے چھوڑا جو اپنی ماں ازابیلا کی سرپرستی میں پرورش پا رہا تھا شاہ آسٹریا نے جب میدان خالی پایا تو ہنگیری فتح کرنے کے لئے مقام بوڈا پر کثیر تعداد فوج کے ساتھ بڑھا بلغراد کے پاشا نے شہنشاہ آسٹریا کی کل فوجوں کو کاٹ ڈالا اور آسانی سے اس شہر پر قبضہ کرلیا۔

سلطان نے اس شیرخوار بچے کو اپنی سرپرستی میں لیلیا اور برائے نام ترانسلوینیا کا گورنر نامزد کردیا جہاں وہ اپنی ماں کے ساتھ چند روز تک سکونت پذیر رہا۔ فرڈیننڈ نے نہایت متوحش نظروں سے

ہمدردی کا راگ گا رہی تھی مگر سلطنت کے فیصلہ پر اس غل و شور کا اثر کچھ نہ پڑ سکتا تھا رازدارانہ معاملات سیاسی کو جوشیلے عوام نہیں سمجھ سکتے۔ آسٹریا کو نہ صرف روسیہ بلکہ یورپ کی طرف سے اطمینان دیدیا گیا تھا کہ تجھے خوف نہ کرنا چاہئے کچھ نہ کچھ تجھے ضرور ہی اس خاموشی کا صلہ مل جائیگا۔ اور پھر دوران جنگ میں بھی دول یورپ کی طرف سے برابر اُسے اطمینان دیا جارہا تھا۔ آسٹریا کا مضمون سگ برادر شغال کا تھا یا چور کا بھائی گِٹھ کٹ بھلا وہ ترکی کو اپنے سچی دوست روسیہ کے خلاف کیوں امداد دینے لگا تھا۔ صرف اُسے اپنی ٹوپی سنبھالنی تھی وہ اسکو بہت ہوشیاری سے سنبھالے ہوئے تھا اس وقت زار کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی وہ جوش اور نشہ فتح کا خمار جو پہلے پہل اُن کی آنکھوں میں پیدا ہوا تھا اب کافور ہو گیا تھا عثمان پاشا نے زار کی آنکھوں کو کھول دیا تھا اور اب وہ اپنی قسمت کو پلٹا ہوا دیکھ دیکھ رو رہا تھا۔ زار سمجھ گئے تھے کہ ترک ٹھنڈے پیٹوں ملک دینے والے نہیں ہیں ۔ ابھی بہت سی کٹھن راہیں طے کرنی ہیں اور ابھی ایڑی چوٹی کا زور لگانا باقی ہے۔

دیکھا کہ ہنگیری کا سب سے بہتر حصّہ اس وقت ترکوں کے قبضہ میں ہے ۔ اس خیال سے کہ ترکوں کے پنجہ سے چھڑالوں ایک کثیر تعداد فوج جمع کی آندھی اور مینہ کی طرح ترکوں پر گر پڑا۔ ترکی فوج مقابلہ میں آئی اور مسیحی شہنشاہ کو حوصلہ دینے کے لئے توپوں سے تلواروں تک نوبت آگئی آخر بیچارہ مسیحی شہنشاہ اپنے حوصلوں کو میدان جنگ کی نذر کر گئے اور اپنی تمام بہادر فوج کے خون سے کارزار کی زمین سینچ کے بھاگ کھڑا ہوا۔

اسی اثناء میں فرانسیس اول شاہ فرانس نے سلیمان کی خدمت میں اپنا ایلچی بھیجا اور التجا کی کہ حضور چارلس پنجم کے مقابلہ میں مدد دیں ۔ ایک بڑی لجاجت آمیز عرضی شاہ فرانس نے اپنے ہاتھ سے سلیمان کی خدمت میں لکھی جس کا یہ مضمون تھا کہ اگر حضور اپنی سرپرستی کا ہاتھ مجھ پر رکھ دیں گے تو میری نجات ہو جائے گی ۔ اس کا جواب سلیمان اعظم کی طرف سے یہ گیا کہ اے شاہ فرانس تیری عرضی حضور عالی جاہ کی نظر فیض اثر سے گذری اور تیری عرضی اس مقام پر ڈالدی گئی جہاں اکثر داد خواہوں کی عرضیاں پڑی رہتی ہیں تو اپنے صعب ترین دشمن سے پریشان نہ ہو حضور

ب جنرل گرڈنر متعدد بار پلونا پر عثمان پاشا سے بیغزلی کی شکستیں کھا چکا تو زار نے سٹ پیٹا کے شہزادہ چاہفسکی ااکور کے کمان افسر کو لکھا کہ دو انفنٹری بریگیڈ عثمان بازار میں چھوڑ کے سیدھا پلونا کی طرف بڑھ اور ہرگز دیر نہ کیجو مبادا ساری کری کرائی محنت مٹ جائے۔ چوتھی کور کے تیرہویں ڈیویژن کو بھی ایسے ہی تعجیلی احکام پہنچے۔ ایک دن میں تیرہ میل روسی فوجیں چلتی تھیں۔ اخیر ان ٹڈی دل روسی فوجوں کے پرے ۲۸ جولائی شام کے وقت ایک گاؤں میں آ پہنچے جو پلونا سے جانب شرق بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ شہزادہ چاہفسکی ان کل فوجوں کی کمان کر رہا تھا اس نے شب کو جاسوس روانہ کیے تاکہ ترکی فوج اور مورچوں کا رنگ دیکھیں ان جاسوسوں نے جا کے خبریں لگائیں اور یہ بات دریافت کی کہ عثمان پاشا پلونا پر ۳۵ سے ۴۰ ہزار فوج کے ساتھ مورچہ بند ہیں۔ صوفیہ سے اُس کی امداد چلی آ رہی ہے اور اس نے چند ضروری قصبوں پر قبضہ کر لیا ہے اس کا ایک بازوئے فوج پلونا کے مغرب میں دریائے وِدّ پر مقیم ہے بڑے بڑے زبردست مورچے باندھ لئے ہیں اور ترک اخیر دم تک جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہیں

۱۴

عالی جاہ تیری مدد کریں گے۔ شاہ فرانس نے یہ بھی لکھا تھا کہ حضور کا بیڑۂ جہازات اگر سواحل فرانس پر آئیگا تو اُس کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔

فرانس کی طرف سے ونیٹن سے بھی درخواست کی گئی تھی کہ تو بھی ہمارے ساتھ ہو کے آسٹریا کو زیروزبر کر ڈال مگر اُس نے یہ جواب دیا کہ بس مجھ پر مہربانی کیجے میں خواہ مخواہ ایک جدید جنگ میں پھنس کے اپنے کو برباد کرنا نہیں چاہتا۔ شکست ہوئی تو نقصان عظیم ہے اور اگر فتح ہوئی تو میرا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ چونکہ سلطان نے فرانس کو مدد دینے کا حتمی وعدہ کر لیا تھا اس لئے سنہ ۱۵۱۳ء میں ترکی بیڑہ جہازات کپتان پاشا باربروسہ کی ماتحتی میں روانہ ہوا۔

یہ خطرناک ترکی امیر البحر اپنے کل بیڑے کے ساتھ ساحل مسینا پر نمودار ہوا۔ ریگیو کو فتح کر لیا۔ آسٹریا کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ اور پھر نئے سرے سے روتہ الکبریٰ میں زلزلہ ڈالدیا۔ پوپ معصوم نے ہزارہا آدمیوں کے مجمع میں فرانسیس والئے فرانس کو جس نے کافروں یعنی ترکوں سے مدد طلب کی تھی ہزارہا صلواتیں سنائیں بڑی لعنت ملامت کی۔ گالیاں دیں اور لعنتی کہا۔

یہ خبریں پاکے روسی فوجوں کی چاروں طرف سے جانب پلونا نقل وحرکت شروع ہوئی اور عام طور پر یہ خیال تھا کہ محض ایک حملہ عثمان پاشا کو پلونا سے بے دخل کردے گا۔

۲۸ رجولائی کی شب کو نوجوان جنرل اسکوبلوف شہزادہ کی فوجوں کے ساتھ شامل ہوگیا۔ نوجوان جنرل آفت کا پرکالہ تھا اور روسی اسے طوفان اور بجلی کہکے پکارتے تھے جہاں کہیں خطرناک جنگ ہوتی تھی اسکوبلوف کا وہاں ہونا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ تمام کوہ قافی برگیڈوں کی کمان کررہا تھا۔ جو فوج روسیہ میں زیادہ نامور ہوا ہے ان کا مقولہ ہے کہ اس سے زیادہ خطرناک فوج دنیا میں نہیں نکل سکتی۔

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے اسکوبلوف کے خال وخط کا نقشہ یہ کھینچا ہے ''لمبا قد۔ خوبصورت سڈول جسم۔ روشن گردش لناں آنکھیں۔ صورت پر انتہا درجہ پھرتی اور تیزی ہر شخص اسکوبلوف کو دیکھتے ہی یہ کہدیگا کہ یہ شخص غضب کا پتلا ہے اس کی عمر کل ۳۳ سال کی تھی اور اس سے کم عمر کا ایک سپاہ سالار بھی روسیہ کی فوجوں میں نہ تھا۔ کوہ قند کی جنگ میں بہت بڑا نام پیدا

ترکی جنگی بیڑہ شکستی کو زیر وزبر کرتا ہوا مارسلز پہنچا اور یہاں فرانسیسی بیڑہ جہازات سے آکے ملگیا۔ دونوں بیڑوں نے نائیس کا محاصرہ کرلیا جو ڈیوک آف سیوائے کا ملک تھا چونکہ یہ شہنشاہ آسٹریا کا دوست تھا اس لئے سب سے پہلے اسی کی خبر لینی مناسب سمجھی گئی۔ ایک سنگین محاصرہ کے بعد قتل وغارت سے بچنے کے لئے نائیس نے چند شرطوں پر اطاعت قبول کی لیکن ترکوں نے قبضہ کرنیکے بعد شہر کو لوٹ لیا اور تمام مال ومتاع لیکے قسطنطنیہ چلدیئے۔

ان فتوحات کے زمانہ میں یکایک سلیمان پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا یعنی اس کا چہیتا بیٹا جو سب بیٹوں میں زیادہ عزیز تھا راہگیر عالم بقا ہوا۔ اپنے مرحوم بیٹے کی یادگار میں سلطان نے بڑی مسجد کئی مدرسے اور شفاخانے تعمیر کئے۔ ابھی اس جانگزا غم سے سر نہ اٹھایا تھا کہ کپتان پاشا باربروسہ کا ۱۵۴۷ء میں انتقال ہوگیا جسکے نام سے تمام بحیرہ روم کانپا کرتا تھا اس کی زندگی کے آخری دنوں میں جب اسے کسی ملک پر حملہ کرنے کا اتفاق نہ ہوتا تھا تو وہ سلیمان کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ سلیمان اپنے بوڑھے کپتان کے مشوروں کا بڑا لحاظ کرتا تھا۔ جو شان اور عظمت

کرچکا تھا اسی نوجوان افسر کی دلیری اور اولوالعزمی سے صوبہ کوہ قند فتح ہوا تھا گر اس کے اہل ملک اسے پُر خوف نظروں سے دیکھتے تھے کیونکہ جب وہ حملہ آور ہوتا تھا نہ اپنی جان کی پرواکرتا تھا اور نہ اپنی فوج کی دلاوری سے بڑی فوج میں بے ڈھڑک دلیری سے گھسا چلا جاتا تھا اور اُسے مطلق پروانہ ہوتی تھی۔ اپنی اسی بے نظیر شجاعت کی وجہ سے وسط ایشیا میں اسے نمایاں فتح ہوچکی تھی اور میدانِ کارزار میں اسکوبلوف کا نام رستم و اسفندیار کا کام کرتا تھا۔ اس بہادر سپاہ سالار کو حکم ملا تھا کہ لوفچیا پر باگیں اُٹھائے۔ ۱۹ کی صبح کو یکایک تمام روسی لشکرگاہ میں نقل و حرکت شروع ہوگئی اور روسی خونخوار سپاہ پلونا کی طرف باگیں اُٹھا کے روانہ ہوئی۔ مقام گرلویکا تک دشمن کا پتہ نہ لگا لیکن لوفچیا کی سیدھ میں جانب جنوب توپوں کی گرج مسموع ہونے لگی۔ روسی شہزادہ نے مصلحتاً مقابل میں ایک پیادہ برگیڈ نصب کرکے رستہ ہی میں مقام پوراوم پر قیام کیا۔ روسی سپاہ سالار نے یہ عزم بالجزم کرلیا کہ یہاں سے براہ راست پلونا پر حملہ کیا جائے اور رسالہ کے برگیڈ سے دو طرف سے بھیج کے ترکوں کو پیس ڈالا جائے

ترکی سلطنت کی سلیمان اعظم کے زمانہ میں بڑھی اور جس جبروت سے اُس نے حکمرانی کی ہے اس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ افسوس ہے کہ اخیر میں سلیمان کے دل کو بیٹے اور کپتان پاشا کے غموں نے مسوس لیا تھا۔ اس کی شکستہ خاطری نے فتوحات کی لمبی دوڑ کو آگے نہ بڑھنے دیا اور کچھ ایسی مایوسی چھائی کہ ہمیشہ کے لئے جنگ و جدل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ چارلس پنجم اور فرڈیننڈ سے اس نے ایک معاہدہ کیا اور کئی سال تک بالکل گوشہ نشینی اختیار کی۔

فرڈی ننڈ شاہ روما نے شاہزادی اسابیلا کو اُبھارا کہ مجھے ٹرانسلوینیا دیدے اور سینٹ سٹیپ ہنڈ کا واجب الاحترام تاج میرے سر پر رکھ دے سلیمان اگرچہ بالکل شکستہ خاطر تھا اور اپنی طرف سے جنگ کرنا نہ چاہتا تھا لیکن پھر بھی فرڈی ننڈ کی یہ کبر و نخوت دیکھ کے ناچار فوج کو روانہ کیا اخیر تمام ہنگری کو مطیع کرلیا گیا اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ ترکوں سے دوبدو ہوکر میدانِ کارزار میں لڑتا۔

باربروسہ کی جگہ اس کا شاگرد ڈراگٹ نامی مقرر ہوا سلیمان نے ہمت سے آگے بڑھنے کا حکم دیا یہ

پورادم پلونا سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ روسی فوج ہراول کی دشمن سے مقامات ریدیسودا تیوسیپنا۔ بوگات اور سلاطینہ پر مقابلہ کی ٹھیر گئی تھی۔ نوجوان اسکوبلوف شب کو لوفچیا پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا تھا لیکن جب اُسے یہ خبر لگی کہ یہاں پانچ بٹالن ترکی پیادہ فوج کی مقیم ہیں اور قریب کے رستوں میں سرکیشن اور باشی بزوق پڑے ہوئے ہیں واپس چلا آیا۔ یہ بھی سنا گیا کہ ترکی فوجوں کی برابر امداد آ رہی ہے تو بھی روسی سپاہ سالاروں نے یہ سمجھ لیا کہ پلونا کو قبضہ میں کر لینا بہت ہی ضروری ہے۔ ۱۸ تاریخ تک پلونا پر انقطاعی جنگ کرنے اور فتح کر لینے کی دھوم دہام سے تیاری ہونے لگی۔ اس تاریخ سہ پہر کو ایک جنگی کونسل پورادم میں کی گئی۔ بیرن کرودنر۔ شاخیفسکی اور بڑے بڑے فوجی افسر موجود تھے۔ بڑے طولانی مشورہ کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ کل پانچ بجے صبح کل فوج کے ساتھ پلونا پر حملہ بولدیا جائے۔ شہزادہ کثیر تعداد فوج ساتھ لیکے چار ہی بجے سے آگے روانہ ہو گیا اور گرانڈ ڈیوک نکولس کے ایڈیکانگ مختلف سمتوں میں فوجوں کے ساتھ روانہ کر دیئے گئے۔ تاکہ جنگ کے متعلق کل خبریں ٹرنودا بھیجتے رہیں۔

۱۱

نوجوان ترکی امیر بحر اطالیہ سسلی اور اسپین کے سواحل کو ہڑپ کرتا ہوا طرابلس میں جا دھمکا اور شہر کا محاصرہ کر لیا اور کچھ جہاز لیکر مالٹا کی طرف بڑھا یہاں بیت المقدس کے نائٹس حکومت کرتے تھے۔ جنہوں نے روڈس کے بچانے میں اپنی شجاعت کی بانگی دکھادی تھی۔ جب اِن لوگوں نے یہ دیکھا کہ مالٹا پر عنقریب ترکوں کا قبضہ ہو جائے گا تو یہ جھوٹی خبر اُڑادی کہ ہماری مدد کو ایک بہت بڑا بیڑہ جہازات آ رہا ہے ڈراگٹ چونکہ پورا تجربہ کار تھا اس خبر سے گھبرا گیا اور سیدھا طرابلس کو روانہ ہوا یہاں بھی اس نوجوان امیر بحر کو کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے نائٹس اوف سینٹ جان سے جو شہنشاہ چارلس پنجم کی فوجوں کے ساتھ ہو کے بڑی دلیری سے جنگ مدافعت لڑ رہے تھے باربروسہ کے شاگرد کو ہر حملہ میں پسپا ہونا پڑا اور اخیر مجبوراً محاصرہ اُٹھا کر چلا آیا۔

سلیمان کی حرم سرا میں خورم نامی ایک نہایت خوبصورت روسی لڑکی تھی اس نے اپنے بلاخیز حُسن سے سلیمان کا دل اپنی مٹھی میں کر لیا اور اخیر میں اس نے کوشش کی تھی کہ سلیمان مجھ سے شادی کر لے۔ مصطفےٰ سلیمان کا بڑا بیٹا اس شادی کی تحریک سے چونکا اُس کا خیال صحیح تھا کہ اگر یہ روسی لڑکی میرے

عجیب وغریب تیزی اور اولوالعزمی سے جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔ روسیوں نے اپنی موروثی جنگجوئی اور چستی کو اس تیاری پر تمام کردیا تھا۔ روسی سپاہی کا بچہ بچہ بڑے جوش اور اُمنگ کے ساتھ آگے بڑھنے اور عثمان پاشا کو پلونا سے بے دخل کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا اور ہر روسی سپاہی کو یہ یقین تھا کہ جس طرح ہم کامیابی پر کامیابی حاصل کرتے چلے آئے ہیں اسی طرح پلونا پر بھی ہمیں فوری کامیابی ہو جائے گی۔ اتفاق سے شب کو بڑی شدید بارش ہو گئی اس کے علاوہ اور بھی اسباب ایسے پیدا ہو گئے جن سے لشکر کی روانگی میں کسی قدر دیر ہو گئی۔ چار بجے گجردم روانگی کے احکام جاری ہو چکے تھے مگر دو گھنٹے کے بعد فوجیں روانہ ہوئیں۔ روسی پیادہ فوج کی تعداد تیس ہزار تھی۔ ایک سو ساٹھ میدانی توپیں اور تین برگیڈ رسالہ کے۔ جانب راست بیرن کرُوڈنر کمان کر رہا تھا اور جانب چپ شاہسکی اور ایک برگیڈ بطور فوج محفوظ کے پلی سٹ میں مقیم تھا روسی نقشہ جنگ یہ تھا کہ ترکی بازوئے چپ پر بیرن کرُوڈنر حملہ کرے اور شاہسکی جانب راست پر حملہ آور ہو۔ ان دونوں عظیم سپاہ سالاروں کو حکم دیدیا گیا تھا کہ تم بجائے خود مختار ہو اور اپنی رائے سے جنگ کے متعلق ہر کام

باپ کے بعد حکومت میں آگئی تو یہ سلطانہ بن جائے گی اور تمام امور پر اسی کا اقتدار تسلیم کیا جائے گا اس وقت سلیمان اپنے اندرونی معاملات میں بہت ہی رجوع تھا اور اُسے جدید فتوحات کے حاصل کرنے کا مطلق خیال نہ رہا تھا۔ سلیمان کے چار بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے بیٹے کا نام مصطفےٰ تھا تمام فوج اور رعایا اُس پر کلی بھروسہ کرتی تھی اور وزرا اور اُمرا کی خواہش تھی کہ مصطفےٰ تخت نشین کیا جاوے۔

خُرّم کی جادو بھری نظروں نے سلیمان کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور اخیر سلیمان نے اُس سے شادی کرلی۔ اُس کے بطن سے تین بیٹے ہوئے سلیم۔ بایزید۔ اور جہانگیر لیکن سلیمان اپنے بڑے بیٹے مصطفےٰ ہی سے زیادہ محبت کرتا تھا اس لئے کہ بڑے بڑے اہم معاملات میں مصطفےٰ کی اعلیٰ تدبیر اور شجاعت اور روشن ضمیری کا پے در پے ثبوت مل چکا تھا بڑی بڑی خونریز جنگوں میں اس نے اپنے باپ کو کارنمایاں دکھلائے تھے اور ثابت کردیا تھا کہ باپ کی جانشینی کے واسطے مصطفےٰ ہی زیادہ موزوں ہے۔ عظیم الشان فتوحات اُس کی تلوار پر نثار ہو چکی تھیں اور اس کی شجاعت کی دھاک یورپ کے

انجام دے سکتے ہو۔ ترک بھی اتنی تیاری سے غافل نہ تھے اور انہوں نے بھی اچھی طرح مورچہ بندی کر لی تھی۔ صبح زیادہ صاف اور روشن نہ تھی لیکن روسی سپاہیوں میں جنگ کا جوش بھرا ہوا تھا اور اُن کی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں۔ روسی رسالہ کا بریگیڈ حملہ میں آگے آگے تھا۔ اسکوبوف اپنی کوہ قافی فوجوں کے ساتھ توپخانے رسّہ کی نگرانی کر رہا تھا۔ سکرف دو گیوری رجمنٹوں کے ساتھ کرودنر کی جانب راست کی نگرانی کرتا تھا۔ شاخسکی کا کالم راست پیلسٹ پر پڑا ہے یہ مقام پلونا سے صرف چار میل کے فاصلہ پر ہے اور کالم چپ مقام ریڈیسوا پر پڑا جو جانب جنوب پلونا سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ ساڑھے نو بجے آغاز جنگ ہوئی کرودنر نے توپوں پر بتی دینے کا حکم دیا فوراً توپوں کی گرج مسموع ہونے لگی اور گولے مقام گریویکا پر پڑنے لگے۔ ترک روسی توپوں کا جواب آہستہ آہستہ دے رہے تھے۔ پلونا ایک پہاڑی کے دامن میں واقع ہے جو جنوب اور شمال کی طرف چلی گئی ہے۔ ہر مقام سے زمین ٹوٹی ہوئی ہے ترکوں نے جگہ جگہ پر مورچے بنا لئے تھے۔

کرودنر کی امداد کو شاخسکی آ گیا اور اب دونوں فوجوں نے ملکے بہت جوش سے گریویکا پر حملہ کیا۔

جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا سپہ سالار تھا اور فوج کو اس عمدہ طور پر لڑاتا تھا کہ اُس کے فنونِ جنگ کی مہارت دشمن کے دلوں پر رعب بٹھا دیتی تھی۔

اس محبت کو جو سلیمان اپنے بیٹے مصطفےٰ سے کرتا تھا۔ خرّم یعنی روسی شاہزادی سے نہایت حاسدانہ نظروں سے دیکھتی تھی وہ اس کوشش میں جان لڑا رہی تھی کہ کسی طرح سلیمان اپنے بیٹے سے پھر جائے۔ اُس نے سب سے پہلے رستم وزیر اعظم ترکی کو گانٹھا اور سلیمان سے کہا کہ تمہارا بیٹا چاہتا ہے کہ تمہیں زہر دیدے اور آپ خود مختار بن جائے اس لئے شاہ فارس سے ساز باز کر رہا ہے۔ اور وہ تمہیں تخت سے اُتارنا چاہتا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ سلیمان ایران سے دوسری جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔ سنتے سنتے اُسے اس بات کا خیال پیدا ہونے لگا کہ مبادا مصطفےٰ مجھے زہر نہ دیدے کیونکہ یہ بھی اُس کے کان میں پڑ چکا تھا کہ شاہ ایران سے مصطفےٰ ساز باز رکھتا ہے اور ایران پر چڑھائی کا حکم ہو چکا تھا اس لئے یہ مناسب سمجھا کہ مصطفےٰ کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔

شہزادہ کے ایک حصّہ فوج نے بعد ازاں ریڈ لیسوا پر دھاوا مارا جو ایک تنگ اور نشیب میں گھاٹی کے واقع ہے اور جہاں ترکی فوج کا جنوبی پشتہ بندھا ہوا تھا۔ اپنی توپوں کے زیر سایہ روسی پیادہ فوجیں گھاٹی کے اندر اُتر گئیں اور خفیف جنگ کے بعد ریڈ لیسوا پر روسیوں نے قبضہ کر لیا یہاں تھوڑے سے باشی بزوق مورچہ زن تھے اور ترکوں نے اس مقام کو مضبوطی سے آراستہ بھی نہیں کیا تھا۔ یہ موقع روسی فوجوں کے ہاتھ بہت اچھا لگ گیا اُنہوں نے بلندی کے مورچہ پر گولہ باری شروع کی اور کچھ عرصہ میں اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس بلندی پر قبضہ ہونے کے بعد روسی فوجوں نے آسانی سے پہاڑی کو عبور کیا اور اب اُس مقام پر آگئیں جہاں ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی۔ روسیوں نے ریڈ لیسوا کے پرے ایک پشتہ پر پانچ توپخانے نصب کئے اور ان توپخانوں سے بڑی شدّت کے ساتھ گولہ باری شروع ہوئی۔ ہزارہا گولے ترکی گاؤں میں پڑ رہے تھے لیکن خدا کی شان ہے کہ کسی شخص کے ذرا بھی ضرب نہ آئی۔ لیکن ترکی توپوں نے روسی توپخانہ کی فوجوں کا ستراؤ کر دیا۔ اس عمدگی سے ترک توپیں مار رہے تھے اور نشانہ ایسا سچّا لگ رہا تھا کہ چاروں طرف سے

سلیمان نے اپنے وزیر اعظم کو فوج کا سپاہ سالار بنا کے شام روانہ کیا۔ یہاں مصطفےٰ اقیم تھا وزیر نے بہت کوشش کی کہ مصطفےٰ اُس کے کمپ میں چلا آئے لیکن اُس نے منظور نہیں کیا۔ اخیر سلیمان بذاتِ خود کمپ میں چلا آیا اور جب لشکر مقام ارگلی پر پہنچا اپنے بیٹے سے کہا کہ میرے پاس کمپ میں چلا آ اور تمام شُبہے میری طرف سے جاتے رہے۔

نوجوان شاہزادہ وزیر اعظم کے دھوکے سے تو بچ گیا تھا لیکن اپنے باپ کی نافرمانی نہ کر سکا وہ نہایت خلوص سے اپنے مصاحبین کو ساتھ لیکے شہنشاہی خیمہ کی طرف روانہ ہوا چونکہ وہ اپنے ملازمین کے آگے آگے تھا جوں ہی خیمہ کے دروازہ میں اپنا پہلا قدم رکھا قاتل کا ایک تیر اُس کی گردن پر پڑا وہ چاہتا تھا کہ غل مچا کے اپنے افسروں کو مدد کے لئے بلائے لیکن پہلو کی ایک تلوار اُس کی گردن کو دھڑ سے الگ کر دیا اور یہ قاتل نوجوان بہادر شاہزادہ اپنے باپ کے آستانہ پر خاک و خون میں لوٹا۔ اتفاق سے جہانگیر مصطفےٰ کا سوتیلا بھائی جو روسی شاہزادی کا بیٹا تھا سا موقعہ واردات پر آگیا اور اس نے دیکھا کہ میرے سوتیلے بھائی کی لاش خاک و خون میں آلودہ آستانہ شاہی پر پڑی ہوئی ہے

مرحبا وحبذا مرحبا کی صدائیں بلند ہوگئیں۔ بہت سے گولوں سے روسی توپیں الٹ دی گئیں اور گولہ انداز نے ہر روسی توپچی کو اڑا دیا جو سامنے آکے کھڑا ہوا۔ دن کا ایک بج چکا تھا۔ جنگ توپوں ہی میں محدود تھی اور کرُوڈنر نے ابھی تک کوئی کارنمایاں نہیں کیا تھا روسی شہزادہ جو دوسرے حصہ فوج کی کمان کر رہا تھا جنگ کے شوق میں بے چین ہو رہا تھا اور اب وہ زیادہ دیر اپنی فوجوں کو بیکار نہ رکھ سکتا تھا فوراً ایک عام حملہ بول دیا۔ ترک بھی شہزادہ کی فوجوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار بیٹھے اور بہت آمادگی سے انتظار کر رہے تھے۔ ٹھیک ڈھائی بجے سہ پہر روسی شہزادہ اپنے فوجی عملہ کے ساتھ پشتہ دیکھنے کے لئے آیا یہاں روسی توپخانہ نصب تھا۔ مقصد یہ تھا کہ آیا یہ توپخانہ پیادہ فوجوں کے لئے آگے راستہ صاف کر سکتا ہے یا نہیں۔ روسی شہزادہ معہ اپنے فوجی عملہ کے بال بال بچ گیا ترکی توپوں کے چھٹے ہوئے گولے پڑ رہے تھے۔ ایک گولہ بہت قریب سے نکل گیا دوسرا پھٹنے پایا ہی تھا کہ شہزادہ صاحب نیچے اُتر آئے اور باہم یہ مشورہ ہوا کہ توپوں کی لڑائی سے کام نہیں چلنے کا بہتر ہے کہ سنگینوں کی نوکوں پر ترکی مورچوں کو فتح کرلیں اور دست بدست کی جنگ سے عثمانیوں کو

اگرچہ مصطفیٰ اُس کا سوتیلا بھائی تھا مگر ایسی مظلومانہ حالت میں اُسے دیکھ کے آپے سے باہر ہوگیا اُس نے تلوار میان سے نکال لی اور سیدھا اپنے باپ کے پاس آیا اور عین دربار میں للکار کے کہا کہ سُن او بیرحم باپ میری مجرم ماں اور تجھ ظالم باپ کے قابل ہم جیسی اولاد ہرگز نہیں۔ یہ کہکر فوراً اپنے ہاتھ سے پیش قبض اپنے کلیجہ میں بھونک لیا اور مصطفیٰ کی لاش پر گر گیا۔ دونوں شاہزادوں کی خون آلود لاشیں ایک پر ایک پڑی ہوئی کس قدر دردناک منظر آنکھوں کے آگے کھینچتی تھیں۔

یہ اس بیرحمانہ قتل اور جاں نثاری کی خبریں تمام لشکر میں آگ کی طرح پھیل گئیں جاں نثاریوں کی فوج غصہ میں بھر گئی اور اُس سے وزیر اعظم رستم کا مطالبہ کیا سپاہیوں نے بآواز بلند کہا کہ ہم تمام سلطنت کو خاک سیاہ کر دیں گے ورنہ انتقام لینے کے واسطے رستم ہمارے حوالہ کر دیا جائے اب سلیمان پریشان ہوا کہ کیا کرنا چاہئے اُس نے نہایت ہوشیاری سے وزیر کو بھیس بدلوا کے کسی دوسرے مقام پر بھجوا دیا۔

مصطفیٰ کا ایک بیٹا بھی تھا اور وہ مظلوم بچہ بھی اُسی شاہزادہ کے اشارہ سے قتل کر دیا گیا اس

ایک اچھا سبق پڑھا دیں۔ اس وقت شہزادہ کے پاس تین برگیڈ فوج تھی۔ افسروں اور سپاہیوں کو اپنی شجاعت پر بڑا گھمنڈ تھا اور وہ ترکوں کو کچھ مال نہ سمجھتے تھے۔

اخیر کل تجویزیں آگے بڑھنے کی طے ہو گئیں شہزادہ نے اپنی پیادہ فوج کی اُن بٹالینوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جو ریڈ لیجو ا گھاٹی کے نیچے چھپی ہوئی پڑی تھیں۔ حکم ہوتے ہی یہ بٹالینیں اُٹھیں اور قلعہ کی طرف بندوقوں کو چھپاتے ہوئے قدم اُٹھایا۔ روسی فوجوں کی اولوالعزمی اور جوش اُن کی خوشی کے نعروں سے معلوم ہوتا تھا قدم قدم پر چیئرز ہو رہے تھے اور کرۂ باد میں ہُرّے کی صدائیں گونج رہی تھیں ان کے ساتھ ساتھ ایک ایک زبردست آگ برساتا ہوا توپخانہ جا رہا تھا۔ جب ترکی فوجوں کی زد پر روسی لشکر آگیا تو ترکوں نے توپوں پر بتّی دی اور اب عثمانی گولے پڑنے لگے کالم کے کالم غائب ہوئے چلے جاتے تھے اور روسی جوشیلے سپاہی چیل کوّوں کی طرح آسمان پر اُڑ رہے تھے جو دستہ فوج آگے بڑھا فوراً اُڑا دیا گیا تاہم روسی شجاع اور جوشیلی فوج آگے بڑھی چلی جاتی تھی۔ ابھی تک ترتیب فنونِ حرب روسی فوجوں میں باقی تھی لیکن اخیر میں گڑبڑی مچ گئی اور قانونِ جنگ کے

روسی عورت کی وفات سے پہلے سلیمان کو معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ چال کی گئی اور میرا بیٹا بالکل بیگناہ تھا۔ جب اس عورت کی طرف سے سلیمان کی نظریں پھرنے لگیں تو اُس کے بیٹے بایزید نے سلیمان سے بغاوت کی اور ایک فوج کثیر لیکے سلیمان پر چڑھ آیا بڑی بھاری لڑائی ہوئی باغی شاہزادہ کی فوج پارہ پارہ کر دی گئی شاہزادہ بھاگا مگر رستہ میں گرفتار ہو گیا اور اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ شاہزادہ کے کل بال بچے اُس کے قتل کے بعد ذبح کر ڈالے گئے۔ مالٹا کے نائٹس نے جب سلیمان کی اندرونی پیچیدگیاں دیکھیں تو اُس کو ترکی سواحل پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی طرابلس کا انتقام لینے کے لئے اُس نے ترکی بنادر پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو قید کر کے لیگیا۔ جوں ہی سلیمان کو یہ خبر پہنچی اُس نے مالٹا کے محاصرہ کے لئے ایک مرتبہ اور تیاری کی۔ نائٹس اچھی طرح جانتے تھے کہ کس خطرناک لشکر سے اُنہیں مقابلہ کرنا پڑے گا کیونکہ ایک دفعہ وہ زک اُٹھا چکے تھے اُنہوں نے مالٹا کی حفاظت کی بڑی بھاری تیاری کی تمام مسیحی شہنشاہوں کے نام اُنہوں نے خط لکھے کہ یہ وقت مدد کا ہے اور سپین کو لکھا کہ اگر تو ایک بیڑہ جہاز ہماری مدد کو بھیجے گا تو سسلی اور دوسرے

دائرہ سے نکل کے وہ غول کے غول وحشیوں کی طرح حملے کرنے لگے۔ کشتوں کے پشتے لگتے جاتے تھے اور روسی فوجیں برابر بڑھی چلی جاتی تھیں۔ روسی فوجیں بڑھتے بڑھتے ترکی مورچوں کے قریب پہنچ گئیں اور اب آکے جنگ تُل ہی خوب گئی تھی جنگ کا یہ شباب قابل دید تھا سامانِ حرب کی گاڑیاں توپخانوں میں اِدھر اُدھر دوڑی دوڑی پھرتی تھیں اور توپوں کی خوراک بہم پہنچا رہی تھیں۔ گھوڑوں کی دوڑ۔ توپوں کی گڑگڑاہٹ اور گرج۔ سپاہیوں کا غل و شور ایک آفت بپا کر رہا تھا۔ بازار کشت و خون خوب گرم ہو رہا تھا۔ صدہا مجروحین الگ پڑے ہوئے زخموں سے ادبار رہے تھے ملک الموت کو دوبارہ پھرتی دکھانے کی ضرورت پڑ گئی تھی کسی کا سر غائب ہے تو کسی کی ٹانگ اڑ گئی ہے کوئی دست و پا بریدہ تڑپ رہا ہے کسی کی پیٹھ پر بھباقہ ہو گیا ہے کسی کا پہلو چاک ہے کسی کی ناف میں گولی لگی ہے اور گلے میں سے چیر کے نکل گئی ہے۔ گولے کے ٹکڑے سے کسی کی ٹانگ اُڑ گئی ہے کسی کا نصف دھڑ ہی باقی ہے۔ کوئی لوتھڑا ہی پڑا ہوا ہے۔ غرض کل قسم کے مجروحین سے بھر رہا ہے مگر بہادر سپاہیوں کے جوش میں اپنے ساتھیوں کی یہ خطرناک حالت دیکھ کے اور بھی جوش پیدا ہو رہا ہے

مقامات تجھے دیدیں گے۔

وہ اپنے فصیلوں اور اپنے سامان حرب اور اپنی شجاعت پر بہت بڑا بھروسہ کرتے تھے اور اپنے گرانڈ ماسٹر جان ڈیلا ویلیٹا کی اعلیٰ تدبیر پر بہت بھروسہ تھا اب ایک خطرناک جنگ کا سامنا ہوا وہ خطرناک جنگ جو مشرق کو مغرب سے ٹکرا دے گی۔

اتفاقات ایسے واقع ہوئے تھے کہ عیسوی فوجوں کو کامیابی ہوتی اور ترکوں کی اولوالعزمی سخت مایوسی کے ساتھ تبدیل ہو جاتی۔

عثمانی جنگی بیڑہ ۱۹ر مئی ۱۵۶۵ء میں یکایک مالٹا کے آگے نمودار ہوا بیڑہ کے پہنچنے کے دوسرے دن ترکی فوج خشکی میں اتری اور سینٹ المو پر حملہ کیا بڑی بے جگری سے ترکوں نے اپنی موروثی شجاعت کی بانگی دکھلائی۔ ایک ماہ کے بعد ڈراگٹ کثیر تعداد جنگی جہازوں کی لیکے موقعہ جنگ پر پہنچ گیا۔ چالیس ہزار خونخوار سپاہ اُس کے ساتھ تھی۔ اُس کے جنگی جہازوں نے جزیرہ کا محاصرہ کر لیا اور ایک سخت جنگ کے بعد سینٹ المو کو فتح کر لیا۔ شہر نے اپنے دروازہ کسی فاتحین کے

اور ہر سپاہی آپے کے باہر ہوا جاتا ہے۔

مسٹر آرچی بلڈ فوربس اس خطرناک جنگ میں موجود تھے وہ لکھتے ہیں کہ "ترکی توپوں کے گولے مینہ کی طرح برس رہے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ بھی اُس کے ساتھ نہایت شدت سے ہو رہی تھی لحہ بلحہ توپوں کی گرج میں شدت ہوتی جاتی تھی اور جنگ کا رنگ چڑھتا جاتا تھا۔ ہوائیں خون میں ڈوبی ہوئیں آرہی تھیں اور مجروحین کی دلگداز صدائیں کلیجہ چاک کئے ڈالتی تھیں۔ روسی امدادی فوج جو گھاٹی کے نشیب میں چھپی ہوئی تھی یلغار کرتی ہوئی برابر بڑھی چلی آرہی تھی جوں ہی وہ قریب آگئی جنگ میں اور بھی جان پڑ گئی اور اب نئے سرے سے بازار کشت و خون گرم ہوا میں نے ایک ڈھلواں زمین پر ہزاروں روسی مجروحین کو تڑپتے دیکھا جو رینگ رینگ کے نیچے اتر رہے تھے اور اپنے کو پشتہ پر سے پھینک دیتے تھے زندہ جنگجو سپاہیوں کی صفیں مثل سمندر کی موجوں کے بڑھتی چلی جاتی تھیں۔ جب ترکی مورچے سو گز کے فاصلہ پر رہ گئے تو روسی کمان افسروں نے تلواریں نکالنے کا حکم دیا اور للکار کے کہا بہادرو! یہ اخیر موقع شجاعت دکھانے کا ہے اب دیکھیں تلوار کی جنگ میں تم

واسطے کھول دے اور ترکی لشکر فتح کا باجہ بجاتا ہوا سینٹ المو میں داخل ہوا لیکن پایۂ تخت ابھی تک ہزار حملوں کی مدافعات کر رہا تھا۔ چند ماہ تک جنگ ہوتی رہی اور ترک ہزار فتح پر فتح پاتے رہے اخیر ماہ ستمبر بہت دنوں کے بعد یہ خبر پہنچی کہ سسلی کا وائسرائے ایک بہت بڑے جنگی بیڑہ کے ساتھ نائٹس کی مدد کو آرہا ہے ترک محاصرہ کرتے کرتے اور لڑتے لڑتے تھک گئے تھے انہوں نے جنگی بیڑہ کے پہنچنے سے پہلے سینٹ المو کو چھوڑ دیا اور ۷ ار ستمبر کو کل مالٹا کا محاصرہ اُٹھا لیا اور سیدھے قسطنطنیہ روانہ ہو گئے جوں ہی سلطانی نے اپنے جنگی بیڑہ کی ناکامی کی خبر سُنی مارے غصّہ کی آگ ہو گیا اور اُس نے دوسرے حملہ کی تیاری شروع کی پہلے اُس نے چاہا کہ آسٹریا کو زیر و زبر کر ڈالے اس وقت سلیمان کی ۷۶ برس کی عمر تھی لیکن دم خم وہی باقی تھا اُس نے اپنی کثیر فوج کا سرگروہ بنکر ہنگیری کے ایک شہر صیغہ نامی کا محاصرہ کر لیا۔ اور کئی حملوں کے بعد اس شہر کو فتح کر کے تمام عیسائیوں کو قید کر لیا مگر یکایک اُس پر فالج گرا اور شہر کے فتح ہونے کے چند منٹ بعد ۳۰ ار اگست ۱۵۶۶ء میں ۴۶ برس سلطنت کر کے راہی ملک بقا ہوا۔

کیا نمایاں کام دکھاتے ہو۔ ترک اسی شدت سے برابر فیر کئے جاتے تھے اور اپنی جگہ ثابت قدم تھے حالانکہ چند گز کا فاصلہ رہگیا تھا لیکن ترکوں میں ذرا بھی انتشار پیدا نہ ہوا تھا اور وہ اسی مستعدی اولوالعزمی سے اپنے زبردست جنگی فرائض کی انجام دہی کر رہے تھے۔

جس شخص نے قریب کی ایک پہاڑی پر چڑھکے یہ خطرناک نظارہ دیکھا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی عمر میں اس بلا کی خونریزی نہیں دیکھی۔ روسیوں کی صفوں کی صفیں لوٹی جاتی تھیں اور کل فوجوں اور سپاہیوں کی مہیب صورتیں دل دہلائے دیتی تھیں۔ اس پر بھی روسیوں کے جوش میں کچھ فرق نہیں آیا تھا اور وہ اپنے کرنیل کا جو ترکی گولے سے اڑ گیا تھا انتقام لینے کے لئے آگے بڑھے چلے جاتے تھے۔ دیکھتے دیکھتے روسی سپاہی ترکوں کے مورچوں میں معلوم ہوئے۔ اب گویا دست بدست کی جنگ شروع ہوئی بندوقوں کے کندوں۔ سنگینوں۔ برچھیوں اور تلواروں کی لڑائی اڑی تھی یہ گویا پہلی لڑائی تھی جو ترک ایمانداری اور اپنی موروثی شجاعت سے لڑے تھے نامہ نگار لکھتا ہے خدا ایسا خونی منظر پھر کبھی نہ دکھائے اتنی جلدی ہزارہا آدمیوں کا کھیت

فذیر اعظم نے اس وحشتناک خبر کو چھپایا اور پوشیدہ طور پر سلیم سے کہلا بھیجا کہ تو بہت جلد تخت پر قبضہ کرلے۔

سلیمان کی سلطنت جس کو ترکی سکندر کہتے ہیں عثمانی خاندان کے لئے ایک باعظمت سلطنت ثابت ہوئی تھی سلیمان اعظم اگرچہ ایک جنگجو شہنشاہ تھا لیکن علوم و فنون کا بڑا سرپرست اور عالموں کی بہت بڑی قدر کرتا تھا اس میں شک نہیں کہ اگر اخیر میں وہ روسی لڑکی کے دام فریب میں نہ آجاتا تو اس کا قابل بیٹا مصطفےٰ اس عظیم الشان ترکی سلطنت کی فتوحات میں جدید باب کا اضافہ کرتا۔

پڑ گیا کہ خیال میں بھی نہ آسکتا تھا عثمانی تلوار نے اپنے پورے جوہر دکھا دیئے۔ بہادروں کو اپنی بہادری کا پورا مزا آ گیا۔ تلوار اُٹھنے کی دیر تھی کہ مقابل کا سر قدموں میں پڑا ہوا ہے۔ خون کے فی الواقع فوارے بہ رہے تھے اور ساتھ ہی دست دپا بریدہ سپاہیوں کا درد سے کراہنا غضب برپا کر رہا تھا۔ یہ عجیب بات تھی اور اس پر سب کو تعجب ہوگا کہ روسی ترکی مورچوں میں گھس آئے تھے لیکن ترکوں نے اپنی جگہ سے قدم نہ ہٹایا تھا اور نہ ہم نے کسی جنگجو فوج کا حال کسی تاریخ میں نہیں دیکھا کہ دشمن اُس کے گھر میں بھی آجائے اور وہ لڑے جائے اور ایک قدم پیچھے نہ ہٹائے ورنہ گھر میں گھس آنے کے بعد جنگ نہیں ہوسکتی۔ واہ شیر دلوں تمہاری ماؤں نے تم ہی کو جنا ہے کیوں نہ ہو شجاعت نے تمہاری ہی رکاب کو بوسہ دیا ہے اور تمہارے خون میں مردانگی ملی ہوئی ہے۔ کیونکہ شجاع عثمان کی اولاد میں سے ہو اس جنگ میں تم نے عثمانی تلوار کا ایک نمونہ دکھا دیا۔ تمہاری خار اشگاف تلوار کے جوہر معلوم ہوگئے تمہاری خونخواری اور نڈرپن نے ثابت کر دیا کہ تم سے بہتر سپاہی دنیا میں مشکل سے نکلیگا واہ سعزز بہادر تم نے عثمانی شجاعت کا بول بالا کر دیا۔

بارھواں باب ۱۲

سلیم ثانی۔ ترکی کا گیارھواں شہنشاہ یا سلطان

۱۵۶۶ء سے ۱۵۷۴ء تک

سلیمان کی وفات پر سلیم کا تخت نشین ہونا۔ جان نثاریوں کی بغاوت۔ وینٹیس سے اعلان جنگ۔ جزیرۂ سائپرس میں ترکی فوجوں کا اُترنا۔ مقامات نکوسیا اور فرماگستا کی فتح۔ خلیج لیپنٹو میں بڑی بھاری بحری جنگ۔ ترکوں کے نقصانات۔ وینس سے صلح۔ تونس کی فتح۔ سلیمان کی وفات۔

سلیمان اعظم کے کل بچوں میں صرف سلیم زندہ بچا تھا۔ جب اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر پہنچی ہے فوراً قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ یہاں پہنچ کے وہ سیدھا لشکرگاہ میں آیا ہوا۔ سوائے اس نے

روسیوں کی آنکھیں کھلیں کہ ہم ترکوں کو کیا سمجھے بیٹھے تھے اور یہ نکلے کیا۔ کاش اسی ایمانداری سے اور بھی افسر جنگ کرتے تو بس روسیہ کو چھٹی کا کھایا یاد آجاتا۔ یہ جنگ بھی عجیب خونریز جنگ تھی۔ اُف جس نے ہزاروں بہادر مردوں کو دم بھر میں خاک و خون میں لوٹتا ہوا دیکھا ہے وہ کبھی نہ بھولیگا۔ انسانی کرب و بلا کی صدائیں۔ زخمیوں کا کراہنا۔ دم توڑتی ہوئی ہچکیاں اور جانکندیوں کے خرّاٹے اور پھر پیروں میں خون کا بہنا یہ ایسا مہیب منظر تھا کہ خدا پھر نہ دکھائے۔ اے جادو بھری دُنیا تو نے اپنے پر فریفتہ کر کے انسان کو کیسا پاگل بنا دیا ہے وہ ایک فانی چیز پر کس طرح دوڑتا ہے اور کیا کیا تکلیفیں اُٹھا کے آخر اپنی جان کھو دیتا ہے۔ ایک نوجوان سپاہی کو دیکھو جو کئی گہرے زخم کھا کے خاک و خون میں لوٹ رہا ہے اور اس وقت نہ مذہب کا خیال ہے نہ ملک و قوم کا نہ فتح کی خوشی اور نہ شکست کا غم دُنیا اس کی آنکھوں میں اندھیری ہو رہی ہے اور یہ وہ دنیا ہے جس کمبخت نے ہتیار دیکے ابنائے جنس کے خون بہانے کے لئے اُسے روانہ کیا تھا اس وقت سوائے جانکندیوں کے اور کوئی اُس کا ساتھی نہیں ہے۔ نہ اولوالعزمی ہے نہ جوش فتح ہے اور نہ خیال انتقام ہے اگر اس نوجوان کی گزشتہ زندگی پر خیال کیا جائے گا تو اور بھی تعجب ہوگا

کوئی وارث تاج و تخت نہ تھا اس لئے تخت نشینی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا اور سب نے برضا و رغبت اُس کی سلطنت قبول کر لی مگر یکم جنوری ۱۵۱۶ء تک تاج پوشی کی کوئی سرکاری رسم ادا نہیں ہوئی۔

جدید سلطان نے علاوہ جاں نثاریوں کے نئی فوج بھرتی کی اور اُسے اپنا باڈی گارڈ بنایا اس پر جاں نثاریوں کو بہت غصہ آیا کہ ہمارے مقابلہ میں نئی فوج اور لوگوں کی کیوں بھرتی کی گئی اور جو انعامات اور زر نقد ہمیں ملتا رہا ہے اس میں کیوں فرق آیا۔ غصہ بڑھتے بڑھتے بغاوت کی صورت میں بدل گیا اور اب جاں نثاریوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ سلیم نے جاں نثاریوں کے مطالبات کو پورا کر کے نہایت دانائی سے اس خوفناک فوج کو ٹھنڈا کیا اور دل میں یہ سمجھ لیا کہ جب تک کہیں جنگ نہ چھیڑی جائے گی جاں نثاری نچلے نہیں بیٹھنے کے۔ سلیم کا ۱۵۱۶ء میں شہنشاہ سیلز بیلیشن سے معاہدہ ہو چکا تھا اور اس کی بڑی شرطیں یہ تھیں کہ جو مقامات قبضہ میں ہیں دونوں سلطنتیں اُن پر قانع رہیں اور اُن سے ایک انچ آگے نہ بڑھیں ہیبرگ

کن منتوں مرادوں سے پیدا ہوا ہوگا اور کس خبر گیری اور مصیبتوں سے کمبخت ماں نے اسے پالا ہوگا آج اتنی بڑے بچے جوان ہو کے اور تعلیم پا کے صرف چند روپوں پر اپنی لاکھوں روپے کی جان قربان کر دی اور اب جان نکلتے وقت کی تکلیف سے تڑپ رہا ہے۔ اس پر بھی اہو دنیا تیرا عجب جادو ہے کہ دوسرے اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھ رہے ہیں لیکن انہیں عبرت نہیں ہوتی بلکہ آگے بڑھنے کا اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس راز کو کوئی نہیں پا سکتا کوشش بہتیری کی گئی لیکن اس کا پتہ کہیں نہ لگا۔

"کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معما"

روسیوں کی بہادری اور پر خطر دلیری کی بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہا جاتا جو شیر کی طرح سے گرتے پڑتے آگے بڑھے چلے آتے تھے اور انہیں دشمن کے گولہ باری کی مطلق پروا نہ ہوتی تھی۔ جس وقت وہ اپنے افسر کے حکم سے پہاڑی پر چڑھتے اور ان کی صفیں یکے بعد دیگرے حرکت میں آتیں تو عجیب پر رعب سماں نظر آ رہا تھا اور یہ وہ سماں تھا کہ جس کی کیفیت ایک سپاہی کا دل بخوبی لے سکتا ہے جس وقت روسی صفیں آگے بڑھتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گھٹا پر گھٹا اٹھ رہی ہے اور ایک دوسرے پر

اور عثمانی خاندان میں برسوں تک اس معاہدہ پر عملدرآمد ہوتا رہا۔

اس کے بعد سلیم کی نظریں سلطنت روسیہ کی طرف اٹھیں یہ پہلا سلطان ہے جس کے وقت میں سب سے اول روسیہ پر حملہ کیا گیا اور گویا سلیم ہی کے وقت سے روسی جنگ کا آغاز ہوا ہے۔ سلطان نے بحر ازوف اور ڈان پر ایک بیڑا جہازات روانہ کیا۔ مطلب یہ تھا کہ جب نہر دینپر ڈان اور وولگا سے ملا دی جائے گی تو عثمانی تجارت اور امور سیاسیہ کو بہت بڑی ترقی ہوگی۔ بحر اندوا پر اس وقت ترکوں کی حکومت تھی لیکن نہر کا بڑا حصہ حاصل کرنے کے لئے یہ ضرور ہوا کہ استرخوان پر قبضہ کر لیا جائے۔ جس زبردست فوج نے استرخوان کا محاصرہ کر لیا تھا اسے مطلق کامیابی نہیں ہوئی اور بے نیل و مرام واپس چلی آئی۔

سلیم نے اس ناکامی کے بعد وینس کو اعلان جنگ دیا۔ وزیر اعظم کی یہ رائے نہ تھی کہ اس سلطنت جمہوری سے جنگ کی جائے وہ کہتا تھا کہ سب سے پہلے اس ناکامی کا عوض روسیہ سے لیا جائے لیکن سلطان نے نہ مانا اور جنگی بیڑے کو روانہ ہونے کا حکم دیدیا۔ سب سے پہلے ترکی بیڑا جزیرہ

چھائی جاتی ہے۔ ادہر ترکی توپوں کی گرج اور گولوں کی بوچھاڑ صحن قیامت کا نمونہ دکھا رہی تھی ترکوں کو اپنے مورچوں میں ان بڑہتی ہوئی صفوں کی مطلق پروانہ تھی وہ اپنا کام اپنی جگہ پر اسی مستعدی اور نڈر پنے سے کر رہے تھے اور انہیں ذرا بھی خیال نہ تھا کہ فوج کی روئیں کس طرف آ رہی ہیں اور کالی گھٹائیں کس پہاڑی پر چھا جائیں گی۔ اس وقت دل ہل جاتا تھا جب آگے والی صفیں روئی کی طرح دھنکی جا رہی تھیں۔ ایک صف کیا تو ہرے ہرے پکارتی ہوئی آگے بڑہتی دکھائی دی اور کیا دو قدم بڑھ کے سب کی سب چیل کوؤں کی طرح آسمان پر اڑ گئی۔ صفوں کی صفیں برابر الٹ پلٹ ہو رہی تھیں لیکن روسیوں کا بہادر سپاہ سالار انہیں آگے بڑہنے کا حکم دیرہا تھا۔ بڑہتے بڑہتے جب وہ ترکی مورچوں کے لگ بھگ پہنچ گئیں تو اب انکی ڈھارس بندہی کہ مورچوں کو آسانی سے فتح کر لیں گے مگر یہ خیال ان کا غلط نکلا روسی فوجوں کے مورچوں کے قریب پہنچتے ہی ترکوں نے توپوں اور بندوقوں سے ہاتھ اٹھا لیا اور اب اپنے قوی اور زبردست دشمن سے دست بدست کی ٹھیرادی۔ شمشیر عثمانی کو میان سے باہر نکالا اور زخمی شیر کی طرح روسیوں پر

۱۵

سائپرس میں پہنچا۔ اس جزیرہ کے باشندوں نے کوئی مقابلہ نہیں کیا اور ترکی لشکر بلا مزاحمت خشکی میں اتار دیا گیا۔ جزیرہ سائپرس کے باشندے وینیشن کی جمہوری سلطنت سے پریشان ہو گئے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ہم ان کی حکومت سے سبکدوش ہو جائیں۔

شہر نکوسیا اور فرماگستا کا محاصرہ کر لیا گیا۔ آخر الذکر شہر کا گورنر ڈنڈولہ نامی وینس۔ اطالیہ اور رنیس سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ان تینوں سلطنتوں نے جنگی بیڑے روانہ کئے لیکن وہ اتنی دیر میں پہنچے کہ یہاں فیصلہ ہی ہو گیا ترکوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب ان تین سلطنتوں کے مشترکہ بیڑے نے دیکھا کہ نکوسیا ہاتھ سے نکل چکا ہے وہ اپنے اپنے ملک واپس چلے گئے۔ ترکوں نے اس کے فتح کرنے کے بعد فرماگستا کا محاصرہ کر لیا ہر چند اس شہر نے داد مردانگی خوب دی لیکن ترکوں نے اپنے دھواں دھار حملوں سے ۱۵ اراگست ۱۵۷۱ء سے بھی زیر نگیں کر لیا۔

جزیرہ کے باقیماندہ حصہ کی بھی قسمت ہوئی اور کل زرخیز جزیرہ اتنی خونریز جنگوں کے بعد

۱۵ مئی ۱۹۰۱ء

ٹوٹ پڑے اس بلا کی تلوار چلی ہر کہ الحفیظ والاماں۔ غٹ پٹ ایسے ہوئے کہ پھر کوئی تمیز نہ رہا کہ ان میں رومی کونسے ہیں اور روسی کونسے ہیں۔ ادہر تلوار لگی اور اُدہر خون کا فوارہ اُچھلا ابھی ایک افسر بوٹی بوٹی فوج کو آگے بڑہا رہا ہے اور ابھی دیکھا کہ گھوڑا اُس کی لاش لئے ہوئے بے اوسان بھاگا چلا جاتا ہے۔ بہادر روسیوں نے دست بدست کی جنگ میں ایک مورچہ فتح کر لیا مگر دوسرے مورچے تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ جان کے لینے کے دینے پڑ گئے اور اب انہیں پیچھے ہٹنا پڑا۔ ترکوں کا جوش لحظہ بہ لحظہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ یکایک اُن میں ایک تازہ روح پھونک گئی اور وہ بچا کچھا کے روسیوں پر گر پڑے اب کے حملہ ترکوں کی طرف سے تھا اور یہ بہت ہی خوفناک تھا ایسا خوفناک کہ دیدہ نہ شنیدہ تلوار بڑی خوفناکی سے چلی اور اب کے روسیوں کے قدم اُکھڑ گئے۔ کیا تو روسی صفیں آگے بڑھ رہی تھیں یا اب اُنہیں پیچھے ہٹنا پڑا اور ہٹتے ہٹتے یہاں تک کیفیت ہوئی کہ مفتوحہ مورچہ بھی روسیوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ کچھ دیر تک تو ان میں قاعدہ کی پابندی رہی لیکن بعد ازاں بے ترتیبی پیدا ہو گئی اور اب وہ گھبرا کے اِدہر اُدہر پناہ ڈھونڈھنے لگے۔ اِدہر ان کا قدم اُکھڑنا تھا کہ دوسرے

ترکوں کے قبضہ میں آگیا۔

جب سائپرس فتح ہو گیا تو ترکوں نے بڑی دھوم دھام سے بحری تیاری کرنی شروع کی اور جہازوں پر جہاز تعمیر ہونے شروع ہوئے۔ سائپرس کے فتح ہونے اور ترکوں کی اس تیاری نے نہ صرف وینس ہی بلکہ بحیرۂ متوسط کے سواحل کی مسیحی سلطنتوں میں ہلچل ڈال دی سب خوفناک نظروں سے ترکوں کی طرف دیکھنے لگے۔

کل مسیحی سلطنتوں میں بحری معاہدہ ہوا اور اس انجمن کے ممبر جس کے ذریعہ سے کل سلطنتیں ترکوں کے خلاف متحد کر دی گئی تھیں بالخصوص اسپینی۔ وینیٹیس اور نائٹس آف مالٹا تھے اور اس کا میر مجلس ڈان جان اف آسٹریا مقرر کیا گیا تھا اور بعد ازاں متحدہ بیڑے کا کمنڈر انچیف بھی شخص مذکور بنایا گیا۔

ان مسیحی سلطنتوں کے متحدہ بیڑہ نے ارادہ کر لیا کہ ترکوں سے دو دو ہاتھ کرے اور ان کی بڑھتی ہوئی فتوحات کو روک دے۔ اس متحدہ بیڑے میں تین سو جنگی جہاز تھے۔ یہ کل عظیم اور خوفناک

مورچہ سے ترکی گولے برسنے شروع ہوئے جنہوں نے توچیوں کی طرح سے بھون دیا اور صفوں
کی صفوں کا ستھراؤ کر دیا روسی سپاہ سالاروں نے یہ نقشہ دیکھ کیے اور تازی امداد روانہ
کی اور روسی فوجوں کا ٹڈی دل اس ہزیمت خوردہ فوج کو ساتھ لیکے پھر آگے بڑھا۔ ترکوں نے
پہلے مورچہ کو بغیر ایک گولی چلائے خالی کر دیا۔ اس مورچہ کا خالی کرنا بہت بڑی حکمت تھی دوسرے
مورچہ کے عقب میں ترکی توپخانہ نصب تھا اور ترکیب یہ تھی کہ اگر دوسرے مورچہ پر روسی
آگئے اس توپخانہ سے انہیں اُڑا دیا جائے گا۔ ایک اونچی پہاڑی پر یہ توپخانہ نصب تھا
اور وہ پہاڑی ناقابل گزار تھی اب روسی شہزادہ کی نظریں اس پہاڑی پر اُٹھیں اور اس نے
چاہا کہ کسی صورت سے اس پر قبضہ کر لیا جائے اس نے اپنی کل فوجوں کو اکٹھا کیا اور حکم دیا
کہ یہ آخری کوشش ہو ایک دفعہ اور بھی آگے بڑھو کسی صورت سے یہ پہاڑی قبضہ میں آجائے۔
فوج کے دلبادل تر بتر ہو گئے لیکن اب اُن کی ہمتیں پست ہو گئی تھیں اور ترکوں کا رعب اُن کے
دلوں میں بیٹھ چکا تھا وہ سخت شکستہ خاطری کی حالت میں بڑھے لیکن نہایت سست۔

بیڑا خلیج لنٹو میں داخل ہوا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسے تنگ مقام میں کیونکر یہ عظیم بحری جنگ
چھیڑی گئی بہت سے وسیع سمندر پڑے ہوئے تھے جہاں جنگجوؤں کو پوری کیفیت آسکتی۔ ترکوں کے
پاس اتنے جہازات نہ تھے نہ انہیں یہ معلوم تھا کہ اتنی سلطنتوں نے پوشیدہ اتفاق کر لیا ہے پھر
بھی ترک بڑی بجگری سے اپنے سے سہ گنی قوت والے دشمن سے لڑے مگر سخت نقصان کے بعد
انہیں پس پا ہونا پڑا۔ بہت سے جہازات اور کثیر تعداد فوج اُن کی غارت ہو گئی۔
اس شکست کی خبر سنکے سلیم کو بہت غصہ آیا اس نے حکم دیا کہ قسطنطنیہ کے کل عیسائی قتل کر ڈالے
جائیں مگر وزیر اعظم محمد نے اس شدید حکم کی تعمیل میں پس و پیش کیا اور سلطان سے جاکے کہا
کہ انصاف اور رحم سے یہ امر بعید ہے۔ چنانچہ اس نے وینٹین کے سفیر باربارو نامی کو بلا کے کہا
"ہم نے سلطنت جمہوری سے سائپرس لیکے اس کا ایک بازو کاٹ ڈالا اس بنا پر اس نے کل
مسیحی دول سے اتفاق کر کے ہمارے جہازات اور سپاہ کو برباد کر دیا مگر ہمیں اس کی مطلق پروا
نہیں جہازوں اور سپاہ کا برباد ہونا ہمارے لئے مثل داڑھی کے ہے کہ جتنا اُس کو ترشواؤ اسی قدر

دیر سے فوج نے کھانا بھی نہ کھایا تھا اور اس کثرت سے نقصان کثیر دیکھ دیکھ کے اُس کا دل بیٹھا جاتا تھا۔ ان کی عجیب کیفیت تھی ایک قدم آگے بڑھاتا تھا اور ایک پیچھے۔ جی تو نہ چاہتا کہ ترکوں کی طرف رُخ بھی کریں مگر حکم حاکم مرگ مفاجات کا حکم رکھتا ہے اس لئے مجبوراً گرتے پڑتے آگے بڑھے ہی جاتے تھے۔ جب چانسکی نے یہ دیکھا کہ فوج دل ہارے جاتی ہے فوراً اپنا محفوظ بریگیڈ آگے بڑھایا اور حکم دیا کہ پہاڑی پر قبضہ کرلے یہ بریگیڈ ابھی تازہ ہی دم تھا آندھی اور مینہہ کی طرح ترکوں پر گر پڑا اور اس شکستہ دل فوج کی بھی ہمت بندھ گئی اور وہ بریگیڈ کے ساتھ ہمت کرکے بڑھنے لگی۔ اس تازہ دم بریگیڈ نے بڑی بہادری سے پہلا مورچہ فتح کرلیا اور اب نئے سرے سے پھر جنگ شروع ہوئی اس بلا کی تلوار چلی ہے کہ ابھی تو طرفین کو مزا آ گیا۔ ترک بپھر پڑے اور روسیوں پر دھاوا کرکے لکڑی اور کھیرے کی طرح دشمن کو کاٹ ڈالا یہ تازہ دم بریگیڈ غائب ہو گیا اور ترک حملہ آور فوج کے بڑے حصہ کو کھا گئے۔ ایک بہت بڑی تعداد روسی پیادہ فوج کی ترکوں کا شکار بنی بڑے بڑے بہادروں کے حوصلے پست ہوگئے اور تمام دنیا نے ترکی شجاعت کے نمونے دیکھ لیے ترکوں کی بجگیری کا غل تمام یورپ میں مچ گیا تھا اور اب سرگوشیاں ہونے لگی تھیں کہ ترک جیسا کہ سمجھا جاتا تھا وہ نہ نکلے بلکہ ترکی ابھی تک ایک زبردست جنگی قوت ہے۔

گھنڈار نکلتی" سلطان اپنے وزیر کے مشورہ سے ایڈریانوپل چلا گیا اُسے خوف ہوا مبادا یہ متحدہ بیڑہ جہازات قسطنطنیہ کا رُخ نہ کرے مگر یہ صرف سلطان کا خیال ہی خیال تھا اس فتح کے بعد بھی اس مسیحی بیڑہ میں یہ جرأت نہ تھی کہ قسطنطنیہ کو نظر اُٹھا کے دیکھ سکتا۔ یہ متحدہ بیڑہ اس فتح کے بعد پریشان ہو گیا تھا اور کل دول نے اپنے اپنے جہازات واپس بلا لئے تھے۔
ترکوں کو اس شکست کا بہت بڑا صدمہ تھا وہ شکستہ خاطر نہ ہوئے بلکہ اُنہوں نے اوقاف کے روپے سے فوراً ایک عظیم بیڑہ جہازات تیار کیا اور فوراً سرنگیہ پر حملہ کردیا۔ یہاں وینیٹس کو شکست ملی اور اخیر میں باہم ایک معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔
سلیم کے زمانہ میں بھی فتوحات کا دروازہ بند ہوا اگرچہ بیڑے کے برباد ہونے کا صدمہ اُسے کھا گیا لیکن اس نے کم جاہ و جلال سے حکومت نہیں کی۔ کل آٹھ سال اُس نے سلطنت کی۔ سلطان کو بخار آنے لگا اور اس بخار سے اُسے نجات نہ ملی۔ ۸ ستمبر ۱۵۷۴ء میں اُس کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت عمر ۵۲ سال کی تھی۔ وزیر اعظم نے سلیم کی موت کا اظہار جب تک اُسکا بیٹا مراد خان آ گیا تمام لوگوں پر نہ ہونے دیا۔

جب معاملہ تنت پر پہنچا تو شاہفسکی کی فوج کے دوسرے حصّہ میں نقل و حرکت شروع ہوئی اور یہ تازہ دم فوج آندھی اور مینہہ کی طرح خاص پلونا پر پڑ رہی - یہ خونخوار روسی فوج آنکھ بند کرکے پلونا پر حملہ آور ہوئی ترکوں نے حملہ کا معقول جواب دیا اور اپنے صعب ترین دشمن کا منہ پھیر پھیر دیا۔ روسی فوج پس پا ہوئی لیکن پھر اُس میں جوش آگیا اور اس نے دوبارہ حملہ کیا اب کے بھی منہ کی کھائی سہ بارہ حملہ کیا اس کا بھی وہی نتیجہ ہوا پھر چوتھی دفع حملہ کیا اور اب کے خوب جان توڑ کے لڑی لیکن وہی ڈھاک کے تین پات بے اوسان ہو کے بھاگی اور سمجھ گئی کہ پلونا سے ترکوں کا بے دخل کرنا منہ کا نوالہ نہیں ہے۔ روسی فوجوں کی شجاعت میں ہرگز کوئی کلام نہیں شہزادہ نے جب اپنی شائستہ فوج کی یہ کیفیت دیکھی تو اس کی امداد کے لئے اور فوج روانہ کی لیکن اُس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے والی فوج کا ہو چکا تھا۔ لیکن مرحبا ہے اس روسی فوج پر کہ اس نے قدم پیچھے نہیں ہٹایا اور جہاں کھڑی تھی وہیں جان دیدی۔ روسی فوجوں کے دل ٹوٹ گئے تھے اور اب وہ مایوس ہو گئی تھیں اُن کے

تیرھواں باب ۱۳

مراد خاں ثالث۔ ترکی کا بارھواں شہنشاہ یا سلطان

۱۵۷۴ء سے ۱۵۹۵ء تک

مراد خاں ثالث کی تخت نشینی۔ پانچ بھائیوں کا قتل۔ ایران سے جنگ۔ لشکر کی بربادی۔ فرہاد باورچی کا وزیر اعظم نامزد ہونا۔ آسٹریا سے جنگ۔ وفات۔

میگنیسیا میں مراد خاں ثالث کو اطلاع بھیجی گئی کہ تم فوراً آؤ اور تخت نشین ہو۔ یہ خبر سنتے ہی مراد خاں قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ جب دردانیال میں داخل ہوا ہے تو سمندر میں بہت بڑا طوفان برپا تھا لیکن اُس نے اپنی جلدی میں طوفان کی پروا نہ کی اور نہایت خطرہ کی حالت میں قسطنطنیہ کی طرف رُخ کیا۔ طوفان میں بال بال ڈوبنے سے بچا۔

حواس باختہ تھے اور ہاتھوں کے طوطے اُڑ چکے تھے وہ پریشان نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتی تھیں لیکن اُن کی دال نہ گلتی تھی وہ چھکڑے جن میں اُن کا سامان خورونوش بھرا ہوا تھا بہت پیچھے رہگئے تھے گولہ باروت کا سامان بھی کم ہو گیا تھا اور اب ان بیچاروں کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔ پیادہ فوج کی دو پلٹنوں نے بڑی بیجگری سے حملہ کیا اور ترکی بازوئے چپ کو چیرتی ہوئیں پلونا کی شاہراہوں میں چلی گئیں لیکن اُن کا یہاں پہنچنا اُن کے حق میں زہر ہو گیا۔ وہ پلونا کی شاہراہوں میں اس طرح گھئیں جیسے کوئی اژدہا کے مُنہ میں چلا جاتا ہے ایک سپاہی کا بھی پتہ نہ لگا کہ کہاں گیا۔

مسٹر فوربس لکھتا ہے کہ یہ دونوں پلٹنیں پلونا میں گھُستے ہی جہنّم واصل ہو گئیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کو توپوں کے دھوئیں نے بالکل ڈھانک لیا تھا اور اس بھورے غبار میں سے توپوں کی گرج اور گولوں کی گونجیں مسموع ہو رہی تھیں۔ یہ گونجیں اور گرجیں زبانِ حال سے ترکوں کی فتحمندی کی شہادت دے رہی تھیں۔ جب حملہ آور روسی فوجوں کا بھرتا ہو گیا تو بقیۃ السیف بے اوسان

غرض بہزار دقّت و پریشانی ۲۱ دسمبر ۱۸۷۶ء کی شب کو قسطنطینہ پہنچا۔ فوراً وزیر کو طلب کیا اور تخت نشینی کے تمام معاملات طے کر لئے اُس کی ماں سلطانہ ولید بھی اپنے بیٹے کے پاس آئی اور اُس کی تخت نشینی پر اُسے مبارکباد دی۔ علی الصباح یعنی ۲۲ دسمبر ۱۸۷۶ء کو یہ اعلان دیا گیا کہ سلیم کی وفات ہو گئی ہے اور اُس کی جگہ مراد خاں اُس کا بیٹا تخت نشین کیا گیا ہے۔ مراد خاں کی تخت نشینی کو رعایا اور فوج نے قبول کر لیا مگر پہلا بے رحمانہ کام جو مراد خاں نے کیا وہ یہ تھا کہ اپنے پانچ سوتیلے بھائیوں کو اُن کی ماؤں کے آگے قتل کروا ڈالا اور اُن کے علاوہ دو بیٹے حرم کے پیٹ سے بھی تھے وہ بھی اسی سنگدلی سے قتل کئے گئے۔

مراد خاں کچھ ابتدا ہی سے سلطنت کرنے کے قابل نہ تھا۔ کُل قوّت وزیر کے ہاتھ میں تھی اور سارے سیاہ سفید کرنے کے اختیارات اُسی کو حاصل تھے۔ اگرچہ وہ اپنے وزرا کو کئی بار بدل بھی چکا تھا لیکن بطور خود معاملات سلطنت سے بالکل مستغنی رہتا تھا وزیروں کو اختیار تھا کہ جاہے جو کچھ کریں کبھی نہ پوچھتا تھا کہ تم نے یہ بات کیوں کی۔

ہو کے بھاگیں اور ایسی بے اوسان ہو کے بھاگیں کہ ایک کو دوسرے کی سُدھ بُدھ نہیں رہی۔ روسی شہزادہ کے کل ارادوں پر خاک پڑ گئی اور اس کی شائستہ فوج کا بہت بڑا حصّہ عثمان پاشا کی تیغ براں کی نذر ہوا۔ ہر طرف سے اُسے شکست ملی اور یہ ایسی شکست تھی جس سے اُسے چھٹی کا کھایا یاد آگیا۔

اخیر اس فانی جانکندنیوں کے میدان پر شب نے اپنا بُرقع ڈالدیا اور اب چاروں طرف سے روسی فوج نے بھاگنا شروع کیا اور یہ شکستہ فوج اس مقام پر پہنچی جہاں سے سہ پہر حملہ آور ہوئی تھی۔ اب شہزادہ میں یہ قوّت نہ تھی کہ اپنے عقب کی حفاظت کرتا ترکوں نے اس حرماں نصیب فوج کا تعاقب کیا اور یکے بعد دیگرے کل مقامات پر قبضہ کرلیا مقام لوفچا سے بھی روسی نکالدیئے گئے۔ غرض جو مقامات اُنہوں نے لئے تھے ایک پر بھی اُن کا قبضہ نہ رہا۔ اس وقت قصبۂ رڈلیسوو کی عجیب خطرناک حالت تھی روسی مجروحین اس قصبۂ میں پٹے پڑے تھے۔ کچھ سسک رہے تھے کچھ دم توڑ رہے تھے کچھ ادموئے تھے اور کچھ آنکھیں پھاڑے ہوئے اپنی

ایک دن بھیس بدلکے سلطان شہر کا گشت لگا رہا تھا۔ کل سلاطین عثمانی نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے کہ بھیس بدل بدلکے شب کو شہر میں پھرا کرتے تھے۔ اسی طرح سلطان مراد خاں ثالث گشت لگاتا ہوا ایک نان بائی کی دُکان پر سے گزرا جو بہت سختی سے وزیر سلطنت کی بے انتظامی کی شکایت اپنے ایک دوست سے کر رہا تھا کہ کمبخت ایسا بے ہوش ہے کہ اُسے خاک خبر نہیں کہ غلّہ اور سامان خورد نوش کی شہر میں بہت قلّت ہوگئی ہے اس کے منگانے کا کہیں سے بھی انتظام نہیں کیا جاتا۔ سلطان نے کان لگاکے اُس کی باتوں کو سُنا اس کی مدلّل تقریر سلطان کے دل میں گھر کر گئی اور سلطان سمجھ گیا کہ یہ شخص بڑا قابل ہے۔ اُس وقت تو چلا آیا دوسرے روز اُسے بُلا بھیجا۔ اور حکم دیا کہ تو ہمارے پاس رہا کر۔ اس نان بائی کا نام فرہاد تھا بتدریج فرہاد نے سلطنت میں بھی اقتدار حاصل کرلیا اور کل اندرونی اور خارجی معاملات اُس کے ہاتھ میں آگئے۔

یورپ میں امن قایم کرنے کے بعد مراد خاں نے ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اُس فتح کی تکمیل کی جائے جو اُس کے پیش رو ادھوری چھوڑ گئے ہیں۔ وزرا کی رائے ہرگز نہ تھی کہ ایران پر حملہ

خون آلود حالت دیکھ رہے تھے اُن کی المناک صدائیں اور درد سے کراہنا ایک آفت برپا کر رہا تھا۔ اس بلا کی نالہ و واویلہ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی اور اُن کی جگر خراش آوازیں سُن سُن کے دل دہلا جاتا تھا ان تمام بلاؤں پر یہ غضب تھا کہ ترکی توپوں کے گولے دھڑا دھڑ ان مجروحین پر پڑ رہے تھے اور چاروں طرف جہنم کا مزا آرہا تھا اور روسی افسر اپنی پُرنم آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ روسی مجروحین کا کیمپ زبانِ حال سے یہ گویا تھا۔

منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمّید ناامیدی اُس کی دیکھا چاہئے

ابھی رات زیادہ نہیں آئی تھی کہ باشی بزوقوں نے روسی شکست یاب فوج پر حملہ کیا اور اُنہیں مارتے ہوئے ریڈیسو وا میں چلے آئے خوب ہی تلوار چلی باشی بزوقوں نے اپنا انتقام لیلیا۔ صحیح اور مجروح دونوں نہیں بچے اور نیم جان روسی سپاہیوں کو بہت جلد کرب و بلا سے نجات مل گئی۔ خوش قسمت روسی سپاہی یعنی وہ سپاہی جو ابھی تک مجروح نہیں ہوئے تھے

کیا جائے مگر ضدی سلطان نے نہ مانا اور ایک لاکھ پچاس ہزار فوج ایران کو زیر و زبر کرنے کے لئے روانہ کی۔ ترکی لشکر نے حملہ کر کے جارجیا کو فتح کر لیا اور داغستان تک گھسے چلے گئے اور اپنی لین ڈوری کیسپئین سی کے سواحل تک پہنچادی۔ اگرچہ فوج کا بڑا حصّہ بھوک پیاس اور تلوار کی لڑائی میں ضائع ہو گیا لیکن سلطان کے ہاتھ اس میں شبہہ نہیں کہ مُلک بہت بڑا لگ گیا۔ مراد خاں ثالث کی سلطنت کی یادگار یہ ایک ہی فتح کافی ہو۔ اخیر ۱۵۹۰ء میں ایران اور روم میں صلح کا عہد نامہ ہوا اُس عہد نامہ کی رو سے ترکوں کے ہاتھ بہت کچھ ملک لگا۔ خزانہ کی حالت خراب ہوگئی تھی ناچار ٹیکس بڑہایا گیا کہ کمی پوری ہو۔ اِدھر جاں نثاریوں کی علی التواتر بغاوتوں نے سلطان کو ایسا خائف بنادیا تھا کہ وہ محل سے باہر نہ نکلتے تھے اور مثل قیدیوں کے محل میں بند رہا کرتے تھے۔

فرہاد روز بروز ترقی کرتے کرتے اخیر وزیر کے عہدہ پر پہنچ گیا۔ ایک دن سلطان نے فرہاد سے مشورہ لیا کہ روپیہ کیوں کر وصول کیا جائے تو اُس نے یہ بتایا کہ حضور نے عیسائی تاجروں کو اتنی بڑی

اپنے ساتھیوں کو اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے مگر باشی بزوقوں نے اُنہیں سانس نہیں لینے دیا اور رستہ ہی میں سب کو چٹ غٹ کر لیا۔ ابھی تک تاریک شب تھی اور ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا اسی اندھیرے میں بندوقیں اور تلواریں چل رہی تھیں اَلامان وَالحفیظ۔ خدا خدا کرکے چاند نکلا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم پہاڑ کی بلند چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے چاند نے اپنا نورانی چہرہ پہاڑوں میں سے ہمیں دکھایا۔ اس کی روشن شعاعوں میں سے اب بھی جانکندنی کی صدائیں اور دم توڑتی ہوئی آوازیں جو رحم کی طلبگار تھیں برابر کانوں میں آرہی تھیں یہ ایسا وقت تھا کہ ایک سنگدل سا سنگدل بھی رو دے۔ ترکی توپوں کی روشنی سے تمام پہاڑیاں چراغاں ہو رہی تھیں اور جس وقت گولے پھٹتے تھے تو عجیب دلربا سماں دکھائی دیتا تھا۔ روسی فوجوں کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی ریڈیسوا کے پیچھے والے پشتہ سے یہ شکست یاب فوج گزر رہی تھی لیکن باشی بزوقوں کے خوف کے مارے کانپی جاتی تھی جو اب بھی بڑی سرگرمی سے اُس کا تعاقب کر رہے تھے۔ روسی شہزادہ نے معہ اپنے عملہ کے میدانِ کارزار میں کچھ دیر آرام لیا لیکن باشی بزوقوں کے

آزادی دے رکھی ہے اور ہر طرح سے اُن کی حفاظت سلطنت کی طرف سے کی جاتی ہے پھر اُن سے ٹیکس کیوں نہیں وصول کیا جاتا اسی طرح یہودیوں سے ٹیکس لیا جائے جو ہماری سلطنت میں لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں۔ فرہاد کی یہ معقول رائے سلطان کو بھلی لگی فوراً اس رائے پر عمل کیا گیا اور ایک زرِ کثیر جمع ہو گیا۔ پھر سلطان نے روڈلف شہنشاہ جرمنی کے پاس پیغام بھیجا کہ زمانہ مدید سے تیری جانب سے بابِ عالی کی خدمت میں تحائف اور نذرانہ نہیں پہنچا ہے تیری سعادت مندی اور نجات اسی میں ہے کہ تو فوراً نذرانہ بھیج کے ہماری خوشنودی حاصل کر شہنشاہ جرمنی نے اس کے جواب میں سرحد پر ایک فوج روانہ کی اُس نے بغیر اعلان جنگ ترکی سرحد پر حملہ کرکے مقام سزیجتھ پر قبضہ کر لیا۔ یہ سنتے ہی سلطان آگ بگولہ ہو گیا اور چاہا کہ اس حملہ کا مزا شہنشاہ جرمنی کو چکھا دوں۔ سلطان نے جرمنی فوج پر حملہ کیا ایک ہی دن کی جنگ میں جرمنی فوج پارہ پارہ کردی گئی۔ سپاہ سالار آرچ ڈیوک میتھاس گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد سلیک۔ نووی گریڈ اور گروم شہروں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر الذکر شہر کا گورنر جو فوج کی کمان کر رہا تھا ترکوں کی شمشیر آبدار کی آغاز جنگ ہی

خوف سے وہ یک لخت اُٹھ کے بھاگے اور ایسا بے اوسان ہو کے بھاگے کہ اُنہیں اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نہ اپنی فوج کی خبر رہی۔ وہ کمبخت شہزادہ یہ سمجھا کہ غنیم مجھ پر آپڑا اب اس کے حواس اور بھی باختہ ہوئے۔ بے اوسانی میں راستہ بھول گیا اسی میں اُس کی خیر ہو گئی اگر وہ ریڈلیسوما جاتا تو وہاں اُسے بھی اپنے سپاہیوں کی خونی قسمت کا حِصّہ لینا پڑتا۔ کیونکہ اس قصبہ پر باشی بزوق آپڑے تھے اور انہوں نے بقیۃ السیف کا فیصلہ کر دیا تھا۔

شکست بڑی ہی انقطاعی شکست تھی اور یہ ایسی شکست تھی جو صدیوں تک روسی نہیں بھولیں گے۔ یہ لڑائی تھی جو ترک اپنی موروثی شجاعت اور قومی محبت سے لڑے تھے کاش وہ گزشتہ لڑائیاں بھی اسی جوش اور ایمانداری سے لڑتے تو روسیوں کو سوائے سینٹ پیٹرسبرگ کے اور کہیں پناہ نہ ملتی۔ رجمٹیں کی رجمٹیں غارت ہو گئی تھیں اور اُن کا پتہ نہ تھا کہ کہاں گئیں اور اُنہیں کون کھا گیا۔ صرف شہزادہ روسیہ کی فوجوں میں پندرہ ہزار کا نقصان اندازہ کیا گیا ہے۔ جنرل کرُدنر کی فوجوں کا نقصان بھی اتنا ہی خیال کرنا چاہئے اسی طرح جنرل

میں نذر ہو چکا تھا مگر فوج قلعہ برابر قدم جمائے ہوئے جنگ کر رہی تھی یہاں تک کہ اُس کی امداد بھی آگئی لیکن پھر بھی ترکوں کے پنجہ سے نجات نہ مل سکی۔ مسیحی فوجیں بہت بھرتی سے کاٹ ڈالی گئیں اور اُنہیں فاش شکست ملی۔ بقیۃ السیف کرویشیا بھاگ گئی ترک آگے بڑھے اور اُنہوں نے ہنگیری کے ایک مشہور زبردست قلعہ راب کا محاصرہ کر لیا اور کئی سخت حملوں کے بعد ۱۷ دسمبر ۱۵۹۴ء میں اس قلعہ کو بھی ترکوں نے فتح کر لیا۔

ترکوں کے فتحمند لشکر نے اس بڑی فتح ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ اُن کا ہلالی جھنڈا آگے بڑھا۔ اب شہنشاہِ جرمنی کے حواس باختہ ہوئے کہ یہ کیا غضب ہوا اس نے فوراً ٹرانسلوینیا۔ مالڈیویا اور ولاچیا کے امیروں کو ملا لیا جو حملہ آوروں سے بغاوت کر چکے تھے اور ترکوں کی زیر سرپرستی رہنا اُنہیں ناگوار گزرتا تھا۔ ترکی سپاہ سالار نے سلطان مراد خاں کو لکھا کہ اگر حضور بذاتِ خود فوج کا سرکردہ بنکے ان باغی صوبوں کی سرکوبی کے لئے میدانِ جنگ میں نکلیں تو بہت ہی مناسب ہے اور جو حضور مناسب نہ خیال کریں تو اپنے صاحبزادہ کو بھیجدیں تاکہ وہ فوج کی

اسکوبلوف کی فوجوں کا بھی یوں ہی ستراؤ ہوا۔ دن کو جنرل گرُدزنے شہزادہ روسیہ کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھ میں تو ترکوں سے جنگ کرنے کا اب دم نہیں رہا میں اپنی اور اپنی فوج کی نجات بھاگ جانے میں سمجھتا ہوں۔ گرُدزر کی یہ تجویز نہایت عاقلانہ تھی مگر اس کے دلچلے افسروں نے سخت لعنت ملامت کی اور کہا جب تیری بزدلی کی یہ کیفیت ہو تو گھر سے لڑنے کیوں نکلا تھا۔ دوسرا روسی سپاہ سالار کچھ ایسا حواس باختہ ہوا اور ترکوں کا اُس پر کچھ ایسا رُعب بیٹھا کہ آغاز جنگ ہی میں اپنی فوج سے نکل کے میدانِ کارزار سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر چلا گیا اور پھر اس بہادر سپاہ سالار کو کسی نے میدانِ جنگ میں نہیں دیکھا۔ یہ سپاہ سالار ایک بوڑھا شخص تھا اور اُسے تجربہ جنگ بھی بہت تھا وہ اپنے تجربہ سے پہچان چکا تھا کہ یہاں کل فوجوں کا کھیت رہیگا اور عثمان پاشا سے ہمارے سپاہ سالارہ برسرنہ آئیں گے یہی مناسب سمجھا کہ میدانِ جنگ سے مُنہ چُھپا کے بھاگ جائے اخیر اُس کے اعلیٰ افسروں نے اس شخص کو سینٹ پیٹرسبرگ بھجوا دیا۔ اس انقطاعی جنگ کے بعد لندن ٹیمس کا خاص نامہ نگار پلونا میں گیا دیکھا کہ پلونا کے سامنے

کمان کرکے باغیوں پر حملہ آور ہو اس کا نتیجہ حسب دلخواہ نکل آئے گا۔ سپاہ سالار نے جس شہزادہ کو طلب کیا تھا اس کی عمر بیس سال کی تھی سلطان نے جوں ہی اپنے سپاہ سالار کی یہ درخواست دیکھی فوراً حکم بھیجدیا کہ آیندہ جنگ میں میں بذاتِ خود فوجوں کی کمان کروں گا۔ سلطان باغی ریاستوں کی سرکوبی کی غرض سے قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل آیا اور وہاں سے جہاز میں سوار ہو کے روانہ ہوا کہ راستہ میں اس بلا کا طوفان آیا کہ سلطان کی طبیعت ناساز ہوگئی مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ ناچار بیچارے کو واپس آنا پڑا۔ بخار سے نجات نہ ہوئی اور سلطان مراد خاں ثالث بیس سال سلطنت کرکے پچاس برس کی عمر میں ۱۷ جنوری ۱۵۹۵ء عالم جاودانی کو سدھار گیا "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

افسوس ہے کہ اُس کے زمانہ سلطنت میں فوج راضی نہیں رہی۔ اگرچہ اس کی سلطنت فتوحات کے لحاظ سے ہیٹی نہیں ہے پھر بھی فرہاد جیسے نان بائی کا وزیر اعظم کرنا یہ عام طور پر بُری نظروں سے دیکھا گیا۔

روسی کشتوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اُسی ڈھیر میں ایک روسی افسر کو تڑپتے ہوئے دیکھا نامہ نگار اس کے پاس گیا اور اُسے پانی پلا کے حملہ اور جنگ کی بابت دریافت کیا اس نے جواب دیا "کہ اُف ترک بڑے لڑاکو ہیں ہمارے افسر اندھے بن کے گر پڑے اور انہیں آگے پیچھے کا کچھ خیال نہ رہا وہ ترکوں کو نوالہ خام سمجھتے تھے اسی حماقت نے اُنہیں دھوکا دیا میں نہیں کہہ سکتا کہ ہماری فوجیں کتنی کاٹ ڈالی گئیں۔ میرا اندازہ ہے کہ ایک ہی میدان میں دس ہزار فوج سے کم نہ مری ہوگی"۔ جنرل اسکوبلوف نائب سپاہ سالار کی بڑی تعریف ہوئی کہ وہ اپنے کل مجروحین کو اُٹھا کے صاف نکل آیا لیکن یہ سُن کے افسوس ہوگا کہ اپنی بقیۃ السیف فوج کا نصف حصّہ زخمیوں کے اُٹھانے میں میدانِ جنگ کے نذر کر گیا۔ اس پر بھی جب وہ شہنشاہ روسیہ کے ڈیرہ میں پہنچا ہے تو زار بہت خوش ہوئے اور اپنے نوجوان سپاہ سالار کی تعریف کرنے لگے۔

۲ اگست شہزادہ روسیہ کا لشکرگاہ قصبہ پورادم کی بلندیوں پر تھا اور جنرل گرودنر مقام ڈیٹینک پر مورچہ زن تھا۔ کل روسی فوجیں ترکوں کی زد سے نکل آئی تھیں اور اب انہیں

چودھواں باب ۱۴

محمد ثالث ترکی کا تیرھواں شہنشاہ یا سلطان

۱۵۹۵ء سے ۱۶۰۳ء تک

محمد ثالث کا اپنے کل بھائیوں کو قتل کر ڈالنا۔ پائے تخت میں سخت بے انتظامی۔ مالڈیویا اور ولاچیا میں بغاوت۔ لشکر کی تباہی۔ قسطنطنیہ میں طاعون۔ محمد کا اپنی ماں کو سلطنت سونپ دینا۔ حرسرائے میں پیچیدگی۔ فساد کا فرو ہونا۔ سرغناؤں کا قتل۔ قحط اور وبا قسطنطنیہ میں۔ محمد کی وفات۔

سلطان مراد خاں مرحوم کے سو بچوں سے زیادہ اولاد ہوئی تھی جن میں سے بیس لڑکے اور ستائیس لڑکیاں اُس کی وفات کے وقت زندہ تھیں۔ سلطان مراد خاں کی آنکھیں بند ہوتے ہی

ہر قسم کا اطمینان ہو گیا تھا خوب زور شور سے قواعد ہوتی تھی اور افسروں کو یقین تھا کہ اگر ہماری کافی امداد آگئی تو ہم پلونا سے عثمان پاشا کو بے دخل کر دیں گے - اسی اثناء میں بڑی تعداد روسی تازہ دم فوجوں کی کرڈنر کی فوج کے ساتھ آکے مل گئی اور روسی فوجوں کی راہ آمد و رفت بھی خطرہ سے نکل چکی تھی تو بھی ایک بڑی امداد فوج کی ضرورت تھی جو سر دست میسر نہ آسکتی تھی - شکست سے پہلے جتنی فوج یہاں موجود تھی روسی اسی کو قسطنطنیہ پہنچنے تک بہت کافی سمجھتے تھے مگر جب ایک ہی جنگ میں سب کا قلع قمع ہو گیا تو اب امید کے خلاف مزید فوج کی ضرورت پڑی جو یکایک بہم نہ پہنچ سکتی تھی - جس روسی فوج کو پلونا پر شکست ملی تھی اُس کی حالت اب بہت سنبھل گئی تھی اور وہ اچھی طرح مضبوط ہو گئی - جو خوف ترکی حملہ کا سب روسیوں کے دل میں تھا وہ اب بالکل جاتا رہا تھا - ہاں یہ بات صحیح ہے کہ اگر ترک نہایت جوش سے شکست یاب روسی فوج پر حملہ کرتے تو کوئی کلام نہیں پھر اتنی جلدی روسیوں کو میدانِ جنگ میں آنا نصیب نہ ہوتا لیکن کیا کیا جائے کہ ترکوں نے فتح کا کچھ بھی ثمرہ نہیں اُٹھایا اس کی وجہ بہت بڑی یہ تھی کہ عثمان پاشا اس وقت تنہا کام کرنیوالا تھا

اس کا بڑا بیٹا محمد الشیائے کو چلک سے بلایا گیا - محمد کا کچھ برتاؤ ایسا تھا کہ اُس کا جس سے معاملہ پڑا وہی ناراض ہو گیا اس سبب سے عام طور پر اس سے نفرت کا اظہار کیا جاتا تھا - اُس کی عادت تھی کہ معمولی جرائم کی نہایت شدید سزائیں دیا کرتا تھا اور معمولی باتوں پر قتل کر ڈالنا اُس کے آگے کوئی بڑی بات نہ تھی -

ابھی عثمانی تلوار اپنی کمر پیٹی میں نہ باندھی تھی کہ فوراً اپنے انیس بھائیوں کو بلا کے سب کی گردنیں اپنے سامنے اُڑوا دیں مظالم کی ابتدا یہ ہوا اور یہیں سے ترکی گورنمنٹ کی کمزوری شروع ہوتی ہے دس حرم میں جن کی اولاد سلطنت کی وارث بن سکتی تھی قتل کرا کے باس فورس میں پھینک دی گئیں - کوئی قوم ہو خدا کو اُس کے مظالم پسند نہیں ہیں جب تک ترکی میں یہ بدعات نہ ہوئی تھیں روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی ادہر ان بدعات کا آغاز ہوا اور اُدہر تنزل اور ضعف کے آثار نمایاں ہونے لگے -

محمد ثالث کی ۲۹ سال کی عمر تھی جب وہ تخت نشین ہوا ہے - اس کا زمانہ تخت نشینی بہت ہی پُر آشوب تھا انتظام سلطنت درہم برہم تھا - فوجوں میں بغاوتیں ہو رہی تھیں - لوگ فساد برپا کر رہے تھے - خاص،

اور جو مورچے جنگ میں خراب ہوگئے تھے سب سے پہلے انہیں درست کرنا تھا اور جتنے مقامات ہاتھ لگے تھے اُن پر نہایت مضبوطی سے مورچہ بندی کرلی تھی۔ اِدھر سامانِ حرب اور سامانِ رسد کا بہم پہنچانا تھا۔ فرار شدہ روسیوں پر حملہ ضرور ہوسکتا تھا مگر جب حالت ہی اس کے مناسب نہ ہو تو حملہ کی کیا صورت نکل سکتی۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر حملہ کیا جاتا تو بہت آسانی سے روسی چیز غنوط ہوسکتے تھے اور اُنکی فوجی قوت کی کمر ٹوٹ جاتی مگر فوج کے ناکافی ہونے کی وجہ سے ترک اپنی نمایاں فتح کا ثمرہ نہ حاصل کرسکے۔

اس ذلت کی شکست سے روسی افسروں کی بڑی کرکری ہوئی اور چاروں طرف سے اُن پر تبرّے بازی شروع ہوگئی۔ جنرل شلڈر شولدر جنگی پہرہ میں سینٹ پیٹرسبرگ بھیجدیا گیا تاکہ اُس کا کورٹ مارشل کیا جائے کہ کیوں اس نے پلونا پر شکست کھائی اور وجہ کیا کہ ایک ہی حملہ میں پلونا کو فتح نکر لیا۔ کرنیل لیکپسی جنرل گرڈنر کے عملہ کے سردار کی بھی یہی گت بنی۔ اس کے بعد جنرل گرڈنر پر بھی بلا نازل ہوئی وہ اپنے عہدہ سے برخاست کردیا گیا اور اس کی جگہہ جنرل زوتف کا تقرر ہوا۔ ادھر اسکی طرف

سلطنت کے جگر یعنی قسطنطنیہ میں وبا اور قحط موجود تھے۔ کہ اسی پریشان حالت میں ٹرنیلو بینا اور مالڈیو یا جرمنی کی حمایت میں ترکوں کے مقابلہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کو ہر مقام پر ناکامی ہوئی اور کئی صوبے اُن کے ہاتھ سے نکل گئے۔ فرہاد نے ولاچیا پر دوبارہ قبضہ کرنے کی بہتیری کوشش کی لیکن اس نان بائی کی دال نہیں گلی۔

پھر یہ نان بائی نکروپولس فوج کا سرگروہ بناکے بھیجا گیا یہاں بھی شکست کھائی اور یہ مشہور اور ضروری مقام بھی چھنوا دیا۔ جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اُسے اپنے وزیر پر بہت غصّہ آیا فوراً قسطنطنیہ واپس آنے کے احکام جاری ہوگئے وہ کمبخت حاضر دربار ہوا اس سے شکستوں کے اسباب دریافت کئے گئے ہرچند اس نے اپنے خیال میں معقول وجوہات بیان کیں لیکن ایک پذیرا نہ ہوئی اور سر دربار اس کی گردن اڑادی گئی۔ اب ترکی سپاہ سالاروں کو خوف معلوم ہوا کہ جو شخص اس کی جگہہ ہوگا اس کی اخیر بھی خونی قسمت لکھی ہے سب نے انکار کرکے سلطان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ حضور بذات خود لشکر کی کمان کریں۔

جو فوج پس پا ہو رہی تھی اس کا ترکوں نے راستہ کاٹ دیا آخر اس نے مجبور ہو کے پلونا کے سامنے مورچہ بندی کر لی۔ اصل میں دیکھا جائے تو سب سے زیادہ روسی کمانڈر انچیف کا قصور تھا نہ کہ اس کے ماتحتوں کا اور کمانڈر انچیف سے بھی زیادہ ان فتوحات کی خطا تھی جو اب تک روسیوں کو ترکوں پر حاصل ہو رہی تھیں اور روسی ترکوں کو کچھ مال نہ سمجھتے تھے اُن کا خیال تھا کہ جس طرح ترکوں نے دریائے ڈینیوب پر مقابلہ کیا ہے اسی طرح پلونا پر بھی مقابلہ کریں گے اور ہم انہیں یہاں بھی باسانی عزت ربود کر لیں گے اسی خیال نے انہیں پلونا پر حملہ کرنے کی جرأت دی اور وہ آنکھیں بند کر کے ترکوں پر گر پڑے مگر یہاں عثمان پاشا کمان کر رہے تھے جو فنون جنگ میں اعلیٰ درجہ کا ماہر اور قومی محبت کے نشہ میں چور تھا اُس نے اس سرگرمی سے روسیوں کی دعوت کی کہ انہیں چھٹی کا کھایا یاد آگیا۔ اور وہ سمجھ گئے کہ ترکوں میں اب بھی جنگی روح باقی ہے اور ترک آسانی سے قبضہ میں آنے والے نہیں ہیں۔

ایک زبردست انگریزی مورخ ایڈمنڈ اولر لکھتا ہے " قصہ مختصر یہ کہ تمام روسی کیمپ کی حالت اس انقلابی شکست نے ابتر کر دی یہ بات روسیوں کے ذہن نشین ہو گئی تھی کہ جیسا ترکوں نے ہر مقام پر

سلطان نے اس بات کو منظور کر لیا اور خود بڑے جاہ و جلال سے بماہ ستمبر ۱۵۹۶ء دو لاکھ فوج کا سرگروہ بنکے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا اور اپنی اس کثیر تعداد فوج کو مختلف بریگیڈوں میں تقسیم کر دیا سلطان خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو تو بھی اس میں عثمانی خون تھا جب فوجوں کا خود سپہ سالار بنا تو سپاہیوں میں ایک جوش پیدا ہوا گویا اُن کی شجاعت میں جان پڑ گئی اور اب اُن کی خونخواری بہت بڑھی ہوئی تھی " سمند ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا " یعنی حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مبارک جھنڈا فوجوں کے بیچ میں کھولا گیا یہ گویا پہلی دفعہ جھنڈا کھلا تھا بچہ بچہ میں اس قدر جوش پیدا ہوا کہ بیان سے باہر ہے اس جوش اور شوق میں سلطان کی سرکردگی میں فوج آگے بڑھی اور اس نے آرچ ڈیوک کی آنکھوں کے آگے مقام ارلاؤ پر قبضہ کر لیا۔

مسیحی فوجوں کی کمان یہی مشہور ہنر مند سپہ سالار آرچ ڈیوک کر رہا تھا جس کی ہنر مندی کی دھاک تمام یورپ پر بیٹھی ہوئی تھی اور فی الواقع فنون جنگ کے لحاظ سے اپنا ثانی نہ رکھتا تھا اسی اثناء میں اس کی امداد کے لئے ٹرانسلوینیا کی فوجیں آگئیں۔ دونوں اسلامی اور مسیحی فوجیں ایک

خفیف مقابلہ کیا ہو پلونا پر بھی یہی کیفیت ہوگی اس لئے وہ اندھے بنکے گڑھے میں گر پڑے - ابتدائی ہفتوں میں عثمانیوں کی مردہ دلی نے روسیوں کو اندھا دھند آگے بڑھنے کا لالچ دیا - وہ سرخوشانہ حالت میں عثمانی سرزمین میں بڑھے چلے آئے بلقان کے پرے تک گھسے چلے گئے اور تمام شمالی صوبہ پر قبضہ کر لیا - عقب میں ایک زبردست فوج قلعبندی کئے ہوئے موجود تھی - جانب راست کثیر تعداد فوج نے ان کی کمر کو مضبوط کر دیا تھا اور جانب چپ ٹڈی دل فوج کے ولبادل پٹے پڑے تھے انہیں اپنی اس جمعیت پر پورا گھمنڈ تھا اور وہ جانتے تھے کہ یہی فوج قسطنطنیہ تک ترکوں کو زیر و زبر کرنے کے لئے کافی ہوگی چونکہ وہ اپنی تعداد پر پھولے ہوئے تھے انہوں نے بڑے جوش سے ایک مورچہ بند ترکی مقام پر حملہ کیا مگر ۳۱ جولائی کی آفت نے اُن کے سارے پنجر ڈھیلے کر دیئے اور اب انہیں جنگ ایک آفت دکھائی دینے لگی "

جو کچھ پلونا میں روسیوں کی گت بنی تھی اس سے رومینیا میں سخت ہل چل پڑ گئی - کیا تو یہ لوگ روسیوں کی فتح کی خوشیاں منا رہے تھے یا اب اُن کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور وہ حواس باختہ ادھر اُدھر

دوسرے کے مقابلہ میں سرسٹس کے میدانوں میں مورچہ زن ہوئیں اور اب ایک ایسی خطرناک جنگ کا آغاز ہوا کہ ترکی روز پیدائش سے ایسی پُر خطر اور مسلسل جنگ نہ لڑی تھی - کامل تین روز تک خوب جنگ ہوتی رہی ہنگیریا والوں نے اپنے فنون جنگ اور شجاعت کا نمونہ دکھا دیا - اور انہیں ترکوں پر ایک بار خاصہ غلبہ ہو گیا - سلطان میدان جنگ میں سب سے آگے خود جنگ کر رہا تھا ہنگیریوں نے سلطانی باڈی گارڈ کو کاٹ ڈالا اس سے سلطان کی حالت بہت ہی خوفناک ہوگئی -

ترک بھی خوب ہی بہادری سے لڑے لیکن ایک بڑی حکمت سے انہوں نے عین موقع جنگ پر قدم پیچھے ہٹایا یعنی فوجیں یہ سمجھیں کہ ترکوں کے پیر اُکھڑ گئے اور اب یہ شکستہ خاطر ہو کے بھاگنا چاہتے ہیں - یہ حالت دیکھ کے تازہ دم مسیحی فوجیں ترکی لشکر گاہ میں گھس آئیں اور ترکی مال و دولت کو لوٹنا شروع کیا - لاریب مسیحی سپاہ سالار سمجھتا تھا کہ اس طرح میدان جنگ سے بھاگنا ضرور کچھ دال میں کالا کالا ہی اس نے اپنے ماتحت سپاہ سالاروں کو ترکی لشکر گاہ میں گھس جانے سے روکا مگر ایک نہ سُنی گئی اور کل مسیحی فوجیں لوٹ میں پڑ گئیں - جب یہ بہادر نصاریٰ ترکی لشکر گاہ کو لوٹ رہے تھے تو

تکنے لگے۔ انہیں خوف معلوم ہوا کہ روسیوں کی عنقریب کمر ٹوٹ جائے گی اور تمام روسی بلغاری فوجوں کو ڈینیوب سے اُتر کے ترک کاٹ ڈالیں گے۔ پھر ریاستوں کو زیر و زبر کر کے ان کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹادیں گے۔ اس میں تو ہرگز کلام نہیں کہ روسیوں کی حالت ہی نازک ہوگئی تھی اگر عثمان پاشا جیسے اور دو تین سپاہ سالار ہوتے تو بلاشک روسیوں کی یہی قسمت ہوتی۔ عثمان پاشا تنہا کیا کر سکتا تھا اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا اس لئے روسیوں کی موجودہ حالت بالکلیہ بادی کی پیشین گوئی مشکل سے کر سکتی تھی۔

روسیوں کو معلوم ہوا کہ رومینی توپخانہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہے اور اس سے بہت کام نکل سکتا ہے۔ مگر خالی توپخانہ بلافوج کیا کر سکتا تھا۔ روسیوں کی جب بالکل آس ٹوٹ گئی تو افسران فوج کی طرف سے سینٹ پیٹرسبرگ لکھا گیا کہ فوراً امداد روانہ کی جائے مگر یہاں سوائے شہنشاہی گارڈ کے اور رکھا ہی کیا تھا ناچار شہنشاہی گارڈ کے رسالہ کی متعدد رجمنٹیں وسط اگست میں سینٹ پیٹرسبرگ سے جانب جنوب روانہ ہوگئیں۔ سب سے پہلے جو رجمنٹ روانہ ہوئی وہ ہوزارس تھی اس کے بعد ۱۵ اگست لانسرز کی

ترکی بے قاعدہ رسالہ جو بطور فوج محفوظ کے ایک مقام پر کھڑا ہوا تھا اپنا موقع دیکھ کے آگے بڑھا اور ان جوانمرد مسیحی سپاہیوں پر بلائے بے درماں کی طرح آپڑا۔ خوب ہی تلوار چلی مسیحی فوجیں بہت آسانی سے کاٹ ڈالی گئیں۔ ہزارہا سپاہیوں کی بھٹا سی گردنیں اڑادی گئیں بازار قتل اس قدر گرم ہوا کہ الحفیظ والاماں۔ مسیحی فوجوں میں کھلبلی پڑگئی اور وہ بے اوسان ہو کے ادھر اُدھر بھاگیں مگر ترکوں نے انہیں چاروں طرف سے روک لیا تھا جس طرف مسیحی بریگیڈ گئے سب کے سب کاٹ ڈالے گئے۔ خود بہادر مسیحی سپاہ سالار آرچ ڈیوک اور اس کے ماتحت جنرلوں کی جان خطرہ میں پڑگئی۔ کمبخت بمشکل اپنی جان بچا کے بھاگے لیکن ان کے بھاگنے میں بے اوسانی اور بدحواسی ملی ہوئی تھی اور اب وہ نہ اپنی شجاعت سے کچھ کام لے سکتے تھے اور نہ اپنے فنون جنگ سے۔ جان کے لینے کے دینے پڑگئے تھے بڑے بڑے بہادر لڑاکو کونوں میں چھپتے پھرتے تھے۔ عیسائیوں کی کل توپیں سارا خزانہ اور کل سامانِ حرب غرض سب کا سب سامان ترکوں کے ہاتھ لگا۔ عثمانی تاریخ میں یہ مالِ غنیمت اور ایسی انقطاعی فتح اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اتنی دولت ترکی لشکر کے ہاتھ لگی جو پہلے

رجمنٹ روانہ ہوئی ۱۶ ارکوجہ بینڈ ٹرنس - اس پر بس نہیں ہوا بلکہ لینڈوٹر درجہ اول بھی طلب کرلی گئی اس فوج کی تعداد دو لاکھ تھی -

میدان جنگ میں روسی فوجیں علی التواتر پہنچ رہی تھیں لیکن ترکی امدادی فوج کا آنا روز بروز کم ہوتا جاتا تھا اور ترکی فوجی پہلو برابر کمزور ہوتا چلا جاتا تھا - اس کی وجہ یہ تھی کہ عثمان پاشا کی نمایاں کامیابی سے اُن کے ہمسر افسروں میں آتش حسد پیدا ہوئی اور وہ انگاروں پر لوٹنے لگے کہ عثمان پاشا کا اتنا نام کیوں ہوا - یہی وجہ تھی کہ وہ عثمان پاشا کی مدد کے لیے وقت پر نہ پہنچ سکے اور نہ انہوں نے آمد و رفت کے راستوں کی حفاظت کی اگر یہ بدنصیب افسر ذرا بھی خیال کرتے کہ قوم میں ایک شخص کی ناموری تمام قوم کی ناموری ہے ... اور ایک شخص کی ذلت تمام قوم کو نیچا دکھا دیتی ہے تو وہ اپنی اس برباد کن حماقت سے کیوں کام لیتے اور آج کو یہ روزِ بد کیوں دیکھتے - خدا کی مرضی میں چارہ نہیں یہی ٹھیر چکا تھا کہ یوں ہی ہو ویسا ہی ہو کے رہا -

روسیوں کی قوت میں امدادی افواج کے آنے سے جان پڑ گئی لیکن اس تازہ دم شہنشاہی گارڈ نے چند

کبھی جنگ میں نہ لگی تھی اور مسیحی سپاہ بھی اتنی قتل ہوئی تھی جو اور لڑائیوں میں شاید اتنی کام نہ آئی ہو عثمانی تاریخ میں محمد ثالث کا عہد محض اس بڑی فتح اور مال غنیمت کی وجہ سے نامور ہے -

اس عظیم اور نمایاں کامیابی کے بعد سلطان کروڑہا پونڈ کا مال غنیمت لیکے قسطنطنیہ واپس آیا لیکن بدقسمتی سے سلطان کے پہنچتے ہی طاعون پھیل گیا اور ایسا طاعون پھیلا جو قسطنطنیہ میں اس شدت سے کبھی نہ پھیلا تھا - ایک ہی روز میں سترہ شہزادے اور شہزادیاں طاعون کی شکار بن گئیں - خود سلطان بھی اس مرض میں مبتلا ہوئے لیکن بہت جلد افاقہ ہو گیا - مری کا بازار گرم ہوا اور رعب ترا اکھڑی مچگئی - ناچار سلطان نے سلطنت کی باگیں اپنی والدہ سلطانہ ولیدہ کے ہاتھ میں دے کے اور کل معاملات سیاسی سمجھا کے قسطنطنیہ کو الوداع کہا -

سلطانہ سے اچھی طرح سلطنت نہ ہو سکی - خواجہ سرا اور قلماقینوں کا سلطانہ پر پورا قابو تھا اور اُن ہی کی رائے سے صوبوں کے گورنروں کے پاس احکام بھیجے جاتے تھے - جو احکام بہت ہی نا ملایم اور اٹکل پچّو ہوتے تھے -

ہفتے تک تو ان نقصانات کی درستی کی جو شکست سے پیدا ہو گئے تھے اور ترکوں پر حملہ کرنے کے آہستہ آہستہ سامان کرتا رہا۔ مصیبت یہ تھی کہ روسی سپاہ جو میدان جنگ میں کام آئی تھی اسی قدر بیماری سے مرگئی تھی اور ایک تعداد کثیر تکان اور بھوک سے ایسی پژمردہ ہوگئی تھی کہ اُس میں ہفتوں تک سنبھلنے کا دم نہ تھا۔ دن کی گرمی۔ رات کی اوس اور پھر طولانی سفر اور اس پر فاش شکست نے روسی افواج کو آدھا مردہ کر دیا تھا۔ شہنشاہ روسیہ کو اپنی فوجوں کی کیفیت پوری معلوم تھی اُس نے خوفزدہ ہو کے اپنی رعایا سے اپیل کی کہ خداوند مسیح کے واسطے میری مدد کرو ورنہ تمام ممالک پر بجائے خداوند کی صلیب کے ہلال اُڑنے لگے گا۔ دیکھنا صداقت کی روشنی دھندلی نہ پڑ جائے۔

روسی سپاہ مقیم ڈوبریڈشا میں سب سے زیادہ بیماری پھیل گئی کیونکہ یہاں کا موسم گرما ہمیشہ خطرناک ہوا کرتا ہے۔ اگست کے شروع ہوتے ہی روسیوں کی یلغار میں فرق آگیا اور اس صوبہ میں اُن کی تمام جنگی کارروائیاں رُک گئیں اور اس وقت کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نواح میں فوجوں کو کیوں معطل ڈال رکھا ہے۔

تمام ترکی صوبہ جات میں سخت پریشانی چھا گئی اور طوائف الملوکی کا رنگ پیدا ہونے لگا۔ یہ صورت دیکھ کے فرانسیسی سفیر ایم سیوری ڈی بریوکس نے سلطانہ سے اپنے ملک اور قوم کے لئے کچھ فوائد حاصل کرنے چاہے اور وہ ایسے فوائد تھے جو ابھی تک کسی یورپین سلطنت کو نہ ملے تھے۔ ایک نئی بات خواجہ سراؤں کو گانٹھ کے اس نے یہ پیش کی کہ سلطانہ اپنا سفیر شاہ فرانس ہنری چہارم کے دربار میں بھیجیں اور مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا جھنڈا اپنے سفارت خانہ پر نصب کر دوں۔

ملک کی یہ حالت دیکھ کے صوفیہ بگڑ گئے اور ایک عورت کی سلطنت سے وہ سخت ناراض ہو کے اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ اگر خواجہ سرا حرمسرا کے دروازے نہ کھولیں تو اُس میں آگ دی جائے جب یہاں تک نوبت پہنچی تو اب سلطان خواب غفلت سے چونکے اور مفسدوں کے سرغناؤں کو اپنے سامنے طلب کیا انہوں نے سلطان کے حضور حاضر ہو کے تمام مصائب بیان کئے کہ سلطنت ان خواجہ سراؤں نے سخت متنزل حالت میں کر دی ہے۔ فرانس جیسی ذلیل اور ادنے ریاست میں ترکی سفیر بھیجا جاتا ہے دولت علیہ عثمانیہ کے لئے اس سے زیادہ ننگ ہو نہیں سکتا۔ فرانس

لندن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہ روسی فوج اس مقام پر قبضہ کئے پڑی تھی یہ مقام کچھ حملہ آوروں کے لئے زیادہ قیمتی نہ تھا ہاں جب تک بحر اسود میں وہ باز ادی نہ آجاسکیں اس مقام پر قبضہ کرنا محض فضول تھا۔ جنرل زمرمین کے پاس ڈوبریڈشا میں چودھویں کور بھی اور دوسری کور کا ایک ڈیویژن بھی اس کے علاوہ موجود تھا یہ ٹڈی دل فوج مقام چرناووڈا سے آٹھ میل کے فاصلہ پر مورچہ زن تھی۔ اس عظیم فوج نے اب تک صرف یہی کیا تھا کہ ہر روز کوہ قافیوں کے دستے مخبری کے لئے چاروں طرف دوڑا دیئے اور انہوں نے آکے خبریں سنادیں کبھی کبھی ان بے قاعدہ کوہ قافیوں کا مقابلہ سرکیشیا والوں سے رستہ میں ہو جایا کرتا تھا۔ مقام ہرسودا کو ترکوں نے بالکلیہ خالی کر دیا تھا۔ خالی کرتے وقت کل سامان جس کو وہ لیجا سکے اپنے ساتھ لیگئے ہاں ترکوں کے کتے پیچھے رہگئے تھے اور ان کی تعداد اتنی بڑی تھی کہ مجبوراً روسیوں نے انہیں گولی ماردی۔ کرنیل سینکی انگریزی کونسل متعینہ کستینجی نے ایک انگریزی نامہ نگار سے کہا جب سے روسی دوبریڈشا میں داخل ہوئے ہیں

ہمارے کسی صوبہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا ان بدبخت دشمن ملت خواجہ سراؤں نے رشوت لیکے اسے یہ جرأت دی کہ وہ اپنے مکان پر جھنڈا نصب کرنا چاہتا ہے۔ اے سلطان تمام صوبے سخت پریشان ہیں کہ ناواجب التعمیل احکام کی کیوں کر پیروی کریں۔ ہم ہرگز فساد موقوف نہ کرینگے جب تک خواجہ سرائے ہمارے حوالہ نہ کر دیئے جائیں گے۔ ناچار سلطان نے کل خواجہ سراؤں کو مفسدوں کے حوالہ کر دیا اور فوراً سر بازار اُن کی گردنیں اڑادی گئیں۔

سلطان کو خود اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے تھے اس میں جرأت نہ تھی کہ خونخوار لوگوں کے مطالبات سے انکار کرتا۔ چنانچہ مجرمین گرفتار کر لئے گئے اور عام طور پر کل افسران ملکی و جنگی کے سامنے اُن کی گردنیں ماردی گئیں۔ فوج اب مطمئن ہو کے اپنے اپنے گھر چلی گئی اور فساد رفع ہو گیا۔

اب سلطان کے اوسان بھی درست ہو گئے تھے لیکن اُسے خوف تھا مبادا کوئی دوسرا جھگڑا نہ کھڑا ہو جائے۔ اُس نے حفظ ما تقدم کے لئے ان جاں نثاریوں کا جائزہ لیا جو فسادیں

میں نے ان کی نسبت کوئی شکایت نہیں سُنی ہاں بلغاریوں اور ارمینیوں نے بہت سی بدعات کیں جس سے انتقام کی آگ بھڑکی روسی فوجوں کے پہنچنے تک یہ لوگ سخت نقصان پہنچا چکے تھے۔

سچی دُکانداروں نے روسیوں کی خوشامد میں انگریزی اخباروں کے نامہ نگاروں سے یہ بیان کیا کہ جب ترکی فوج یہاں مقیم تھی تو ہمیں کھلائے چلی جاتی تھی جب اُن کا جی چاہتا دُکان سے زبردستی چیز چھین کے لیجاتی لیکن جب سے کوہ قافی فوج آئی ہے یہ بغیر قیمت دیئے چیز کو ہاتھ نہیں لگاتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو جو جنگ بڑھتی گئی روسی اور ترک ایک دوسرے کو عزت کی نظروں سے دیکھنے لگے اور باہم ایک دوسرے کی بہادری کی تعریف کرتے تھے مگر بدنصیب بلغاریوں کو دونوں جنگجو قومیں حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں اور انہیں چمار سے بھی بدتر سمجھتی تھیں۔

لندن ٹیمس کا نامہ نگار لکھتا ہے میں نے ترکی قیدیوں کو روسی فوج میں خوش و خرم دیکھا ہے اور عموماً ان کی زبان پر یہ کلمہ سُنا ہے "روسی سپاہی آدمی ہیں ہم سے نہایت مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں

شریک نہ ہوئے تھے اور حکم دیا کہ مفسد سپاہیوں کی گوشمالی کریں۔ مفتی کو جو مفسدوں کے ساتھ تھا عہدہ سے موقوف کر دیا۔ نئے مفتی نے یہ فتوے دیا کہ جن سپاہیوں نے غدر کیا تھا وہ سلطان کے باغی اُس وقت تک شمار کئے جائیں گے جب تک اپنے ہتیار نہ ڈالدیں گے۔

یہ اعلان شہر میں چسپاں کر دیا گیا اور شہر کے دروازے بند ہوگئے۔ بہت سے سپاہیوں نے جب فتویٰ کو دیکھا فوراً گھوڑوں پر سے اُتر آئے فتوے پر بوسہ دیا اور اپنے سرغناؤں کو فوراً حوالہ کر دیا جن کی معاً گردنیں اُڑادی گئیں اور دوسرے افسر اُنکی جگہ مقرر ہوئے۔

اس واقعہ نے رسالہ کے غرور کا سر نیچا کر دیا اور اُس کی طبیعت میں جان نثاریوں کی طرف سے ایک نفرت سی پیدا ہوگئی۔ جب کبھی ان کا آمنا سامنا شاہراہوں میں ہو جاتا بس وہیں تلوار چلنے لگتی طرفین کے دلوں میں عداوت کا بیج پڑ گیا اور اب ایک دوسرے کو خون کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

سلطان نے جب یہ دیکھا کہ روزمرہ کی خونریزی کا خاتمہ ہی نہیں ہوتا فوراً یہ تدبیر کی کہ

۱۰ جون ۱۹۱۰ء

میں نے قیدیوں کو نہایت دوستانہ حالت میں دیکھا ہر ایک دوسرے کا مدد و معاون اور ایک دوسرے پر جان دینے والا ورنہ اور قوموں میں قیدیوں کی کبھی بنتی نہیں دیکھی ہمیشہ لڑائی جھگڑے ہوتے دیکھے ہیں مگر میں نے صرف ترکوں ہی کو پایا کہ قید میں مثل سگے بھائیوں کے رہتے ہیں۔ میں نے کبھی کسی کو جھگڑا کرتے ہی نہیں دیکھا ایک بھائی دوسرے بھائی کا قرض بخندہ پیشانی ادا کر دیتا ہے۔

جنگ جب اپنی پوری اُٹھان پر پہنچی اور خطرناک حالت کی انتہا ہو گئی تو ہر طرف سے خیرات کا دروازہ کھُل گیا۔ ہزاروں پناہ گیر ایڈریانوپل میں جمع ہوئے جہاں مسٹر بلنٹ انگریزی کونسل مسٹر بلیک ڈائریکٹر عثمانی بنک اور چند دیگر شرفانے جتنا اُن سے ہو سکا ان مظلومین کی مدد دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ یہ تو اجنبی اشخاص کی ہمدردی کی کیفیت ہو لیکن ترکوں میں بڑا جوش پھیلا ہوا تھا ہر ترک کے مکان چار یا پانچ پناہ گزیں فروکش تھے ادہر یہودی اپنے ہم قوموں کی خبرگیری کر رہے تھے۔ مسٹر بلنٹ گورنر ایڈریانوپل سے اجازت لیکے روٹی کی بھری ہوئی گاڑیاں

۱۳

سپاہ کے کثیر تعداد حصّہ کو حکم دیا کہ ایران پر حملہ آور ہو کیونکہ یہاں شاہ ایران نے بغیر اعلان جنگ دیئے ترکی سرحدات پر حملہ کرنا اور کھوئے ہوئے صوبوں کو واپس لینا شروع کر دیا تھا شاہ ایران نے سمجھ لیا تھا کہ ترکی کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ کیا تماشہ کی بات ہو کہ ترکی فوج کا بڑا حصّہ تو جنگ ایران میں مشغول ہو۔ ادہر ایشیا میں باغی ستم برپا کر رہے ہیں ادہر جرمنیوں نے بے عزتی کی شکست کے بعد پرپرزے درست کر کے ترکی سرحدات پر حملہ کرنا شروع کر دیا ہے ا۔ رسلطان اپنے عیش و نشاط میں حرسرائے میں بند پڑے ہیں اور کسی مہ جبین کے زانو پر سر رکھے ہوئے اُن کی زبان حال سے یہ نکل رہا ہے۔

کبھی دیر میں جاتے تھے برہنہ پا۔ کبھی کعبہ میں کرتے تھے جا کے دُعا
ترے در پہ جو آئے تو خوب ہوا۔ کہ کشاکش دیر و حرم سے چھُٹے

سلطنت وزیر اعظم اور دوسرے وزرا کے ہاتھ میں ہے وہ جاہے جو کچھ سیاہ و سفید کریں کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔

ان مصیبت زداؤں کو پہنچائیں اور اس نیک نہاد انگریز نے مدد دینے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ مجروح عورتیں اور بچّے ارابوں میں سوار کرا کے شفاخانوں میں پہنچا دیئے گئے اور جہاں تک ہوا نہایت ہوشیاری سے اُن کا علاج کیا گیا۔ ایک چھوٹے سے شفاخانہ کی ایک عورت نگراں تھی اگرچہ یہ لڑکی تھی تو ترکی ہی کی پیدائش لیکن اس کا باپ انگریز تھا یہ کل ترکی مجروح عورتوں کو اپنے شفاخانہ میں اُتار کے اُن کا علاج کرتی تھی اور اپنے پاس سے اُنہیں کھلاتی تھی۔ گورنمنٹ عثمانیہ سے بھی اسے سامان خورونوش کی امداد ملتی تھی مگر اپنے پاس سے بھی جو کچھ بن پڑتا تھا دینے میں دریغ نہ کرتی تھی۔

•

پناہ گزیں ۸ راگست تک تیرہ ہزار پانسو تک ایڈریانوپل میں آ گئے تھے جن میں گیارہ ہزار بلغاری تھے ایک ہی میدان میں تین ہزار ارابے تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار مجروح سپاہی بھی ایڈریانوپل میں موجود تھے ان میں سے کچھ سپاہی تو جنگی اسپتالوں میں بھجوا دیئے گئے تھے اور کچھ معمولی شفاخانوں میں اور باقی ماندہ ان مکانوں میں جو بطور شفاخانہ بنائے گئے تھے۔

---

۱۵ جون ۱۹۰۳ء میں سلطان نے اپنے بڑے بیٹے محمود کو بیگناہ قتل کر ڈالا۔ شہزادہ نہایت قابل اور ہوشیار تھا اگر کمبخت سنگین دل باپ اُسے قتل نہ کراتا تو امید غالب تھی کہ یہ شہزادہ پھر ترکی رعب دوبارہ سر نو یورپ اور ایشیا میں قایم کر دے گا مگر خدا کو یہ منظور نہ تھا

محمود نے اپنے باپ سے التجا کی تھی کہ مجھے فوجوں کا کمان افسر بنا کے ایشیا کے سرکشوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے سلطان اس درخواست سے کھٹکا مبادا یہ ایشیا کو نہ دبا بیٹھے اس نے حکم دیا کہ محمود گرفتار کر لیا جائے اور گرفتار ہوتے ہی اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ محمود کی ماں اور اس کے کل رشتہ دار فوراً قید کر لئے گئے اور ایک مہینہ کے عرصہ میں سب کو قتل کر ڈالا گیا۔

سلطان کی یہ بے رحمانہ کارروائیاں ہی سلطنت کو نقصان نہیں پہنچا رہی تھیں بلکہ آسمانی آفتوں سے بھی مُلک برباد ہوا جاتا تھا۔ قحط نے اپنا منحوس چہرہ دکھایا اور کئی سال تک ترکی کا صفایا کرتا رہا۔ پھر قحط کے بعد وبا پھیلی جس نے رہی سہی اور بھی جھاڑو پھیر دی۔ ہزاروں جانیں اس وبا کی شکار بن گئیں۔ یہاں تک کہ اس وبا نے سلطان پر بھی دست درازی کی سینئیں

سب سے بڑا کام اس جنگ میں ریڈ کریسنٹ سوسائٹی نے کیا۔ ہر میدانِ جنگ میں اسکی موجودگی اور عین معرکہ میں سے مجروح سپاہیوں کو اُٹھا کے لانا اور اُن کی مرہم پٹی کرنا اور اُنہیں اچھی طرح رکھنا یہ اس سوسائٹی ہی کا کام تھا۔ یہ اصل میں قومی عثمانی سوسائٹی تھی جو سلطان المعظم کی سرپرستی میں قایم ہوئی تھی سلطان نے پہلے ہی دو ہزار پانسو پونڈ بطور چندہ کے اس میں دیئے تھے اور مراحم خسروانہ سے اپنے ہی محل میں اس سوسائٹی کے ممبروں کی بود و باش کے لئے بڑے بڑے کمرے دے رکھے تھے۔ اس کا دار الصدر قسطنطنیہ میں تھا اور اس کی سب کمیٹیاں ہر شہر اور ہر قصبہ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ لاکھوں روپے کا چندہ اس سوسائٹی کے لئے چلا آتا تھا بالخصوص مسلمانانِ ہند نے اس سوسائٹی میں بہت چندہ دیا ہے۔ دوسری سوسائٹی انگریزی تھی جس کا نام دی برٹش نیشنل سوسائٹی فار ایڈ ٹو دی سِک اینڈ وونڈیڈ یعنی مجروحین اور مریضوں کی امدادی انگریزی انجمن۔ اسکے علاوہ خاص قسطنطنیہ میں چند بیگموں کی کمیٹیاں بھی تھیں جو پٹیاں مجروحین کے بستر، لباس تیار کر کے میدان جنگ میں بھیجتی تھیں۔ انگریزی لیڈیوں نے ان کمیٹیوں کو بڑی مدد دی اور ہزاروں روپیہ لندن سے چندہ کا جمع کرا کے یہاں خرچ کیا۔

سال ہی کی عمر میں اس کی جسمانی قوت میں اضمحلال شروع ہو گیا تھا اخیر نو برس کی سلطنت کر کے یہ بیخبر سلطان ۱۲ر دسمبر ۱۶۰۳ء عالم ارواح کو سدھارا۔

پندرہواں باب ۱۵

سلطان احمد خاں اول ترکی کا چودہواں شہنشا یا سلطان

۱۶۰۳ء سے ۱۶۱۷ء تک

سلطان احمد خاں اول۔ آغاز سلطنت۔ بغاوت۔ باغیوں کا دمشق اور طرابلس وغیرہ مقامات پر قابض ہونا۔ سلطانی افواج کی شکست۔ معاہدہ وائنا پر دستخط ہونے۔ ہیپوڈروم میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر۔ طاعون کا قسطنطنیہ میں پھیلنا۔ ایران کے ساتھ ناکام جنگیں۔ وفات۔

تیسرا باب ۳

روسیوں کی خطرناک حالت۔ درہ شپکا اور بعض دیگر واقعات

بلاشک آغاز اگست میں روسیوں کی حالت بہت ہی نازک ہوگئی تھی۔ گور کو جنوب بلقان سے مجبوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس کی فوجوں کی بڑھتی ہوئی رَو یکایک پیچھے ہٹتی چلی گئی اور جنرل کرودنر ترکوں کو پلونا سے بے دخل کرنے میں پے در پے ناکام ہو چکا تھا عثمانی افواج اُن اغلاط کی اصلاح کر رہی تھیں جو انہیں ابتدائی جنگوں میں نقصان رساں ثابت ہو چکی تھیں اور جن سے اُن کی عظمت اور موروثی شجاعت میں فرق آگیا تھا۔ ڈینیوب کا رستہ تو بے شک ہاتھ سے نکل چکا تھا لیکن شیر دل عثمان پاشا ایک صعب ترین دشمن کے مقابل بہادری سے مورچہ زن تھا اور اس نے اپنی بے نظیر شجاعت اور بے مثال فن حرب سے دشمن کی فتوحات کی لین ڈوری کو آگے بڑھنے سے بالکل روک دیا تھا۔ یہ روسی سپاہ سالاروں کی غلطی تھی کہ بغیر پلونا پر قبضہ کئے

سلطان احمد خاں کی کُلّہم چودہ سال کی عمر تھی جب وہ تخت نشین ہوا ہے۔ سلطان اتنا بے رحم تو نہیں تھا لیکن خود رائی اور خود سر حکومت کی بو اس میں بہت تھی۔ اس کا بھائی مصطفےٰ تخت نشینی پر بھاگ کے چلا گیا تھا اور حسب قواعد ملکی گرفتار ہو کے قتل کر ڈالا گیا ہوتا لیکن احمد نے اُسے مارا نہیں عمری قیدی بنا کے قید خانہ بھیج دیا۔

آغاز سلطنت میں اس نے بڑی جرأت اور تندہی سے امور سیاسیہ کی انجام دہی کرنی شروع کی جس سے یہ امید ہوتی تھی کہ سلطنت کی حالت بہت سنبھل جائے گی اور یہ پریشانی اور بے انتظامی جو اس وقت ہو رہی ہے بالکل جاتی رہے گی ابھی تخت پر بیٹھے ہوئے صرف چھ مہینے ہی ہوئے تھے کہ یکایک اس نوعمر سلطان نے اپنی باگیں باس فورس کے ایشیائی صوبوں کی طرف اٹھائیں اور سکوتر آمیں فوجیں جمع ہونے لگیں تاکہ سلطان براہ راست ایران کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کی خود کمان کرے۔ اعلان جنگ سے پہلے وزرا کا ایک جلسہ ہوا جس میں اس بات پر بحث ہوئی کہ خزانہ میں سامان خورونوش مہیا کرنے کے لئے اور سپاہیوں کو تنخواہ دینے کے لئے ایک پیسہ

وہ ٹرنووا پر بڑھ گئے اور دروں میں آنکھ بند کئے گھستے چلے گئے جب کہ اُن کے بازوئے راست پر لوفچا اب تک ترکوں کے قبضہ میں موجود تھا۔ یہ خبر گرم ہو رہی تھی کہ صوفیہ میں ترکوں کی کثیر التعداد فوج مقیم ہے اور ساتھ ہی سرویا کی حدود پر نش میں بھی اُن کی فوجوں کے دل بادل چھائے ہوئے ہیں ڈینیوب پر ودن میں اور جانب شرق شملہ میں بھی کم تعداد ترکی فوج کی نہیں ہے ان شہروں کی سڑکوں پر لوفچا اور پلونا پر قبضہ کرنے سے قابو ہو سکتا تھا روسیوں نے ان دونوں ضروری مقامات کی طرف ابھی تک خیال ہی نہیں کیا تھا اور اب میدان جنگ کا نقشہ یہ آپڑا تھا کہ ترک عقب اور مقابلہ میں روسی فوجوں کے آگے تھے۔

روسی محکمہ جنگ کی طرف سے تو یہ احکام جنرل کُرڈنر کو آگئے تھے کہ جوں ہی دریائے ڈینیوب کو عبور کرے سب سے پہلے پلونا پر قبضہ کرلیجو مگر جنرل کُرونر نے نہایت حقارت سے محکمہ جنگ کے اس حکم کو دیکھا اور اس کی ذرا بھی پروانہ کی اور اس کے خلاف رسالہ کو حکم دیا کہ نکوپولس پر قبضہ کرلے۔ اس کے حکم کی تعمیل ہوئی اور فوراً نکوپولس ترکوں سے لیلیا گیا۔ اس فتح کا نشہ

۱۶

نہیں ہے پھر کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ایران پر کامیابی سے حملہ ہو سکیگا۔ سلطان کی جیب خاص اب بھی بھری ہوئی تھی لیکن وہ روپے دینے سے انکار کرتے تھے اور ساتھ اب اس نوجوان بچہ نے فوجوں کی کمان کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ مگر ساتھ ہی اصرار اس پر تھا کہ فوج ضرور روانہ کی جائے ناچار وزرا نے بغیر روپیہ اور سامان باربرداری اور سامان رسد کے فرہاد پاشا کو فوج کے ایک حصہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ قدرتی بات تھی کہ فوج رستہ میں عزروم بغاوت کرتی چنانچہ یہی ہوا فوج نے بغاوت کی اور ایشیائے کوچک میں چلی گئی۔ دوسری فوج کپتان پاشا کی ماتحتی میں باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی تھی یہاں ایرانی فوجوں نے باغیوں کو مدد دے کے اور قوی بنا دیا تھا۔ باغیوں کا سردار کیلینڈر نامی دمشق اور طرابلس کو دبا بیٹھا اور اعلان دیدیا کہ میں شاہ شام ہوں۔ کپتان پاشا کو بحری جنگ کا بہت بڑا تجربہ تھا اس بیچارے نے کبھی خشکی کی لڑائی نہ لڑی تھی دوسرے فوج کے پاس کھانے تک کو نہیں تھا باغی سردار سے سخت شکست کھائی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک باغی اسکواڈرن ملکوں کو غارت کرتا ہوا سیدھا

جنرل گرُدنر کو ایسا چڑھا کہ اس نے اس دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی آیا ترک پلونا کے قریب پہنچ گئے یا نہیں اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ غازی عثمان پاشا کا یہاں قبضہ ہو گیا اور جب جنرل گرُدنر نے اس غازی کو پلونا سے بے دخل کرنا چاہا تو ایک ہی جنگ میں کئی ہزار بہادر روسی سپاہیوں کی جانیں بطور تحفہ عثمان پاشا کی نذر کر کے چلا آیا۔
زیادہ خرابی جو روسی فوج میں پھیلی ہوئی تھی یہ بھی کہ عظیم لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا تھا اور یہ ٹکڑیاں ملک کے دور و دراز حصص میں پھیلی ہوئی تھیں۔ نقصان یہ تھا کہ جب کبھی ترکوں سے مقابلہ ہو جاتا تھا تو ان سب کا ایک جگہ جمع ہونا محالات سے تھا۔ لیکن بایں ہمہ عجیب بات یہ تھی کہ روسی فوجوں کے لئے بعض یورپی پایۂ تختوں سے ہر قسم کی امداد چلی آتی تھی آسٹریا اور جرمنی نے اتنی امداد دی کہ اگر یہ مدد ترکوں کو ملتی تو وہ مزا چکھاتے۔ ساتھ ہی بڑی بات یہ تھی کہ ہر مقام پر روسی فوجوں کی تعداد ترکی فوجوں سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھی اس میں کلام نہیں کہ جنرل گرُدنر نے خوب سوچ سمجھ کے پلونا پر حملہ کیا تھا۔ اور اپنی اعلیٰ جنگی

قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔
عثمانی امیر بحر کو حکم دیا گیا کہ دربار میں آکے اپنی اصلی حالت سے اطلاع دے مگر بیچارا ابھی دربار میں نہ داخل ہونے پایا تھا کہ باہر ہی اس کی گردن اُڑا دی گئی اور اس کا کل مال و دولت چھین لیا گیا۔
ان شکستوں سے سلطان اس بات پر مجبور ہوا کہ شہنشاہ روڈلف سے صلح کر لے۔ نامہ و پیام کے بعد صلح ہو گئی اور ۹ نومبر ۱۶۰۶ء وائنا میں ایک معاہدہ کی ترتیب ہوئی اور اس پر طرفین نے دستخط کئے۔ اسی اثناء میں وہ باغی سردار جس نے شام فتح کر لیا تھا اپنی حدود کو آگے بڑھانے لگا۔ دوبارہ ایک فوج وزیر اعظم ترکی کی ماتحتی میں قسطنطنیہ سے اس دلیر باغی کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی۔ یہ فوج ساز و سامان سے کسی قدر درست تھی اور وزیر اعظم ایک تجربہ کار سپاہ سالار تھا۔ آندھی اور مینہ کی طرح یلغار کرتی ہوئی ایشیا کے ساحل پر پہنچی اور سب سے پہلے باغی کی بڑھتی ہوئی فتوحات کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر آگے بڑھی اور ارض روم پر باغی فوجوں سے ایک

قابلیت سے کام لینے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی تھی۔ کئی روز تک تدبیر کرتا رہا اور کل سپاہ سالاروں سے مشورہ کرکے اس نے پلونا کی طرف قدم اُٹھایا تھا۔ جوش کی یہ کیفیت تھی کہ اس نے اپنی تمام فوجوں کو حکم دیا کہ وہ پلونا میں گھسی چلی جائیں۔ ادہر سپاہیوں کی تلواریں میان سے نکلی پڑتی تھیں اور ان کے جوش کی کیفیت اپنے سپاہ سالار سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ روسی سپاہی عام طور پر یہ کہتے تھے کہ ترکوں کو خرگوشوں کی طرح مار لیں گے۔ اُن کی حقیقت ہی کیا ہے مگر جب یہ کل بہادر جوشیلی فوج پلونا کے آگے کاٹ ڈالی گئی تو اس وقت آنکھیں کھلیں۔

پس از مردن چو شمع کشتہ روشن شد حریفان را ۔ کہ در ہر دیدۂ بیدار پنہا بود حایل ما

پلونا کے حملہ میں اگر کوئی حیرت انگیز بات دیکھنے کے قابل تھی تو وہ صرف یہ تھی کہ روسی فوج کا جوش حد سے زیادہ بڑھا ہوا تھا اور وہ جوش دیکھنے کے قابل تھا مگر مرحبا ہے ترکوں کی شجاعت پر کہ انہوں نے ایسی ایسی جوشیلی اور بہادر فوج کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ ڈالا اور یہ شہ زور جوانمرد چیل کوؤں کی طرح آسمان پر اُڑتے ہوئے معلوم ہوئے۔

زبردست میدان لڑکے کیلینڈر کو شکست دی۔ وہ اپنا خزانہ لیکے ایران بھاگ گیا۔ وزیر نہایت ہی عقلمند اور ہوشیار تھا اس فتح کے بعد کیلینڈر کو ایک خط بھیجا اور لکھا کہ تجھ جیسا بہادر بہت کم دیکھنے میں آیا ہے میں تجھے جان دیتا ہوں تو میرے پاس چلا آ اور میرے ساتھ قسطنطنیہ چل دربار میں سلطان تیری بڑی قدر کرے گا۔ اور تو کسی طرح کا اندیشہ دل میں نہ لا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تیرا قصور سلطان سے معاف کرادوں گا۔
اس فتح کے بعد سے ایشیا کے کل باغی صوبے مطیع ہو گئے اور کیلینڈر فراخ دلی سے وزیر کے پاس چلا آیا وہ اُسے قسطنطنیہ لیکے روانہ ہوا اور بڑی عزت سے سلطان کے آگے پیش کیا۔ کیلینڈر نے پیش ہوتے ہی بڑے ادب اور تعظیم سے اپنے قصوروں کا اعتراف کرکے سلطان سے معافی مانگی سلطان نے شاہانہ ظرف سے اُسے معافی بخشی اور اس سے نہایت مہربانی اور خندہ پیشانی سے پیش آیا اور مراحم خسروانہ کرکے سنگیری میں مقام تمسوار کا گورنر بنا کے بھیج دیا کیلینڈر نے اس صوبہ کی دو سال تک گورنری کی لیکن یہاں اس نے پھر بے ایمانی کی اور محاصل سرکاری کا

اسکوبلوف نے چاہا کہ ہڈّی دل فوجوں کا سرگروہ بنکے ترکوں پر حملہ آور ہو لیکن اُس کے اعلیٰ افسروں نے اسکوبلوف سے اس معاملہ میں اتفاق نہیں کیا۔ مہینہ کی تیسری تاریخ اسکوبلوف نے گرانڈ ڈیوک نکوپولس کے لشکر گاہ کو چھوڑ دیا اپنے ساتھ تین بٹالین پیادہ فوج اپنا رسالہ کا برگیڈ اور دو توپخانے گھوڑوں کے لیکے آگے بڑھا اور راہ سیلوا پر پہنچا جو مقام لوفچا سے نصف دوری پر واقع ہو اور یہاں سے اس نے چند قصبوں پر جو پلونا کی سیدھ میں تھے قبضہ کر لیا۔ چھٹی تاریخ لوفچا کی پہاڑی پر قبضہ کرنے کے لئے توپخانہ روانہ کیا اور اس کو نہایت سہولت سے گھیر لیا۔ لوفچا کی پہاڑی سے ترکوں کی فوجی قوت کا معائنہ کیا گیا اور اندازہ لگایا گیا کہ ترک اندرون بلدہ اور بیرون بلدہ پندرہ ہزار سے بیس ہزار تک ہیں اور قرب وجوار کی نشیبی پہاڑیوں پر مضبوطی سے مورچہ بندی کر لی ہو۔ اسکوبلوف نے بلند پہاڑی پر سے گولہ باری شروع کی ترکوں نے بڑی زندہ دلی اور جوش سے جواب دیا۔ اسکوبلوف کو ایک جگہ قرار نہ تھا اور یہ آفت کا پرکالہ سپاہ سالار دور کی لڑائی کو اچھی نظروں سے نہ دیکھتا تھا دشمن کی فوج میں

کل روپیہ خورد برد کر دیا اخیر سلطان کا حکم جاری ہوا کہ فوجوں کی پریڈ کر کے سب کے سامنے کیلیندر کو قتل کر ڈالا جائے۔ حکم سلطانی کی فوراً تعمیل ہوئی اور وہ اپنے محل کے آگے فوجوں کے بیچ میں گردن مار دیا گیا۔

اس اثناء میں وزیر اعظم کو ایشیا میں باغیوں کی سرکوبی اور امن وانتظام قایم کرنے میں بڑی کامیابی ہوئی۔

وزیر اعظم کو مخبروں کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ پائے تخت میں میری طرف سے سلطان کی خدمت میں لگائی بجھائی شروع ہو گئی ہے اور دربار کا ایک بڑا گروہ میری تخریب کے درپے ہے۔ یہ سنتے ہی لشکر کو اپنے سپاہ سالاروں کے سپرد کر کے وزیر قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ اور بھاگوں بھاگ قسطنطنیہ میں داخل ہوا یہاں اُسے پتہ چلگیا کہ کیا کیا الزام اُس کے سر چپکے گئے ہیں فوراً سلطان کے پاس گیا اور بطرز احسن اپنے کو بری الذمّہ ثابت کر دیا۔ مخالفین کی مجال نہیں ہوئی جو اس کے مقابلہ میں دم مار سکتے سلطان بالکل صاف ہو گیا اور اب کسی قسم کا شبہہ

۱۵ جون ۱۶۰۶ء

گھس جانا اسے بھلا معلوم ہوتا تھا اور دست بدست جنگ کرنا اس کا خاص مذاق تھا۔ نہایت دور کی لڑائیوں کو اس نے پسند نہ کیا اور اپنی پیادہ فوج کو حکم دیا کہ آگے بڑھو اور پلٹنوں میں گھس جاؤ یہ جوشیلی فوج باقاعدہ طور پر پہاڑی کے نیچے بڑھی اور ایک اچھے موقعہ پر پہنچ کر اس کے دستے دستے علیحدہ ہو گئے اور پھر بندوقوں کے فیر ترکوں پر شروع کر دیئے۔ اسکوبلوف کا جوش و خروش یہاں ٹھنڈا ہو گیا اور اس کی فوج بہت آسانی سے کاٹ ڈالی گئی۔ اس کے اعلیٰ افسروں نے منع ضرور کیا تھا کہ اس قسم کا حملہ جائز نہیں ہے لیکن اسکوبلوف کا یہ مقولہ تھا کہ میں ترکوں کو کچھ مال نہیں سمجھتا آناً فاناً میں اُن کی کثیر تعداد فوج کو چٹ غٹو کر لیگا یہاں وہ خود ہی غتر بود ہو گیا اور اُسے ایسا سبق ملا کہ چھٹی کا کھایا یاد آ گیا۔ جب ترکی گولوں اور گولیوں کی بھرمار ہوئی تو اسکوبلوف مقابل میں چلا آیا اور چاہا کہ اپنی فوج کو واپس پھیر کے لیجاؤں۔ سفید گھوڑے پر سوار تھا اور سفید لباس پہنے ہوئے تھا چھ کوہ قافی سردار اس کے گھوڑے کے گرد تھے کہ ایک ترکی سپاہی نے گولی ماری۔ گولی گھوڑے کا پیٹ چیرتی ہوئی نکل گئی اور وہ دلیر جانور مریں

۱۳

لایق وزیر کی طرف نہ رہا۔ جب ہر قسم کا اطمینان ہو گیا۔ تو وزیر اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آیا اور اس فساد کی چنگاری کو جو ابھی تک چمک رہی تھی بالکل بجھا دینا چاہا۔ وزیر اپنی اعلیٰ تدبیری اور فوجی قوت سے کامیاب ہو گیا اور بغاوت کی آگ کو بالکل ٹھنڈا کر دیا۔

شہنشاہ روڈلف والئے ہنگیری کے زمانہ حیات ہی میں اُس کا بھائی ڈیوک میتھیاس حکمران ہنگیری بن گیا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے عہد نامہ کی تجدید کی اد[illegible]ب کے بڑے بڑے اصول اتحاد پر معاہدہ ہو گیا۔ اس صورت سے گویا یورپ کی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ترکی نے ایک بار اور بھی ایران پر حملہ کیا لیکن اس حملہ کے واقعات کچھ ایسے مشہور نہیں ہیں کہ اُنہیں تحریر میں لایا جائے۔

سلطان کو کامل فرصت مل گئی تھی نہ کہیں بغاوت تھی اور نہ کسی ملک سے جنگ۔ نہایت فارغ البالی سے سلطان نے ایا صوفیہ کے پاس مسجد بنانی شروع کی اور کثرت سے روپیہ لگا کے ایک شاندار اور یادگار عمارت بنا دی۔

ٹھنڈا ہو کے گر پڑا چھ افسر جو اُس کو گھیرے ہوئے کھڑے تھے سخت مجروح ہوئے۔ اس بہادر اور من چلے سپاہ سالار نے اس کی بھی مطلق پروا نہ کی۔ دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے بجلی کی طرح کڑک کے مہمیزیں ماریں اور غل مچا کے کہا بڑھے چلو بہادروں بڑھے چلو۔ ہمت نہ ہارنا بس ایک ہی حملہ کے ترک اور ہیں عنقریب پلونا پر قبضہ ہوا جاتا ہے عجیب تماشہ کی بات تھی کہ اسکوبلوف حلق پھاڑ پھاڑ کے یہ غل مچا رہا تھا اور وہاں بگلچی یہ بگل بجا رہا تھا کہ بھاگو بھاگو۔ بہادر جنرل کے اب بھی وہی جوش و خروش باقی تھے اور آگے بڑھا چلا جاتا تھا چند قدم گیا تھا کہ پھر اُس کے گھوڑے کے گولی لگی اور اب کے یہ بہادر بال بال بچ گیا۔

اب بہادر کے اوسان باختہ ہوئے اور اپنی جان کے لینے کے دینے پڑ گئے صرف دو افسران فوج کے ساتھ یہ شیر دل روسی افسر بھاگ کے پہاڑ پر آیا۔ کل فوج ترکوں کی تیغ بُراں کی نذر ہو گئی اور اب روسی افسر کو معلوم ہوا کہ ترکوں سے اس بے جگری سے جنگ کرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔

مفتی کے ایک فتوے سے کسی قدر گھر میں بھید کی پیدا ہو گئی۔ فتوے کا یہ مضمون تھا کہ تماکو میں چونکہ نشہ ہے اس لئے تماکو کا استعمال حرام ہے اور اس زمانہ میں تماکو کا قسطنطنیہ میں بہت رواج ہو گیا تھا۔ فتوے کی دال نہ گلی اور مفتی صاحب منہ تکتے کے تکتے رہ گئے پھر ایک بار اور بھی شہر میں طاعون پھوٹ پڑا۔ اطبا نے رائے دی کہ کتوں کی کثرت کی وجہ سے طاعون پھیلا ہے باب عالی کا حکم ہوا کہ کتوں کو مار ڈالا جائے لیکن اُن ہی مفتی صاحب نے جنہوں نے تماکو کے خلاف فتویٰ دیا تھا کتوں کے نہ مارے جانے پر بہت زور کا فتویٰ دیا اس معاملہ میں مفتی صاحب سے زیادہ مخالفت نہیں کی گئی اور صلاح یہ ٹھہری کہ اُن سب کو جمع کر کے جلاوطن کر دیا جائے چنانچہ شہر کے کتے جمع کر کے ایک غیر آباد مقام پر بھیج دیئے گئے۔

دو سال تک ترکی میں امن و امان رہا اور ترکی کی تاریخ میں یہ پہلا زمانہ تھا کہ دو سال اس خاموشی اور آرام سے گزر جائیں کہ یکایک مالڈیویا میں بےچینی سی پیدا ہوئی۔ گورنر صوبہ نے محصول سرکاری دینے سے انکار کر دیا اور چاہا کہ میں اس صوبہ کا خود مختار بادشاہ بن جاؤں۔

بڑی بہادر شائستہ اور شیر دل فوج برباد ہو چکی تھی اور بہادر سپاہ سالار گردن نیچی کئے ہوئے اسی سوچ میں ساری رات پہاڑی پر بیٹھا رہا علی الصباح اسے معلوم ہوا کہ میرے لئے یہ مقام بھی خطرناک ہو جہاں تک ہوسکے مجھے یہاں سے بھاگنا چاہئے ورنہ ترک آجائیں گے اور پھر بقیۃ السیف یہیں ڈھیر ہو کے رہجائیں گے۔ اخیر بیچارہ اپنی باقی ماندہ فوج کو ساتھ لیکے بھاگا اور ایسا بھاگا کہ پھر کے نہیں دیکھا۔

پلونا کی اس ذلیل شکست کے بعد روسیوں نے فی الحال حملہ آور ہونے کا خیال چھوڑ دیا اور اب وہ جنگ مدافعت کی تیاری کرنے لگے۔ امدادی فوجیں برابر آرہی تھیں۔ روسیوں کا خیال تھا کہ جب تک اتنی فوج نہ ہوجائے کہ عثمان پاشا کی تعداد فوج سے ایک لاکھ بڑھ جائے کبھی پلونا پر حملہ نہیں کرنے کے۔ اگست کے دوسرے ہفتہ میں گرانڈ ڈیوک مقام بلگرانی میں خیمہ زن تھا جو پلونا کی پشت پر واقع ہو اور شہزادہ مرسکی کے ڈیویژن کا ایک حصہ ٹرلوزدا اور لوفچا کے درمیان پڑا ہوا تھا تاکہ ترکوں کے بڑھنے کی خبر دے۔ اس حصہ فوج نے

عثمانی فوجوں میں جو دو سال سے بیکار پڑی ہوئی تھیں حرکت شروع ہوئی اور ترکی ٹڈی دل لشکر مالڈ یویا کی طرف روانہ ہوا۔ بھلا گورنر کی کیا مجال تھی جو ترکی فوجوں کا مقابلہ کرسکتا خفیف جنگ کے بعد گرفتار ہوگیا اور پھر فوج کے سامنے اس کی گردن ماردی گئی۔ اور اب ٹرانسلوینیا میں کسی قسم کی پیچیدگی باقی نہیں رہی۔

معاہدہ ایران کے ساتھ ہوا تھا وہ ایرانیوں کی نظروں میں کھٹکتا تھا ایرانی موقع کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ شاہ عباس جیسا بہادر شاہ ان کے ہاں پیدا ہوگیا۔ شاہ عباس کو قدرتی طور پر جنگ سے دلچسپی تھی اس نے کثیر تعداد فوج جمع کرکے ترکوں پر حملہ کیا اور بصرہ میں شکست دیکے کل مقامات پر جو ترکوں نے لیلئے تھے قبضہ کرلیا۔ اسی اثنا میں بحر اسود کے جنوبی سواحل پر کوہ قافیوں نے حملہ کرکے شہر سینوپ کو زیر و زبر کر ڈالا اور اس دولتمند شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

سلطان کو سخت غم آئی کہ ایشیا میں صوبوں پر صوبے چھنے جاتے ہیں اور یہاں محل سے

روسیہ کے بازوئے راست کی حفاظت کر رکھی تھی اور جو بڑی دل فوج ڈینیوب سے بلقان تک پھیلی ہوئی تھی اس میں دو کور فوج کے علاوہ زار کے بیٹے کی کل فوج شریک تھی اور گیارہویں کور کا ایک ڈیویژن بھی یہیں مقیم تھا۔ ساٹھ ہزار فوج ایک بڑے رستہ میں پھیلا رکھی تھی کہ اگر ترک حملہ کریں تو اُن کی سدِّ راہ ہو۔ لیکن اس ساٹھ ہزار فوج کی حالت بھی خطرہ سے خالی نہ تھی امید نہ تھی کہ اگر ترکوں نے حملہ کیا تو اس فوج کو شکست نہ ملے گی۔ ایک ہی فتح سے ترکوں کا ایسا رُعب چھایا تھا کہ دل دہلا جاتا تھا اور اس کثیر تعدادی پر روسی افسر یہ سمجھتے تھے کہ اب خیر نہیں ہے۔ سپاہ سالار زمرمن تیس ہزار فوج لئے ہوئے فصیل تراجان کے قریب پڑا ہوا تھا جو ڈبی بروڈشا کے جانب جنوب واقع ہے۔ بیچارہ خوف کے مارے کانپا جاتا تھا کہ اگر میں نے یہاں سے جنبش کی مبادا شملہ اور وارنا کے قلعوں سے ترک آپڑیں اور سب کا بھرتا بنا دیں۔

ادھر روسی افسروں میں یہ مشورہ ہوا کہ رسٹچک کا محاصرہ اُٹھا دینا چاہیے آغاز جنگ سے

۱۵

جنبش نہیں ہوتی مناسب یہی ہے کہ ایرانیوں کے مقابلہ میں خود اپنی فوجوں کا سپاہ سالار بنکے میدان جنگ میں نکلے۔ لیکن روانہ ہونے سے پہلے ایک سخت مرض میں گرفتار ہو گیا اور یہ مرض پیغام اجل کی صورت میں آیا تھا جس نے جنبش کرنے کا بھی یارا نہ دیا آخر ۱۵ر نومبر ۱۸۶۷ء تیس برس کی عمر میں چودہ سال سلطنت کرنے کے بعد عالمِ ارواح کو سدھارے۔

شہزادہ نے کبھی ایسے بے رحمانہ کام نہیں کئے جو اس کے پیشرو کر گئے تھے اور وزرا جس قدر رکھے تھے سب قابل اور جہاندیدہ۔ بغیر فتوحات اور جنگ کے اس نے بڑی شان پیدا کر لی تھی۔ اعلیٰ درجہ کا مقنن قوانین اور انصاف پسند سلطان تھا قانون میں سب کی مساوات برابر کر رکھی تھی مجرموں کو خواہ وہ کسی درجہ اور مرتبہ کے ہوں ضرور سزا دی جاتی تھی۔ سلطان یہ خوب سمجھتا تھا کہ رعایا کی بہبودی پر سلطنت کی قوت کا دارومدار ہے۔

اس نوجوان سلطان کی حرمیں تو بہت تھیں لیکن کسی حرم کی یہ مجال نہ ہوئی کہ کسی خلاف قانون امر کے لئے سلطان کو آمادہ کرتی نہ سلطان نے اپنے زمانہ حکومت میں کسی حرم سے معاملات

۱۵ جون ۱۹۱۴

روسی فوجیں محاصرہ کئے پڑی تھیں لیکن ترکوں کو زیادہ نقصان نہ پہنچا سکیں بہتیرے گولے مارے ترکوں کو ہنوز بہت نقصان نہیں پہنچا۔ رشتطک کو فوج دریائے ڈینیوب کے مغربی ساحل پر بڑی دشواری کے بعد پہنچ گئی تھی۔ بارہویں کور کا ہیڈ کوارٹر مقام ٹرلیس ٹینگ اور کدیکوی کے بیچ میں واقع تھا۔ رشتطک کی اب بھی خطرناک حالت تھی لیکن سابق کا سا خوف اب اسے نہ رہا تھا۔ وسط اگست میں بہت شدت کی بارش ہوئی اور ایسا برسا کہ آنکھ ہی نہیں کھولتا تھا۔ رومینا کے تمام راستے آب برد ہو گئے اس سبب سے فوجوں کے آگے بڑھنے میں ڈھیل ہو گئی۔ لاکھوں من غلہ اور روٹیاں جو چھکڑوں میں بھری ہوئی جا رہی دریا سب کو بہا کے لیگیا۔ یہ فی الحقیقت روسی فوجوں پر آسمانی بلا نازل تھی چھوٹی چھوٹی چھولداریوں میں روسی سپاہ بڑی ہوئی تھی لیکن اس سے زیادہ حفاظت نہ ہو سکتی تھی۔ کوہ قاتی فوج کا بہت سا حصّہ تو بالکل میدان میں کھڑا ہوا تھا اور جسے ذرا بھی پناہ نہ تھی۔ بارش ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مرض پھیل گیا جو ہمیشہ ایسی حالت میں پھیل جایا کرتا ہے یعنی پیچش اور دستوں کا عارضہ شروع ہوا۔ فوجی اسپتال لبالب مریضوں سے بھر گئے

کرزن گزٹ

سلطنت میں مشورہ لیا۔

سلطان اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا بہت شایق تھا۔ بہت سی صنعتیں آتی تھیں۔ سنگ کی انگوٹھیاں ایسی خوبصورت بناتا تھا کہ آدمی دیکھا ہی کرے۔ اکثر درباری اُن انگوٹھیوں کے بہت شایق تھے قیمت دے دے کے خریدتے تھے اگرچہ ایسی انگوٹھیوں کا انہوں نے کبھی استعمال نہیں کیا۔

سولہواں باب ۱۶

مصطفےٰ اول۔ پندرہواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۱۷ء

عثمان ثانی۔ سولہواں شہنشاہ یا سلطان

۱۶۱۷ء سے ۱۶۲۲ء تک

اور اب عام طور پر کل فوجی افسروں کا یہ خیال ہونے لگا کہ وطن واپس چلیں سلام ہے ایسی قومی محبت اور ملک گیری کو جس میں کتے کی موت مرا جاتا ہی بارش ہی سے مرض نہیں پھیلا تھا بلکہ فوج کے خورد و نوش کا انتظام ہی ٹھیک نہ تھا حالانکہ یورپ کی بعض دول نے ہر قسم کی امداد روسیوں کو دی تھی مگر اس عظیم جنگ میں بالکل ایسی امداد پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بے اوسانی ایسی چھا گئی تھی کہ روسی فوجیں مرے ہوئے گھوڑوں اور بیلوں کو دفن بھی تو نہ کرتی تھیں اُن کے مردہ اجسام سڑ رہے تھے اور اس سے تمام میدان متعفن ہو رہا تھا۔ مینہہ برس کے جو آفتاب نکلا اور گرمی پڑی اس تعفن میں زہریلا مادہ مل گیا۔ لطف یہ ہے کہ اس پر بھی ڈاکٹروں نے صفائی کا کوئی انتظام نہ کیا۔ مقام بیلا میں سڑے ہوئے جانوروں کی بدبو سے ہوا بھری تھی اور کہیں ناک نہ دی جاتی تھی۔ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس بدبو سے نہ سپاہی بچا نہ افسر۔ شہنشاہ روسیہ کے بہت سے درباری بخار میں مبتلا ہو گئے اچھے تو بہت مشکل سے خال خال دکھائی دیتے تھے جو بیچارے اپنے دوستوں کی تیمارداری میں

مصطفےٰ سلطان احمد کے بھائی کی تخت نشینی۔ اس کی ناقابلیت
سلطنت چند ماہ کے بعد اس کی معزولی۔ عثمان اول کی تخت نشینی۔
ایران میں ترکی لشکر کی کامیابی۔ پولینڈ کو اعلان جنگ۔ ترکی شکست
صلح۔ جاں نثاریوں کی بغاوت۔ حرسرائے پر حملہ۔ مصطفےٰ کا دوبارہ
تخت نشین ہونا۔ عثمان کا مارا جانا۔ مصطفےٰ کی مختصر سلطنت۔ دوبارہ معزولی۔

سلطان مرحوم کے سات بچے تھے جن میں سے تین یکے بعد دیگرے اپنے اپنے موقعہ پر تخت نشین ہوتے رہے لیکن احمد کے بعد سب سے اول مصطفےٰ تخت نشین ہوا ابھی تک تو یہ صورت تھی کہ باپ کے بعد بیٹا وارث تاج و تخت ہوتا تھا لیکن چودہ نسلوں کے بعد سے یہ قاعدہ بدل گیا۔ محمد ثالث کے زمانہ سلطنت میں مرحوم سلطان احمد اور اس کا بھائی مصطفےٰ ایک تنگ زندان میں قید تھے۔ اسی قید خانہ میں احمد نے مصطفےٰ سے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر میں سلطان ہو گیا تو مرنے سے پہلے تجھے بادشاہ بنا جاؤں گا چنانچہ سلطان نے اپنے وعدہ کو ایفا کیا۔ بیٹے ہونے پر بھی اس نے

مشغول تھے۔
سستووا کے ترکی حصہ میں اسپتال ہی اسپتال نظر آرہے تھے۔ خالی مکانات کو صاف کرکے شفاخانے بنالئے تھے اور اُن میں ہر قسم کا ضروری سامان مہیا کیا گیا تھا مگر یہ کل شفاخانے پلونا کے مجروحین سے پُر ہوگئے تھے اور ان میں سے ایک میں بھی تل رکھنے کو جگہ نہ تھی
اس وقت شہنشاہ روسیہ کا ہیڈ کوارٹر مقام گورنی اشٹدن میں تھا جہاں ہز مجسٹی قصبہ سے باہر ایک خوبصورت مکان میں مقیم تھے جس مکان کے اردگرد اُن کے مصاحبوں کے ڈیرے خیمے اور چھولداریاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ۷ اگست خود شہنشاہ نے گرانڈ ڈیوک نکولس کے ساتھ چوتھی رفیل برگیڈ کا جو پلونا جاتی تھی معائنہ کیا۔ امدادی فوجوں کے دل بادل اُمڈ رہے تھے۔ علاوہ اور فوجوں کے جو پلونا کی شکست یاب فوج کی امداد کو آرہی تھی اس وقت صرف ایک لاکھ اسی ہزار تازہ دم فوج کو پلونا پر بڑھنے کا حکم ہوا تھا جو روانہ ہوچکی تھی۔ اور پلونا کے آگے روسی ٹڈی دل فوجیں نظر آنے لگی تھیں۔

کل وزرا کو جمع کیا اور کہا کہ میں اپنے اب وجد کے طریقہ تخت نشینی میں تجدید کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر سلطان کی وفات پر خاندان شاہی کا وہ شخص تخت نشین ہو جو زیادہ عمر کا ہو۔ وزرا نے اس پسندیدہ رائے کو منظور کرلیا اِدہر احمد کی آنکھیں بند ہوئیں اور اُدہر مصطفےٰ تخت نشین کیا گیا۔ مگر افسوس ہے کہ مصطفےٰ کے دماغ میں خلل نکلا چونکہ وہ دو سال سے قید تھا اس کے دماغ میں فرق آگیا تھا اور وہ ہر وقت بہکی بہکی ہوئی باتیں کیا کرتا تھا۔
دماغ کی یہ کیفیت کہ اندھا دھند ایسے لوگوں کو خزانہ سے روپیہ دینا شروع کیا جو کسی صورت سے بھی اس کے لایق نہ تھے اور نہایت کم بینی اور حماقت سے اعلےٰ اعلےٰ عہدوں پر ایسے ذلیل اشخاص کا تقرر کیا جو عام طور پر نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور کوئی شریف اُن سے بات نہ کرتا تھا۔ یہ بے عنوانی یہاں تک بڑھی کہ اس نے اپنے دو بدمتکاروں کے چھوٹے چھوٹے چھوکروں کو جو ابھی بالغ بھی نہ ہوئے تھے دمشق اور مصر کی گورنریوں پر نامزد کرکے روانہ کردیا۔ عورتوں سے اس سلطان کو بالطبع نفرت تھی

کرزن گزٹ

چوتھا کیولری ڈیویژن اس غرض سے روانہ کیا گیا تاکہ درۂ آرخینا کو بند کرکے ترکوں کی امداد وقت صوفیہ سے روک دے۔ ترک ابھی تک جنگ مدافعت کے سامان کرنے میں سرگرم تھے لیکن وقتاً فوقتاً اُن کے رسالے آگے بڑھنے کے لئے روانہ کئے جاتے تھے ۱۵ اگست مقام توسینکا پر پلونا کے جنوب مشرق میں ایک خفیف جنگ ہوئی کہ اسی اثناء میں روسی ٹڈی دل فوجیں مقام مذکور پر آگئیں۔ اور ۱۶ کو روسی فوجوں کے بازوئے چپ کو حرکت ہوئی۔ جنگ تو کچھ نمود کی نہیں ہوئی لیکن روسیوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ ترک حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اسی روز سلیمان پاشا کی فوج کا ایک کالم وادیٔ تنجا سے آگے بڑھا اور چاہا کہ درۂ ہنکوئی کو چیرتا ہوا آگے نکل جائے۔ اس ترکی کالم کا مقابلہ روسی توپخانہ اور نویں ڈیویژن کی ایک رجمنٹ سے ہوا کئی گھنٹے کی لڑائی کے بعد ترکی کالم پیچھے قدموں ہٹ گیا۔ اسی عرصہ میں اور متعدد مقامات پر بھی جنگ ہوئی لوفچا کے قریب اسکوبلوف کے لشکرگاہ پر ترکوں نے حملہ کیا اور اُس کی تمام کوہ قافی فوج کو خرگوشوں کی طرح بھگا بھگا کے مار ڈالا۔

۱۱

صرف سلطانہ ولیدہ کی تو مانی جاتی تھی باقی حرمسرائے کی کل بیگمیں کس مپرسی کی حالت میں تھیں اس بنا پر بیگمیں سلطانہ ولیدہ سے حسد کرنے لگیں۔

قانونی پیچیدگی نہایت سختی کے ساتھ پیدا ہوگئی اور ایسے سلطان کی سلطنت میں یہ بات کچھ زیادہ تعجب انگیز بھی نہیں تھی۔ وزیر اعظم اپنے آقا کی کاہلی اور سستی سے سخت پریشان ہوگیا تھا کہ یکایک ایم ڈی سینیسی سفیر فرانس کے ساتھ ایک کشش پیدا ہوگئی۔ بات یہ ہوئی کہ سفیر فرانس کے ترجمان اور سکتر نے سازش کرکے شہزادۂ مالڈیوا کو قسطنطنیہ سے بھگا دیا۔ جوں ہی اس راز کا افشا ہوا یہ دونوں فرانسیسی افسر گرفتار کر لئے گئے اور ان پر عقوبتیں ہونی شروع ہوئیں۔ سفیر پر بھی ہاتھ پڑنے کو تھا کہ وہ بھاگ کے مفتی کے قدموں پر جا پڑا اور ایک گرانقدر نذرانہ پیش کرکے بعد التجا کی کہ مجھے اس آفت سے نجات دی جائے۔ مفتی نے اُس کی سرپرستی قبول کی اور وزیر سے سفارش کرکے جان بچا دی۔ پہلے ترکی میں یہ دستور تھا کہ اگر کسی سلطنت کے سفیر سے کوئی ناراضی ہو جاتی تھی تو اُسے مثل ترکی رعایا کے سزا دی جاتی اور وہ قید کر دیا جاتا سلطنت کی مجال

۲۳ جون ۱۹۰۶ء

۲۳ جون ۱۹۰۱ء

آغاز اگست میں سلیمان پاشا کی نقل وحرکت وادیٔ تنجا سے شروع ہوئی۔ لندن ٹیمس کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ سلیمان کی فوج قصبۂ آئلکی تک جو درہ فروش سے ہین بغاز تک جانب شرق تین میل کے فاصلہ پر ہے پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں وادیٔ تنجا کہیں سے نصف کہیں سے ایک اور کہیں سے ڈیڑھ میل چوڑی ہے۔ بلقان کی پست پہاڑیوں کے نیچے واقع ہے اور یہ پہاڑیاں پندرہ سو سے دو ہزار فٹ تک بلند ہیں اور متوازی خط میں چلی گئی ہیں۔

سلیمان پاشا کے ساتھ اس وقت تیس ہزار فوج تھی مگر چھکڑوں اور سامان باربرداری کی کثرت نے اسے سات میل تک پھیلا رکھا تھا۔ فوج کے آگے کا حصہ مطلق نظر نہ آتا تھا۔ اس لئے کہ سات آٹھ میل دوری پر وادی میں فوج مشکل سے دکھائی دیتی ہے۔ بیلوں کے چھکڑے پورے تین ہزار تھے۔ اور یہ یکے بادیگرے جا رہے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ صرف ان چھکڑوں کی قطار کتنی دور تک پہنچی ہوگی۔ شب کو جہاں خیمہ ہوتا تھا عجیب کیفیت نظر آتی تھی میلوں فوج ہی فوج نظر آرہی تھی۔ کبھی کبھی کیمپ کی روشنی اس پُرشان فوج اور سامان کی خبر دیتی تھی یہ معلوم ہوتا

نہوتی کہ وہ اپنے سفیر کی حمایت میں کچھ بھی چون وچرا کر سکتی۔ تین مہینے کے بعد وزرا کا جلسہ ہوا اور اُنہوں نے باہم مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ سلطان محض نالایق ہے اسے تخت سے اُتار دینا چاہئے سوا اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ جاں نثاریوں کو بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ وہ آمادۂ فساد ہوئے اور اعلان دیا کہ ہم سلطان مصطفےٰ کی معزولی چاہتے ہیں۔ اور ہماری خواہش ہے کہ سلطان احمد خاں کا بڑا بیٹا عثمان تخت نشین کر دیا جائے۔

مصطفےٰ کی زندگی کا گویا یہیں خاتمہ سمجھنا چاہئے۔ ۱۷ مارچ ۱۶۱۸ء وہ محلسرائے کے ایک برج میں قید کر دیا گیا اور عثمان جس کی عمر اس وقت چودہ سال کی تھی فوج اور رعایا کے سامنے پیش ہوا سب نے اُسے اپنا سلطان تسلیم کر لیا۔ فوراً تخت نشینی کی کل تقریبات ادا ہو گئیں یہ نوجوان سلطان تو برائے نام تخت نشین کیا گیا۔ سلطنت کی باگ وزرا نے اپنے ہاتھ میں لیلی اور اب باقاعدہ امور جہانداری طے ہونے لگے۔ وزیر اعظم ترکی خونخوار فوج کا سپاہ سالار بنا۔ جو فوج مدت سے ایک اعلیٰ افسر کی منتظر تھی اور بے چین تھی کہ ایسا کوئی سرگردہ ہو جو ان

کہ زمین میں سے چیونٹیاں نکل آئی ہیں۔ ادہر بگلوں کا بجنا اور پھر گھوڑوں کا ہنہنانا تمام صحرا میں آبادی کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔

فوج کے بیکار رہنے کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور اب ایک خطرناک جنگ کا رنگ جمتا جاتا تھا۔ یعنی ترک درہ شپکا کو عبور کرنا چاہتے تھے یقین کامل تھا کہ ایک خطرناک جنگ ہوگی اور پھر نئے سرے سے خون کے دریا بہیں گے۔ اس وقت درہ شپکا پر کثیر تعداد روسی فوجوں کی نہ تھی صرف بیس کمپنیاں جنرل اسکوبلوف کی سرکردگی میں وہاں مقیم تھیں اور ان بیس کمپنیوں میں بھی ایک حصہ اُن پھٹے کپڑے بلغاریوں کا تھا جو مقام اسکی زگرا پر ترکوں سے مار کھا چکے تھے۔ عام طور پر یقین کر لیا گیا تھا کہ سلیمان پاشا کے ماتحت چالیس بٹالین فوج ہے اور وہ درہ شپکا پر بڑہی چلی آتی ہے۔ یہ سنکے روسیوں کی بھی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے ارادہ کیا کہ درہ شپکا پر کثیر تعداد فوجیں بھیجنی چاہئیں مبادا یہ درہ ہاتھ سے نکل جائے چنانچہ فوراً چند برگڈوں کو درہ پر بڑہنے کا حکم ہوا۔ اور کل سپاہ سالاروں نے ایک جلسہ کیا کہ شپکا کے بچانے کی کیا تدابیر کی جائیں۔

انتقام لیلے۔ عثمان ایک عیار اور لالچی شخص کی نگرانی میں چھوڑ دیا گیا۔ اس شخص نے اس بچہ کو جاں نثاریوں کے خلاف بھڑکانا شروع کیا اور کہا آپ اپنی رعایا سے شیر و شکر ہو جائیں اور دیکھیں کہ جاں نثاریوں کا اثر شہر پر کتنا ہے اور انہوں نے اپنا سکہ کیا بٹھا رکھا ہے۔

نوجوان سلطان کو جوش آگیا اور اُس نے چاہا کہ قوانین شریعۃ کا عملدرآمد سارے ملک میں ہو جائے۔ اب وہ جاں نثاریوں پر گرنے لگا اور بعض کو گرفتار کرا کے معمولی جرائم میں سخت سخت سزائیں دیں۔

اسی اثنا میں وزیر اعظم کو ایرانی سرزمین میں نمایاں کامیابی ہوگئی جتنے شہر ہاتھ سے نکل گئے تھے وہ پھر ترکی قبضہ میں آگئے۔ شاہ ایران کو مجبور کر دیا کہ وہ سابق کے عہدنامہ کو قبول کرے۔ شاہ نے دق ہو کے کل گزشتہ شروط کو پھر قبول کر لیا اور جو کچھ فاتحوں نے مانگا اُس کے پیش کرنے میں ذرا بھی چون و چرا نہ کی۔

نوجوان سلطان ایسا موقع ڈھونڈ رہا تھا کہ کسی صورت سے بھی اپنے سلف کی طرح نمود پیدا

دو رومینی ڈیویژن پیادہ فوج اور کئی رومینی توپخانے اس وقت پلونا کے آگے خیمہ زن تھے اور عجیب شان سے یہ فوج پڑی ہوئی تھی۔ اگست کے تیسرے ہفتہ میں روسیوں کو اور بھی امداد کی ضرورت محسوس ہوئی اس کثیر تعدادی پر بھی انہیں خوف ہوا کہ اگر ہم پر حملہ کیا گیا تو ترکوں کے ہاتھ سے بچنا محال ہو جائے گا۔ جدید رجمنٹیں درہ شپکا کی حفاظت کے لئے روانہ کی گئیں۔ دو دن اور دو شب یہ جدید امدادی فوج برابر راستہ طے کئے گئی نہ سوئی نہ کھانا کھایا۔ سامان باربرداری اُن کے ساتھ مطلق نہ تھا اور ساتھ نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں سامان کی وجہ سے راستہ میں دیر ہو جائے۔ اس میں کلام نہیں کہ اُن کی موجودگی کی شپکا میں اشد ضرورت تھی کیونکہ عنقریب ترکی حملہ ہونے والا تھا۔ ۱۹ اگست سلیمان پاشا نے قصبۂ شپکا پر قبضہ کر لیا اور اب خطرناک حملہ کی تیاری شروع ہوئی۔ مسٹر آرچی بولڈ فوربس نے درہ شپکا کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مقام درہ کے نام سے مشہور ہو گیا لیکن اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ اس کو درہ کہہ سکیں۔ یہ اصل میں بلقان کا ایک حصّہ ہے جہاں تھوڑی بلندی کے پہاڑ ہیں اور یہاں جو راستے ہیں

کروں اس کی تقدیر سے ایک موقع اُس کے ہاتھ لگ گیا یعنی ویووڈ والئے ٹرانسلوینیا پولینڈ والے سے ملکے آسٹریا کو نیچا دکھانا چاہتا تھا خود تو اُس کو جرأت نہ ہوئی اس نے سلطان کو آمادہ کیا کہ وائنا کا محاصرہ کر لیا جائے۔ وائنا پر فوج کشی کرنے کے لئے سلطان کا جی تو بہت للچایا لیکن دقّت یہ تھی کہ شاہ آسٹریا سے معاہدہ ہو چکا تھا اور سلطان نے اپنی شان کے خلاف سمجھا کہ وہ عہد شکنی کرے صلاح یہ ٹھیری کہ پولینڈ پر حملہ آور ہوا اور شاہ سجمند سے دو دو ہاتھ کرے فوجوں کی آراستگی کے احکام جاری ہو گئے اور چند روز کے بعد تین لاکھ جرّار لشکر سلطان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا اس کثیر تعداد فوج کے ساتھ نوجوان سلطان پولینڈ پر حملہ آور ہوا۔ پولینڈ والے قلعہ بند ہو کے لڑے اور ہر حملہ میں سلطانی فوجوں کو ناکامی ہوئی۔ ناکامی کی بڑی وجہ اچھّے سپاہ سالار کی عدم موجودگی تھی۔ آخر معمولی شرط پر صلح ہو گئی اور سلطان کسی قدر تاوان جنگ لیکے واپس چلا آیا۔

جب زمانہ جنگ ختم ہو گیا تو سلطان نے اندرہی اندر اصلاحات کی کوشش کرنی شروع کی کہ کسی طرح

وہ خاصے قابل گزر ہیں شپکا کا راستہ ایک پشتہ پر سے جاتا ہے اور اس کے دونوں طرف غار ہی غار ہیں۔ ادہر اُدہر کے پہاڑ حملہ کرنے کی بجان تھے اور حملہ آور کے لئے بہ نسبت جنگ مدافعت لڑنے والے کے یہ مقام نہایت مناسب تھا۔

۲۱ اگست کی صُبح کو عثمانی حملہ شروع ہوا اور ترکوں نے اپنا راستہ اُن گڑہوں میں سے ہو کے کیا۔ بلندیوں پر روسی تین ہزار فوج مورچہ زن تھی۔ اس کے پاس چالیس توپیں تھیں لیکن قریب ترین مقام ٹرنووا سے جو چالیس میل کے فاصلہ پر تھا اس کی امداد آ سکتی تھی۔ ترکوں کا حملہ بڑا ہی خونخوار تھا چالیس توپوں کے فیر ہو رہے تھے اور روسیوں نے اس وقت بڑی نکالی تھی لیکن پھر بھی ترکوں نے پہاڑوں پر چڑھ کے شام ہوتے ہوتے فتح کر لئے۔ ماؤنٹ سینٹ نکولس کے نیچے ڈہلوان زمین پر یہ مورچے بنے ہوئے تھے۔ شپکا کے چاروں طرف معدنیات [illegible] سے روسیوں کو بڑی امداد ملی۔ حملہ آور ترک کانوں کے پھٹنے سے اُڑے چلے جاتے تھے لیکن گولوں کا پڑنا معدنیات کا پھٹنا اُن کی کچھ بھی مزاحمت نہ کر سکا اور چند مورچوں پر

۱۵

جان نثاریوں کا قلع و قمع کر دینا چاہئے کہ پھر کوئی جھگڑا ہی نہ رہے۔ مگر سلطان اپنے اس خونی ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا کیونکہ جان نثاریوں کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی اور وہ دو سو سال سے سلطنت پر حکومت کر رہے تھے۔

اسی اثنا میں سلطان کو ایک اور خبط سوجھا کہ اس نے تمام وزرا اور شیخ الاسلام کے خلاف محمد ثالث کی بہن سے جو اس وقت ایک پاشا کی بیوی تھی نکاح کرنا چاہا۔ تمام قسطنطنیہ میں سلطان کے اس ارادہ سے سخت برہمی پیدا ہو گئی۔ شیخ الاسلام کے تن بدن میں غصہ کے مارے آگ لگ گئی اس نے فوراً ایک فتویٰ شائع کیا کہ سلطان کا یہ ارادہ شریعت غرّا کے بالکل خلاف ہے اور سلطان کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ ایک خلاف شریعت فعل کی یوں مبادرت کر سکے۔ شیخ کے اس فتوے سے سلطان ٹھنڈے پڑ گئے اور وہ خبط جاتا رہا۔

۱۶۲۲ء کے موسم بہار میں سلطان نے اعلان دیا کہ اب کے میں حج بیت اللہ کرنے جاؤں گا۔ حج بیت اللہ سے سلطان کی یہ غرض تھی کہ مکہ سے دمشق چلا جائے اور وہاں ایک زبردست

۲۳ جون ۱۹۰۸ء

۲۳ و ۲۴ اگست ۱۸۷۷ء

قابض ہو ہی گئے۔ ۲۲ اگست ترکی فوج کا بازوئے راست روسی فوج کے جانب چپ روانہ ہوا تمام دن جنگ ہوتی رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ۲۳ کو پھر جنگ ہوئی اور اب چاروں طرف سے ایسا مارا کہ روسی ادہر اُدہر پہاڑوں میں چھُپتے پڑے پھرے کہ اسی اثنار میں جنرل دلدوزنسکی کی ماتحتی میں ایک کثیر تعداد فوج کی امداد روسیوں کو آگئی۔ ترک روسی فوج کو گھیرے ہوئے پڑے تھے اور چاروں طرف سے پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے۔ ظاہری صورت تو ایسی واقع ہوگئی تھی کہ روسی دونوں طرف سے کچل کے مار ڈالیں گے ترک جانتے تھے کہ روسیوں کی امداد آگئی ہے لیکن اُن کے جوش اور حوصلے میں کچھ فرق نہ آیا تھا وہ پہاڑ پر برابر چڑھے چلے جاتے تھے۔ اوپر سے گولوں اور گولیوں کی بارش ہو رہی تھی اور عثمانی بہادر پے درپے جام شہادت پی رہے تھے لیکن چاروں طرف سے یہی آوازیں آرہی تھیں بڑہے چلو بہادروں بڑہے چلو۔ روسی سپاہ سالار نے شہنشاہ روسیہ کو تار بھیجا جہاں تک جلد ممکن ہو مدد بھیجی جائے اور یہ حضور کو اطمینان دیا جاتا ہی کہ مدد آنے تک ہم اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے اور اگر جان پر آبنی تو بے روح جسم تو مورچوں سے

---

۱۶ فوج بھرتی کرکے قسطنطنیہ پر بڑہے اور پھر جاں نثاریوں کا قلع و قمع کردے۔ سلطان کے اس باطنی ارادہ کی خبر جاں نثاریوں کو پہنچی وہ بھڑک اُٹھے اور اُنہوں نے صاف کہدیا کہ سلطان حج بیت اللہ کے لئے نہیں جاسکتا۔ اس کے بعد وزرا کا مطالبہ کیا۔ بھلا سلطان کے پاس فوج کہاں رکھی تھی جو جاں نثاریوں سے دو بدو ہوتا نہ ایسا رعایا میں کچھہ عزیز تھا کہ اُسے جاں نثاریوں کے خلاف آمادہ کرتا۔ بیچارہ دیکھتا کا دیکھتا رہگیا۔

باغی فوج نے محلسرائے سلطانی کو گھیر لیا۔ وزیر اعظم اور دوسرے وزرا کو پکڑ کے قتل کر ڈالا اور چاہا کہ عثمان کا چچا سلطان مصطفےٰ پھر تخت نشین کردیا جائے۔ قید خانہ کو توڑ ڈالا اور بدقسمت سلطان مصطفےٰ کو باہر نکال لیا اور وہ پھر دوبارہ تخت نشین کیا گیا۔

یہ سانحہ دیکھ کے عثمان کے ہوش و حواس پرّاں ہوگئے اور تمام جوش اور اولوالعزمیاں سرد پڑ گئیں اب سلطان نے منت سماجت سے کام نکالنا چاہا مگر کچھہ بات نہ بن سکی۔ ناچار سلطان اپنے چند مصاحبوں کے ہمراہ حرمسرائے سے باہر نکلا۔ جاں نثاریوں نے عثمان کو تو ہاتھ نہ لگایا لیکن

مئی ۱۶۲۲ء